مقبول جہاں بھر میں ہو دعوتِ اسلامی
صدقہ تجھے اے ربِّ غفّار مدینے کا
سنّتوں کا
روح پرور مجموعہ
فیضانِ سنّت
مع
ضمیمہ
جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں — حسن رضا
ناشر
مکتبۃ المدینہ
شہید مسجد کھارادر کراچی
فون: 203311

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
مقبول جہاں بھر میں ہو "دعوتِ اسلامی"
صدقہ تجھے اے ربِّ غفار عزوجل مدینے کا
سُنّتوں کا
رُوح پرور مجموعہ
فیضانِ
سُنّت
مع
ضمیمہ
جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
ناشر
مکتبۃ المدینہ
شہید مسجد کھارادر کراچی
فون: ۲۰۳۳۱۱

۷۸۶
۹۲

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب کا نام ---- فیضانِ سنّت

مصنف ---- مولانا محمد الیاس قادری

(امیرِ اہلسنت)

ناشر ---- مکتبۃ المدینہ کراچی

بار اوّل ---- ۲۵، صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

کتابت ---- محمد اکمل

ٹائیٹل ---- مجید شاہد

قیمت ---- -/۱۱۰ روپیہ

ملنے کا پتہ

مکتبۃ المدینہ

شہید مسجد کھارادر کراچی

فون: ۲۰۳۳۱۱

۷۸۶
مدینہ
۹۲
بقیع

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

نوٹ

امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو البلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہٗ العالی کے اصلاحی موضاعات پر سینکڑوں بیانات کی کیسٹوں کا مرکز

مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر کراچی ۲۰۳۳۱۱ فون

فہرست

مناجات

امامِ اہلسنّت مجدّدِ دین وملّت
مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوبؐ کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسّم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نورُ الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے "آمیں رَبَّنَا" کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

(صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم)

نعتِ مصطفےٰ

عطّارؔ قادری

اے کاش! شبِ تنہائی میں، فرقت کا الم تڑپاتا رہے
لحہ لحہ الفت کی آگ کو اور بھی تو بھڑکاتا رہے

بے تاب جگر، قلبِ مضطر، دے دیجئے سرور! چشمِ تر
ہر وقت بھروں ٹھنڈی آہیں، غم تیرا خون رلاتا رہے

بے چین رہوں، بے تاب رہوں، میں ہچکیاں باندھ کے روتا رہوں
یہ ذوقِ جنوں بڑھتا ہی رہے، ہر دم یہ مجھ کو رلاتا رہے

میں عشق میں یوں گم ہو جاؤں، ہرگز نہ پتہ اپنا پاؤں
دیوانہ زمانہ کہہ کہہ کر، پتھر مجھ پر برساتا رہے

جب آؤں مدینے روتا ہوا، ہو سامنے جب روضہ تیرا
اٹھ جائے نقابِ رخ ساقی! تو جامِ دید پلاتا رہے

بے کس ہوں شہا! میں دکھیارا، ہر اِک نے مجھے ہے دھتکارا
تو ہمدم ہے پھر کیا غم ہے، گو سارا جہاں ٹھکراتا رہے

صد شکر خدایا تو نے دیا، ہے رحمت والا وہ آقا
جو امّت کے رنج و غم میں، راتوں کو اشک بہاتا رہے

جب گرمیٔ حشر ہو زوروں پر، اس وقت تمنا ہے سرور!
ہم پیاس کے ماروں کو کوثر کے جام پہ جام پلاتا رہے

ہے میری تمنا میرے خدا، ہر بہن مری ہر بھائی مرا
ہر "دعوتِ اسلامی" والا، سنّت کا علم لہراتا رہے

ہے تجھ سے دعا ربِّ اکبر! مقبول ہو "فیضانِ سنّت"
ہر مسجد، ہر گھر میں پڑھ کر، اسلامی بھائی سناتا رہے

جب میرا یاور ہے سرور، پھر ڈر محشر کا ہو کیوں کر!
وہ حشر میں رسوا کیسے کرے، جو عیب یہاں پہ چھپاتا رہے

جب تن سے جدا ہو جانِ مضطر، اس وقت ہو جلوہ پیشِ نظر
ہو قبر میں بھی سایہ گستر، تو میٹھی نیند سلاتا رہے

یاربّ! یہ دعا عطّار کی ہے، جب تک زندہ دنیا میں رہے
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت عام کرے، یہ ڈنکا دیں کا بجاتا رہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

اِنتساب

میں اپنی اس کتاب "فیضانِ سُنّت" کو

حُصولِ برکت کیلئے سیّد المُرسلین، راحتُ العاشقین، مُرادُ المشتاقین

سراجُ السالکین، شمسُ العارفین، اَنیسُ الغریبین، رحمۃٌ للعالمین

(صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی بارگاہِ بےکس پناہ میں پیش کرکے.....

.... جملہ انبیاء و مُرسلین (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام)، خُلفائے راشدین

تمام صحابہ و تابعین، مذاہبِ اَربعہ کے تمام آئمّہ مُجتہدین، سلاسلِ اَربعہ

کے جُملہ مشائخ عاملین و اولیائے کاملین اور وہ تمام انسان و جِنّات

مسلمین جو محبوبِ ربّ العالمین (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے سچّے عاشقین

ہیں ان سب کی طرف معنوَن کرتا ہوں۔

طالبِ مدینہ و بقیع و مغفرت

تقاریظ

١ فاضلِ جلیل، عالمِ نبیل، اُستاذُ العلماء والفضلاء، محسنِ اہلسنت مولینا مفتی
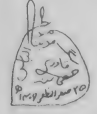
محمد اشفاق احمد صاحب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٖ — ثُمَّ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْمُخْتَارِ فِیْ الْقِدَمٖ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

صاحبُ المجدِ والجاہ فخرُ الاَقران والاَشباہ عاشقِ خیرُ الوریٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) حامیِ سُنّتِ مُصطفٰے (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) صُوفیِ باصفا حضرتِ علامہ الحاج مولانا محمد الیاس صاحب قادری رضوی ضیائی مدّ ظلّہ العالی کی شاہکار تصنیف عظیم و ضخیم کتابِ مستطاب "فیضانِ سُنّت" منظرِ عام پر آگئی۔ الحمد للہ اس کی غیر معمولی افادیّت اور جامعیّت موصوف کی غایت درجہ کی محنت اور لگن کا ثمرہ ہے۔ اس پُرفتن اور بزعمِ خویش ترقّی یافتہ سائنسی دَور میں جب کہ انسان نے اَشیاء کے فوائد و مصارف کی واقفیت کو ہی اپنی معراج سمجھ رکھا ہے۔ آج بجلی، بھاپ اور لوہے کے خواص تو معلوم ہیں مگر انسانیت کے خواص مجہول ہیں۔ فاصلے سمٹ رہے ہیں اور انسانیت مِٹ رہی ہے۔ تعلّقات بڑھ رہے ہیں مگر رُوحانی ارتقاء کے رشتے کٹ رہے ہیں۔ نئی تہذیب کی روشنی بڑھ رہی ہے اور دل تاریک ہو رہے ہیں۔ خود غرضی، افراتفری، اِنتشار و افتراق، حسد، بُغض، کینہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پامالی اور سُنّتِ رسول (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا قتلِ عام اس دَور کے خاص تحفے ہیں۔ اِخلاص لُٹ رہا ہے۔ شرافت ماتم کُناں ہے، اَخلاقی اِقدار دم توڑ رہی ہیں۔ مُروّت نالہ زن ہے اور آدمیت سسکیاں لے رہی ہے۔ مولانا موصوف نے اِس کتاب کی صُورت میں نُسخۂ کیمیا مُہیّا فرما دیا ہے۔ قرآن و حدیث اَسلاف اور صالحین کے مُؤثّر واقعات ایسے حسین انداز میں مُرتّب فرمائے ہیں کہ دارَین کی فلاح اور مُعاشرہ کی اِصلاح کا مُتلاشی ہر ایماندار اس کے مُطالعہ میں تمام رُوحانی اَمراض کا شافی عِلاج پائے گا۔ موصوف نے مسائل کے ساتھ ساتھ ترہیب و ترغیب اور فضائل کی روایات کو بھی (حتّی الاِمکان) کسی نہ کسی حوالہ سے دَرج کیا ہے۔ البتّہ ایسی اِصلاحی کُتب میں روایات کے ضُعف کو نظر انداز کر کے اُن کے مُفید و مُؤثّر ہونے کو مدِّ نظر رکھا جاتا ہے۔ زیرِ نظر تحریر بھی اِسی اندازِ فکر کی آئینہ دار ہے۔ حقیقت بین نِگاہوں سے مخفی نہ رہے گا کہ یہ کتاب مسائلِ ضروریہ کا ایسا بحرِ ذخار بلکہ مجمعُ البحار ہے جس کا مُطالعہ بہت سی کُتبِ مُتداولہ کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دے گا۔ گویا کہ یہ ہر انسان کے لئے ایک جامع دستورُ العمل ہے

عوام و خواص، مُبلغین و سامعین سب کے لیے گرانقدر اور مُفید سرمایہ ہے۔ ادب و احترام اور عشق و محبّت میں ڈوبے ہوئے یہ رشحاتِ قلم موصوف کے دردِ دل اور جذبۂ احیاءِ سُنّت کے غمّاز ہیں۔ مطالعہ کرنے والا اِن شاءَ اللہ تعالٰی اپنے دل میں عشقِ رسول (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا دریا موجزن پائے گا اور حبیب پاک (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے صدقے اپنی قسمت سنوارے گا۔ موصوف نے اس تالیف سے جہاں اپنے تحریری فریضۂ تبلیغ کو باحسن وجہ سرانجام دیا ہے وہاں ہماری ذمہ داری کو بھی دوچند کر دیا ہے کہ اس عام فہم اور سادہ محبت بھری تحریر کو پڑھ کر یا سُن کر عمل کریں۔ لھٰذا اس کتاب کو ہر شخص کے مطالعہ میں ہونا بلکہ ان پڑھ کو پڑھ کے سُنانا ہمارا فرض ہے۔ دُعا ہے اللہ تعالٰی حضرت موصوف کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمرِ دراز عطا فرمائے۔ ان کی اس تصنیف کو قبولیّتِ عامّہ بخشے اور "دعوتِ اسلامی" کے سلسلے کو دوام و استقامت عطا فرمائے۔ آمین محمّد اشفاق احمد غفرلہٗ مُہتمم مدرسہ غوثیہ جامع العُلوم مرکزی جامع مسجد خانیوال۔ ۱۹ ربیعُ الاوّل شریف ۱۴۰۸ھ

۲ حضرت شیخ الحدیث والتّفسیر ابوالعلا مفتی **محمّد عبدُ اللہ** صاحب قادری اشرفی برکاتی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ حامداً وّمُصلّیاً وّمُسلّماً۔

امّا بعد۔ فقیر ابوالعلا محمّد عبد اللہ قادری قصوری نے بفضلہٖ تعالٰی "فَیضانِ سُنّت"، جو کہ اسمِ بامُسمّٰی ہے، کو از ابتداء تا انتہا مطالعہ کیا۔ واقعی یہ کتاب مستطاب "فیضانِ سُنّت"، جو کہ سُنّتِ صلوٰۃ علی الرّسول (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) اور سُنّتِ مصافحہ و مُعانقہ، سُنّتِ اکل و شرب، سُنّتِ نشست و برخواست، سُنّتِ نیام و قیام، سُنّتِ وضو و غسل، سُنّتِ تحیۃُ الوضوء و المسجد، سُنّتِ عبادات و مُعاملات، اقتصادیات و ازدواجیات غرضیکہ تمام مستحبات و اُمور مستحسنہ اور آدابِ بارگاہِ خیرالانام (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) پر مشتمل ہے۔ اور عشقِ رسولِ معظّم اور محبّتُ النبی (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) سے جامع اور لبریز ہے۔ اس کے پڑھنے سے قاری و ناشد اور سامع دونوں بہ لطف و سُرور سے محظوظ ہوتا ہے۔ اللہ پاک (جلّ جلالہٗ) تمامی اہل السُّنّت والجماعت کثّرھُمُ اللہ تعالٰی کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالٰی ربُّ العزّت اپنے محبوبِ اکرم (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے صدقۂ جلیلہ میں جنابِ محترم رہبرِ شریعت پیرِ طریقت عُمدۃُ الواصلین زبدۃُ العارفین عاشقِ رسول (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) صوفیِ باصفا ابوالمعالی مولانا مُحمّد الیاس صاحب قادری رضوی امیرِ دعوتِ اسلامی کی سعیٔ بلیغہ اور تالیفِ جمیلہ کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ المقرّظ فقیر ابوالعلا محمّد عبدُ اللہ قادری اشرفی رضوی

(مفتی و شیخ الحدیث و پرنسپل دارُالعلوم جامعہ حنفیہ رجسٹرڈ قصور۔ پاکستان)

۱۰ ذیقعدہ ۱۴۰۷ھ

۳ مولٰینا المکرّم مفتی المُعظّم شیخ الحدیث والتّفسیر حافظ **عزیز احمد** صاحب قادری بدایونی خلیفہ مجاز شیخ الفضیلت حضرت مولٰینا ضیاءُ الدّین احمد مدنی قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

بسمِ اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ حامداً وّمصلّیاً وّمسلّماً۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے خادمُ العلماء عزیز احمد قادری نے یہ کتاب "فیضانِ سُنّت" اکثر مقامات سے پڑھی۔ مُسلمانوں کے لئے یہ ایک نایاب تحفہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالٰی مؤلّف مُحمّد الیاس قادری کی کوششوں کو کامیاب فرمائے اور مُسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسی کتابوں کی عام مُسلمانوں کو بہت زیادہ ضرورت ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْن۔ والصّلوٰۃ والسّلام علٰی سیّد المرسلین۔ وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ فقط سگِ دربارِ غوثیہ **عزیز احمد** قادری بدایونی غفرلہٗ لاہور۔

۴ خطیبِ سرحد شیخ الحدیث والتّفسیر حضرت علامہ مولٰینا مفتی **محمّد احمد** صاحب سیالوی

بسمِ اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علٰی رسولہِ الکریم

عاشقِ مدینہ مُحمّد الیاس قادری کی تالیف "فیضانِ سُنّت" کو سرسری طور پر دیکھا۔ اس کتاب میں بیشمار سُنّتوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ انداز عام فہم اور دلچسپ ہے۔ جگہ جگہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی محبت کی چاشنی اور مدینۂ طیّبہ کی مستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ یہ کتاب ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے یکساں مفید ہے۔ اللہ "فَیضانِ سُنّت" کو تمام عالمِ اسلام میں قبولِ عام نصیب فرمائے۔ اللہ کریم (عزّ وجلّ جلالہٗ) نبی کریم (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے صدقۂ جلیلہ سے مؤلّف کتابِ مستطاب "فیضانِ سُنّت" کو گفتار و کردار میں برکت و ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

محمّد احمد خادمِ جامعہ سُلطانیہ (مفتی و شیخ الحدیث)

احسنُ المدارس پنیالہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان (سرحد) ۱۰ شوّال المکرّم ۱۴۰۷ھ

۵ نمونۂ اسلاف، عالمِ باعمل، حضرت علامہ مولٰینا **ابوداؤد محمّد صادِق** صاحب قادری رضوی، خلیفہ مجاز حضرت مُحدّثِ اعظم پاکستان سیّدنا محمّد سردار احمد صاحب قادری رضوی (رحمۃ اللہ علیہ)

بسمِ اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہِ الکریم وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

امّا بعد۔ عاشقِ مدینہ حضرت مولانا محمّد الیاس قادری صاحب امیرِ دعوتِ اسلامی۔ مدّظلّہُ العالی۔ کی کتاب "فیضانِ سُنّت" کا چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کا اتّفاق ہوا۔ اور الحمدُ للہ! اسے اہلِ اسلام و عشّاقِ رسالت (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے لئے بہت مفید پایا۔ ضرورت ہے کہ ایسی کتاب کی اشاعت عام ہو۔ اور اہلِ اسلام زیادہ سے زیادہ اس سے مستفیض

ہوں۔ اور خدا توفیق دے تو اس کے مطابق خود عملی نمونہ پیش کرنے کے علاوہ موقع بموقع زبانی و تقریری طور پر ان نورانی سُنّتوں کی تبلیغ کریں تاکہ اُمّتِ محمّدی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) فرنگیانہ فیشن و ہندوانہ رسم و رواج کے بجائے اپنی خلوت و جلوت اور شادی و غمی و صورت و سیرت میں اُسوۂ حسنہ کو اپنا کر فلاحِ دارین حاصل کرے۔ خدا تعالیٰ بوسیلۂ مصطفٰے عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَا مولانا جیسے رہنمایانِ قوم کے علم و عمل، عمر و صحت اور جذبۂ تبلیغ و خدمتِ دین میں مزید برکت عطا فرمائے۔ تاکہ اہلِ اسلام ان سے زیادہ سے زیادہ اِستفادہ کریں۔ آمین۔ **اَبُوداؤد محمد صادِق غُفِرَلہٗ**

(گجرانوالہ) ۱۰-۱۰-۱۴۰۷ھ

۶ فاضل نوجوان علّامہ ابن علّامہ مفتی ابن مفتی حضرت مولینا **محمّد جان** صاحب نعیمی

یَا اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا۔

اما بعد موجودہ دور کس قدر تنگ و تاریک ہوتا جا رہا ہے مُحتاجِ بیان نہیں۔ اِس پُرفتن و پُرآشوب زمانہ میں لوگوں کے اندر جس قدر دُنیوی اِنہماک بڑھتا جا رہا ہے اور اُمُورِ دینیہ ذہنوں سے مٹتا جا رہا ہے وہ تو "اَظْہَرُ مِنَ الشَّمْسِ وَابْیَنُ مِنَ الْاَمْسِ" ہے۔ وقت کے اِس اَہم تقاضے کے پیشِ نظر سلیس اُردو زبان میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جو سُنَنِ مصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کو جامع ہو۔ اِس سلسلے میں نظرِ انتخاب مُجاہدِ ملّت امیرِ دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس قادری دامَ اقبالُہٗ پر پڑی موصوف کی ذات نے کثیر مصروفیات و سخت عدیمُ الفرصت ہونے کے باوجود احباب کے اِصرار پر اس بارِ گراں کو انجام دینے کے لئے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ آمادگی کا اظہار فرمایا اور اپنے قلیل ترین اوقاتِ فرصت میں اِس کتاب کا مُسوّدہ تیار فرمایا جس کو بعض مقامات سے بنظرِ عمیق دیکھ کر بے پایاں مسرّت و سرورِ قلبی حاصل ہوا۔ کتاب کا طرزِ بیان عام فہم ہے اور تطویل و اختصار سے خالی۔ اِن شاءَ اللّٰہ دینِ متین کے پیروکاروں کے لئے ممد و معاون اور مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ میں ناچیز سراپا تقصیر مؤلف کے لئے دُعاگو ہوں جنہوں نے بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ "**فیضانِ سُنّت**" کتاب کی تالیف کی۔ خداوندِ قدّوس ان کی کاوشوں کو منظور و مقبول اور مستجاب فرمائے۔ اور اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ ایں از من و از جملہ جہاں آمین باد۔ آمین بجاہِ سیّدِ المرسلین و راحتِ العاشقین (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ)

کتبہ احقر العباد **محمد جان نعیمی غُفِرَلہٗ**

ولوالدیہ ولاساتذۃ اجمعین۔ مؤرخہ ۴-۶-۱۴۰۸ھ

۷ حضرتِ علّامہ مولینا مفتی **غلام سرور** صاحب قادری خلیفۂ مجاز شیخ الفضیلت حضرت مولینا ضیاءُ الدین احمد مدنی قُدِّسَ سِرُّہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔

راقم ناچیز نے کتاب "**فیضانِ سُنّت**" تالیفِ مُجاہدِ اُمّت حضرت مولانا **مُحَمَّد اِلْیَاس قادری** صاحب دامت برکاتہم کو بعض مقامات سے دیکھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اسے مسلمان بھائیوں کیلئے ذریعۂ ہدایت پایا۔ اللہ تعالیٰ اسکو قبولِ عام بخشے اور حضرتِ مؤلّف کو اس پر بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔ آج کے پُرفتن دور میں اشد اشد ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بدعقیدگی سے بچایا جائے۔ پھر ان کے اعمال کی اِصلاح کی جائے۔ اُمید یکہ اس کتاب مستطاب کے ذریعے دونوں۲ کام ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ دینِ متین کی صحیح اور سچی تبلیغ کی سب کو توفیق بخشے۔ آمین۔ فقط

مُحتاجِ دُعا، الشاہ اَبُوالسَّعید **غلام سرور** قادری (مفتی و شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور، ورکن مرکزی زکوٰۃ کونسل و مُشیرِ وفاقی شرعی عدالت پاکستان)

۷-۱۱-۱۴۰۷ھ

حضرتِ سَیِّدُنا و مولینا **محمد فضلُ الرّحمٰن** القادری المدنی اطال اللہ عمرہٗ
سجادہ نشین حضرت شیخُ العرب والعجم مولینا **ضیاءُ الدین** احمد قادری رضوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی خاتم انبیائہ ورسلہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم وبعد فقد طالعت ہذا الکتاب المسمی "فیضان سنت" الذی الفہ فضیلۃ مولانا محمد الیاس القادری الرضوی الضیائی من عدۃ صفحات فوجدتہ نافعا مفیدا جدا لعامۃ المسلمین والمسلمات اسأل اللہ الکریم رب العرش العظیم بجاہ حبیبہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم ان یجزل لمؤلفہ خیر الجزاء وان یجزل لہ المثوبۃ ویبارک لہ فی دعوتہ للمسلمین ویحفظ مؤلفہ من شر الحاسدین والمعاندین انہ ولی الاجابۃ وصلی اللہ علی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم قالہ بفمہ ورقمہ ببنانہ

الفقیر الی اللہ تعالیٰ
فضل الرحمن القادری
غفر اللہ وستر عیوبہ
بجاہ حبیبہ صلی اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ: تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے وہ یکتا و یگانہ ہے۔ درود و سلام ہو خاتم النّبیّین والمرسلین پر اور آپ کی آل واصحاب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پر برکت و سلامتی۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد، میں نے اس کتابِ مستطاب یعنی "فیضانِ سُنّت" کا مطالعہ کیا جسے بلند مرتبہ حضرت مولانا محمد الیاس قادری رضوی ضیائی نے کثیر صفحات پر تالیف کیا۔ پس میں نے اس کتاب کو نافع اور مفید پایا یہ اسلام و مسلمین کی عظیم خدمت ہے۔

میں اللہ کریم (عزّوجلّ) کی بارگاہ میں جو عرشِ عظیم کا مالک ہے اس کے حبیبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ مؤلّفِ کتاب کو بہت زیادہ اچھی جزا عطا فرمائے اور ان کے لئے بہت زیادہ ثواب مرحمت فرمائے اور مسلمانوں کے لئے ان کی دعاؤں میں برکت دے اور مؤلّفِ کتاب کی مخالفین و معاندین سے حفاظت فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا محتاج فضلُ الرّحمٰن قادری

(اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے اور اس کے عیبوں کو چھپائے۔ اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے)۔

تقریظ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) علّامہ مولینا مفتی اختر رضا خان صاحب ازہری

۷۸۶

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ الکرام اجمعین

میں نے زیرِ تذکرہ کتاب مستطاب فیضانِ سنت کا ابتدائی حصہ جستہ جستہ دیکھا [illegible] طرزِ انداز سے دل بہت خوش ہوا۔ مصنف فاضل نے اس کتاب میں مختلف کتب سے بہت مفید باتوں کا ذخیرہ فراہم کیا ہے [illegible] فیضان آشکارا ہے۔ مولا تعالیٰ فیضانِ سنت کو مقبول اور [illegible] سنت [illegible] اور مصنف کو جزائے خیر دے آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

محمد اختر رضا خاں ازہری قادری [illegible] ۱۷ ذی القعدہ ۱۴۰۹ھ

پیش لفظ

از شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علّامہ مولینا

مفتی حافظ احسان الحق قادری رضوی (فیصل آباد)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انسان کا مقصدِ حیات صرف یہ ہے کہ اپنے خالق، مالک اور رازق (جلّ جلالہٗ) کو پہچانے اور اسکی بندگی بجالائے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:۔

۱ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (پ۱ ع۳) ترجمہ: اے لوگو اپنے رب (عزّوجلّ) کو پوجو جس نے تمھیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا۔ (کنز الایمان)

۳ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (پ۲۷ ع۳) ترجمہ: میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (کنز الایمان)

۲ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (پ۱۹ ع۴) ترجمہ: تم فرماؤ تمھاری کچھ قدر نہیں میرے رب (عزّوجلّ) کے یہاں اگر تم اسے نہ پوجو۔ (کنز الایمان)

۴ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ (پ۲۴ ع۱۲) ترجمہ: بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔ (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ ہم بندوں پر اللہ تعالیٰ کی بندگی لازم ہے۔ ہمیں بندگی ہی کیلئے پیدا فرمایا گیا ہے۔ اگر بندگی کریں گے تو دنیا میں، قبر میں، حشر میں ہر جگہ عزت پائیں گے۔ ورنہ دارین (دونوں جہاں) میں بے عزتی، بے قدری، ذلت و رسوائی کے سوا کچھ میسر نہ ہوگا۔ (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ) ؎ زندگی آمد برائے بندگی ٭ زندگی بے بندگی شرمندگی

لیکن اس حقیقت کو ذہن نشین کر لینا از بس ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا تصور رسولِ اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اطاعت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ قرآنِ مجید میں ہے:۔

۵ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ۵ ع۸) ترجمہ: جس نے رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ (عزّوجلّ) کا حکم مانا۔ (کنز الایمان)

۶ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (پ۲۲ ع۲) ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ (عزّوجلّ) و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ حکم فرما دیں تو انھیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار رہے۔ (کنز الایمان)

۷ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ۵ ع۶) ترجمہ: تو اے محبوب! (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے رب (عزّوجلّ) کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمھیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (کنز الایمان)

۸ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (پ ۲۲ ع ۴)
ترجمہ: اور جو اللہ (عزوجل) اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے اُس نے بڑی کامیابی پائی۔ (کنز الایمان)

ان آیاتِ مقدسہ سے صراحتاً معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی بندگی لازم ہے بعینہٖ اُسی طرح اُسکے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری بھی ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی سے مُنہ موڑنے والا جتنا بڑا مجرم ہے اُتنا ہی بڑا مجرم وہ شخص بھی ہے جو رسولِ اکرم (علیہِ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نافرمانی کرے۔ (اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہ)

اِس مضمون کی چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ ہوں:-

۱ لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اِتِّبَاعِيْ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰)
ترجمہ: اگر حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام موجود ہوتے تو اُن کے لئے میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

۲ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔ (دارمی ص ۱۱۶)
ترجمہ: قسم اُس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت میں محمدِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اگر موسیٰ علیہ السّلام تمھارے سامنے تشریف لے آتے اور تم اُنکی پیروی کر کے مجھے چھوڑ دیتے تو تم سیدھے راستے سے بہک جاتے۔

۳ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰۔ دارمی ص ۴۵)
ترجمہ: (زندگی کے نشیب و فراز میں) میری سُنّت پر عمل کرنا لازم کرلو۔

۴ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷)
ترجمہ: جس نے میری سُنّت سے روگردانی کی اُس کا مجھ سے کچھ تعلق نہیں۔

مسجدیں چھوڑ کر گھروں میں بلا جماعت نماز پڑھنے والوں کو خطاب کرتے ہوئے سیّدنا حضرتِ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: "مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا رسولِ اکرم (علیہِ الصّلوٰۃ والسّلام) کی بتائی ہوئی سُنّت ہے" اور فرمایا،

۵ لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ۔ (مشکوٰۃ ص ۹۶)
ترجمہ: اگر تم لوگوں نے اپنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سُنّت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے۔

۶ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰)
ترجمہ: فسادِ اُمّت کے وقت جو شخص میری سُنّت پر عمل کرے گا اُسے سَو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔

۷ اَوَّلُ ذَهَابِ الدِّيْنِ تَرْكُ السُّنَّةِ۔ (دارمی ص ۴۵)
ترجمہ: دینِ اسلام کے مِٹنے کی ابتداء ترکِ سُنّت سے ہوگی۔

۸ خَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷)
ترجمہ: سب سے بہتر سیرت محمدِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

۹ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ ۳ ع ۱۲)
ترجمہ: تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمھیں دوست رکھے گا۔ (کنز الایمان)

پس جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرمائے اُس کی بابت حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ جبریلِ امین (علیہ السّلام) کو حُکم

دیتا ہے کہ فُلاں بندہ میرا محبوب ہے تم بھی اُسے اپنا محبوب بنالو۔ حضرت جبریل (علیہ السلام) اُسے محبوب بنالیتے ہیں پھر آسمانوں میں اعلان کیا جاتا ہے کہ فُلاں بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ اے فرشتو! تم سب اُس سے محبّت کرو! چنانچہ آسمان والے فرشتے سب کے سب اُس سے محبت فرمانے لگ جاتے ہیں پھر زمین میں اُس کی مقبولیت اُتاری جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۵)

بنابریں اولیائے کاملین کے آستانوں پر اُن کے وِصال شریف سے پہلے بھی اور وِصال کے بعد بھی عوام و خواص کا میلہ لگا رہتا ہے اور سب کے سب حُسنِ عقیدت کے ساتھ حاضر ہو کر رُوحانی اِستفادہ کرتے رہتے ہیں ؎

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی! بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی!

۱۰ مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰)
ترجمہ: جس نے میری سُنّت سے محبّت کی اُس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔

۱۱ مَنْ اَحْيٰى سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰)
ترجمہ: جس نے میرے بعد میری کسی مِٹی ہوئی سُنّت کو زندہ کیا اُسے اس پر عمل کرنے والے سب لوگوں کے برابر ثواب ملے گا۔

فوائد

اِن آیاتِ مقدّسہ اور احادیثِ کریمہ سے درجِ ذیل فوائد حاصل ہوئے:-

(۱) اللہ تعالیٰ کی بندگی ہم سب پر فرض ہے۔ (۲) حُضورِ اقدس عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ والسّلام کی فرمانبرداری کا نام اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔ (۳) پیغمبرِ اسلام (عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالسَّلَام) کی فرمانبرداری آپ کی مقدّس سُنّتوں کی پیروی سے ہوتی ہے۔ (۴) دینِ اسلام کی نورانی عمارت آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی پیاری پیاری سُنّتوں پہ قائم ہے اور سُنّتیں بمنزلہ سُتون کے ہیں اگر سُنّتیں قائم ہیں تو دینِ اسلام قائم ہے اگر سُنّتیں ضائع کردی جائیں تو سمجھ لیجئے کہ دینِ اسلام ضائع کر دیا گیا۔ (معاذ اللہ)۔ (۵) اگر کوئی شخص بہت بڑا ثواب حاصل کرنا چاہے تو اُسے اِسلئے سُنّت میں مصروف ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ مِٹی ہوئی سُنّتوں پر عمل کرنے سے سَو، سَو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ (۶) سُنّتوں پر عمل کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہو جاتا ہے اُس سے آسمانوں کے فرشتے پیار کرتے ہیں، زمین والے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، عوام و خواص میں مقبول ہو جاتا ہے۔ (۷) سُنّتوں پر عمل کرنے کی بدولت رسولِ اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی سچّی محبّت اور سچّا عشق نصیب ہو جاتا ہے، جو دُنیا اور عُقبیٰ کی سب نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے جس میں کامیاب ہونے سے دارین (یعنی دنیا و آخرت) کی سعادتیں نصیب ہو جاتی ہیں ؎

اے خُنک چشمیکہ اَو گِریاں اُو — وے ہمایوں دِل کہ اُو بریاں اُو

ترجمہ: وہ آنکھ ٹھنڈی ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فراق میں روتی ہے۔ وہ دل مبارک ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عشق میں بُھنا ہوا ہے۔

لِیْ حَبِیْبٌ حُبُّہٗ یَشْوِی الْحَشَا ۔۔۔ لَوْ یَشَاءُ یَمْشِیْ عَلٰی عَیْنِیْ مَشٰی

ترجمہ: میرے ایک محبوب (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں۔ ان کی محبت میرے اندر کو بھون رہی ہے۔ اگر وہ میری آنکھوں پر پاؤں رکھ کر چلنا چاہیں تو زہے نصیب! آنکھیں حاضر ہیں!!

اُقْتُلُوْنِیْ اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتُ ۔۔۔ اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتًا فِیْ حَیَاتِ

ترجمہ: اے میرے باوُثوق محبوب (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) آپ مجھے اپنی اطاعت میں، عمل بِالسُّنَّۃ میں فانی کردو! اپنی محبت میں مار ڈالو! کیونکہ اس فنائیت میں میرے لئے ابدی زندگی موجود ہے۔

(۸) آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کی سُنّتوں کی پیروی تورات وانجیل کی پیروی سے بدرجہا بہتر ہے اسی لئے حضرت موسٰی علیہ السلام جنہیں تورات شریف ملی اگر اس دور میں ظاہر ہوتے تو تورات پر عمل کرنے کی بجائے پیارے مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کی سُنّتوں پر عمل کرتے اور جب حضرت عیسٰی علیہ السلام اُتریں گے تو آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) ہی کی سُنّتوں پر عمل کریں گے اور ان ہی سُنّتوں کے پیروکار سیّدنا مہدی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ (مشکوٰۃ ص۴۰۵)

درجِ بالا آیاتِ کریمہ اور احادیثِ مقدسہ اور فوائد سے کتاب مستطاب «فیضانِ سنّت» کی عظمت خود بخود ذہن نشین ہو جاتی ہے کیونکہ اس کتاب میں وہ پیاری پیاری سُنّتیں (جن پر عمل کرنے سے آدمی (عامل) سو، سو شہیدوں کا ثواب حاصل کرتا ہے اور اللہ تعالٰی اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کا محب ہی نہیں بلکہ محبوب بندہ اور پیارا اُمتی بن کر جنّتُ الفردوس کا حقدار ہو جاتا ہے۔) بسط و تفصیل کے ساتھ دل نشین انداز میں درج کی گئی ہیں۔ سادہ الفاظ اور سلیس زبان میں اُمّت کی خیر خواہی سے سرشار ہو کر والیِ اُمّت، نبیِ رحمت (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کی محبت کا چھلکتا جام پی کر مثالیں دے دے کر ایسی پیاری تقریر فرمائی گئی ہے کہ سخت سے سخت دل بھی نرم ہو جاتا ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرکے آئندہ سُنّتوں کی پیروی کا عزم بالجزم کرکے مدنی قافلے میں ہمیشہ کے لئے شامل ہو کر زبانِ حال سے یوں گنگناتا ہے۔

کہے جا کہے جا مدینے کی باتیں ۔۔۔ یہی ہیں یہی میرے جینے کی باتیں
زمانے کی باتوں سے کیا میرا مطلب؟ ۔۔۔ یہ باتیں نہیں میرے جینے کی باتیں

یوں معلوم ہوتا ہے کہ «فیضانِ سنّت» کو مدنی فیض براہِ راست بھی پہنچ رہا ہے اور بغداد شریف اور بریلی شریف سے ہو کر بھی۔ بنا بریں اس کتاب کو پندرھویں[۱۵] صدی کی بہترین و مفید ترین تصنیف قرار دینا بالکل درست ہے۔ اس پر عمل کرنے سے منازلِ سلوک طے ہو سکتے ہیں اور مدارجِ ولایت تک رسائی میسّر ہو سکتی ہے۔

«فیضانِ سنّت»، بارہ سو[۱۲۰۰] سے زائد صفحات کی ضخیم کتاب ہے میں نے اس کے سینکڑوں صفحات بڑی دلچسپی سے پڑھے اور اسے نفیس ترین کتب میں شمار کیا۔

«فیضانِ سنت» میں پیارے مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کا اسمِ پاک بڑی محبت سے لکھا گیا ہے۔ اور ہر جگہ نامِ مبارک کے ساتھ پورا درود شریف لکھا گیا ہے۔ اور صرف ﷺ یا صلعم کے لکھنے کی ناپاک بدعت سے احتراز کیا گیا ہے یونہی صحابۂ کرام (علیہم الرضوان)، اہلِ بیتِ اطہار (علیہم الرضوان)، اولیاءِ کاملین (رحمہم اللہ)، اُمّہاتُ المؤمنین (رضی اللہ تعالٰی عنہن) کے اسماءِ مبارکہ کے لکھنے میں پوری محبت و عقیدت کا اظہار کیا گیا ہے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ (یعنی اللہ تعالٰی ان کو اچھی جزا عطا فرمائے)۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ «فیضانِ سنّت» کے مصنف دعوتِ اسلامی کے امیر حضرت مولانا محمد الیاس قادری کی شفاعت میں بروزِ حشر یہ سب حضرات دلچسپی لیں گے اور ہر ایک انھیں اپنے ساتھ جنّت میں لے جانے کی کوشش کرے گا۔ کیونکہ ۔

لج پال پریت نوں توڑ دے نئیں ۔۔۔ جدھی بانہہ پھڑدے اُنہوں چھوڑ دے نئیں

«فیضانِ سنّت» کا اگر بِالْاِسْتِیْعَاب (یعنی اوّل تا آخر) مطالعہ کیا جائے اور مسائل یاد رکھنے کی کوشش کی جائے تو جہاں دل میں دینی معلومات کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا معلوم ہوگا وہاں ہزارہا مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ثواب بھی نامۂ اعمال میں درج ہو جائے گا کیونکہ اس کے ایک ایک صفحہ میں کئی کئی مرتبہ درود شریف لکھنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ اور بزبانِ حال کہا گیا ہے ۔:

میں وہ سُنّی ہوں جمیلؔ قادری مرنے کے بعد ۔۔۔ میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم)

«فیضانِ سنّت» کے ہر صفحہ کو پھولوں کی باڑ سے سجانے کی بجائے بہترین کاتب سے مکہ، مدینہ چاروں طرف لکھوا کر بہت ہی خوبصورت بنایا گیا ہے تاکہ «فیضانِ سنّت» کا ہر قاری مطالعہ کے دوران مکّۂ مکرّمہ اور مدینۂ طیبہ کے تصوّر میں ڈوبا رہے اور چھما چھم نُور کی بارش اس کے دل و دماغ پر ہوتی رہے ۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں! ۔۔۔ دل کو جو عقل دے خدا (عزوجل) تیری گلی سے جائے کیوں

"فیضانِ سنّت" کے مصنف سے احباب کو متعارف کرانے کے لئے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آپ "دعوتِ اسلامی" کے امیر ہیں جب حد درجہ کے نامساعد حالات میں «دعوتِ اسلامی» کی بنیاد رکھی تو اَعداءِ دین کے علاوہ حاسدین بھی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ لیکن آپ مخالفتوں کی زبردست یورش دیکھ کر بزبانِ حال سرکارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ حضرت جناب محمد مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کی بارگاہ بے کس پناہ میں یوں مستغیث ہوئے۔

ایک طرف اَعدائے دیں اک طرف ہیں حاسدین ۔۔۔ بندہ ہے تنہا شہا (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم پہ کروڑوں درود
کیوں کہوں بے کس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں ۔۔۔ تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروڑوں درود

کریم آقا (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) نے کروڑوں درودوں کا یہ نذرانہ قبول فرما کر ایسا کرم فرمایا کہ امیر "دعوتِ

اسلامی،، کو نہ تنہا رہنے دیا نہ بے کس اور نہ بے بس۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اب لاکھوں کی تعداد میں اَحْبابِ اہلِ سُنّت "جماعت دعوتِ اسلامی" سے مُنسلک ہیں۔ جن کے چہرے مقدّس داڑھیوں سے اور سر پاکیزہ وخوبصورت عماموں سے سجے ہوئے ہیں۔ وہ نوجوان جو ناپاک فلمی گانے گاتے رہتے تھے اب ان کی زبانوں پر "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ" جاری رہتا ہے اور دُوسروں کو اِس مقدّس قافلے میں شامل کرنے اور نیک بنانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

مولانا اَلمُحترم ۲۶ رمضانُ المبارک ۱۳۶۹ھ میں کراچی میں ایک میمن مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ محترم عبدُ الرّحمٰن باوا باڑی والا نیک، پرہیزگار شخص تھے۔ اُن کا انتقال حج کے بعد ۱۴ ذُو الحِجّۃُ الحرام ۱۳۷۰ھ عرب شریف میں ہوا۔ اُس وَقت اُن کے فرزندِ اَرجمند حضرت مولانا محمد الیاس قادری کی عمر صِرف ڈیڑھ یا دو سال کی تھی۔ یتیمی میں اللّٰہ تعالیٰ کی ایسی رَحمتیں لُوٹیں کہ تقریباً تیس ۳۰ سال کی عُمر میں حج وزِیارت کی دولت نصیب ہوئی جب مدینۂ طیبہ (صَلَّی اللّٰہُ علیٰ صاحِبِہا) کی زِیارت کی تو وہاں خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا محمد ضیاءُ الدّین احمد مَدَنی (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) کی زیارت کی اور آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا (ویسے بذریعۂ خط پہلے ہی سے حضرتِ شیخُ الفضیلت رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کی بیعت سے مُشرّف ہو چکے تھے)۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ "دعوتِ اسلامی" کو مزید مقبولیّت بخشے اور "فیضانِ سُنّت،، کو سُنّیوں کے ہر ہر گھر میں پہنچائے۔ آمین بجاہِ طٰہٰ و یٰسٓ (صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم)۔

فقیر محمد احسانُ الحق القادری الرّضوی غُفِرَ لَہٗ

(صدر) مُدرّس جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام فیصل آباد

۲۷ ذی الحجّۃ المکرّمہ ۱۴۰۸ھ

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہِ الکریم۔ از مصنّف "فیضانِ سنّت"

پیارے اسلامی بھائیو! آہ! آج مسلمانوں کی جو کچھ حالت ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ایک طرف اگر فرنگی تہذیب کی بھرمار ہے تو دُوسری طرف فیشن کی یلغار۔ مسلمانوں کی اکثریت آج دین کی معلومات سے تقریباً نابلد و ناآشنا ہے۔

اَفسوس! مُسلمان دنیا میں آکر دنیا کے پُرفریب مناظر میں کچھ اس طرح گم ہو چکے ہیں کہ انھیں اب یہ احساس تک نہیں رہا کہ کبھی ہمیں اس دنیا سے رُخصت بھی ہونا پڑے گا۔ انھیں اس بات کا قطعی خیال تک نہیں کہ موت بھی آ کر دیکھتے ہی دیکھتے انھیں خوفناک اور اندھیری قبر میں سُلا دے گی۔

آہ! مردُود شیطان نے تقریباً تمام تر معاشرہ کو برباد کر کے تہس نہس کر ڈالا ہے۔ آج مسلمان نصاریٰ کے فیشن پر تو فخریہ طور پر عمل کرتا ہے۔ لیکن اُسے پیارے مُصطفیٰ مدینے والے آقا (صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی سُنّتوں کا نہ تو خاطرخواہ پاس، نہ سُنّتوں کا عِلم ہے نہ احساس۔ اِن نامُساعِد حالات میں الحمدُ للّٰہ ۱۴۰۱ھ کے اوائل میں کراچی سے صلوٰۃ وسُنّت کی تحریک "دعوتِ اسلامی،، کا آغاز ہوا۔ اور یہ مُقدّس تحریک دیکھتے ہی دیکھتے کراچی کے علاوہ پاکستان کے سب شہروں اور دیہاتوں میں پھیل گئی۔ اور اس تحریک کے اثرات پاکستان کے علاوہ بیرونِ پاکستان بھی پہنچنے شروع ہوئے۔

الحمدُ للّٰہ! "دعوتِ اسلامی،، کے مُبلّغین کی تبلیغ سے لاکھوں مُسلمانوں کو فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ سُنّتوں پر عمل کرنے کا بھی شوق حد درجہ پیدا ہو گیا۔ لہٰذا اب ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی جس میں کثیر تعداد میں مدنی آقا (صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی سُنّتوں کا بیان کیا گیا ہو۔ اور وہ کتاب ہو بھی آسان اور سلیس زبان میں۔ اب اس کتاب کی تصنیف وتالیف کی ذِمّہ داری کون قبول کرے؟

عُلمائے کِرام اور اسلامی بھائیوں کا سگِ مدینہ عُفِیَ عنہٗ سے اِصرار رہا کہ اِس کتاب کو تم ہی مُرتّب کرو۔ مگر سگِ مدینہ کی علمی بے بِضاعتی مانِع رہی۔ بالآخر احباب کے پیہم اِصرار پر اللّٰہ عزّوجلّ کی رَحمت اور مدینے کے سُلطان (صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی نُصرت پر بھروسہ کر کے اِس اَہم ترین اور مُقدّس کام کا آغاز کر ہی دیا۔ اپنی تبلیغی اور نجی مصروفیات سے کچھ نہ کچھ وَقت نِکال نِکال کر اِس عظیم کتاب کی تالیف کے لئے کوشش کرتا رہا۔

الحمدُ للّٰہ! بالآخر کامیابی ہو ہی گئی۔ اللّٰہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سُنّتوں کی عظیم کتاب تیار ہو گئی۔ اور اس کا نام "فیضانِ سُنّت،، رکھا۔

واللّٰہِ العظیم! یہ مُقدّس کتاب صِرف اور صِرف رِضائے الٰہی (عزّوجلّ) وخوشنودیٔ مُصطفوی (صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے حصول کی خاطر لکھی گئی ہے۔ اِس کتاب سے کسی قسم کا حصولِ زر مقصود نہیں۔

چونکہ یہ کتاب عوام النّاس کے لئے تحریر کی گئی ہے۔ اس لئے اس میں خصوصًا احادیثِ مبارکہ کے عربی متن کے بجائے براہِ راست ترجمہ پیش کر دیا گیا ہے۔ نیز عوام کی سہولت کے لئے خاص کر مشکل الفاظ پر اِعراب لگانے کی بھی پوری کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کی تصنیف میں بے حد احتیاط سے کام لیا گیا ہے تاہم "اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مِّنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ"، (یعنی انسان خطا کا پُتلا ہے) کے تحت یقینًا اس کتاب کو اغلاط سے مُبرّا قرار نہیں دیا جاسکتا۔ قارئینِ کرام سے استدعا ہے کہ اگر وہ کوئی ایسی بات پائیں جو واقعی شرعًا غلط ہو تو تحریری طور پر مُطّلع کر کے اجرِ عظیم کمائیں۔ اس کتاب کے بارے میں یہ آرزو ہے، جسے اپنے ایک شعر میں پیش کیا ہے۔

شعر: ہے تجھ سے دُعاء ربِّ اکبر! مقبول ہو "فیضانِ سُنّت"،
ہر مسجد، ہر گھر میں پڑھ کر، اسلامی بھائی سُناتا رہے

اے کاش! مساجد میں، مدارس میں، اسکولوں میں اور کالجوں میں بلکہ اپنے اپنے دفتروں حتّٰی کہ گھروں میں بھی ہمارے اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں حلقہ کی صُورت میں روزانہ صرف چند منٹ "فیضانِ سُنّت"، کا درس دیں یعنی پڑھ کر سُنائیں اور ڈھیروں ثواب کمائیں۔

سگِ مدینہ ان تمام عُلمائے کرام کا بے حد مشکور و ممنون ہے جنہوں نے کتاب "فیضانِ سُنّت"، کے زیورِ طبع سے آراستہ ہونے سے قبل ہی اس کا مُطالعہ کیا اور خوب خوب پذیرائی فرمائی۔ اور ان اسلامی بھائیوں کے احسانات کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا جنہوں نے اس کتاب مُستطاب کیلئے مُعاونت کی۔

اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) ان تمام عُلمائے کرام اور اسلامی بھائیوں نیز "فیضانِ سُنّت"، کے ہر قاری اور سامع کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ان سب کا سینہ مدینہ بنائے۔ آمین۔ آمین بجاہِ النّبیِّ الْاَمین (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ)

سگِ مدینہ "فیضانِ سُنّت"، کے ہر قاری اور سامع سے مُلتجی ہے کہ وہ برائے کرم یہ دُعا فرمایا کریں کہ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) سگِ مدینہ کا سبز سبز گنبد کی ٹھنڈی ٹھنڈی اور میٹھی میٹھی چھاؤں میں، سُنہری جالیوں کے رُوبرو، محبوبِ پاک (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کے جلوؤں میں ایمان پر عافیت کے ساتھ خاتمہ فرمائے اور جنّتُ البقیع میں ۲ گز زمین نصیب کرے۔ اور جنّتُ الفردوس میں پیارے آقا (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کا پڑوس عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ وسلم

دُعائے مدینہ، بقیع و مغفرت کا طلبگار

شعر: تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شُمار جُرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

کراچی

تعارُف مُصنّف "فیضانِ سُنّت"

از حضرتِ علّامہ مولینا مفتی حافِظ قاری نیاز احمد سُلیمانی قادری دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم: مدرسہ جامعہ مہریہ مفتاح العلوم سنانواں تحصیل کوٹ ادو

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ٭ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سنہ ۱۴۰۲ھ کے اوائل میں پہلی بار جب سُنا کہ شہرِ کراچی میں "دعوتِ اسلامی"، کے نام سے صلوٰۃ و سُنّت کی تبلیغ کیلئے ایک تحریک کا آغاز ہو چکا ہے اور اس تحریک کے امیر حضرت مولانا محمد الیاس قادری مدظلّہُ العالی ہیں جو بہت ہی مُتّقی و پارسا اور سچے عاشقِ رسول (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) ہیں۔ غائبانہ تعارُف ہی نے مجھے ان کا ایسا گرویدہ کیا کہ آرزوئے دل بار بار عقیدتمندانہ صدا دے رہی تھی کہ جن کی تعریف و توصیف میرے کانوں نے سُنی ہے کاش! میری آنکھیں بھی ان کے دیدار سے مشرّف ہوں۔ کرمِ خداوندی کہ امیرِ دعوتِ اسلامی کی ملتان شریف میں تشریف آوری کی اطلاع ملی۔ یہ مژدۂ جانفزا پا کر جھوم اُٹھا اور ملتان شریف کی جامع مسجد پھول ہٹ میں ہونے والے اجتماع میں عاشقِ مدینہ مولانا محمد الیاس قادری کے دیدار کا منتظر رہا۔ جیسے ہی امیرِ دعوتِ اسلامی کے بیان کا اعلان ہوا، میرا وُجود ہمہ تن متوجہ ہو کر اس مقام کو اپنی آنکھوں میں بسانے لگا جہاں امیرِ دعوتِ اسلامی تشریف فرما ہونے والے تھے۔ حیرت بالائے حیرت جن کے میں نے بے حد چرچے سُنے تھے، وہ شخصیت ایک دُبلے پتلے نوجوان کی صورت میں میرے سامنے نمودار ہوئی۔ سر پہ عمامہ شریف، کالی کالی زُلفیں، چہرہ پر شرعی مقدار کے مطابق داڑھی مبارک۔ سفید لباس اور سینے پر دل کی جانب جیب میں مسواک۔ سُنّتِ مُصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کا یہ عملی نمونہ دیکھ کر میں بحرِ حیرت میں مستغرق ہو گیا۔ اور ایسا محسوس ہونے لگا جیسے صدیوں پرانے کسی ایسے بُزرگ کے دیدار سے میری آنکھیں مشرف ہو رہی ہیں جنکے واقعات ہم کتابوں میں پڑھا کرتے ہیں۔

اب آپ نے اپنے مخصوص انداز میں بیان شروع فرمایا۔ اللّٰہ اکبر! جن کے وُجودِ ظاہری سے سُنّتوں کا ظہور ہو رہا تھا۔ ان کا بیان بھی پیارے مصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کے والہانہ عشق اور پیاری پیاری سُنّتوں سے لبریز تھا۔ انداز بالکل سادہ اور عام فہم تھا۔ آپ کی زبانِ حق ترجمان سے نکلا ہوا ہر جُملہ دل کی گہرائیوں میں اُترتا چلا گیا۔ کیوں نہ ہو کہ

شعر: جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

بیان کے بعد اندھیرے میں ذکرِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) ہوا۔ پھر اندھیرے میں ہی عاشقِ مدینہ نے عشق و مستی میں ڈوب کر اپنے مُنفرد انداز میں مدینۂ منوّرہ کا حسین تصوّر کرایا۔ اس اندازِ دیوانگی و وارفتگی سے میں پہلی مرتبہ آشنا ہو رہا تھا۔ میرے دل کی کیفیت عجیب ہو رہی تھی۔ اور میں بھی آپ کے ہمراہ تصوّر ہی تصوّر میں سوئے مدینہ چل پڑا۔ الحمدللہ! میری

قلبی لگا ہیں مدینۂ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔ سبز سبز گنبد، سنہری جالیاں اور وہاں کے نورانی جلوؤں سے دل جگمگانے لگا۔ کافی دیر تک تصوری تصور میں بارگاہِ رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حاضری رہی۔ پھر اسی پُرکیف سماں میں حضرت صاحب نے بارگاہِ خداوندی کی طرف رُجوع کیا۔ اور رو رو کر اللہ تعالیٰ (عزوجل) کے حضور دعا مانگنا شروع کی۔ میرا تو رُواں رُواں کانپ اُٹھا۔ مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور میری آنکھوں نے اِس قدر آنسو بہائے کہ خدا کی قسم! خوفِ خدا (عزوجل) و عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) میں اس سے قبل کبھی بھی نہ بہائے تھے۔ میں عاشقِ مدینہ کا گرویدہ تو پہلے ہی سے تھا مگر بیانِ پُرانوار، تصورِ مدینۂ سیدِ ابرار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اور دُعائے دلفگار نے تو مجھے آپ کا ایسا دیوانہ و شیدا بنا دیا کہ میں اختتامِ اجتماع پر بےتابی سے آپ کی دست بوسی کا انتظار کرنے لگا۔ پھر قطار میں لگ کر اَلحمدُللہ! میں نے غلامِ محبوبِ غفار کی دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔ اور اِس پر مجھے کافی سکون حاصل ہوا۔

بہرحال! میں عاشقِ مدینہ کے شربتِ دیدار کا جام پی کر اس حال میں اپنے شہر کی طرف لوٹا کہ میرا دل آپ کی محبت و الفت سے لبریز ہو چکا تھا۔ میں بلاخوفِ تردید یہ کہوں گا کہ "دعوتِ اسلامی" کے ماحول میں آنے کے بعد مجھے بے شمار سُننِ سیدِ ابرار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) سیکھنے کو ملیں۔ اور عمل کرنے کا اس قدر جذبہ بیدار ہوا کہ دل فرائض و واجبات اور سُنن کے ساتھ نفلی صوم و صلوٰۃ کا بھی مشتاق ہوگیا۔ بہرکیف اپنے شہر پہنچنے پر میں نے اپنی مسجد کے مُقتدیوں اور اپنے دارُالعلوم والوں اور اپنے دوست و احباب کو اجتماع کی روحانیت و نورانیت کے بارے میں بتایا اور عاشقِ مدینہ کی ذاتِ بابرکات کا تذکرہ کیا۔ سُبحان اللہ! میرے احباب و رفقاء اِس ذکرِ خیر سے بےحد متاثر ہوئے اور اپنے آپ کو ایسے ماحول میں ڈھالنے کے لئے آمادہ ہوگئے۔ اور اب اَلحمدُللہ! ہمارے شہر کی تقریباً تمام مساجد میں دعوتِ اسلامی کا سلسلۂ درس جاری ہے اور "سِنّاواں" سطح پر ہفتہ وار اجتماع بھی منعقد ہوتا ہے۔

سُنّتیں عام کریں دین کا ہم کام کریں — نیک ہوجائیں مسلمان مدینے والے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

میرے لئے یہ بات نہایت ہی قابلِ فخر ہے کہ دُنیائے اسلام کی عظیم اور بُلند پایہ ہستی جس کے دیدار کیلئے لاکھوں دل تڑپتے ہیں۔ یعنی عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) حضرت قبلہ مولانا محمد الیاس قادری مَدَّظِلَّہُ العالی نے میری خواہش پر مجھے قادریہ سلسلے میں بھی بیعت کرلیا۔ اور اس بات پر تو میری نسلوں کو بھی فخر رہے گا کہ اس عظیم شخصیت کا تعارف پیش کرنے کی مجھے سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ میں اس بات پر اللہ (عزوجل) کا جتنا بھی شکر کروں وہ کم کم اور کم ہے۔ گو آپ کی ذات خصوصاً اہلِ پاکستان کیلئے اب مُحتاجِ تعارف نہیں رہی۔ تاہم یہ میرے لئے سعادت ہے۔ میں اس تصور سے جھوم اُٹھتا ہوں کہ ہر وہ اسلامی بھائی جو ابھی تک آپ سے کماحقُّہٗ مُتعارف نہ تھے وہ بھی جب اس تعارف کو پڑھیں گے تو اِن شاءَ اللہ (عزوجل) ضرور اس عظیم و بابرکت ہستی امیرِ دعوتِ اسلامی کے قُرب کو حاصل کرنا اپنی سعادت سمجھیں گے اور زادِ آخرت جمع کرنے کی کوشش میں جلدی کریں گے اور خدا کی قسم! تعارف پیش کرنے کا مقصد بھی یہی ہے

اللہ رب العالمین کی بارگاہ [illegible] اسلامی بھائی [illegible] والے اسلامی بھائیوں کو اللہ تعالیٰ میرے لئے سببِ ثواب اور ذریعۂ مغفرت بنائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقہٖ محمدٍ و علیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

ابتدائی حالات

حضرت مولانا محمد الیاس قادری ۲۶ رمضان المبارک [illegible] بمطابق [illegible] میں کراچی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حاجی عبد الرحمٰن [illegible] آپ کے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے تھے [illegible] پرما شاءَ اللہ سُنّت کے مطابق پوری داڑھی تھی [illegible] گاؤں "کُتیانہ" (جوناگڑھ) میں مقیم تھے [illegible] نہایت ہی بےدردی و سفاکی کے ساتھ شہید کر دیا گیا [illegible] ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے۔ ابتداءً حیدرآباد [illegible] لائے اور یہیں پر سکونت اختیار کرلی اور حصولِ معاش کیلئے آپ کے والد محترم نے [illegible] فرم کی ایک شاخ "سیلون" کے دارالخلافہ "کولمبو" میں بھی تھی [illegible]

ابھی آپ عالمِ شیرخوارگی ہی میں تھے کہ آپ کے والد صاحب کو مدینے کا بلاوا آیا [illegible] ایامِ حج میں عرب شریف میں کافی لُو اور گرم ہوا چلی جس سے کافی اموات واقع ہوئیں۔ آپ کے والد صاحب کو بھی [illegible] لگ گئی لہٰذا آپ کو جدہ کے اسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ وہیں آپ کا ۱۴ ذوالحجۃ [illegible] میں انتقال ہوگیا۔

والدِ مرحوم پہ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا کرم

حضرت صاحب کی بڑی ہمشیرہ کا بیان ہے کہ میں نے والد صاحب کے وصال شریف کے بعد ایک بار نہایت ہی پُرنور خواب دیکھا۔ کیا دیکھتی ہوں کہ والد صاحب ایک نہایت ہی نورانی چہرے والی بزرگ ہستی کے ساتھ تشریف لائے اور میری بہت قدر کرنے لگے۔ "بیٹی! [illegible] ہمارے پیارے آقا سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں" پھر سرکارِ مدینہ سُرورِ قلب و سینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے مجھ پر نہایت ہی شفقت کرتے ہوئے فرمایا، "تم بہت خوش قسمت ہو۔"

کیوں کریں بزمِ شبستانِ جِناں کی خواہش — جلوۂ یار جو شمعِ شبِ تنہائی ہو

قصیدۂ غوثیہ کی برکت

۱۹۷۹ء میں جب عاشقِ مدینہ "کولمبو" تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں کو والد صاحب سے بہت متاثر پایا۔ کیونکہ انھوں نے وہاں کی عالیشان حنفی میمن مسجد کے انتظامات سنبھالے تھے۔ اور اس مسجد کی کافی خدمت بھی کی تھی۔ کولمبو میں قیام کے دوران حضرت صاحب کے خالو نے دورانِ گفتگو آپ کو بتایا کہ "میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جب کبھی چارپائی پر بیٹھ کر آپ کے والد صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) "قصیدۂ غوثیہ" پڑھتے تو چارپائی زمین سے بلند ہوجاتی تھی!" انتقالِ والد کے بعد جوانی تک محترم عبد الغنی صاحب جو آپ کے ایک ہی

بھائی تھے اور عمر میں آپ سے بڑے تھے انہوں نے ساتھ دیا۔ پھر وہ ایک ٹرین کے حادثہ میں وفات پاگئے۔

ایصالِ ثواب کی برکت

جناب سید عبدالقادر صاحب کہتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد الیاس قادری نے بطورِ تحدیثِ نعمت ایک بار مجھ سے فرمایا کہ بڑے بھائی صاحب کا ۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ کو ٹرین کے حادثہ میں انتقال ہوا۔ اور اسی سال جب ماہِ رمضان کی پہلی پیر آئی تو دوپہر کے وقت میری بڑی ہمشیرہ صاحبہ نے مجھ سے چند غیر متوقع سوالات کئے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ کیا تم کل قبرستان گئے تھے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر پوچھا، کیا تم مرحوم بھائی جان کی قبر پر ہفتہ میں کبھی دو تو کبھی تین بار بھی حاضری دیتے ہو؟ میں نے ذرا چونک کر کہا جی ہاں۔ (میرے چونکنے کی وجہ یہ تھی کہ میری ہمشیرہ کو تو صرف اتوار کی شام میرے قبرستان جانے کا علم تھا اور ماہِ رمضان المبارک میں اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد میری گھر پر موجودگی کی وجہ سے شاید وہ یہ سمجھی ہوں گی کہ میں قبرستان نہیں گیا) میری حیرت کا طلسم توڑتے ہوئے ہمشیرہ کہنے لگیں کہ تم مجھ سے چاہے کتنا ہی چھپاؤ مگر مرحوم بھائی جان نے مجھے خواب میں سب کچھ بتادیا ہے کہ تم کب کب قبرستان جاتے ہو اور یہ بھی بتایا ہے وہاں ساتھیوں کے ساتھ مل کر تم وہاں نعت خوانی بھی کرتے ہو۔ مزید کہا کہ بھائی جان نے مجھے خواب میں اپنی قبر کے حالات بتاتے ہوئے کہا ہے کہ "جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو ایک چھوٹا سا جانور میری طرف لپکا میں نے پاؤں کو زور سے جھٹکا دے کر اُسے ہٹا دیا اُس جانور کا ہٹنا تھا کہ خوفناک عذاب میری طرف بڑھنے لگا۔ قریب تھا کہ وہ عذاب مجھ پر مُسلّط ہوجاتا کہ اتنے میں جانی الیاس کا کیا ہوا ایصالِ ثواب آپہنچا اور وہ میرے اور عذاب کے درمیان حائل ہوگیا۔ جب دوسری جانب سے عذاب بڑھا تو وہاں بھی الیاس بھائی کا ایصالِ ثواب آڑ بن گیا۔ اسی طرح ہر طرف سے عذاب بڑھا مگر ہر مرتبہ ایصالِ ثواب آڑ بن گیا۔ بالآخر تمام راہیں مسدود پاکر عذاب مجھ سے دفع ہوگیا۔ اللہ (عزّوجلّ) کا شکر ہے کہ مرنے کے بعد مجھے میرا بھائی الیاس کام آگیا۔

ہاتھ اُٹھتے ہی بر آئے ہر مدّعا   وہ دعاؤں میں مولیٰ اثر چاہیئے

والدہ بھی چل بسیں

اپنے بھائی کی وفات کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مادرِ مُشفقہ نے بھی دم توڑ دیا۔ ان صدمات نے آپ کا دل بالکل توڑ کر رکھ دیا۔ آپ نے دل برداشتہ ہوکر اپنے پیارے آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی بارگاہ میں بصورتِ اشعار استغاثہ پیش کیا۔ ان میں سے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں، ؎:

گھٹائیں غم کی چھائیں، دل پریشاں یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)   تمھیں ہو میرے درد و دُکھ کا درماں یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)

میں ننھا تھا چلے والد، جوانی میں گیے بھائی   بہاریں بھی نہ دیکھی تھیں چلی ماں یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)

نسیم طیبہ سے کہہ دو، دلِ مضطر کو جھونکا دے   بنے شامِ اَلَم، صبحِ بہاراں یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)

سفینے کے پرخچے اُڑ چکے ہیں زورِ طوفاں سے   سنبھالو! میں بھی ڈوبا، اے مری جاں! یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)

تبلیغ و اصلاح

اس دورِ پُرآشوب میں بھی خالقِ کائنات جلَّ جلالُہٗ کی زمین پر عشقِ رسول (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا جامِ حیات تقسیم کرنے والے ایسے مردِ کامل موجود ہیں جو امریکہ، یورپ اور لندن کے سنہری

خواب دیکھنے والوں کو مدینۃ النبی (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی حسین شاہراہوں کی طرف گامزن کرنے کیلئے کوشاں ہیں ابھی زمین ایسے نفوسِ قدسیہ سے خالی نہیں ہوئی جو فیشن کی آفت میں گرفتار لوگوں کو پیارے مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی سُنّتِ کریمہ کا اسیر بنانے کے خواہاں ہیں۔ جو بدنصیب لوگ مسلمان ہونے کے باوجود اغیار سے رشتۂ محبت جوڑنے پر پھولے نہیں سماتے اُن کا رشتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) سے جوڑنے والے ابھی اس جہان میں موجود ہیں۔ یقیناً حضرت مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی بھی ان عظیم ہستیوں میں سے ایک ہیں جو بگڑے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کیلئے شب و روز سرگرمِ عمل ہیں۔ ان کی مخلصانہ جدّوجہد کی وجہ سے سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگ بُرائیوں سے تائب ہوکر نیکیوں کی راہ پر گامزن ہوچکے ہیں۔ ان میں ایسے ایسے افراد بھی شامل ہیں جو کل تک لوگوں کی عزت و مال پر ڈاکہ ڈالتے تھے۔ آج وُہی لوگ دوسروں کی عزّت و مال کے محافظ بن چکے ہیں۔ متعدد شرابی، ہیروئن اور چرس کے ناپاک نشے کے عادی، عاشقِ مدینہ کی بابرکت صحبت سے فیضیاب ہوکر اور آپ کی نگاہِ کرم بار سے نشۂ شرابِ طہور میں مخمور ہوکر معاشرہ کے معزز افراد میں شامل ہوچکے ہیں۔

شراب کی بوتل توڑ دی

چُنانچہ اس ضمن میں شہرِ کراچی کے معاشرہ کے ایک ایسے تباہ کن فرد کا واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ عیش و عشرت، شراب و رُباب کی مستی میں مست رہنے والا یہ شخص اتفاق سے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو کراچی کے دعوتِ اسلامی کے مرکز کے قریب سے گزرا۔ جہاں بے شمار اسلامی بھائی معتکف تھے۔ طالبانِ مئے الفت کا کثیر اژدھام تھا اور حضرت صاحب اپنے مخصوص انداز میں دُعا فرمارہے تھے۔ اجتماع پر ہیبت طاری تھی۔ لوگ پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ اِس بدمعاش کے کانوں سے جب نالہ و فریاد کی گونج ٹکرائی تو اس کا دل بھی پسیج گیا۔ اس نے اپنے پاس موجود شراب کی بوتل مسجد کے باہر ہی ایک بجلی کے پول کے پیچھے چھپادی اور پھر دُعا میں شریک ہوگیا۔ امیرِ دعوتِ اسلامی کی رقّت انگیز دُعا کے سبب اس کا پورا وجود اللہ (عزّوجلّ) کے خوف سے کانپ اُٹھا آنکھیں اشکبار ہوئیں۔ تقدیر کا ستارہ چمکا اور وہ گناہوں سے تائب ہوگیا۔ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد اس نے شراب کی بوتل کو زمین پر دے مارا۔

خطرناک مجرم کی توبہ کا واقعہ

ایک بار دعوتِ اسلامی کا ایک مبلّغ ایک ایسے شخص کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو بے حد خطرناک جرائم پیشہ تھا۔ نیز قتل کی تین وارداتیں کرچکا تھا۔ کئی بار جرائم کی پاداش میں جیل بھی کاٹ چکا تھا۔ آپ کی خدمت میں اپنی سرگزشت پیش کرتے ہوئے کہا میں اب بقیہ زندگی عیسائی بن کر گزارنا چاہتا ہوں۔ لیکن آپ کا یہ مبلّغ مجھے باصرار آپ کے پاس لے آیا ہے۔ اگر آپ مجھے مطمئن کردیں فبہا ورنہ میں صبح گرجا میں جاکر باقاعدہ عیسائی مذہب اختیار کرلوں گا۔ اور از سرِنو جرائم میں مصروف ہوجاؤں گا۔ عاشقِ مدینہ نے بڑی توجہ کے ساتھ اس کی باتیں سُنیں پھر بڑے پیار اور شفقت بھرے لہجہ میں اس کو سمجھانا شروع کیا۔ مدنی مٹھاس سے تر بہ تر کلمات، تاثیر کا تیر بن کر اس کے جگر میں پیوست ہوگئے۔ اور چند ہی لمحوں کے بعد وہ عاشقِ مدینہ کی دست بوسی کررہا تھا۔

الحمدللہ! اب وہ عیسائی بننے کے ارادے سے باز آچکا تھا۔ مگر چونکہ اس نے عیسائی بننے کا عزم کرلیا تھا لہٰذا بحکمِ شریعت وہ مرتد ہوچکا تھا لہٰذا آپ نے اُسے توبہ کرا کے از سرِ نو مسلمان کیا۔ الحمدللہ! اس نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرکے شہنشاہِ بغداد سیّدنا غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا۔

سُبحانَ اللہ! یہ وہ اِنقلابی تبدیلیاں ہیں جن کا ظہور حضرت صاحب کے فیضانِ کرم سے وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے اسی طرح آپ کی صحبتِ بابرکت میں آکر بے شمار بے نمازی پابندِ نماز بن گئے۔ رومانی و غیر اخلاقی ناول پڑھنے والے اب تلاوتِ کلامِ پاک و نعتِ پاک مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں رطب اللسان نظر آرہے ہیں۔ ڈرامہ بین اور وی۔ سی۔ آر پر گندی فلمیں اور فحش مناظر دیکھنے کے عادی اب مدینۂ منورہ کے حسین مناظر کی تمنّا میں بے قرار ہوچکے ہیں۔ اسی طرح گناہوں کے بے شمار مریض آپ کے ہاتھوں شفایاب ہورہے ہیں۔

مُعاشرہ کی بے شمار وہ بُرائیاں جنھیں بُرائی ہی نہیں سمجھا جاتا۔ مثلاً غیبت۔ چُغلی۔ بدنگاہی۔ ماں باپ کی نافرمانی، داڑھی منڈانا یا کترا کر ایک مشت سے کم کردینا۔ شادی بیاہ کی ناجائز رسومات، گانے باجے، حرصِ دُنیا یا اُمراء کی چاپلوسی وغیرہ پر بے لاگ تبصرہ کرنا یہ حضرت صاحب ہی کا حِصّہ ہے۔ جیسے تشخیصِ مرض کے بغیر دوا سود مند نہیں ہوسکتی اسی طرح بُرائی کو بُرائی نہ سمجھنے والا اس کی آفت سے اپنے آپ کو کیسے بچاسکتا ہے؟ لہٰذا اصلاحِ معاشرہ کیلئے معاشرہ میں پھیلی ہوئی بُرائیوں کی آفات سے روشناس کراکے ان سے بچاؤ کی تدابیر آپ مسلمانوں کو پیش کرتے رہتے ہیں۔ آپ کا فیضان صرف مردوں تک ہی محدود نہیں بلکہ خواتین بھی آپ کے فیضان سے فیضیاب ہورہی ہیں۔ آپ خواتین کو پردہ کی سخت تاکید فرماتے ہیں۔ جہاں کہیں اجتماع میں خواتین کے لئے انتظام کیا جاتا ہے تو حضرت صاحب ان خواتین کو باپردہ شمولیت کا حکم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیان میں سوز و گداز کے ساتھ ساتھ وہ اثر بھی عطا فرمایا ہے کہ اسلامی بھائیوں کے ساتھ ساتھ اسلامی بہنیں بھی آپ کے بیان سے متاثر ہوکر توفیقِ خداوندی سے صوم و صلوٰۃ کی پابند ہوجاتی ہیں۔ نیز بے شمار بے پردہ خواتین اب بے پردگی سے تائب ہوکر پردہ نشین ہوچکی ہیں۔ اسلامی بھائیوں کے ساتھ ساتھ اسلامی بہنوں کی اصلاح و تبلیغ کا بہتر ذریعہ آپ کے بیان کی کیسٹیں ہیں جنھیں سُن کر بے شمار اسلامی بہنوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہوچکا ہے اور آپ کی کیسٹوں کی برکت سے کئی گھرانے سُنتوں کے سانچے میں ڈھلتے جارہے ہیں۔ "المکتبۃ المدینہ"، جو کہ ایک خالص مذہبی ادارہ ہے وہ آپ کی تصانیف کی اشاعت کے ساتھ ساتھ آپ کے بیانات کی کیسٹیں بھی ریکارڈ کرتا ہے۔ اور بغرضِ تبلیغِ دین ماہانہ ہزارہا کی تعداد میں انہیں فروخت کرتا ہے۔ آپ نے کبھی بھی اپنی کیسٹوں اور تصانیف سے مالی نفع نہیں اُٹھایا۔

حُسنِ اخلاق

"دعوتِ اسلامی"، جو انتہائی سُرعت کے ساتھ ترقی کے منازل طے کررہی ہے اس میں یقیناً عاشقِ مدینہ قبلہ حضرت صاحب کے حُسنِ اخلاق کا بھی بڑا حِصّہ ہے اور یقیناً اللہ (عزوجل) نے آپ کو اخلاقِ حسنہ کی نعمت سے مالا مال کیا ہوا ہے۔ آپ چھوٹے بڑے سبھی سے نہایت خندہ پیشانی اور پُرتپاک طریقے پر ملتے ہیں۔ ایسے ایسے معاملات جہاں اکثر لوگ غُصّے سے بے قابو ہوجاتے ہیں وہاں آپ مسکراتے رہتے ہیں۔ ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ سرِ راہ

چلتے ہوئے بھی کسی نے آپ پر نازیبا جملے کسے تو بجائے اس کے کہ آپ پیچ و تاب کھاتے آپ کی زبان پر ان بدزبانوں کیلئے بھی دعائے مغفرت و ہدایت کے کلمات جاری ہوجاتے ہیں۔ آپ اپنے نفس کیلئے غصہ کرنے یا انتقام لینے کے سخت مخالف ہیں۔ بارہا اس بات کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اگر کبھی کسی معتقد یا مبلغ کو ڈانٹ بھی دیا تو پھر یہ سوچتے ہوئے کہ کہیں اس کا دل نہ دکھ گیا ہو آپ اس سے معافی مانگ لیتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات کوئی تحفہ وغیرہ دے کر خوش بھی کردیتے ہیں۔

غصّہ کو تین۳ طلاق

وقتاً فوقتاً مبلغین کو بھی یہ نصیحت فرماتے رہتے ہیں کہ اگر تمہیں دین کا کام کرنا ہے تو غصے کو تین۳ طلاق دے دو۔ کیونکہ جس کو بات بات پر غصہ آجائے [illegible] ہیں کہ تم ملاقات کرنے والوں کو خواہ کچھ نہ بھی دے سکو بلکہ انھیں کسی قسم کی [illegible] کشادہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرنا بھی دوسروں کا دل جیتنے کیلئے کافی ہے۔ آپ فرمایا کرتے ہیں اگر بلی کی پشت پر بھی پیار سے ہاتھ پھیر جائے تو بلی بھی اپنی کمر کو کمان کی طرح ٹیڑھی کرکے تمہاری ٹانگوں سے اپنے جسم کو رگڑنے لگتی ہے۔ جب بے زبان جانور تھوڑا پیار اور شفقت پاکر تمہارے قدموں میں لوٹنے لگتا ہے تو انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور سے نوازا ہے وہ بھلا تمہارے حُسنِ اخلاق کو پاکر کیوں تمہارا گرویدہ نہ ہوگا؟ مزید فرماتے ہیں، یاد رکھو! دل تلوار سے نہیں حُسنِ اخلاق سے ہی جیتا جاسکتا ہے۔

عفو و درگزر

عاشقِ مدینہ قبلہ حضرت صاحب کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ اپنے ذاتی دشمنوں سے انتقام لینا پسند نہیں کرتے۔ بلکہ بارہا آپ فرماتے رہتے ہیں کہ جس نے بھی میرا دل دکھایا ہے یا مجھے بُرا بھلا کہا ہے اس کو میری طرف سے معاف ہے بلکہ جو آئندہ بھی ایسا کرے گا میں اسے پیشگی معاف کرچکا ہوں کیونکہ میں نے حدیثِ پاک میں پڑھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے دربارِ پُرانوار میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے پاس کوئی مال نہیں ہے کہ میں اسے صدقہ کروں البتہ میں نے یہ نیت کی ہوئی ہے کہ جو کوئی میری حق تلفی کرے میں اسے پیشگی ہی معاف کرچکا ہوں اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہِ خیر الانام (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اللہ (عزوجل) فرماتا ہے اپنے اس غلام کو بشارت دے دیجئے کہ تو بندہ ہوکر بندے کو مُعاف کردیتا ہے ہم تو خالق و مالک ہیں۔ بس ہم نے بھی تجھے معاف کیا۔

قبلہ حضرت صاحب اپنے مبلغین اور اسلامی بھائیوں کو اکثر یہ تلقین کرتے رہتے ہیں کہ غصہ پر ہمیشہ قابو رکھو، جو تم سے توڑے تم اس سے جوڑو، جو تمھیں محروم رکھے اسے عطا کرو اور انتقام لینا وہ بھی مسلمانوں سے اسے وہم و گمان میں بھی جگہ نہ دو بلکہ محض رِضائے الٰہی کیلئے معاف کردیا کرو۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:-

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ (پ۴ ع۴)

ترجمہ: اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ (عزوجل) کے محبوب ہیں۔ (کنز الایمان)

اگر کوئی مجھے قتل کردے تو......

حضرت صاحب کی صفتِ عفو و درگزر کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اپنے معتقدین سے کبھی کبھی فرماتے ہیں کہ بالفرض اگر کوئی مجھے قتل بھی کردے

تو میرے قاتل کو کچھ مت کہنا کیونکہ میں اپنی ذات کے متعلق ہر ایک آنے والی تنگی و مصیبت خواہ وہ کسی بھی مسلمان بھائی کی طرف سے ہو پیشگی معاف کر چکا ہوں۔ بلکہ کل بروزِ قیامت اگر مجھے کوئی منصب و وجاہت سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے صدقہ سے ملا تو اپنے قاتل کو جنت میں لئے بغیر نہیں جاؤں گا بشرطیکہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔ کیونکہ اگر یہ قتل نہ کرتا تو مجھے جامِ شہادت نصیب نہ ہوتا۔ لہٰذا میں اپنے جامِ شہادت پلانے والے محسن کے احسان کا بدلہ کیوں نہ دوں؟

قاتلانہ حملہ کی کوشش

اس ضمن میں ایک واقعہ پیشِ خدمت ہے۔ ۱۴۰۳ھ میں دعوتِ اسلامی کے دوسرے سالانہ اجتماع کے موقع پر اختتامی رقت انگیز دُعا کے دوران ایک شخص عاشقِ مدینہ قبلہ حضرت صاحب کے پیچھے آکر بیٹھ گیا کچھ دیر بعد اس نے حضرت صاحب کے اردگرد بیٹھے ہوئے ذمہ دار اسلامی بھائیوں کی طرف آتش گیر مادہ پھینکا تاکہ ذمہ دار اسلامی بھائی اس آگ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور یہ موقع پاکر اپنے ناپاک ارادہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچادے چونکہ دُعا اپنے عروج پر تھی اور قبلہ حضرت صاحب پر بھی رقت طاری تھی، رو رو کر دُعا مانگ رہے تھے۔ اجتماع نہایت ہی کثیر تھا۔ ہر طرف سے ہچکیوں کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ایسے حالات میں حملہ کرکے بھاگ جانا زیادہ مشکل نہ تھا۔ اسی اثنا میں خوش قسمتی سے ایک اسلامی بھائی کی اس کے خنجر پر نگاہ پڑ گئی۔ اُس نے بڑی پھرتی سے اس کی کلائی پر اپنی کہنی ماری جس کی وجہ سے خنجر اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ اس اسلامی بھائی کا کہنا ہے کہ اس شخص کا وہ ہاتھ سُن ہو گیا تھا جس میں وہ خنجر پکڑے ہوئے تھا۔ یہاں تک کہ وہ اسے ہلا بھی نہیں پا رہا تھا۔ پھر اس کو اچھی طرح گرفت میں لے کر تھانہ پہنچا دیا گیا۔ اگر قبلہ حضرت صاحب چاہتے تو اسے سخت سزا مل جاتی لیکن آپکے حسنِ اخلاق پر قربان جایئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پیارے آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی شانِ عالی تو یہ ہے کہ

دشمن آجائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)
خار پھیلانے والوں کو بھی پھولوں کا انعام دیا — آپ نے کس انداز سے اپنی چاہت کا پیغام دیا

لہٰذا میں نے اس کو مُعاف کیا۔ بہرحال وہ شخص دوسرے ہی دن چھوڑ دیا گیا۔

دیکھتے ہیں کون ہاتھ لگاتا ہے؟

اسی اجتماع سے متعلق ایک اسلامی بھائی کا حلفیہ بیان ہے کہ جب ذکر شریف ہو رہا تھا تو مجھ پر غنودگی سی طاری ہوئی۔ میں نے حالتِ غنودگی میں ایک نہایت ہی حسین منظر دیکھا کہ سبز سبز گنبد ہے جسکے جلوے اطراف کو منور کر رہے ہیں اور نہایت ہی خوبصورت پرندے اس میں سے نکل رہے ہیں بڑا عجیب سہانا سماں بندھا ہوا ہے۔ پھر میں نے اپنے آپ کو سُنہری جالیوں کے پاس پایا۔ اور الحمد للہ! جمالِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دیدار سے فیضیاب ہوا۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) تشریف فرما ہیں اور کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ اور قریب عاشقِ مدینہ مولانا محمد الیاس قادری بھی حاضرِ خدمت ہیں۔ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) جب بھی نوالہ اٹھا کر دہنِ مبارک میں رکھتے تو عاشقِ مدینہ کی طرف دیکھ کر مسکراتے۔ ایسا چند بار ہوا۔ میں نے بہت آرزو کی کہ پیارے آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) میری طرف بھی نگاہِ کرم فرمائیں لیکن آپ کی تمام تر التفات و شفقت اور نگاہِ کرم اس وقت عاشقِ مدینہ ہی کی طرف تھی۔ (گویا توجہ فرما رہے تھے کہ دیکھتا ہوں کون ہاتھ لگاتا ہے!) سُبحان اللہ! یہ تائیدِ خداوندی اور نگاہِ کرم

مصطفوی ہی تھی کہ قاتل کیلئے بڑی آسانیاں ہونے کے باوجود وہ اپنے ناپاک منصوبے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا اور [illegible]

مجھے دشمنوں نہ چھیڑو! میرا ہے کوئی جہاں میں — تم ابھی پکارو گا، نہیں دور ہے مدینہ
سگ ہوں میں مدینہ [illegible] — [illegible]

عاجزی تواضع و انکساری

عاشقِ مدینہ قبلہ حضرت صاحب [illegible] اور سادگی کا یہ عالم ہے [illegible] پہچان نہیں پاتا۔ بارہا یہ لطیفہ ہوا کہ نو وارد نے آپ ہی سے پوچھا [illegible] شریک ہوتے ہیں تو اپنے طور پر ہرگز یہ خواہش نہیں کرتے کہ میری مسند اسٹیج پر ہو [illegible] آپ نے مسند پر بیٹھنے کی بجائے ایک کونہ میں بیٹھنا پسند کیا۔ [illegible] لے آئے اور درس سُننے کے لئے عوام ہی میں بیٹھ گئے۔

مجھے مُعاف کر دو!

احیائے سنّت کیلئے نکلنے والے قافلہ میں جب شریک ہوتے ہیں تو [illegible] اپنے اسلامی بھائیوں کو بٹھاتے ہیں اور جگہ نہ ملنے کی صورت میں کبھی کبھی آپ [illegible] ہیں۔ آپ کی اس قدر عاجزی دیکھ کر بعض اوقات لوگ اشکبار ہو جاتے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے اجتماعات میں جب کبھی حقوق العباد پر بیان فرماتے ہیں تو کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ خوفِ خدا کے سرمایۂ سرمدی کی وجہ سے آپ نے بھرے اجتماع میں [illegible] حاضرین سے معافی چاہی اور حاضرین سے کہا کہ اگر میں نے اپنی زندگی میں کسی کو ڈانٹ دیا ہو یا کسی طرح کی حق تلفی کی ہو تو وہ مجھے مُعاف کر دے۔ اگر کسی کا قرض نکلتا ہے اور میں بھول گیا ہوں تو وہ مجھ سے طلب کرلے۔

زندہ باد کے نعرے

جب اجتماع میں تشریف لے جاتے ہیں تو بعض اوقات آپ کی عادتِ کریمہ سے ناشناس لوگ جوش میں آکر آپ کے نام کے ساتھ "زندہ باد" کے نعرے لگا دیتے ہیں تو اکثر آپ نے لوگوں کو بڑے پیار و محبت سے یہی سمجھایا کہ میں تو صرف سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی پیاری پیاری سُنّتوں کی "زندہ باد" چاہتا ہوں۔ لہٰذا آپ برائے کرم "دعوتِ اسلامی" کے اجتماع میں شخصی نعرہ لگانے کی بجائے دین کا درد پیدا کرنے کی کوشش کیجئے کیونکہ صرف نعروں کے ذریعے عزت نہیں ملا کرتی۔ بلکہ عزت و ذلت یہ دونوں اللہ تبارک وتعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے:۔

آپ اخباری بیانات اور ریڈیو۔ ٹی وی پر تشہیر سے کتراتے ہیں۔ چونکہ فوٹو کھینچنا اور کھنچوانا دونوں حرام ہیں اس لئے اخبار میں تصاویر چھپوانے سے آپ کو سخت نفرت ہے۔ آپ کسی کو اپنی ویڈیو کیسٹ بنانے کی اجازت نہیں دیتے آپ نے اپنی ذات کو تواضع و انکساری سے جتنا پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اتنا ہی آپ کی ذات کو رفعتِ شان سے ہمکنار کیا اور کیوں نہ ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے جس بندے کو اپنا بنا لیتا ہے اس کی عزت و عظمت کے ڈنکے چار دانگِ عالم میں بجا دیئے جاتے ہیں۔ لہٰذا اس ضمن میں مسلم شریف کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے:۔

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

جس وقت کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کو بُلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فُلاں شخص سے محبت کرتا ہوں پس تُو بھی اس سے محبت کر۔ لہٰذا وہ اس شخص سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان میں ندا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو دوست رکھتا ہے۔ تم بھی اس کو دوست رکھو۔ چُنانچہ آسمان والے بھی اس شخص سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر زمین میں اس شخص کیلئے قبولیت رکھ دی جاتی ہے (یعنی اہلِ زمین بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں)۔ (مسلم شریف)

جو کہ اِس در کا ہوا خلقِ خدا اُس کی ہوئی
جو کہ اِس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

بیعت وخلافت

امام اہلسنّت اعلیحضرت مولینا شاہ احمد رضا خان (علیہ الرحمۃ) سے چونکہ آپ کو بے پناہ محبت وعقیدت ہے لہٰذا آپ نے بیعت بھی آپ ہی کے مُرید وخلیفہ شیخ العرب والعجم حضرت مولینا ضیاء الدین احمد قادری رضوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے کی۔ اور دیگر بزرگوں سے سَلاسِلِ اربعہ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ اور سُہروردیہ میں خلافت حاصل [illegible] آپ کو اجازت ہے کہ ان چاروں میں سے کسی بھی سلسلے میں تشنگانِ [illegible] برکات کو سیراب کر سکتے [illegible] بھی فیض لُٹا سکتے ہیں۔

عشقِ رسول

[illegible] کا ابد قرار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) [illegible] بھرپور محبّت ہی کا نتیجہ ہے کہ آپ کی ہر ہر ادا سے سُنّتِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا ظہور ہو رہا ہے جس کی ضو پاشیوں سے مُعاشرہ منوّر ہو رہا ہے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ آپ کے حلقہ احباب میں شامل ہونے والے اسلامی بھائی بہت ہی جلد عشقِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا عملی نمونہ بن جاتے ہیں۔ بوڑھا ہو یا نوجوان ہر ایک دیوانہ وار اپنی صورت وسیرت کو پیارے مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی سُنّت سے آراستہ کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ جب آپ کے صحبت یافتہ دیوانوں کا یہ عالم ہے تو قاسمِ جامِ عشق کے عشق کا اندازہ کیسے لگایا جاسکتا ہے؟ آپ کو بارہا یادِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) اور فراقِ طیبہ میں آنسو بہاتے دیکھا گیا ہے۔ اور محافل نعت میں تو آپ کی کیفیت کا بیان کرنے سے قلم قاصر ہے۔ کبھی کبھی آپ یادِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) میں اس قدر دیوانہ وار تڑپتے اور روتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو رحم آنے لگتا ہے اور وہ بھی رونے لگ جاتے ہیں۔ اور آپ کی آنکھوں سے اشکِ عشق موتی بن کر ٹپکتے رہتے ہیں:۔

سرکار کے قدموں کے نشاں ڈھونڈ رہا ہے
جو اشک مری آنکھ کی پُتلی سے گرا ہے
یادِ نبیِٔ پاک میں روئے جو عُمر بھر
مولا مجھے تلاش ایسی چشمِ تر کی ہے

آپ فنافی الرسول کے اعلےٰ مرتبہ پر فائز ہیں۔ آپ کے اقوال عشقِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) سے بھرپور، آپ کے افعال سے سُنّتِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا ظہور بلکہ آپ کی پوری ہی زندگی یادِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) سے معمور نظر آرہی ہے۔

تمھاری یاد کو کیسے نہ زندگی سمجھوں
یہی تو ایک سہارا ہے زندگی کیلئے
میرے تو آپ ہی سب کچھ ہیں رحمتِ عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کیلئے

جب کسی خوش نصیب اسلامی بھائی کو زیارتِ حرمینِ طیبین کیلئے رخصت کرنے تشریف لے جاتے ہیں تو اس وقت آپ کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی ہیں اور غمِ مدینہ سے نڈھال ہو جاتے ہیں۔ آپکے دل ودماغ میں پیارے مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا پیارا پیارا مدینہ گھومنے لگتا ہے۔ آپ کو عازمِ مدینہ کی خوش قسمتی پر بے حد رشک آتا ہے اور آپ فراقِ مدینہ پر آنسو بہاتے ہوئے گویا زبانِ حال سے فرماتے ہیں ؎

نہ پُوچھ حال مرا چوبِ خشکِ صحرا ہوں
لگا کے آگ مدینے کا کارواں روانہ ہوا
مجھے بھی ساتھ لے لو قافلے والو ذرا ٹھہرو!
بہت مدت سے ہے ارمان مدینے کی زیارت کا
جان ودل ہوش وخرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا
لے رضا سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

مدّتِ دراز تک فراقِ مدینہ میں تڑپتے رہے۔ بالآخر [illegible] میں پہلی بار غلامِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کو میٹھے مدینے کی پر کیف حاضری کا پروانہ ملا ؎

جب بُلایا آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے
خود ہی انتظام ہو گئے
صبا! اس خوشی سے کہیں مر نہ جاؤں
دیارِ نبی (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) سے بُلاوا مِلا ہے

بس اب کیا تھا دل میں عشقِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی آگ تو پہلے ہی سُلگ رہی تھی اب مزید بھڑک اُٹھی۔ اشک ہیں کہ تھمنے کا نام نہیں لیتے۔ عِشق کے انداز بھی نرالے ہوتے ہیں۔ ہجر وفراق میں بھی اشکباری، حاضری کی لذت پر بھی گریہ زاری ؎

مدینے پہنچے تو ساتھ آیا غم جُدائی کا
ہم اشکبار ہی پہنچے تھے اشکبار چلے
جان ہے عشقِ مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اُٹھائے کیوں
اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چُھٹے سستے
جو آگ بُجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

جب مدینۂ پاک کی روانگی کی مبارک گھڑی آئی اس وقت جو آپ کی کیفیت تھی اس کو صفحۂ قرطاس پر لانا ممکن ہی نہیں ایئر پورٹ پر عُشّاقِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا ایک جمِّ غفیر آپ کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھا۔ مدینے کے دیوانوں نے آپ کو جھرمٹ میں لے کر نعتیں پڑھنا شروع کر دیں۔ سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی نعتوں نے عشّاق کے آتشِ عشق کو مزید بھڑکا دیا غمِ مدینہ میں اٹھنے والی آہوں اور سسکیوں سے فضاء سوگوار ہوتی جارہی تھی۔ شاید ہی کوئی آنکھ ایسی ہو گی جو فراقِ طیبہ میں نم نہ ہو خود عاشقِ مدینہ کی کیفیت بڑی عجیب تھی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ گویا آپ اپنے ان دونوں اشعار کے مصداق نظر آرہے تھے۔ جیسا کہ آپ "مدینے کی دُھول" میں فرماتے ہیں ؎

آنسوؤں کی لڑی بن رہی ہو اور آہوں سے پھٹتا ہو سینہ
وردِ لب ہو "مدینہ مدینہ" جب چلے سوئے طیبہ سفینہ
آنسو نہ تھم رہے ہوں دل خُوں اُگل رہا ہو
جس وقت تیرے در پہ آؤں شہِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم)

عشق واُلفت کا یہ نرالا انداز ہر ایک کی سمجھ میں تو آ نہیں سکتا۔ کیونکہ حاضری طیبہ کے لئے جانے والے تو عموماً ہنستے ہوئے مبارکبادیاں وصول کرتے ہوئے جاتے ہیں۔ ایسے زائرینِ مدینہ کو آپ نے اپنے کلام میں میٹھی ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا ؎

اے زائرِ مدینہ! تو خوشی سے ہنس رہا ہے!! دل غمزدہ جو پاتا تو کچھ اور بات ہوتی

بعض خشک مزاج لوگ عاشقِ مدینہ کی اس کیفیت پر حیرت کا اظہار کر رہے تھے۔ ایسوں کو کسی نے کیا خوب سمجھایا ہے۔ ؎

نہ کسی کے رقص پہ طنز کر نہ کسی کے غم کا مذاق اُڑا ✻ جسے چاہیں جیسے نواز دیں یہ مزاجِ عشقِ رسول ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم)

ہاں ہاں! اے ہم نشیں! اذیتِ فرزانگی نہ پوچھ ✻ جس میں ذرا سی عقل تھی دیوانہ ہوگیا

جہاں دیوانوں کے حال سے نا آشنا خشک مزاج لوگ اپنی کم عقلی کا اظہار کر رہے تھے وہیں ان میں سے دیوانہ شناس مزاج رکھنے والے حضرات یوں گویا ہوئے کہ ہم نے بڑے بڑوں کو سوئے مدینہ جاتے ہوئے دیکھا ہے لیکن اس نوجوان عاشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کا سوئے مدینہ روانگی کا انداز ہی نرالا ہے۔ سچ تو یہ ہے ؎

عقل والوں کے نصیبوں میں کہاں ذوقِ جنوں عشق والے ہیں جو ہر چیز لُٹا دیتے ہیں

آپ کے سفرِ مدینہ کی کیفیت کے اشعارِ ذیل عکاس ہیں۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

مدینہ کا سفر ہے اور میں نمدیدہ نمدیدہ جبیں افسردہ افسردہ بدن لرزیدہ لرزیدہ

چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانبِ طیبہ نظر شرمندہ شرمندہ قدم لغزیدہ لغزیدہ

ایک اور شاعر کہتا ہے ؎

نہیں ہے حُسنِ عمل پاس آنسوؤں کے سوا چلا ہوں لے کے یہ موتی درِ نبی کیلئے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم)

یہ شعر بھی کتنا پُر سوز ہے ؎

کیا زادِ سفر پوچھو! اے قافلے والو تم لے جاؤں گا اشکوں کی سوغات مدینے میں

بالآخر اسی محویت کے عالم میں حضرت صاحب کو بمشکل ایئرپورٹ کے گیٹ میں داخل کیا گیا۔ آپ کی دیوانگی دیکھ کر ایئرپورٹ کے عملے کے بھی کچھ لوگ آپ سے متاثر ہو چکے تھے لہٰذا انہوں نے وہاں کی ضروری کارروائی کرا کے آپ کو نہایت ہی احترام کے ساتھ ہوائی جہاز میں سوار کرا دیا۔

جوں جوں منزل قریب آتی رہی آپ کے عشق کی شدّت بھی بڑھتی رہی۔ اس پاک سرزمین پر پہنچتے ہی آپ نے جُوتے اُتار لئے۔ اللہ! اللہ! مزاجِ عشقِ رسول سے اس قدر آشنا کہ خود ہی اپنے کلام میں فرماتے ہیں ؎

پاؤں میں جو تا ارے محبوب کا کوچہ ہے یہ ہوش کر تو ہوش کر ناداں مدینہ آگیا

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس تعارف کی اشاعت تک چاؔر بار حرمین طیبین کی باریابی سے فیضیاب کیا ہے ہر بار آپ برہنہ پا ہی رہے۔ حتیٰ کہ رجب المرجب ۱۴۰۷ھ میں آپ نے بغدادِ معلّٰی، کربلا شریف وغیرہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ وہاں بھی برہنہ پا سفر کرتے رہے۔

ایک روز آپ مدینۂ منورہ میں برہنہ پا دیوانہ وار گھوم رہے تھے کہ ایک پتھر سے آپ کو چوٹ لگ گئی جس کے سبب آپ کا پاؤں متورم ہو گیا اور آپ لنگڑانے لگے۔ مگر آپ نے اس چوٹ کا کوئی علاج نہ کیا۔ شاید کوئی عام آدمی ہوتا تو علاجِ زخم میں سرگرداں رہتا لیکن عشاق کی سوچ کا کیا کہنا کہ وہ تو زخمِ مدینہ کے متلاشی ہوتے ہیں اور جب اس تحفہ کو پا لیتے ہیں تو اسے ہرا ہی رکھنے کی فکر میں مصروف رہتے ہیں ؎

یہ زخم ہے طیبہ کا یہ سب کو نہیں ملتا کوشش نہ کرے کوئی اس زخم کو سینے کی

عشق کے بیمار بھی ہوئے ہیں کبھی اچھے روز افزوں ہے مرض کام دوا نے نہ دیا

مدینے شریف میں آپ کبھی پھولوں کو چومتے تو کبھی کانٹوں کیلئے جگر کشادہ کر دیتے تو کبھی مدینہ کی خاک کا سرمہ آنکھوں میں لگا لیتے ؎

خارِ صحرائے نبی پاؤں سے کیا کام تجھے آ مری جاں میرے دل میں ہے رستہ تیرا

اُن کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے؟ آنکھوں میں آئیں، سر پہ رہیں، دل میں گھر کریں

اے خارِ طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے یُوں دل میں آ کہ دیدۂ تر کو خبر نہ ہو

مبارک رہے عندلیبو! تمہیں گل ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

مدینۂ منوّرہ کا ادب

۱۴۰۶ھ میں دورانِ حج آپ کی طبیعت ناساز تھی، سخت نزلہ ہو گیا تھا۔ ناک سے شدّت کے ساتھ پانی بہہ رہا تھا۔ اس شدّت کے باوجود آپ نے کبھی بھی مدینۂ پاک کی سرزمین پر ناک نہیں سنکی۔ بلکہ آپ کی ہر ادا سے ادب کا ظہور ہوتا۔ جب تک مدینہ منورہ میں رہے حتی الامکان گنبدِ خضرا کو پیٹھ نہ ہونے دی۔

جب مزاراتِ اولیاء اور بزرگانِ دین پر حاضری کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ قدموں کی جانب سے حاضر ہو۔ اور سرِ مبارک کی جانب سے حاضری مناسب نہیں تو پھر تمام اولیاء اللہ کے امام بلکہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں یہ بے ادبی کسی عاشق کو کیسے گوارا ہو سکتی ہے۔ چُنانچہ آپ بابِ جبریئل جو کہ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کے قدمین شریفین میں واقع ہے۔ وہاں سے داخل ہوتے۔ حالانکہ آپ کو بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ کیونکہ مروّجہ نظام کے تحت خصوصاً ایامِ حج میں بابُ السّلام سے داخلہ کا انتظام ہوتا ہے اور بابِ جبریئل سے خُروج کا۔

۱۴۰۶ھ کی حاضری کے دوران مسجدِ نبوی شریف میں جاروب کشی کی آرزو نے بے تاب کیا۔ چُنانچہ آپ نے خادمینِ حرم شریف سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ ان کی اجازت پر آپ نے چند لمحوں کیلئے جاروب کشی کی سعادت حاصل کر کے مسجدِ نبوی کے جاروب کشوں کی فہرست میں اپنا نام درج کرایا۔

؎ جاروب کشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے

کبھی کبھی میٹھے مدینے کی گلیوں سے گزرتے ہوئے وہاں کے جاروب کشوں کے ہاتھ سے جھاڑو مبارک لے کر آپ نے مدینے کی گلیوں میں جاروب کشی کی سعادت بھی حاصل کی ہے۔ اس کی تمنّا کرتے ہوئے دلی کامل، عاشقِ صادق حضور مفتیٔ اعظم ہند (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں ؎

خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوریؔ　　　مدینے کی گلیاں بہارا کروں میں

آپ نعت گو شاعر بھی ہیں۔ آپ نے اپنا تخلص عطّارؔ رکھا ہے۔ آپ کا کلام بھی عشقِ مصطفٰے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) سے لبریز ہے۔ ہر شعر سے عشقِ مصطفٰے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی چاشنی ٹپکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اور اس کی شیرینی ومٹھاس سے دیوانگانِ عشقِ رسالت (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) مستفیض ہوتے رہتے ہیں۔ حضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی شانِ عالیشان میں یا آپ کے پیارے مدینہ کی عظمت میں تصغیر[1] کے الفاظ آپ سے برداشت نہیں ہوتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی موجودگی میں اگر کوئی نعت خوان نعت شریف میں شانِ رسالت میں تصغیر والے الفاظ کہتا ہے تو موقع محل کے لحاظ سے آپ اس کی اصلاح فرماتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں بھی پیارے آقا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی رفعتِ شان میں بعض نعتیں آپکو لکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ ۱۴۰۱ھ کی حاضری میں آپ نے ایک نعت شریف لکھی جس کے دو۲ اشعار حاضرِ خدمت ہیں ؎

شکریہ آپ کا سلطانِ مدینہ والے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)　　　مجھ سا عاصی بھی ہے مہمان مدینے والے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)

مجھ کمینے کو مدینے میں بُلایا تم نے　　　ہے یہ احسان یہ احسان مدینے والے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)

سُبحان اللہ! کیا خوب اشعار کہے ہیں کہ ان کا ہر ہر لفظ بامعنی ہے۔ ان ہر دو۲ اشعار میں مدینہ منورہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو سلطانِ مدینہ کا کس اچھوتے انداز میں شکریہ ادا کیا گیا ہے۔ نیز اس شعر میں یہ بھی اظہار کیا گیا ہے کہ سرکارِ دو۲ عالم (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) صرف نیکوکاروں کو ہی نہیں بلکہ عاصیوں کو بھی اپنا مہمان بناتے ہیں۔ انہی اشعار میں اپنے آپ کو عاصی وکمینہ کہہ کر آپ نے اپنی انکساری کا بھی اظہار کیا ہے۔ حالانکہ آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ کر کے نہ جانے کتنے عاصی عصیاں کے دلدل سے نکل کر اب متقی وپرہیزگار بن چکے ہیں۔ اور نہ جانے کتنے کمینے معزّز ہو چکے ہیں۔

مدینہ منورہ سے جب جدائی کی گھڑیاں قریب آتی ہیں تو آپ کا اضطراب بہت بڑھ جاتا ہے۔ آپ جدائی کے غم میں بے چین ہو جاتے ہیں۔ آپ نے ۱۴۰۱ھ کی حاضری میں رخصت کے وقت اشکبار آنکھوں سے سنہری جالیوں کے روبرو عین مواجہہ شریف میں اپنی الوداعی کیفیت کا جو نقشہ اپنے نعتیہ اشعار میں پیش کیا ہے اس کے دو۲ اشعار ہدیۂ ناظرین ہیں ؎

آہ! اب وقتِ رخصت ہے آیا الوداع تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)　　　صدمہ ہجر کیسے سہوں گا الوداع تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)

کوئے جاناں کی رنگیں فضاؤ! اے معطّر معنبر ہواؤ!　　　لو سلام آخری اب ہمارا الوداع تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)

اس الوداعی قصیدہ میں اس قدر درد ہے کہ آج بھی کوئی عاشق اسے پڑھتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو ر۔ل

(۔۔۔ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کا دریا اُمنڈ آتا ہے۔ کیوں نہ ہو کہ اس نعت کو تو بارگاہِ رسالت (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) سے مقبولیت کی سند حاصل ہے۔ چنانچہ حیدر آباد (سندھ) کے ہمارے ایک مبلغ جناب عبدالقادر[2] صاحب نے ایک بار خواب میں سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی زیارت کی آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، الیاس قادری کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ جو تم نے "الوداع تاجدارِ مدینہ" والا قصیدہ لکھا ہے وہ ہمیں بہت پسند آیا ہے۔ اور کہنا کہ اب کی بار جب مدینے آؤ تو کوئی نئی "الوداع" لکھنا اور ممکن نہ ہو تو وہی الوداع سُنا دینا"

سُبحان اللہ! ایسا عاشق کہ جس کے کلام کو سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے پسند فرمایا ہو اس کے عشق میں کس کو کلام ہو سکتا ہے؟

آپ کا سوز وگداز سے لبریز کلام "میرا سینہ مدینہ ہو" اور "مدینے کی دھوم"۔ مکتبۂ مدینہ، شہید مسجد، کھارادر کراچی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

آپ اپنے ساتھیوں کو ترغیب دلاتے ہوئے کبھی کبھی فرماتے ہیں کہ الحمد للہ، سنہری جالیوں کے روبرو حاضر ہو کر مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کبھی میں نے سرکارِ نامدار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے دربار سے دنیا کی ذلیل دولت کا مطالبہ کیا ہو بلکہ میں نے تو یہی عرض کیا ہے،

"یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) مجھے اپنی یاد میں تڑپنے والا دل عطا کر دیجئے۔ آقا! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) مجھے اپنے غم میں رونے والی آنکھ دے دیجئے۔ اس سے پہلے کہ آتشِ عشق سرد پڑ جائے۔ آپ کی محبت میں آنسو ختم ہو جائیں۔ مجھے ایمان پر موت آجائے۔"

چنانچہ آپ نے اپنے کئی اشعار میں اس بے تاب آرزو کا اظہار بھی کیا ہے۔ ان میں سے چند اشعار ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں ؎

رات دن عشق میں تیرے تڑپا کروں　　　یانبی! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) ایسا سوزِ جگر چاہیئے

ذوق بڑھتا رہے اشک بہتے رہیں　　　مُضطرب قلب اور چشمِ تر چاہیئے

نہ مجھ کو آزما دُنیا کا مال و زر عطا کر کے　　　عطا کر اپنا غم اور چشمِ گریاں یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)

ہر گھڑی آپ کا غم کاش! رُلاتا ہی رہے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)　　　خُون روتا رہوں سرکار رسولِ عربی (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)

بے چین رہوں، بے تاب رہوں ہچکیاں باندھ کے روتا رہوں　　　یہ ذوقِ جنوں بڑھتا ہی رہے ہر دم یہ مجھ کو رُلاتا رہے

میں عشق میں یوں گُم ہو جاؤں ہرگز نہ پتہ اپنا پاؤں　　　دیوانہ زمانہ کہہ کہہ کر پتھر مجھ پر برساتا رہے

---

[1] تصغیر یعنی چھوٹا کر دینا مثلاً نگر کی تصغیر ہے "نگری" یا "نگریا" کیونکہ نگر کے معنی تو ہے شہر جبکہ نگری اور نگریا کے معنی ہیں چھوٹا شہر۔ اسی طرح مکہ کی تصغیر مکھڑا

[2] رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ میں جمعۃ الوداع کے روز مبلغ دعوتِ اسلامی عبدالقادر قادری کا عین عالمِ شباب میں انتقال ہوگیا۔ اللہ (عزّوجلّ) مرحوم کی "دعوتِ اسلامی" کی خدمات کو قبول فرما کر انہیں جنّت الفردوس میں اپنے پیارے حبیب (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا پڑوس نصیب کرے۔ آمین

جشنِ عیدِ میلادُ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

عاشقِ مدینہ حضرت مولانا محمد الیاس قادری صاحب سالہا سال سے شبِ میلاد و معراجُ النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور سرکارِ غوثِ پاک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے عُرس شریف کی سالانہ گیارہویں شریف کے موقع پر ہر سال اپنی نگرانی میں محفلِ ذکر و نعت مُنعقد کراتے ہیں جس میں ہزاروں شُرکائے محفل کے لیے سَحَری کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ بالخصوص ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی ولادت پاک کی خوشی میں نیا لباس، نیا عمامہ، نئی چادر، در ہاتھ کا رومال بھی نیا حتیٰ کہ چپل بھی نئے استعمال کرنا پسند فرماتے ہیں اور جشنِ میلادُ النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے جلوس میں آپ غالباً ۱۳۹۵ھ سے بلا ناغہ ہر سال شرکت کرتے آرہے ہیں۔ آپ میلوں پیدل چلتے ہیں اور وقتاً فوقتاً فرطِ شوق سے آپ کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے ہیں۔

تعظیمِ سادات کرام

حقیقت یہ ہے کہ قبلہ حضرت صاحب عشقِ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میں فنا ہیں۔ اور یہ ایک فطری امر ہے کہ جس سے عشق ہوتا ہے اس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے بھی عشق ہو جاتا ہے محبوب کے گھر سے، اس کے در و دیوار سے، محبوب کے گلی کوچوں سے بلکہ اس کی گلی کے کُتوں تک سے والہانہ عشق ہو جاتا ہے۔ پھر بھلا جو عشقِ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میں مستغرق ہو وہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی آل اور اہلبیت کو محبوب کیوں نہ رکھے گا؟ لہٰذا جہاں آپ کو مدینۂ پاک کے ذرّہ ذرّہ سے بے پناہ محبت ہے وہیں آپ حضراتِ سادات کرام کی تعظیم و توقیر بجالانے میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں میں مسلسل پانچ سال سے "دعوتِ اسلامی" کے کراچی میں مُنعقد ہونے والے اجتماع میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کر رہا ہوں نیز پنجاب و سندھ میں اب تک جتنے بڑے بڑے اجتماعات ہوئے ہیں تقریباً ان تمام اجتماعات میں میں نے حاضری دی ہے ہر بار میں نے دیکھا ہے کہ اختتامی دعا سے قبل اسپیکر سے آپ خود بنفسِ نفیس بڑی عاجزی کے ساتھ یہ درخواست کرتے ہیں کہ اس اجتماع میں جتنے بھی ساداتِ کرام موجود ہیں از راہِ کرم وہ آگے تشریف لے آئیں تا کہ ان کی برکت سے ہماری دعائیں بھی قبول ہو جائیں نیز علماءِ کرام و مشائخِ عظام کا ادب ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ان کی خدمت میں بھی درخواست کرتے ہیں

ملاقات کے وقت اگر آپ کو بتا دیا جائے کہ یہ سیّد صاحب ہیں تو بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ خود عُلوِ مرتبت ہونے کے باوجود نہایت ہی عاجزی سے سیّد زادے کا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں سادات کرام کے بچّوں سے انتہائی محبت اور شفقت کرنا یہ آپ ہی کا طُرۂ امتیاز ہے بارہا ایسا بھی ہوا ہے کہ ان کے ننھے منّے قدموں کو اپنے سر پر لیتے ہیں۔ آپ اس بات کو خلافِ ادب سمجھتے ہیں کہ سیّد زادوں کی طرف پاؤں پھیلائے جائیں یا ان کی طرف پیٹھ کی جائے۔ آپ کو اکثر اوقات محافل میں لوگ مسند پر بٹھاتے ہیں تو بارہا یہ بات مُشاہدہ میں آئی ہے کہ آپ بے قرار ہو کر فرماتے ہیں آپ لوگ مجھے مسند پر بٹھا دیتے ہیں حالانکہ معزز ساداتِ کرام نیچے بیٹھے ہیں۔ کبھی کبھی یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب بے قراری بڑھ جاتی ہے تو آپ مسند چھوڑ دیتے ہیں اور معذرت کر لیتے ہیں کہ یہ اچھا نہیں لگ رہا کہ ساداتِ کرام نیچے ہوں اور میں غلام اوپر، کبھی کبھی کسی سیّد زادہ کو دیکھ کر امام اہلسنّت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر جھوم جھوم کر پڑھنے لگتے ہیں ؎

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا ⁂ تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اتباعِ سنّت

عاشقِ مدینہ حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی کا دل اتباعِ سنت کے جذبہ سے معمور و سرشار ہے۔ آپ نہ صرف خود سنتوں پر عمل کرتے ہیں بلکہ دیگر مسلمانوں کو بھی زیورِ سنت سے آراستہ کرنے میں ہمہ تن مصروفِ عمل ہیں آپ کو سنتوں سے کس قدر والہانہ عشق ہے کہ اپنے محبین کے سر کو اگر عمامہ شریف سے خالی پاتے ہیں تو بھی تڑپنے لگتے ہیں سنتوں سے کس قدر تڑپ کی وجہ بھی سمجھ آتی ہے جیسا کہ ایک سیّد زادے کا حلفیہ بیان ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مجھے خواب میں سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی زیارت نصیب ہوئی تو نبیِ مکرم نورِ مجسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے مجھے حکم فرمایا محمد الیاس قادری کو میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ وہ اپنے مُریدوں کو سنتوں کی تاکید کرتے رہیں"۔ ظاہر ہے جب سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے خود فرمایا کہ سنتوں کی تلقین کرتے رہو تو پھر کیوں نہ آپ تڑپ کر کہیں۔ ؎

سُنّتیں عام کریں دین کا ہم کام کریں ⁂ نیک ہو جائیں مسلمان مدینے والے

میں مبلغ بنوں سنتوں کا خوب چرچا کروں سنتوں کا ⁂ یا خدا درس دوں سنتوں کا ہو کرم بہرِ خاکِ مدینہ

مندرجہ بالا دونوں اشعار عاشقِ مدینہ کے اپنے ہیں۔

اِتباعِ سُنّت کا حیرت انگیز جذبہ

حضرت مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی کے جذبۂ اتباعِ سنت کی ایک ایسی عظیم مثال پیش کرتا ہوں کہ قارئین پڑھ کر جھوم جائیں گے اور میں برملا کہتا ہوں کہ ایسی اتباعِ سنت کی فکر یہ عاشقِ مدینہ ہی کا حصّہ ہے میں نے آج تک ایسا شخص دیکھا نہ موجودہ دور میں سُنا ہے یہ جان کر تعجب ہوگا کہ عاشقِ مدینہ بقدرِ نصاب رقم اپنے پاس زیادہ مدت تک رہنے ہی نہیں دیتے اس بارے میں وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں میں نہیں چاہتا کہ میرے پاس بقدرِ نصاب کوئی رقم یا مالِ تجارت جمع ہو جائے۔ اور اس پر پورا سال گزر جائے۔ جس کے سبب مجھ پر زکوٰۃ فرض ہو جائے مزید فرماتے ہیں۔ "بے شک زکوٰۃ دینا عین سعادت ہے مگر بات یہ ہے کہ میری نظر سے ایسی کوئی روایت ہنوز نہیں گزری کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سال بھر تک صاحبِ نصاب رہے ہوں۔ اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے کبھی زکوٰۃ نکالی ہو۔ لہٰذا میں بھی چاہتا ہوں کہ مجھ پر زکوٰۃ فرض ہی نہ ہو ؎

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے۔!

چند پتھّر

آپ وقتاً فوقتاً تبلیغی دوروں کے لیے مختلف شہروں میں تشریف لے جاتے ہیں۔ ایک بار حیدرآباد (سندھ) کے دورے سے واپسی پر جب بس روانہ ہونے والی تھی آپ نے چند پتھر اپنے سامنے رکھ لئے، ساتھیوں کو تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ جب مسافر اپنے گھر لوٹے تو چاہیئے کہ وہ کچھ نہ کچھ اپنے گھر والوں کے لیے تحفہ لے ورنہ کم از کم پتھر ہی اپنی جھولی میں ڈال لے میں نے چونکہ تحفہ نہیں لیا لہٰذا اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے چند پتھّر ہی ساتھ لے لیے ہیں۔

جب آپ سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو سفر کی سنّتوں کو بھی مدِّنظر رکھتے ہیں، چنانچہ آپ نے اپنا ایک مخصوص بکس بنایا ہوا ہے جس میں ادائے سُنّتِ سفر کی غرض سے کنگھا، تیل کی شیشی، سوئی دھاگہ، ناخن تراش، سُرمہ دانی، آئینہ، قینچی وغیرہ رکھتے ہیں۔ مسواک کو اپنے سینے کی بائیں جانب جیب میں رکھتے ہیں آپ اکثر فرماتے رہتے ہیں کہ میں نے مسواک رکھنے کے لیے سینے کے بائیں جانب خصوصی چھوٹی سی جیب اس لیے بنوائی ہے تاکہ پیارے مصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی پیاری پیاری سنت میرے سینہ اور دل پر لگی رہے۔

آپ بعض اوقات ایسی ایسی سنّتوں پر عمل کر لیتے ہیں کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں اور کیوں نہ ہوں جس کو واقعی سنّتوں کا درد ہوتا ہے اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسی باتیں خود ہی سمجھا دیتا ہے چنانچہ ایک بار آپ اپنی سادگی کے مطابق نیچے زمین پر بیٹھ گئے (فرشِ زمین پر بیٹھنا بھی تو سُنّت ہے) پھر آپ نے ایک تنکا زمین سے اٹھایا اور زمین کو کُریدنے لگے اور اپنے اسلامی بھائیوں کو ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا کہ ایسا کرنا بھی سنّت ہے کہ بسا اوقات سرکارِ دو عالم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) زمین پر تشریف فرما ہوتے اور زمین پر تنکے سے مٹّی کُریدتے۔ ؎

ان کی سنّت میں ہے جینا میرا ٭ کیسے ڈوبے گا سفینہ میرا
دیکھ لو چیر کے سینہ میرا ٭ دل ہے یا شہرِ مدینہ میرا

چٹائی پر سونا

اتباعِ سنت کی نیّت سے کبھی فرش پر لیٹتے ہیں تو کبھی چٹائی پر۔ آپ نے اپنے سونے کے لیے نہ تو اپنے گھر میں کوئی گدیلا رکھا ہے نہ ہی پلنگ، البتہ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور وہاں اگر سونے کی نوبت آتی ہے تو میزبان جس قسم کا بچھونا پیش کرتا ہے اسی پر آرام فرما لیتے ہیں اس میں بھی اتباعِ سُنّت ہی کی جلوہ نمائی ہے کیونکہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو میزبان جس قسم کا بچھونا پیش کرتا آپ اس میں عیب نہ نکالتے آپ اسی پر آرام فرما لیتے۔

جسم پر رسّیوں کے نشانات

عاشقِ مدینہ کا یہ عمل بھی کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ آپ ایسی کھُردری چارپائی پر بھی لیٹ جاتے ہیں جس پر کچھ بچھا ہوا نہیں ہوتا اور اپنے احباب کو ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ہمارے آقا (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے چارپائی یا چٹائی وغیرہ پر آرام فرمایا اور آپ کے جسمِ نازنین پر نشانات پڑ گئے لہٰذا جب میں اپنے شانوں پر چٹائی یا رسّیوں کے نشانات دیکھتا ہوں تو مجھے بڑا سرور آتا ہے کہ سوتے میں جسم پر چٹائی وغیرہ کے نشانات وغیرہ پڑ جانا بھی ایک طرح سے سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی سُنّت ہی ہے۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جس نے میری سنّت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنّت میں ہوگا (مشکوٰۃ)

سبحان اللہ! ایسا لگتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے محبوب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو عاشقِ مدینہ کی سنّتوں کے

سلسلے میں مخلصانہ خدمات پسند آگئی ہیں چنانچہ ایک اسلامی بھائی کا حلفیہ بیان ہے کہ [illegible] کے مدینۃ الاولیاء ملتان میں منعقد ہونے والے سالانہ اجتماع میں شریک تھا جس وقت ذکر الٰہی کا سلسلہ جاری تھا اور لوگ جھوم جھوم کر ذکر اللہ کی صدائیں بلند کر رہے تھے اس وقت مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی میرا نصیب بیدار ہوگیا میں نے خواب میں دیکھا سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تشریف لائے اور ایک دوسرے بزرگ بھی آپکے ہمراہ تھے۔ سرکارِ مدینہ نے جو کچھ مجھ سے ارشاد فرمایا ان میں سے ایک ارشاد یہ بھی تھا کہ "محمد الیاس قادری کو میرا سلام کہنا اور (خوشخبری دینا) کہ تم نے بہت سی سُنّتیں زندہ کی ہیں بس تم جنّت میں میرے ساتھ ہو گے"

پھر میں نے سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) آپ کی معیّت میں یہ بزرگ کون ہیں؟ فرمایا۔ یہ محمد الیاس قادری کے والد مرحوم ہیں میں انہیں اس عظیم الشان اجتماع میں اس لئے اپنے ساتھ لایا ہوں تاکہ ان کو دکھاؤں کہ ان کا سعادت مند بیٹا کس شان و شوکت کے ساتھ ہماری سنّتوں کی خدمت کر رہا ہے۔ میں نے بڑھ کر عاشقِ مدینہ کے والدِ بزرگوار سے مُصافحہ کرنے کی سعادت حاصل کی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ کو اتنا بڑا رتبہ کیسے حاصل ہوا کہ آپ سرکارِ دو عالم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ساتھ ہیں۔ تو انہوں نے بتایا "الحمد للہ! مجھے یہ رتبہ میرے پیارے اور سعادت مند فرزند محمد الیاس قادری کے سبب عطا ہوا ہے۔ پھر والدِ محترم نے فرمایا کہ الیاس بیٹے کو میرا بھی سلام کہنا اور اس کی امّی جان (مرحومہ) نے بھی اس کو سلام کہا ہے"

ایک دہریہ کا قبولِ اسلام

سن ۱۴۰۶ھ کا واقعہ ہے جب مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی پنجاب کے تبلیغی دورہ پر تھے۔ اس دوران ساہیوال میں آپ کی ایک دہریہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ چونکہ وہ اپنے نظریاتِ باطلہ پر کافی پختہ نظر آرہا تھا۔ لہٰذا اس سے بحث ومباحثہ کرنے کے بجائے آپ نے اس امید پر اس کو خوب محبّت دی کہ شاید وہ حُسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے۔ اسی دوران اسے رات پاکپتن شریف میں ہونے والے "دعوتِ اسلامی" کے اجتماع کی بھی دعوت پیش کی۔ آپ کے حُسنِ اخلاق سے وہ متاثر ہو چکا تھا لہٰذا ہمراہ چلنے کیلئے تیار ہو گیا پاکپتن شریف کی طرف بس ابھی روانہ نہیں ہوئی تھی۔ آپ کی خواہش پر آپ کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔ جیسے ہی چائے کا کپ آپ نے ہاتھ میں لیا۔ ڈرائیور نے بس اسٹارٹ کر دی اور دھچکوں سے چائے گرنے لگی۔ آپ نے بس والے سے درخواست بھی کی کہ وہ چند لمحوں کیلئے بس کو روک دے مگر وہ نہ مانا۔ بس چل پڑی اور آپ چائے نہ پی سکے بلکہ چائے گرنے کے سبب آپکے کپڑے بھی خراب ہوگئے۔ اتنے میں خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ چند ہی قدم پر بس ایک دم اکڑ کر کھڑی ہوگئی۔ کنڈکٹر نے لوگوں سے معذرت کے ساتھ کہا کہ آپ لوگ دوسری بس میں چلے جائیں کیونکہ بس خراب ہو چکی ہے! آپ کی یہ کرامت دیکھ کر اس دہریہ پر بے حد اثر ہوا اور بس والے سے وہ خود ہی کہنے لگا کہ "نہ پینے دو چائے اور پھر بس کو چلا کر دکھاؤ!" بہرحال دوسری بس کے ذریعے آپ پاکپتن شریف پہنچے۔ وہاں حضرتِ سیِّدنا بابا فریدالدّین مسعود گنجِ شکر (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے مزارِ پُرانوار پر حاضری دی۔ وہ دہریہ بھی ساتھ ہی ساتھ تھا۔ رات اجتماع ہوا۔ حضرت صاحب نے حسبِ معمول رقّت انگیز دُعا کرائی۔ حاضرین پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ دورانِ دُعا آپ نے رو رو کر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی بارگاہ میں عرض کیا،

جب آپ سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو سفر کی سنتوں کو بھی مدِنظر رکھتے ہیں، چنانچہ آپ نے اپنا ایک مخصوص بکس بنایا ہوا ہے جس میں ادائے سُنّتِ سفر کی غرض سے کنگھا، تیل کی شیشی، سوئی دھاگہ، ناخن تراش، سُرمہ دانی، آئینہ اور قینچی وغیرہ رکھتے ہیں۔ سواک کو اپنے سینے کی بائیں جانب جیب میں رکھتے ہیں آپ اکثر فرماتے رہتے ہیں کہ میں نے مسواک رکھنے کے لیے سینے کے بائیں جانب خصوصی چھوٹی سی جیب اس لیے بنوائی ہے تاکہ پیارے مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی پیاری پیاری سنت میرے سینہ اور دل پر لگی رہے۔

آپ بعض اوقات ایسی ایسی سنتوں پر عمل کر لیتے ہیں کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں اور کیوں نہ ہوں جس کو واقعی سنتوں کا درد ہوتا ہے اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ ایسی باتیں خود ہی سمجھا دیتا ہے چنانچہ ایک بار آپ اپنی سادگی کے مطابق نیچے زمین پر بیٹھ گئے (کہ ضرورتاً یہ بھی تو سُنّت ہے) پھر آپ نے ایک تنکا زمین سے اٹھایا اور زمین کو کُریدنے لگے اور اپنے اسلامی بھائیوں کو ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا کہ ایسا کرنا بھی سنت ہے کہ بسا اوقات سرکارِ دوعالم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) زمین پر تشریف فرما ہوتے اور زمین پر تنکے سے مٹی کُریدتے۔ —

ان کی سنّت میں ہے جینا میرا ؛ کیسے ڈوبے گا سفینہ میرا
دیکھ لو چیر کے سینہ میرا ؛ دل ہے یا شہرِ مدینہ میرا

چٹائی پر سونا

اتباعِ سنت کی نیت سے کبھی فرش پر لیٹتے ہیں تو کبھی چٹائی پر۔ آپ نے اپنے سونے کے لیے نہ تو اپنے گھر میں کوئی گدیلا رکھا ہے نہ ہی پلنگ، البتہ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور وہاں اگر سونے کی نوبت آتی ہے تو میزبان جس قسم کا بچھونا پیش کرتا ہے اسی پر آرام فرما لیتے ہیں اس میں بھی اتباعِ سُنّت ہی کی جلوہ نمائی ہے کیونکہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو میزبان جس قسم کا بچھونا پیش کرتا آپ اس میں عیب نہ نکالتے آپ اسی پر آرام فرما لیتے۔

جسم پر رسیوں کے نشانات

عاشقِ مدینہ کا یہ عمل بھی کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ آپ ایسی کھُردری چارپائی پر بھی لیٹ جاتے ہیں جس پر کچھ بچھا ہوا نہیں ہوتا اور اپنے احباب کو ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ہمارے آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے چارپائی یا چٹائی وغیرہ پر آرام فرمایا اور آپ کے جسمِ نازنین پر نشانات پڑ گئے لہٰذا جب میں اپنے شانوں پر چٹائی یا رسیوں کے نشانات دیکھتا ہوں تو مجھے بڑا سرور آتا ہے کہ سوتے میں جسم پر چٹائی وغیرہ کے نشانات وغیرہ پڑ جانا بھی ایک طرح سے سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی سُنّت ہی ہے۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جس نے میری سنّت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنّت میں ہوگا (مشکوٰۃ)

سبحان اللہ! ایسا لگتا ہے کہ اللہ عزّوجل اور اس کے پیارے محبوب (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کو عاشقِ مدینہ کی سنتوں کے

سلسلے میں مخلصانہ خدمات پسند آگئی ہیں چنانچہ ایک اسلامی بھائی کا حلفیہ بیان ہے کہ میں ۱۴۰۹ھ کے کراچی میں منعقد ہونے والے سالانہ اجتماع میں شریک تھا جس وقت ذکرِ الٰہی کا سلسلہ جاری تھا اور لوگ جھوم جھوم کر ذکر اللہ کی صدائیں بلند کر رہے تھے اس وقت مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی میرا بخت بیدار ہو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) تشریف لائے اور ایک دوسرے بزرگ بھی آپکے ہمراہ تھے سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے جو کچھ مجھ سے ارشاد فرمایا ان میں سے ایک ارشاد یہ بھی تھا کہ "محمد الیاس قادری کو میرا سلام کہنا اور (خوشخبری دینا) کہ تم نے بہت سی سُنّتیں زندہ کی ہیں پس تم جنّت میں میرے ساتھ ہوگے۔"

پھر میں نے سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) آپ کی معیت میں یہ بزرگ کون ہیں؟ فرمایا۔ یہ محمد الیاس قادری کے والد مرحوم ہیں میں انہیں اس عظیم الشان اجتماع میں اس لئے اپنے ساتھ لایا ہوں تاکہ ان کو دکھاؤں کہ ان کا سعادت مند بیٹا کس شان و شوکت کے ساتھ ہماری سنتوں کی خدمت کر رہا ہے۔" میں نے بڑھ کر عاشقِ مدینہ کے والدِ بزرگوار سے مُصافحہ کرنے کی سعادت حاصل کی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ کو اتنا بڑا رتبہ کیسے حاصل ہوا کہ آپ سرکارِ دوعالم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے ساتھ ہیں۔ تو انہوں نے بتایا "الحمد للہ! مجھے یہ رتبہ میرے پیارے اور سعادت مند فرزند محمد الیاس قادری کے سَبَب عطا ہوا ہے۔ پھر والدِ محترم نے فرمایا کہ الیاس بیٹے کو میرا بھی سلام کہنا اور اس کی امّی جان (مرحومہ) نے بھی اس کو سلام کہا ہے۔"

ایک دہریہ کا قبولِ اسلام

سنہ ۱۴۰۶ھ کا واقعہ ہے جب مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی پنجاب کے تبلیغی دورہ پر تھے۔ اس دوران ساہیوال میں آپ کی ایک دہریہ سے مُڈبھیڑ ہوگئی۔ چونکہ وہ اپنے نظریاتِ باطلہ پر کافی پختہ نظر آرہا تھا۔ لہٰذا اس سے بحث ومباحثہ کرنے کے بجائے آپ نے اس امید پر اس کو خوب محبّت دی کہ شاید وہ حُسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائے۔ اسی دوران اسے رات پاکپتن شریف میں ہونیوالے "دعوتِ اسلامی" کے اجتماع کی بھی دعوت پیش کی۔ آپ کے حُسنِ اخلاق سے وہ متاثر ہو چکا تھا لہٰذا ہمراہ چلنے کیلئے تیار ہو گیا پاکپتن شریف کی طرف بس ابھی روانہ نہیں ہوئی تھی۔ آپ کی خواہش پر آپ کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔ جیسے ہی چائے کا کپ آپ نے ہاتھ میں لیا۔ ڈرائیور نے بس اسٹارٹ کر دی اور دھچکوں سے چائے گرنے لگی۔ آپ نے بس والے سے درخواست بھی کی کہ وہ چند لمحوں کیلئے بس کو روک دے مگر وہ نہ مانا۔ بس چل پڑی اور آپ چائے نہ پی سکے بلکہ چائے گرنے کے سبب آپکے کپڑے بھی خراب ہو گئے۔ اتنے میں خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ چند ہی قدم پر بس ایک دم اَڑ کر کھڑی ہوگئی اور کنڈیکٹر نے لوگوں سے معذرت کے ساتھ کہا کہ آپ لوگ دوسری بس میں چلے جائیں کیونکہ بس خراب ہو چکی ہے! آپ کی یہ کرامت دیکھ کر اس دہریہ پر بے حد اثر ہوا اور بس والے سے وہ خود ہی کہنے لگا کہ "نہ پینے دو چائے اور پھر بس کو چلا کر دکھاؤ!" بہرحال دوسری بس کے ذریعے آپ پاکپتن شریف پہنچے۔ وہاں حضرت سیّدنا بابا فرید الدین مسعود گنج شکر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مزارِ پُر انوار پر حاضری دی۔ وہ دہریہ بھی ساتھ ہی ساتھ تھا۔ رات اجتماع ہوا حضرت صاحب نے حسبِ معمول رقّت انگیز دُعا کرائی حاضرین پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ دورانِ دُعا آپ نے رو رو کر اللہ (عزّوجل) کی بارگاہ میں عرض کیا،

یا اللہ! (عزوجل) راہِ حق کا ایک متلاشی ہمارے ساتھ چل پڑا ہے اور اس نے تیری بارگاہ میں ہاتھ بھی اُٹھا دیئے ہیں اب اُس کا دل تو پھیر دے۔ اس کو نورِ ہدایت نصیب کر کے اسے روشنی کا مینار بنا دے۔"

جب دُعا ختم ہوئی اس دہریہ نے آپ سے بڑی عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ "دُعا کے دوران ایک انجانے خوف کے سبب میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میں نے توبہ کر لی ہے پھر آپ کے دستِ حق پرست پر اس نے دہریت سے باقاعدہ توبہ کی، کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اب وہ آپکے مُریدین میں شامل ہے۔

حُقوقُ العباد کا خوف

قبلہ حضرت صاحب جہاں حُقوق اللہ کے معاملے میں حد درجہ محتاط ہیں وہاں حقوقُ العباد کے معاملے میں بھی بے حد احتیاط ملحوظ رکھتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ حقوق اللہ تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اپنی رحمت سے مُعاف فرما بھی دے گا مگر حُقوق العباد کا مُعاملہ سخت تر ہے کہ جب تک وہ بندہ جس کا حق تلف کیا گیا ہے، مُعاف نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی مُعاف نہیں فرمائے گا۔ اگرچہ یہ بات اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں مگر اس کی مرضی یہی ہے کہ جس کا حق تلف کیا گیا ہے اس مظلوم کو راضی کیا جائے۔

چُٹکی بھر نمک اور خِلال.....

قبلہ حضرت صاحب اپنے بیانات میں حُقوقُ العباد پر روشنی ڈالتے رہتے ہیں اور بعض اوقات تو ایسے ایسے عجیب نکات بیان فرما دیتے ہیں جن کی طرف عموماً کسی کی توجہ ہوتی ہی نہیں۔ مثلاً آپ فرمایا کرتے ہیں کہ لوگ ہوٹل میں چائے پینے جاتے ہیں تو کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میز پر رکھے ہوئے نمک کو چکھتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر یہی ہے کہ وہ نمک کھانا کھانے والوں کیلئے رکھا جاتا ہے نہ کہ چائے پینے والوں کے لئے۔ اِسی طرح چائے پینے والے جاتے جاتے بعض اوقات کاؤنٹر سے دانتوں میں خِلال کرنے کا تنکا بھی لیتے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات بھی واضح ہے کہ تنکا بھی کھانا کھانیوالوں کیلئے ہی رکھا جاتا ہے۔ لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ مذکورہ بالا حضرات ان چیزوں کے استعمال سے گُریز کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت میں ہوٹل کا مالک اپنے تنکے یا نمک کا حق طلب کر لے اور ہم ایک معمولی تنکے یا چُٹکی بھر نمک کے سبب قیامت کے ہولناک دن میں آفت میں پڑ جائیں۔

بعض اوقات جب آپ کسی کے گھر تشریف لے جاتے ہیں تو آپ کو دُودھ وغیرہ کا پیالہ پیش کیا جاتا ہے تو آپ تھوڑا سا پی کر باقی میزبان کو دے دیتے ہیں حالانکہ دوسرے بہت سے لوگ آپ کے تبرّک کیلئے بے تاب ہوتے ہیں۔ لیکن آپ یہ فرماتے ہیں کہ یہ میزبان کا حق ہے اور اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ میرے آقائے نعمت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کے گھر تشریف فرما تھے اور کثیر مُعتقدین بھی جمع تھے۔ سب کو میزبان کی طرف سے فرنی کے پیالے دیئے گئے اور آپ کو فرنی کا ایک بڑا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ تناول کرنے کے بعد میزبان کو طلب کیا اور فرمایا، اگر تم اجازت دو تو میں بقیہ فرنی عبدالاسلام حضرت مولانا عبدالسلام (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو دے دوں (جو کہ آپ کے خلیفہ تھے اور اس وقت آپ کے برابر تشریف فرما تھے) اس پر میزبان نے عرض کیا، حضور میری اجازت کی کیا حاجت ؟ آپ ہی اس کے مالک ہیں تو آپ نے فرمایا کہ مسئلہ یہ ہے کہ مہمان کو کھانے پینے کے لئے کوئی مخصوص چیز دی جائے تو اس میں سے وہ جتنا کھائے وہی

اس کا حق ہے اور جو بچ رہا وہ میزبان کا حق ہے۔ لہٰذا مہمان خود اپنی مرضی سے کسی کو دے نہیں سکتا۔ اسی لئے میں نے اجازت طلب کی ہے۔

اِتنی اِحتیاط!

ایک مرتبہ آپ دعوت پر مدعو کئے گئے۔ آپ نے بعد از طعام میزبان سے اس بات پر معذرت چاہی کہ میں نے بریانی میں قورمہ ڈال دیا تھا۔ میزبان حیرت سے آپ کا مُنہ تکتے ہوئے کہنے لگا، حضور! اس میں حرج ہی کیا ہے ؟ تو آپ نے فرمایا، میرے آقائے نعمت امامِ اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک جگہ دعوت پر مدعو تھے۔ وہاں کھانوں میں شوربا آپ کو بہت اچھا لگا تو آپ نے میزبان کو طلب کیا اور شوربا پینے کی اجازت چاہی۔ میزبان عرض کرنے لگا، حضور! حکم کریں تو اور حاضر کر دوں۔ آپ نے فرمایا، بات دراصل یہ ہے کہ شوربا روٹی کے ساتھ کھایا جاتا ہے اور عرف اسی پر ہے۔ پینے کا رواج نہیں۔ (ظاہر ہے اگر لوگ شوربا پینے لگ جائیں گے تو روٹی کس سالن سے کھائیں گے اور یہ میزبان کیلئے پریشانی کا باعث ہوگا)۔ پھر قبلہ حضرت صاحب نے میزبان سے فرمایا چونکہ میں نے بھی بریانی میں قورمہ ڈال لیا تھا حالانکہ قورمہ کے ساتھ روٹی کھائی جاتی ہے۔ اور بریانی میں قورمہ ڈالنے کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ اس میں تو گوشت پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ اگر سبھی لوگ اسی طرح کریں تو پھر قورمہ جلدی ختم ہو جائے گا اور یہ میزبان کیلئے باعثِ تشویش ہوگا۔

قطار میں اِحتیاط

سنہ ۱۴۰۰ھ میں آپ نے حرمین طیبین کی زیارت کا قصد فرمایا۔ ویزہ کیلئے پاسپورٹ جمع کرا یا پھر جب ویزہ لگا ہوا پاسپورٹ حاصل کرنے کے لئے سعودی ایمبیسی پہونچے۔ ویزہ لینے والوں کی لمبی قطار لگی ہوئی تھی۔ آپ قطار میں کھڑے ہو گئے۔ اتفاقاً آپ کے ایک شناسا ٹریول ایجنٹ کی نظر آپ پر پڑی۔ اس نے بعد از سلام عرض کیا کہ حضور قطار بہت لمبی ہے۔ اس کڑی دُھوپ میں آپ کو گھنٹوں انتظار کرنا پڑے گا۔ آئیے میں آپ کو کھڑکی کے پاس پہونچا دیتا ہوں۔ مگر آپ نے بڑی نرمی کے ساتھ معذرت کر لی۔ انکار کی وجہ صرف اور صرف یہ تھی کہ اگر آپ شناسائی کی وجہ سے کھڑکی کے پاس پہونچ جاتے تو ان تمام حضرات کی حق تلفی ہوتی جو آپ سے پہلے قطار میں کھڑے تھے۔ اللہ اکبر! حقوق العباد میں اس قدر احتیاط! اور اتنی زبردست سوچ! اس قدر باریک نکات تک عوام تو عوام خواص کی رسائی بھی مشکل ہی سے ہوتی ہے۔ اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اللہ عزوجل کا آپ پر بڑا کرم ہے کہ اس نے اتنی اعلیٰ فکر عطا فرمائی ہے۔

ع این سعادت بزورِ بازو نیست

پینٹر سے مَعذرت

حُقوق العباد کے معاملہ میں آپ کی نہایت درجہ احتیاط کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جا سکتا ہے یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب آپ کراچی کی ایک مسجد میں پنجوقتہ نماز کی امامت کرتے تھے مسجد کے حُجرے کے لیے اپنے نام کی پلیٹ لگانے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ آپ نے تحریری طور پر اپنا نام "محمد الیاس قادری رضوی" پینٹر کے حوالے کیا اور اُجرت بھی طے کر لی جب آپ پلیٹ

لینے گئے تو پینٹر کے نوکر سے فرمایا کہ وہ قادری رضوی کے ساتھ ساتھ "ضیائی" کا لفظ بھی بڑھا دے تاکہ پیرو مرشد سیدنا ضیاء الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کا اظہار ہو جائے، چنانچہ اس نے لفظ "ضیائی" بڑھا دیا۔ آپ پہلے سے شدہ اُجرت ادا کرکے واپس لوٹ آئے۔ پھر اچانک خیال آیا کہ مجھ سے تو حق تلفی ہو گئی ہے یعنی اجرت طے کرنے کے بعد لفظ "ضیائی" وہ بھی ملازم سے بغیر اجازتِ پینٹر لکھوایا ہے اور ظاہر ہے اجرت طے ہونے کے بعد کسی لفظ کے اضافہ کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا پھر اس اضافے میں رنگ استعمال ہوا اور اس ملازم کا وقت بھی صرف ہوا۔ آپ پریشان ہو گئے اور دوبارہ پینٹر کے پاس آکر اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور فرمایا آپ مہربانی کرکے مزید پیسے لے لیں یا زیادتی لفظ کا اضافہ معاف کر دیں، خدا ترسی کا یہ انداز دیکھ کر پینٹر ہکا بکا رہ گیا اس نے معافی کے ساتھ قبلہ حضرت صاحب سے نہایت ہی عقیدت کا اظہار کیا اور دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی آپ جیسا کر دے۔

خوفِ خدا عزّوجلّ

سن ۱۴۰۳ھ کا واقعہ ہے کہ حضرت صاحب اپنے کثیر اسلامی بھائیوں کے ساتھ معتکف تھے انتیسواں (۲۹) روزہ افطار کرنے کے بعد نماز مغرب سے فارغ ہو کر رمضان المبارک کی عنقریب پیش آنے والی جدائی کے غم میں سر جھکائے بیٹھے تھے اتنے میں کسی نے آکر آپ سے عرض کیا "مبارک ہو عید الفطر کا چاند نظر آگیا" یہ سنتے ہی آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے پھر روتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ افسوس! رحمتوں اور برکتوں کا مبارک مہینہ ہم سے جدا ہو گیا لیکن ہم رمضان المبارک کی قدر نہ کر سکے۔ پھر روتے ہوئے اپنی پرسوز آواز میں ماہِ رمضان المبارک کے متعلق الوداعیہ اشعار پڑھے، سینکڑوں لوگ جو آپکی زیارت و ملاقات کے لیے حاضر تھے وہ بھی اشکبار ہو گئے کافی دیر تک عاشقِ مدینہ گریہ وزاری کرتے رہے اس نرالے انداز میں شانِ فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی جھلک نظر آتی ہے کہ عید الفطر کے دن چند صحابہ کرام علیہم الرضوان سیدنا فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے کاشانۂ اقدس پر پہنچے، دستک دینے پر دروازہ کھلا تو دیکھا کہ فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی چشمانِ کرم سے آنسو جاری ہیں کسی نے عرض کیا امیر المومنین آج تو خوشی کا دن ہے۔ لیکن آپ کے چہرہ انور پر غمی کے آثار؟ پھر آنکھیں بھی اشکبار؟ آپ نے بطورِ عاجزی ارشاد فرمایا "یہ صحیح ہے کہ آج خوشی کا دن ہے مگر ان لوگوں کے لیے جن کی عبادتیں بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئیں اور میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میں نہیں جانتا کہ میری عبادتیں مقبول ہوئیں یا نہیں"۔

آپ شب عید الفطر کو عید کی خریداری میں مصروف ہونے کے بجائے عموماً قبرستان کا رخ کرتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں اور اپنے اور امتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

برف کے پانی سے ہاتھ دھونا اسراف ہے

بارہا دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی دعوت میں لوگوں نے آپ کے ہاتھوں کو دھلانے کے لیے برف کا ٹھنڈا پانی استعمال کرنا چاہا تو آپ نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ برف ڈال کر پانی کو پینے کے لیے ٹھنڈا کیا گیا ہے نہ کہ ہاتھ دھونے کے لیے اگر ٹھنڈے پانی سے ہاتھ دھوئے گئے تو یہ اسراف ہو گا کیونکہ برف قیمتاً آتی ہے جو لوگ

پانی پیتے وقت بچا ہوا پانی پھینک دیتے ہیں یا چائے پیتے وقت کچھ چائے پیالی میں بچا دیتے ہیں ان کو آپ پیار سے سمجھاتے ہیں کہ ایسا کرنا اسراف و گناہ ہے۔

چیونٹی پر بھی شفقت

قبلہ حضرت صاحب انسان تو انسان بلا وجہ جانوروں بلکہ چیونٹی تک کی بھی دل آزاری برداشت نہیں کرتے حالانکہ عوام الناس کی نظر میں اس کی کوئی وقعت نہیں۔ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں کیلے پیش کیے گئے اتفاقاً کیلے کا ایک چھلکا بھی کیلوں کے ساتھ آگیا جس پر ایک چیونٹی بڑی بے تابی سے پھر رہی تھی آپ فوراً معاملہ سمجھ گئے لہٰذا فرمایا کہ دیکھو یہ چیونٹی اپنے قبیلے سے بچھڑ گئی ہے کیونکہ چیونٹی ہمیشہ اپنے قبیلے کے ساتھ رہتی ہے اس لیے بے تاب ہے برائے مہربانی کوئی صاحب اس چھلکے کو چیونٹی سمیت لے جائیں اور واپس وہیں جا کر رکھ آئیں جہاں سے اٹھایا گیا ہے اور وہ چھلکا چیونٹی سمیت اپنی جگہ پہنچا دیا گیا۔

ایثار و سخاوت

قبلہ حضرت صاحب کو لوگ کافی تحائف اور نذرانے پیش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن دیکھا یہی گیا ہے کہ آپ اِن کو لوگوں میں بانٹ دیتے ہیں۔ حتّٰی کہ بعض اوقات بڑی بڑی رقومات آپ کو لوگ پیش کرتے ہیں تو اگر قبول کر بھی لیا تب بھی اپنے لیے جمع نہیں کرتے بلکہ حسبِ موقع لوگوں کے درمیان ہی تقسیم کر دیا کرتے ہیں۔ جب آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ نذرانے میں ملنے والی رقومات کو اپنے استعمال میں کیوں نہیں لاتے؟ جواباً ارشاد فرمایا "میں بھی استعمال کرتا رہتا ہوں لیکن مجھے "جمع" کرنا زیادہ پسند ہے۔ کیونکہ جو مال میں خود استعمال کرتا ہوں اس میں تو یہ خطرہ ہے کہ بروزِ قیامت اس کا حساب دینا پڑے گا۔ لہٰذا اس مال کو جمع کر دینے ہی میں عافیت ہے۔ اور "جمع" کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو مال اپنے اسلامی بھائیوں یا دوسرے نیک کاموں میں اخلاص کے ساتھ خرچ کیا جائے وہ آخرت کے لیے "جمع" ہو جاتا ہے اور پھر مرنے کے بعد کام آتا ہے"۔ گویا کہ حضرت صاحب کی سیرت اس طرح سامنے آتی ہے جیسا کہ کسی ولی کامل نے فرمایا "لا طمع، لا جمع، لا منع" یعنی لوگوں سے نذرانوں کی ہوس نہ رکھی جائے، اگر حلال مال سے دے تو منع بھی نہ کیا جائے، اور نذرانہ لینے کے بعد دنیاوی خزانوں میں جمع بھی نہ کیا جائے بلکہ اس کو خزانۂ الٰہی میں جمع کر دے تاکہ وہ مال تمام آفتوں سے محفوظ ہو جائے اور آخرت میں سخت ضرورت کے وقت کام آئے۔

آپ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے ہیں تو رخصت کے وقت کچھ نہ کچھ ہدیہ ضرور عطا فرماتے ہیں۔ بعض اوقات تو اتنا بیش قیمت تحفہ عطا فرما دیتے ہیں کہ لینے والا ہکا بکا رہ جاتا ہے یا لینے سے انکار کرتا ہے تو آپ مسکرا کر اس حدیثِ پاک سنا دیتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے تھادوا تحابوا یعنی ہدیہ دو محبت بڑھے گی۔

عظیم بشارتیں

آخر میں "دعوتِ اسلامی" اور امیرِ دعوتِ اسلامی کے متعلق چند مبارک بشارات کا ذکر کرتا ہوں (آگے بھی ضمناً بعض بشارتوں کا تذکرہ ہو چکا ہے) جو مختلف لوگوں نے بحلفِ شرعی مجھ سے بیان

گیا۔ انہیں اہلِ محبت پڑھیں اور جھومیں۔ اِن بشارات کے پیش کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ "دعوتِ اسلامی" سے وابستگان کی حوصلہ افزائی ہو کہ ہم صلوٰۃ و سُنّت کی جس عظیم تحریک کے ساتھ وابستہ ہیں وہ الحمدُللہ اہلِ حق کی تحریک ہے اور جو ابھی تک وابستہ نہیں ہوئے اُن کو بھی ترغیب ملے کہ اہلِ حق کی اس مبارک تحریک کے ساتھ وابستہ ہو کر اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش کریں۔ نیز وہ اسلامی بھائی جو بعض اوقات شیطان کے بہکانے پر اس تحریک سے دور ہونے لگتے ہیں یا سُست پڑ جاتے ہیں یا کبھی کبھلا اپنا دل توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں اور پاکیزہ ماحول سے دور ہونے لگتے ہیں وہ مزید مضبوطی کے ساتھ اس سے وابستہ ہو جائیں۔ اَلحمدُللہ وقتاً فوقتاً لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بتاتے رہتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) کے فضل و کرم سے ہمیں حضورِ اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زیارت ہوئی، اور سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ہمیں حکم دیا ہے کہ محمد الیاس قادری کو میرا سلام کہہ دینا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ثُمَّ زِدْ

اِس قسم کی متعدد ایمان افروز بشارتیں ہیں مگر بخوفِ طوالت چند ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

؎ مشتِ نمونہ از خروارے

اہلِ اجتماع کی مغفرت ہو گئی

ایک اسلامی بھائی کا حلفیہ بیان ہے کہ میں شبِ براءت (۱۵ شعبان ۱۴۰۷ھ) کو لانڈھی کے قبرستان میں ہونے والے "دعوتِ اسلامی" کے اجتماع میں شریک تھا۔ مگر امیرِ دعوتِ اسلامی کا بیان شروع ہونے میں تاخیر کے سبب میں اُکتا کر چلا گیا۔ نمازِ فجر کے بعد جب سویا تو خواب میں حضورِ اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زیارت ہوئی۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے مجھ سے فرمایا

"اے نادان! لانڈھی کے قبرستان میں آج رات جو اجتماع ہوا اس میں جتنے لوگ آخر تک شریک رہے اُن سب کو بخش دیا گیا۔ اگر تو بھی آخر تک شریک رہتا تو تیری بھی بخشش کر دی جاتی"۔

"مدینہ کی دُھول" کی برکت

حیدر آباد کی ایک اِسلامی بہن کا حلفیہ بیان ہے کہ الحمدُللہ مجھے تین مرتبہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زیارت نصیب ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک بار میں کچھ پریشان سی تھی۔ ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد میں نے عاشقِ مدینہ محمد الیاس قادری کی نعتوں کی کتاب "مدینہ کی دھول" اٹھائی اور عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا سوز و گداز میں ڈوبا ہوا کلام پڑھنے لگی۔ میری آنکھوں میں آنسو جاری تھے۔ دل ہی دل میں اِستغاثہ بھی کر رہی تھی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اب آپ ہی مجھ پر کرم فرمائیں اور میری مشکل آسان کریں۔ روتے روتے میری آنکھ لگ گئی۔ میری تقدیر کا ستارہ چمک اٹھا۔ میں نے اپنے آپ کو ایک جنگل میں پایا جہاں میرے پیارے آقا مدینے کے والی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) تشریف فرما تھے۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے مجھے دلاسا دیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

دُکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے
جب سامنے آنکھوں کے غمخوار نظر آئے

دوسری بار کا واقعہ ہے کہ میری پھوپھی جان جو ہمارے ساتھ ہی رہتی ہیں اور حضرت مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی

سے بیعت ہیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت صاحب ٹی۔ وی اور وی۔ سی۔ آر کے سخت مخالف ہیں۔ اس لیے اُن کے دِل میں بھی یہ جذبہ پیدا ہوا کہ پیر صاحب کی ناپسندیدہ چیز گھر میں نہیں رہنی چاہیئے۔ لہٰذا انہوں نے ٹی۔ وی کے سب تار وغیرہ کاٹ ڈالے اور یہ سوچتے ہوئے کہ جب یہ آلۂ گناہ ہے تو پھر اس کا بیچنا بھی گناہ سے کیوں کر خالی ہوگا؟ لہٰذا اس کو اسٹور روم میں ڈلوا دیا۔ وہ جُمعہ کا روز تھا۔ اُسی روز دوپہر کو جب میں لیٹی اور "مدینے کی دُھول" کا مطالعہ کرنے لگی، میری آنکھ لگ گئی۔ پھر قسمت نے یاوری کی اور میں دوسری بار مدنی سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دیدارِ فیض آثار سے مشرف ہوئی۔ سرکارِ دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) خوش ہو کر فرما رہے تھے "آج میں بے حد خوش ہوں کہ تم نے میرے بہت بڑے دشمن ٹی۔ وی کو نکال دیا ہے لہٰذا میں تمہارے گھر آیا ہوں۔ سنو! میرے غلام محمد الیاس قادری کو میرا سلام کہنا اور ان کو اس طرح کی تحریر بھیجنا:۔

"اَھْلاً وَّ سَھْلاً مَرْحَبَا یا محمد الیاس قادری" اور میرا یہ بھی پیغام دینا کہ اِس دور کی اُمت میں گناہ حد سے زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ میری اُمت کی خواتین بہت ہی فیشن پرست ہو چکی ہیں اور معاذ اللہ غیر مردوں کے ساتھ نہایت ہی آزادی کے ساتھ گھوم پھر رہی ہیں۔ لہٰذا الیاس کو میرا پیغام پہنچا دینا کہ کسی جمعرات کو حیدر آباد میں اجتماع کریں اور اس میں عورتوں کا بھی خاص طور پر اہتمام کریں۔ پھر اس اجتماع میں پردہ کی اہمیت اور ٹی۔ وی کی تباہ کاریوں سے متعلق بیان کریں"۔ میں پریشان تھی کہ میں عورت ذات ہوں۔ میں حضرت صاحب کو کس طرح سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا سلام و پیام پہنچاؤں۔ اِسی کشمکش میں کئی روز گزر گئے۔ ایک دن پھر مجھے خواب میں سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زیارت ہوئی۔ سرکارِ دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) مجھ سے فرما رہے تھے:۔

"تم نے میرا اتنا سا بھی کام نہیں کیا! ابھی تک تم نے میرا سلام و پیام محمد الیاس قادری تک کیوں نہیں پہنچایا؟" پھر آنکھ کُھل گئی۔

لہٰذا اِس خواب کے بعد میں نے ہمت کر لی اور تحریری طور پر عاشقِ مدینہ کی خدمت میں سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا سلام و پیام پیش کر دیا۔

یہی آرزو ہو جو سرخرو ملے دو جہاں کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپکا وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

اِس واقعہ سے بے پردہ گھومنے والی ہماری ماں بہنوں کو درسِ عبرت حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ بے پردگی سے توبہ کریں اور غیر مردوں سے بے تکلفی بند کر دیں۔ نیز ٹی۔ وی جسے مدنی آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنا دشمن قرار دیا ہے اسے فوراً اپنے گھر سے نکال دینا چاہیئے۔

سُنتوں کے درد سے بے قرار ہو کر عاشقِ مدینہ اپنی نعتوں کی کتاب "مدینے کی دھول" میں بارگاہِ رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) میں عرض کرتے ہیں

دور سنت سے ہوئی جاتی ہے تیری اُمت
آہ! فیشن کی ہے یلغار رسولِ عربی (صلی اللہ علیہ وسلم)

سُنّتوں کا ہو مصطفیٰ ہر دو مسلمانوں کو — دورِ فیشن کی ہو بھرمار رسولِ عربی ﷺ
میرا سینہ تیری سُنّت کا مدینہ بن جائے — سُنّتوں کا کروں پرچار رسولِ عربی ﷺ

اَلْحَمْدُلِلّٰہ "دعوتِ اسلامی" جو کہ صلوٰۃ و سُنّت کی عظیم تحریک ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا خاص فضل و کرم اور نبی کریم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خاص نگاہِ عنایت ہے۔ نیز اس کے امیر مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی پر بھی خصوصی نظرِ رحمت ہے جبھی تو وقتاً فوقتاً امیرِ دعوتِ اسلامی کی نہایت ہی شفقت کے ساتھ حوصلہ افزائی فرمائی جارہی ہے۔ یہاں ایک ایمان افروز واقعہ پیش کیا جاتا ہے:۔

دعوتِ اسلامی پر سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا کرم

الحمدللہ ۲۵، ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۸۸ء حیدر آباد میں "دعوتِ اسلامی" کا دوروزہ عظیم الشان اجتماع ہوا۔ اجتماع کے اختتام پر حسبِ معمول امیرِ دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس قادری نے دعاء سے قبل اپنے مخصوص و منفرد انداز پر "تصورِ مدینہ" کرایا۔ یہ نہایت ہی پُرکیف گھڑیاں ہوتی ہیں۔ اُس وقت رحمتِ مصطفیٰ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی چھما چھم بارش ہوتی ہے اور کئی خوش نصیب عُشّاق کی نگاہوں سے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ کوئی مدینے جا پہنچتا ہے تو کوئی خوش نصیب تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے دیدار سے مُشرّف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس اجتماع میں موجود ایک نابینا حافظِ قرآن بھی دورانِ تصورِ مدینہ، شہرِ مدینہ جا پہنچے، لہٰذا اب حافظ صاحب ہی کا بیان پیشِ خدمت ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں:۔

مجھے اچھی طرح یہ حدیث پاک معلوم ہے کہ ہمارے پیارے آقا (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا ہے "جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔" اس حدیثِ مبارکہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے میں حلفیہ کہتا ہوں کہ:

دورانِ تصورِ مدینہ مجھ پر غنودگی طاری ہوئی اور الحمدللہ مجھے مدینۂ منورہ کی زیارت ہوئی اور میں سنہری جالیوں کے روبرو حاضر ہوا۔ وہاں مجھے ایک نور نظر آیا پھر میں نے محسوس کیا کہ ہمارے پیارے سرکارِ مدینہ کے تاجدار (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) جلوہ افروز ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں (اور یہ آواز مجھے بالکل واضح سنائی دے رہی تھی):

محمد الیاس قادری کو میرا سلام کہنا اور اس کو میرا یہ پیغام دینا کہ ۸ اور ۹ شوال المکرم سنہ ۱۴۰۸ھ کو وہ ملتان میں تبلیغ کرے اور یہ بھی کہنا کہ غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) کی قدم بوسی کرے۔" سرکارِ دوعالم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی زبانِ حق ترجمان سے میں نے جو آخری کلمات سُنے وہ یہ تھے "رَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ.... رَبِّ خَیْرُ لِاُمَّتِیْ۔"

حکمِ سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ملنے پر ملتان شریف میں دوروزہ اجتماع کی تیاریاں شروع کر دی گئیں اور اِس بشارتِ عُظمٰی کے ہزارہا اشتہارات شائع ہوئے جنہیں ملک کے کونے کونے میں پہنچایا گیا۔

اِس بابرکت بشارت کو سُن کر اجتماع میں شرکت کے لیے ملک بھر سے قافلوں کی صورت میں دیوانے سوئے ملتان چل پڑے۔ خوش نصیب لوگ بسوں، ٹرینوں اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ پروانہ وار ملتان شریف پہنچنا شروع ہو گئے۔ صوبہ سندھ سے چار اسپیشل ٹرینیں کھچا کھچ بھر کر سوئے ملتان رواں دواں ہوئیں۔ لوگوں کے جذبہ کا اندازہ اس

بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ میں نے اپنے شہر کے ایک ماڈرن نوجوان کو اجتماع کی دعوت دی اور یہ ایمان افروز واقعہ سنایا تو اس کی نگاہیں عقیدت سے جھک گئیں اور اس نے اجتماع میں شریک ہونے کا وعدہ کیا۔ نیز اسی وقت سے اس نے داڑھی منڈوانا چھوڑ دیا کہ میں سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے حکم سے منعقد ہونے والے اجتماع میں سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے دشمنوں کی شکل لے کر کیسے جاؤں گا؟ چنانچہ اس نے ادباً داڑھی منڈوانا ترک کر دیا۔ وہ اجتماع میں شریک ہوا۔ پھر اس کی برکت سے اُس نے عمامہ شریف بھی اپنے سر پر سجا لیا اور الحمدللہ پکا نمازی بن گیا۔

"دعوتِ اسلامی پر سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا کرم" نامی اشتہار پڑھ کر ایک نوجوان جو کہ حافظِ قرآن بھی تھا عاشقِ مدینہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اپنی بپتا سنائی کہ میں قادیانیوں کی صحبت میں کافی عرصہ تک رہا ہوں اور میں قادیانیت سے کافی متاثر ہو چکا تھا۔ بلکہ میں نے تو پکا عزم ہی کر لیا تھا کہ میں قادیانی مذہب اختیار کر لوں گا۔ دریں اثنا آپ کا اِشتہار ملا اسے پڑھ کر میرے ضمیر نے مجھے جھنجھوڑا کہ نہیں، ہرگز نہیں، وہ مذہب ہرگز باطل نہیں ہو سکتا جس مذہب میں ایسے لوگ بھی ہوں جنہیں سیدِ عالم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بشارت سے نوازتے ہوں۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں تشفیٔ قلب کے لیے حاضر ہوا ہوں تاکہ اپنی آخرت کو سنوار سکوں۔ حضرت صاحب نے حسبِ معمول اس نوجوان کو نہایت ہی شفقت کے ساتھ سمجھایا۔ الحمدللہ اس حافظِ قرآن نوجوان نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قادیانی مذہب سے توبہ کر لی۔ آپ نے اس نوجوان کو شریعتِ اسلامیہ کا یہ حکم بھی سنایا کہ اگر کوئی یہ نیت کرے کہ میں کافر ہو جاؤں کا تو نیت کرتے ہی یہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ چونکہ آپ نے قادیانی ہو جانے کی نیت کر لی تھی لہٰذا آپ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں بس آپ تجدیدِ اسلام کر لیں۔ چنانچہ وہ نوجوان آپ کے دستِ حق پرست پر دوبارہ قبولِ اسلام کی دولت سے فیضیاب ہوا۔

پشاور کے ایک عمر رسیدہ بزرگ کا بیان ہے کہ ملتان میں ہونے والے روح پرور اجتماع کے لیے مجھے میرے دوستوں نے دعوت دی اور حضرت صاحب کے بارے میں بشارت کا مژدہ جانفزا بھی سنایا لیکن میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور نہ ہی میں عاشقِ مدینہ سے پہلے کبھی باقاعدہ متعارف تھا۔ البتہ آپ کا نام سنا تھا لیکن آپ کو دیکھا نہ تھا۔ مجھے اپنی قسمت پر ناز ہے کہ اجتماع سے چند روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ ایک نوجوان جس کے چہرہ پر بزرگی کے آثار نمایاں ہیں اور دل گواہی دے رہا ہے کہ یہ عاشقِ مدینہ محمد الیاس قادری ہیں۔ انہوں نے مجھے اجتماع میں شرکت کی دعوت پیش کی۔ میں جب بیدار ہوا تو میرا ضمیر پکار پکار کر اجتماع میں شرکت کا حکم کر رہا تھا۔ لہٰذا ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پشاور سے ملتان شریف روانہ ہونے والے قافلے میں شریک ہو گیا۔ وہاں اجتماع میں جب عاشقِ مدینہ کی زیارت سے مُستفیض ہوا تو خدا کی قسم! یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ میرے سامنے وہی شخصیت موجود تھی جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔

الحمدللہ، مدینۃ الاولیاء ملتان شریف کے ایک بہت ہی وسیع میدان میں فقید المثال اجتماع ہوا۔ لوگوں کے جوش اور ولولے کا اندازہ اِس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ملتان میں ان دنوں سخت ترین گرمی پڑ رہی تھی اور اخبارات کے مطابق شدتِ گرمی نے سابقہ ۲۵ سالہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں نے بڑی خوش دلی اور عقیدت

[illegible] شمار ہو کر اجتماع میں شرکت کی۔ اس اجتماع کی برکت سے بے شمار گنہگاروں کی تقدیر میں انقلاب برپا ہو گیا اور وہ گناہوں سے [illegible] ہو گئے۔ [illegible] مسلمانوں نے ہاتھ اٹھا کر نماز کی پابندی اور چہرہ پر داڑھی مبارک سجانے کا عہد کیا۔

تبلیغ سنتوں کی کرتا ہوں ہمیشہ ہو سنتوں میں مرنا ہو سنتوں میں جینا

[illegible] پیش کرنے کے بعد خدائے قدوس کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ امیر دعوتِ اسلامی [illegible] تمام علمائے کرام و مشائخ عظام کا سایہ عاطفت ہم پر تا دیر قائم رکھے اور ہم سب کو حضرت صاحب کے شانہ بشانہ دعوتِ اسلامی کے لیے کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے (آمین)

سگِ عطار نیاز احمد سلیمانی قادری عفی عنہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ کی فضیلت

ہر اہم کام بِسمِ اللّٰہ سے شروع کرو!

حضرتِ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا، "جو بھی اہم کام بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم کے ساتھ شروع نہیں کیا جاتا وہ اَدھورا اور نامکمل رہ جاتا ہے۔" (مدنی مسند)

پیارے اِسلامی بھائیو! ہر نیک اور جائز کام بِسمِ اللّٰہ شریف پڑھ کر شروع کرنا چاہیئے۔ البتّہ حرام و ناجائز کام سے قبل بِسمِ اللّٰہ شریف ہرگز ہرگز نہ پڑھی جائے بلکہ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے، "شراب پیتے وقت، زِنا کرتے وقت، جُوا کھیلتے وقت یا چوری کرتے وقت بِسمِ اللّٰہ کہنا کُفر ہے۔"

فرِشتے نیکیاں لکھتے رہتے ہیں

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) نے فرمایا، "جب تم وُضو کرو تو بِسمِ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ کہہ لیا کرو (اس کا اثر یہ ہوگا کہ) جب تک تمہارا یہ وُضو باقی رہے گا، اُس وقت تک تمہارے فرِشتے (یعنی کراماً کاتبین) تمہارے لئے برابر نیکیاں لکھتے رہیں گے۔" (طبرانی)

پیارے اِسلامی بھائیو! اس کی عادت بنا لیجئے تھوڑی سی توجّہ فرمائیں گے تو ڈھیروں نیکیاں ہاتھ آئیں گی۔ اِن شَاءَ اللّٰہ

بخشش کا پروانہ

حضرتِ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے:- "ایک شخص نے بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ کو بڑی عمدگی اور خوبی سے پڑھا، اُس کی بخشش ہو گئی۔" (کنزُ العُمّال)

حضرتِ اَنَس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، ''جو شخص اللہ (عزّوجلّ) کی تعظیم کیلئے عُمدہ شکل میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تحریر کرے گا۔ اللہ (عزّوجلّ) اُسے بخش دے گا۔'' (دُرِّ مَنْثُور)

بِسمِ اللّٰہ کی بَرَکت کی عجیب وغریب حکایت

ایک بُزُرگ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) بِسمِ اللّٰہ شریف کے فضائل بیان فرمارہے تھے۔ ایک یہُودی لڑکی بھی اُس اِجتماع میں مَوجُود تھی۔ فضائلِ بِسمِ اللّٰہ سُن کروہ بے حد مُتأثِّر ہوئی اور اسلام قَبول کرلیا۔ اُسی وَقت سے اُس لڑکی کی زَبان پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا وِرد جاری ہوگیا۔ ہر وَقت اُٹھتے، بیٹھتے، سوتے، جاگتے، چلتے، پھرتے بِسمِ اللّٰہ کا ذِکر جاری تھا۔ اِس وجہ سے لڑکی کے ماں باپ اُس سے بہُت ناراض رہنے لگے اور اُس کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے۔ نیز اس کوشِش میں لگ گئے کہ لڑکی پر کوئی اِلزام عائد کرکے اُس کو قتل کرادیں۔ چُنانچِہ اُس لڑکی کے باپ نے جو بادشاہِ وَقت کا وزیر تھا۔ ایک دن بادشاہ کی مُہر کی انگوٹھی جو اُس کے پاس رہتی تھی اپنی لڑکی کے سُپُرد کردی۔ اُس نے بِسمِ اللّٰہ شریف پڑھ کر انگوٹھی لیکر جیب میں ڈال لی۔ رات کو جب وہ لڑکی سوگئی تو اُس کے باپ نے انگوٹھی اُس کی جیب سے نِکال کر دریا میں ڈال دی۔ ایک مچھلی نے وہ انگوٹھی نِگل لی۔ صُبح کو ایک ماہی گیر نے جال ڈالا۔ اِتّفاق سے وُہی مچھلی جال میں پھنس گئی۔ شِکاری نے لاکر وزیر صاحب کے نَذر پیش کردی۔ وزیر نے مچھلی لڑکی کو، پکانے کیلئے دی۔ لڑکی نے بِسمِ اللّٰہ کہہ کر مچھلی لی۔ اور بِسمِ اللّٰہ کہہ کر جب

اُس کا پیٹ چاک کیا تو وہ انگوٹھی مچھلی کے پیٹ سے نکلی۔ اُس نے بِسمِ اللّٰہ پڑھ کر پھر جیب میں ڈال لی۔ اور مچھلی پکاکر باپ کے آگے رکھ دی کھانا کھانے کے بعد جب دربار کا وقت آیا۔ باپ نے لڑکی سے انگوٹھی طلب کی۔ اُس نے بِسمِ اللّٰہ پڑھ کر انگوٹھی جیب سے نِکال کر دیدی۔ باپ یہ واقِعہ دیکھ کر حیران ہوگیا۔ اِس طرح لڑکی کے قتل کا منصوبہ دھرے کا دھرارہ گیا اور اللہ (عزّوجلّ) نے بِسمِ اللّٰہ کی بَرَکت سے لڑکی کو قتل سے مَحفُوظ رکھا۔ (لَمعَاتِ صُوفِیہ)

گُناہ گار کی بَخشش ہوگئی

ایک گُناہ گار کو مَرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پُوچھا، اللہ (عزّوجلّ) نے تیرے ساتھ کیا مُعامَلہ کیا؟ اُس نے جواب میں کہا، ایک دِن میں ایک مَدرسے کی طرف سے گُزرا اور ایک پڑھنے والے نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھی اُسے سُن کر میرے دِل میں اللہ (عزّوجلّ) کے نام کی شیرینی (مِٹھاس) نے اثر کیا اور اُسی وَقت میں نے سُنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے، ''ہم دو چیزوں کو جمع نہ کریں گے، (۱) اللہ (عزّوجلّ) کے نام کی لَذّت اور (۲) مَوت کی تلخی۔'' پھر مرنے کے بعد پتہ چلا کہ اللہ (عزّوجلّ) نے مجھے بَخش دیا ہے۔ (اَنیسُ الواعِظین)

؎ رَحمتِ حق ''بہا'' نہ می جُوید   رَحمتِ حق ''بہانہ'' می جُوید

یعنی اللہ (عزّوجلّ) کی رَحمت لا بہا، (قیمت) طلب نہیں کرتی۔ بلکہ اللہ (عزّوجلّ) کی رَحمت تو بہانہ تلاش کرتی ہے۔

والِدَین کی عَذاب قَبر سے رِہائی!

''شَرعَۃُ الاِسلام'' میں ہے کہ اگر کہیں زمین پر کوئی ایسا کاغذ پڑا ہو جس میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھی

ہوئی ہو اور کوئی شخص ادب کی وجہ سے اُس کاغذ کو اُٹھالے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس شخص کو اپنے دوستوں میں داخل کرے گا۔ اور اُس کے ماں باپ کو عذابِ قبر سے نجات دے گا اور اُس کو شہیدوں کے زُمرے میں قیامت کے دن اُٹھائے گا۔ (تذکرۃُ الواعظین)

پیارے اسلامی بھائیو! بدقسمتی سے آجکل عُموماً اخبارات واشتہارات وغیرہ میں بسمِ اللہ تحریر ہوتی ہے اور ہمارے بھائی صِرف چند سکّوں کی خاطر بڑی لاپرواہی سے انہیں رَدّی میں فروخت کر دیتے ہیں۔ گندی نالیوں تک میں اس قسم کے اخبارات نظر آتے ہیں۔ کاش! آیاتِ مقدسہ کا ادب ہمیں نصیب ہوجاتا۔ میرے زندہ دل بھائیو! براہِ کرم اخبارات کو چند سکّوں کی خاطرِ رَدّی میں فروخت کر دینے کی بجائے سمندر میں ٹھنڈا کر دیا کریں اور اے میرے تاجر بھائیو! آپ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور پیارے محبوب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی مَحبّت اور عظمت کی خاطر اخبارات بطورِ پُڑیا استعمال کرنے سے گُریز کرتے رہیں۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) آپ کے اِس اَدَب کا آپ کو ضرور صِلہ عطا فرمائے گا۔ باادب بانصیب، بےادب بےنصیب

حیرت انگیز جامِعیّت

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے بعض انبیاء (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) پر صَحائف اور کُتُب نازِل فرمائیں۔ جن کی تعداد ۱۰۴ ہے۔ اِن میں سے ساٹھ صحیفے حضرتِ سیِّدُنا شُعَیب عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَام پر، ۳۰ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر، ۱۰ صحیفے حضرت سیِّدُنا مُوسیٰ کلیمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر توریت شریف نازِل ہونے سے قبل نازِل ہوئے

اور چار بڑی کتابیں نازِل ہوئیں:

1. توریت شریف حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ کلیمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر
2. زَبور شریف حضرتِ سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر
3. اِنجیلِ مُقدّس حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر اور
4. قرآنِ مجید تاجدارِ مدینہ حضرتِ سیِّدُنا مُحمّدِ مُصطفٰے (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

پر نازِل ہوا۔ اِن تمام کتابوں اور جُملہ صحائف کا مَتن اور مضامین قرآنِ مجید میں موجود ہیں اور سارے قرآنِ مجید کا مَضمون سُورۂ فاتِحہ میں موجود ہے اور سُورۂ فاتِحہ کا سارا مَضمون بِسمِ اللہ شریف میں مَوجود ہے اور بِسمِ اللہ شریف کا سارا مَضمون بِسمِ اللہ کے حَرف "ب" میں مَوجود ہے۔ (اَلمَجَالِسُ السَّنِیَّۃ)

دُبلا پتلا شیطان

حضرتِ اَبُوہُریرہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مسلمان اور ایک کافِر کے شیاطین میں مُلاقات ہوئی۔ کافِر کا شیطان خُوب موٹا تازہ، بدن پر کپڑے پہنے اور سَر پر تیل لگائے ہوئے تھا۔ جبکہ مُؤمِن کا شیطان دُبلا پتلا، پراگندہ سَر اور ننگا تھا۔ کافِر کے شیطان نے مُؤمِن کے شیطان سے پُوچھا، بھائی! تُمھاری یہ حالت کیوں ہے؟ اُس نے جواب دیا، میں ایک ایسے مَردِ خُدا کے ساتھ ہوں جو کھانا کھاتے ہوئے بِسمِ اللہ پڑھ لیتا ہے۔ اِسی وجہ سے مُجھے بُھوکا رہنا پڑتا ہے اور جب وہ پانی یا کوئی اور چیز پیتا ہے تو اُس کا آغاز بھی بِسمِ اللہ سے کرتا ہے۔ اِسی وجہ سے مجھے پیاسا رہنا پڑتا ہے۔ سَر پر تیل لگاتے وَقت وہ بِسمِ اللہ کا وِرد کرتا ہے اس لئے میں پراگندہ بال رہ جاتا ہوں۔ لِباس زیبِ تن کرتے وَقت بھی وہ بِسمِ اللہ شریف پڑھ لیتا ہے۔ اِس کی بَدوْلت میں ننگا رہ جاتا ہوں

کافِر کے شیطان نے کہا میں ایک ایسے شخص پر مُسَلَّط ہوں۔ جو کسی کام میں بِسْمِ اللّٰہ نہیں پڑھتا اِسی لئے میں کھانے پینے اور دیگر اُمُور میں شریک ہوجاتا ہوں۔" (مَوَاھِبُ اللَّدُنِّیَّہ)

اِس حِکایَت سے ہمیں یہ دَرس مِلتا ہے کہ اگر ہم خَیر و بَرَکت چاہتے ہیں تو ہر نیک کام کے آغاز میں بِسْمِ اللّٰہ پڑھا کریں۔ بَصُورَتِ دِیگر ہمارے ہر فِعل میں شیطانِ لَعِین شریک ہوجائے گا۔

خوفناک سانپ!

حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ایک شَخْص پر گُزر ہوا جو بڑے خوفناک سانپ کا شِکار کرنے کی کوشش کررہا تھا، اُس سانپ نے عَرْض کیا کہ یا نَبِیَّ اللّٰہ! اِس سے فرما دیجئے کہ مجھ میں بڑا قاتِل زہر ہے۔ آپ (علیہ السلام) نے اُس کو منع کیا مگر وہ نہ مانا۔ پھر دوبارہ حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا اُسی مَقام پر گُزر ہوا۔ اُس وَقت آپ (علیہ السلام) نے فرمایا، اے شخص! کیا تُو نے سانپ کو پکڑ لیا؟ یہ فرما کر جُوں ہی سانپ کی طَرَف نظر کی، اُس نے مارے شَرم کے اَپنا سَر اَپنی دُم کے نیچے چُھپا لیا اور کہنے لگا کہ اے رُوحَ اللّٰہ (علیہ السلام)! یہ مجھ پر اَپنی قُوَّت سے غالِب نہیں آیا بلکہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کی بَدَولت غالِب ہوا ہے۔ بِسْمِ اللّٰہ نے میرا زہر باطِل کردیا ہے۔ (نُزْھَۃُ الْمَجَالِس)

دَس ہزار نیکیاں

حضرتِ اَبُو بَکر صِدّیق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھتا ہے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اُس کے نامۂ اَعمال میں دَس ہزار نیکیاں لکھتا ہے۔ اُس کی دَس

ہزار بُرائیاں مِٹاتا ہے اور دَس ہزار دَرَجے بُلند کرتا ہے۔ (اَنِیْسُ الْوَاعِظِیْن)

چھہتّر ہزار نیکیاں!!

حضرتِ ابنِ مَسْعُود (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے رِوایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا کہ جو بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھے گا اُس کے لئے ہر حَرْف کے بدلے میں چار ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور چار چار ہزار گُناہ بخشے جائیں گے اور چار ہزار دَرَجے بُلند کئے جائیں گے۔ (نُزْھَۃُ الْمَجَالِس)

اُنیس ۱۹ حُرُوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم میں اُنّیس ۱۹ حُرُوف ہیں اور دوزخ پر عذاب کے فرشتے بھی اُنّیس ۱۹ ہیں، پس اُمید ہے کہ اس کے ایک ایک حرف کی برکت سے ایک ایک فرشتے کا عذاب دُور ہوجائے۔ دُوسری خوبی یہ بھی ہے کہ دن رات میں چوبیس ۲۴ گھنٹے ہیں جن میں سے پانچ ۵ گھنٹے پانچ نمازوں نے گھیر لئے اور اُنّیس ۱۹ گھنٹوں کے لئے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کے اُنّیس ۱۹ حروف عطا فرمائے گئے۔ پس جو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کا وِرْد کرتا رہے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ اس کا ہر گھنٹہ عبادت میں شُمار ہوگا اور ہر گھنٹے کے گُناہ مُعاف ہوں گے۔ (تفسیرِ نعیمی)

ایک مرتبہ سَیِّدُنا خالد بن ولید (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے کچھ مجوسیوں نے عرض کیا، کہ آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) ہمیں کوئی ایسی نشانی بتائیں کہ جس سے ہم پر اسلام کی حقّانیّت واضح ہو۔ چُنانچہ آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے زہرِ قاتِل منگوایا اور "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" پڑھ کر اُسے کھا لیا۔ بِسْمِ اللّٰہ شریف کی برکت سے اس زہرِ قاتِل نے آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) پر کوئی اثر نہ کیا۔ یہ منظر دیکھ کر مجوسی (آتش پرست) بے ساختہ پُکار اُٹھے، "دینِ اسلام حق ہے۔" (تفسیرِ کبیر)

جہنم کے اُنیس ۱۹ طبقات سے نجات پانے کا آسان طریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اُنیس ۱۹ حُروف ہیں اور دوزخ کے طبقات بھی اُنیس ۱۹ ہیں۔ جو شخص ایک بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لے گا وہ اِن سب طبقاتِ جہنم سے نجات پائے گا۔ (اِن شاءَ اللہ) (اَنِیسُ الوَاعِظِین)

دوزخ سے آزادی

ایک اَعرابی نے سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی خدمتِ بابرکت میں عرض کی، یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) میں بڑا گنہگار ہوں۔ آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) میرے لئے بخشش کی دُعا فرمائیں۔ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرو تو وہ اَرحمُ الرّاحمین (عزّوجلّ) تیرے گناہ بخش دے گا۔ وہ اَعرابی مُتعجّب ہو کر کہنے لگا، بس اِتنا ہی یارسول اللہ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم)۔ آپ نے فرمایا، جو مسلمان مرد یا عورت سچّے دِل اور یقین کے ساتھ بسم اللہ شریف پڑھا کرے گا تو اللہ تعالیٰ (عزّوجلّ) اپنے فضل و کرم سے اُس بندہ کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ (اَسرارُ الفاتحہ)

شرابی وَلی بن گیا!

حضرتِ بِشر حافی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) توبہ سے قبل بہت بڑے شرابی تھے۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک مرتبہ شراب کے نشے اور مستی کے عالَم میں کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں آپ نے ایک کاغذ کا ٹکڑا دیکھا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تعظیماً اُسے اُٹھا لیا۔ اور عِطر خرید کر اُسے مُعطّر کیا۔ پھر اُسے ایک بلند جگہ پر رکھ دیا۔ اُسی رات ایک بُزُرگ نے خواب میں سُنا کہ کوئی کہہ رہا

ہے، "جاؤ! بِشر سے کہہ دو کہ تُم نے میرے نام کو مُعطّر کیا، اُس کی تعظیم کی اور اُسے بُلند جگہ رکھا۔ ہم بھی تم کو پاک کریں گے اور دُنیا و آخرت میں تمھیں بُزُرگی عطا فرمائیں گے۔" اُن بُزُرگ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے دِل میں سوچا کہ بِشر تو ایک شرابی اور فاسق شخص ہے۔ شاید میں نے یہ خواب غلط دیکھا ہے۔ چُنانچہ اُنھوں نے وُضو کیا، نَفل پڑھے اور پھر سو رہے۔ دُوسری بار اُنہوں نے پھر وُہی خواب دیکھا۔ اِسی طرح تین ۳ مرتبہ یہی نظر آیا اور یہی آواز سُنی "یہ ہمارا پیغام بِشر ہی کی طرف ہے جاؤ اُنہیں ہمارا پیغام پہنچا دو!"

چُنانچہ صُبح ہوتے ہی وہ بُزُرگ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حضرتِ بِشر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تلاش میں نکل پڑے اُن کو پتہ چلا کہ وہ شراب کی محفل میں بیٹھے ہیں۔ تو وہ وَہیں پہنچے اور بِشر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو آواز دی۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ تو شراب کے نشے میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں! اُنہوں نے کہا تم لوگ اُسے جا کر کسی طرح یہ بات سُنا دو کہ تُمہارے نام ایک ضروری پیغام آیا ہے۔ اور پیغام لانے والا باہر کھڑا ہے۔ چُنانچہ وہ لوگ گئے اور حضرتِ بِشر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے جا کر کہہ دیا کہ اُٹھو! باہر چلو، تُمہارے نام کوئی پیغام آیا ہے۔ حضرتِ بِشر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا، اُن سے پوچھو کہ وہ کِس کا پیغام لائے ہیں؟ چُنانچہ لوگوں کے دَریافت کرنے پر وہ بُزُرگ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرمانے لگے، "اللہ (عزّوجلّ) کا پیغام لایا ہُوں"۔ جب آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو یہ بات بتائی گئی تو جُھوم گئے اور فوراً باہر آئے اور پیغامِ حق سُن کر سچّے دِل سے توبہ کی اور اُس بلند مقام پر جا پہنچے کہ مُشاہدۂ حق کے غلبہ کی شِدّت سے ننگے پاؤں رہنے لگے۔ اور کبھی جُوتا پاؤں میں نہ پہنا۔ اِسی لئے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) "حافی" کے نام سے

مشہور ہوگئے "حافی" ننگے پاؤں رہنے والے کو کہتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

باادب بانصیب! بے ادب بے نصیب!

ایک ایسے کاغذ کے ٹکڑے کی تعظیم کرنے سے جس پر اللّٰہ (عزّوجلّ) کا نام لکھا ہوا تھا، ایک گنہگار شخص کو اتنا بلند مقام عطا ہوگیا کہ وہ اللّٰہ (عزّوجلّ) کے بڑے بڑے مقبولوں اور ولیوں کی فہرست میں آگیا تو اُن نفوسِ قدسیہ کی تعظیم وتکریم سے جن کے دلوں میں خدا (عزّوجلّ) کا نام کندہ ہے، اور جن کے دِل ذکرِ حق سے معمور ہیں ہم گنہگار اللّٰہ (عزّوجلّ) کے فضل وکرم سے کیوں بہرہ ور نہ ہوں گے؟ نیز اُن جملہ اللّٰہ والوں (رحمہم اللّٰہ)، نبیوں (علیہم السلام) اور رسولوں (علیہم السلام) کے بھی جو سردار ہیں یعنی سیّد الانبیاء، احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفےٰ (صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) اُن کی تعظیم اور تکریم اللّٰہ (عزّوجلّ) کو کس قدر محبوب وپسندیدہ ہوگی۔ یقیناً کسی شان والے کے نام کی تعظیم بھی موجب اجر وثواب ہے۔ حضرتِ بشر حافی (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) نے اللّٰہ (عزّوجلّ) کے نام کی تعظیم کی تو عزّت پائی۔ تو آج ہم اگر رسولُ اللّٰہ (صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے نام کی تعظیم کریں۔ جہاں سُنیں، چُوم کر آنکھوں سے لگالیں۔ تو کیونکر عزّت نہ پائیں گے؟ حضرتِ بشر حافی (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) نے جہاں اللّٰہ (عزّوجلّ) کا نام دیکھا۔ وہاں عطر لگایا تو پاک ہوگئے۔ تو ہم اگر جہاں ذکرِ رسولُ اللّٰہ (صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) ہو۔ وہاں عطر وگلاب چھڑکیں تو کیوں پاک نہ ہوں گے؟

جانور بھی ولی کی تعظیم کرتے ہیں!

حضرتِ بشر حافی (علیہ الرحمۃ) ہمیشہ ننگے پاؤں چلتے تھے اور جب تک بغداد میں زندہ رہے کسی چوپائے نے راستے میں گوبر نہ کی اور وہ صرف اِس

حُرمت واَدب کے پیشِ نظر کہ حضرتِ بشر حافی (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) ننگے پاؤں چلتے ہیں۔ ایک دِن ایک چوپائے نے راستے میں گوبر کردی تو اُس کا مالک یہ بات دیکھ کر گھبرا گیا کہ ہو نہ ہو آج یقیناً حضرتِ بشر حافی (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) کا انتقال ہوگیا ہے ورنہ یہ جانور کبھی راستے میں گوبر نہ کرتا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے سُن لیا کہ واقعی حضرت (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) کا وِصال ہوگیا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

جو کہ اِس دَر کا ہوا خلقِ خدا اُس کی ہوئی ۔۔۔ جو کہ اِس دَر سے پھرا اللّٰہ اُس سے پھر گیا
ٹھوکریں کھاتے پھروگے اِن کے دَر پر پڑ رہو ۔۔۔ قافلہ تو اے رضاؔ (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) اوّل گیا آخر گیا

بِسم اللّٰہ کی برکت سے ۲ دو یہودیوں کو ایمان نصیب ہوا!

ایک یہودی کسی یہودن پر عاشق ہوگیا۔ اور اُس کی محبّت میں بے قرار رہنے لگا۔ چنانچہ اُس دَور کے مشہور ولیُّ اللّٰہ حضرتِ عطاء اکبر (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) کی بارگاہ میں حاضر ہوکر مدّعا عرض کیا۔ حضرت (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) نے ایک کاغذ کے پُرزہ پر بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم لکھ کردی، اور فرمایا، "نِگل جا۔" وہ نِگل گیا۔ نِگلتے ہی اُس کا دِل نُورِ ایمان سے جگمگانے لگا، عورت کی محبّت دِل سے کافور ہوگئی اور بے ساختہ کلمۂ شہادت زبان پر جاری ہوگیا۔ اور وہ مسلمان ہوگیا۔

دریں اثناء اُس کی محبوبہ نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے، "اگر تجھے جنّت درکار ہے تو حضرت عطاء اکبر (رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ) کی خدمتِ بابرکت میں حاضری دے۔"

چنانچہ وہ عورت آپ (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں ہی اُس نَومُسلم کی محبوبہ ہوں اور پھر اپنا خواب سُنایا۔ آپ (رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ) نے اُس سے

فرمایا، "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ" چُنانچہ اُس نے پڑھا۔ پڑھتے ہی اُس کا دِل بھی روشن ہوگیا۔ عالَمِ مَلَکُوت اُس پر ظاہر ہوگئے۔ کلِمہ پڑھا اور مُسلمان ہوگئی۔ اُسی رات اُس نے خواب میں جنّت کی سَیر کی اور جَنّت کے مَحلّات پر بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لِکھا ہوا دیکھا۔ کِسی پُکارنے والے نے کہا، "اے بِسْمِ الله پڑھنے والی! الله (عَزَّوَجَلَّ) نے جو کچھ تجھے عَطا کیا وہ تُو نے دیکھ لیا" جب آنکھ کھلی تو بے قرار ہوکر اُس نے دُعا مانگی،

"اے الله! (عَزَّوَجَلَّ) تُو نے مجھے جَنّت میں داخِل کرکے پِھر نِکال دیا، میں تجھے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کا واسِطہ دیتی ہوں مجھے پِھر وَہیں پُہنچادے"

دُعا مانگتے مانگتے گِر پڑی اور اُس کی رُوح قَفَسِ عُنصُری سے پَرْواز کرگئی۔ (رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْھَا) (نُزْھَۃُ الْمَجَالِس)

سُبْحَانَ الله! بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کی بَرَکتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی مَعلُوم ہوا کہ الله والوں (رَحِمَھُمُ الله) کی بارگاہ میں حاضِری بھی بہُت بڑی سَعادَت کا مُوجِب ہے۔ جب بھی کوئی پریشانی یا مُصِیبَت آئے تو اَوْلِیائے کِرام کی خِدْمت میں حاضِر ہونے سے وہ مُصِیبَت دُور ہی نہیں ہوجاتی بلکہ بسا اَوْقات وہ وہ اِنْعامات حاصِل ہوجاتے ہیں کہ وہاں تک بندے کا وَہم و گُمان بھی نہیں جاتا۔ جیساکہ الله (عَزَّوَجَلَّ) کے وَلی حضرتِ عَطاء اکبر (رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه) کی بارگاہِ بےکَس پَناہ کی حاضِری یہُودِیوں کے دَوْلتِ اِیمان سے سَرفَراز ہونے کا سَبَب بن گئی۔

نگاہِ وَلی میں یہ تاثیر دیکھی! بَدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی!!

تُو عذاب سے بچ گیا!

ایک سخص نے مرنے سے پہلے یہ وَصِیّت کی کہ اِنتِقال کے بعد میرے سینے اور پیشانی پر بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھ دینا۔ چُنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر کسی نے خواب میں اُس شَخْص کو دیکھ کر حال پُوچھا، اُس نے بتایا کہ جب مجھے قَبْر میں رکھا گیا، عذاب کے فِرِشتے آئے، جب پیشانی پر بِسْمِ الله شریف دیکھی تو کہا:-

"تُو عَذاب سے بچ گیا!" (دُرِّ مُخْتَار)

پیارے اسلامی بھائیو! جب بھی کوئی مَیِّت ہوجائے تو بِسْمِ الله شَرِیف وغیرہ ضَرور لکھ لیا کریں۔ آپ کی تھوڑی سی تَوَجُّہ بےچارے مَرنے والے کی بَخْشِش کا ذَرِیعہ بَن سکتی ہے۔

کَفَن پر لِکھنے کا طَرِیقہ

حضرتِ عَلَّامہ شامی (رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه) فرماتے ہیں، یُوں بھی ہوسکتا ہے کہ مَیِّت کی پیشانی پر بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھیں اور سِینے پر کلِمۂ طَیِّبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله (صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) لکھیں۔ مگر نہلانے کے بعد اور کَفَن پہنانے سے پہلے کلِمہ کی اُنگلی سے لکھیں رَوشنائی (اِنک) سے نہ لکھیں۔ (رَدُّ الْمُحْتَار)

قِیامَت کے روز دَوْزَخ سے رِہائی!

قِیامَت کے روز عَذاب کے فِرِشتے ایک بندے کو پکڑلیں گے، حُکم ہوگا کہ اِس کے اَعْضاء کو دیکھ لو اِس میں کوئی نیکی ہے یا نہیں؟ چُنانچہ فِرِشتے تمام اَعْضاء کو دیکھ ڈالیں گے، کوئی نیکی نہیں مِلے گی۔ پھر فِرِشتے اُس سے کہیں گے، اب ذرا اَپنی زَبان باہَر نِکالو کہ اُس میں دیکھ لیں کوئی نیکی ہے یا نہیں؟ جب وہ زَبان نِکالے گا تو اُس پر سَفید خَطْ میں بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھا ہوا پائیں گے۔

فرمایا، "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ"، چنانچہ اُس نے پڑھا۔ پڑھتے ہی اُس کا دِل بھی رَوشن ہوگیا۔ عالَمِ مَلَکُوت اُس پر ظاہر ہوگئے۔ کلِمہ پڑھا اور مُسلمان ہوگئی۔ اُسی رات اُس نے خواب میں جنّت کی سَیر کی اور جنّت کے مَحَلّات پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا ہوا دیکھا۔ کِسی پُکارنے والے نے کہا، "اے بِسمِ اللّٰہ پڑھنے والی! اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) نے جو کچھ تجھے عطا کیا وہ تُو نے دیکھ لیا"، جب آنکھ کھلی تو بے قرار ہو کر اُس نے دُعا مانگی،

"اے اللّٰہ! (عَزَّوَجَلَّ) تُو نے مجھے جنّت میں داخِل کر کے پھر نِکال دیا، میں تجھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا واسِطہ دیتی ہوں مجھے پھر وَہیں پہنچادے۔"

دُعا مانگتے مانگتے گِر پڑی اور اُس کی رُوح قَفَسِ عُنصُرِی سے پَرواز کر گئی۔ (رَحمَۃُ اللّٰہِ علیہا) (نُزہَۃُ المَجالِس)

سُبحانَ اللّٰہ! بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی بَرکتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی مَعلُوم ہوا کہ اللّٰہ والوں (رَحِمَہُمُ اللّٰہ) کی بارگاہ میں حاضِری بھی بہُت بڑی سَعادت کا مُوجِب ہے۔ جب بھی کوئی پریشانی یا مُصیبت آئے تو اَولیائے کِرام کی خِدمت میں حاضِر ہونے سے وہ مُصیبت دُور ہی نہیں ہوجاتی بلکہ بَسا اَوقات وہ وہ اِنعامات حاصِل ہوجاتے ہیں کہ وہاں تک بندے کا وَہم وگُمان بھی نہیں جاتا۔ جیسا کہ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے وَلی حضرتِ عطاء اکبر (رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کی بارگاہِ بے کَس پناہ کی حاضِری یہُودیوں کے دَولتِ ایمان سے سَرفراز ہونے کا سَبَب بن گئی۔

نِگاہِ وَلی میں یہ تاثیر دیکھی، بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی!!

تُو عذاب سے بچ گیا!

ایک شخص نے مرنے سے پہلے وصیّت کی کہ اِنتِقال کے بعد میرے سینے اور پیشانی پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھ دینا، چُنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر کسی نے خواب میں اُس شخص کو دیکھ کر حال پُوچھا، اُس نے بتایا کہ جب مجھے قَبر میں رکھا گیا، عذاب کے فِرِشتے آئے، جب پیشانی پر بِسمِ اللّٰہ شریف دیکھی تو کہا:-

"تُو عَذاب سے بچ گیا!" (دُرِّ مُختار)

پیارے اسلامی بھائیو! جب بھی کوئی مَیِّت ہوجائے تو بِسمِ اللّٰہ شریف وغیرہ ضَرور لکھ لیا کریں۔ آپ کی تھوڑی سی تَوَجُّہ بے چارے مرنے والے کی بَخشِش کا ذَرِیعہ بَن سکتی ہے۔

کَفَن پر لِکھنے کا طریقہ

حضرتِ عَلّامہ شامی (رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں، یُوں بھی ہوسکتا ہے کہ مَیِّت کی پیشانی پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھیں اور سینے پر کلِمۂ طَیِّبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) لکھیں۔ مگر نہلانے کے بعد اور کَفَن پہنانے سے پہلے کلِمہ کی اُنگلی سے لکھیں رَوشنائی (اِنک) سے نہ لکھیں۔ (رَدُّالمُحتار)

قِیامت کے روز دَوزخ سے رِہائی!

قِیامت کے روز عذاب کے فِرِشتے ایک بندے کو پکڑ لیں گے، حُکم ہوگا کہ اِس کے اَعضاء کو دیکھ لو اِس میں کوئی نیکی ہے یا نہیں؟ چُنانچہ فِرِشتے تمام اَعضاء کو دیکھ ڈالیں گے، کوئی نیکی نہیں ملے گی۔ پھر فِرِشتے اُس سے کہیں گے، اب ذرا اپنی زبان باہر نِکالو کہ اُس میں دیکھ لیں کوئی نیکی ہے یا نہیں؟ جب وہ زبان نِکالے گا تو اُس پر سفید خط میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا ہوا پائیں گے۔

اُسی وَقت حُکم ہوگا،" جا، ہم نے تجھے بَخش دیا۔" (نُزْھَۃُ الْمَجَالِس)

بِسم اللہ کی بَرَکت

فِرعَون نے خُدائی کے دعوے سے پہلے ایک مَحَل بَنایا تھا اور اُس کے باہَری دَرْوازے پر" بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ " لکھوایا تھا، جب اُس نے خُدائی کا دعویٰ کیا اور حضرتِ موسیٰ کلیمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اُس کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پر اِیمان لانے کی دَعْوت دی، تو اُس نے سَرکشی کی۔ حضرتِ موسیٰ (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) نے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی بارگاہ میں عَرْض کیا، یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) میں بار بار اِسے تیری طَرَف بُلاتا ہوں لیکن یہ سَرکَشی سے باز نہیں آتا، مُجھے تو اِس میں بھلائی کے آثار نَظَر نہیں آتے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے فرمایا،" اے موسیٰ! (علیہ السلام) تم اِسے ہَلاک کر دینا چاہتے ہو، تم اِس کے کُفْر کو دیکھ رہے ہو اور میں اَپنا نام دیکھ رہا ہوں جو اُس نے اپنے دروازے پر لکھ رکھا ہے!" (نُزْھَۃُ الْمَجَالِس)

گھر کی حفاظت کیلئے

اِمام فَخْرُ الدّین رازی (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں کہ جِس نے اَپنے باہَری دَرْوازے پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھ لیا وہ ہَلاکت سے (صرف دُنیا میں) بےخَوف ہوگیا۔ خواہ کافِر ہی کیوں نہ ہو۔ تو بھلا اُس مسلمان کا کیا عالَم ہوگا جو زندگی بھر اپنے دل کے آبگینے پر اِس کو لکھے ہوئے ہوتا ہے۔ (تَفسِیرِ کَبِیر)

شرابی کی بَخشش ہوگئی!

ایک شرابی شراب کے نَشہ میں مَسْت جارہا تھا راہ میں کُنواں آیا ٹھوکر لگی، اَندر گِرا اور ہَلاک ہوگیا۔ بعد میں کِسی نے اُسے خواب میں دیکھ کر پوچھا "مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ ؟" یعنی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے تیرے ساتھ کیا سُلوک کیا؟ اُس نے جواب

دیا، اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے مجھے بَخش دیا۔ سائل کو بڑی حیرت ہوئی۔ اُس نے سُوال کیا، تُو شرابی نہیں تھا؟ جواب دیا واقعی میں شرابی تھا اور میری موت بھی نشہ ہی کے عالَم میں ہوئی مگر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا کَرَم ہوگیا۔ بات یہ ہے کہ میں نشہ میں جُھومتا ہوا جا رہا تھا کہ میری نَظَر ایک کاغذ کے پُرزہ پر پڑی جس پر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تحریر تھا۔ میں نے اُس کاغذ کو اُٹھایا اور نِگل گیا۔ پھر کُنوئیں میں گِر پڑا اور مَر گیا۔ جب مجھے قَبْر میں رکھا گیا، مُنکَر نکِیر کی آمد ہوئی اُنھوں نے مجھ سے سُوالات شُروع کر دیئے۔ میں نے کہا مجھ سے سُوالات کر رہے ہو؟ میرے پروردِگار (عَزَّوَجَلَّ) کا پاکیزہ نام تو میرے پَیٹ میں مَوجُود ہے۔ اِتنے میں غَیْب سے آواز آئی،" میرا بَنْدہ سچ کہتا ہے، اِسے چھوڑ دو، میں نے اِسے بَخش دیا۔" (نُزْھَۃُ الْمَجَالِس)

زندگی بھر کے سانسوں کے برابر نیکیاں!

جو شَخْص اپنی بیوی کے پاس جاتے وَقت بِسْمِ اللّٰہ پڑھ لے تو اُس میں شیطان شریک نہ ہوگا اور اگر اس صحبت سے حَمَل قائم ہو جائے تو اُس حَمْل کا بچّہ اپنی زِندگی میں جس قَدَر سانس لے گا اُس قَدَر اُس کے باپ کے اَعْمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (تَفسِیرِ نَعِیمی) اور "نُزْھَۃُ الْمَجَالِس" میں اِتنا زائِد ہے کہ اُس اَوْلاد سے جب تک اَوْلاد دَر اَوْلاد سِلسِلہ چلتا رہے گا سب کی ہَر ہَر سانس کے عِوَض اُس کو ایک ایک نیکی ملتی رہے گی۔

ہَمبِستَری کے وَقت سَتر کھولنے سے پہلے میاں بیوی ۲ دونوں بسم اللہ شریف پڑھ لیں۔ شیطان کی دَخَل اَندازی سے بھی بچیں گے اور ڈھیروں ثواب بھی ہاتھ آئے گا۔

ہر ہر قدم پر ایک نیکی!

جو شخص کسی جانور پر سوار ہوتے وقت بسم اللہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھ لے تو اُس جانور کے ہر قدم پر اُس سوار کے حق میں ایک نیکی لکھی جائے گی۔ (تَفْسِیرِ نَعِیمِی)

کَشتی میں نیکیاں ہی نیکیاں!

جو شخص کَشتی میں سوار ہوتے وقت بسم اللہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھ لے، جب تک وہ اُس میں سوار رہے گا اُس کے واسطے نیکیاں ہی نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (تَفْسِیرِ نَعِیمِی)

بچّے، وَالِدَین اور اُستاد کی مَغفِرت

حضرتِ ابنِ عبّاس (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) سے رِوایت ہے۔ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، جب اُستاد بچّے سے کہتا ہے، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہو تو سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں، "اُستاد، بچّے اور اُس کے وَالِدَین کے لئے نَجات لکھ دی جاتی ہے۔" (دَیلمی)

قبر سے عذاب اُٹھ گیا!

حضرتِ عیسٰی عَلَیْہِ السَّلام ایک قَبْر پر گُزرے تو عَذاب ہو رہا تھا۔ کچھ وَقْفہ کے بعد پھر گُزرے تو مُلاحظہ فرمایا کہ اُس قَبْر میں نُور ہی نُور ہے اور وہاں رَحْمتِ اِلٰہی (عَزَّوَجَلَّ) کی بارِش ہو رہی ہے۔ آپ بَہُت حَیران ہوئے اور بارگاہِ اِلٰہی (عَزَّوَجَلَّ) میں عَرض کیا، کہ مجھے اِس کا بَھید بَتایا جائے۔ اِرشاد ہوا، "اے روحَ اللہ (عَلَیْہِ السَّلام)! یہ سَخت گُنہگار اور بدکار تھا، اِس وَجہ سے عَذاب میں گرِفتار تھا، لیکن اِس نے اپنی بیوی حامِلہ چھوڑی تھی۔ اُس کے لڑکا پیدا ہوا اور آج اُس کو مَکْتَب بھیجا گیا، اُستاد نے اُس کو بِسم اللہ پڑھائی۔ مُجھے حَیا آئی کہ میں زمین کے اندر اِس شخص کو عَذاب دُوں کہ جس کا بچّہ زمین پر میرا نام لے رہا ہے۔" (تَفْسِیرِ نَعِیمِی)

شیطان سیسے کی طرح پگھلتا ہے!

جب بندہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتا ہے تو شیطان اِس طرح پگھلتا ہے جس طرح سِیسہ پگھلتا ہے۔ (اَنِیسُ الوَاعِظِین)

سارے گناہ مُعاف کر دیئے جاتے ہیں!

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا ہے، کہ جس نے ایک بار بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو پڑھا اُس کے گُناہوں میں سے ایک ذَرّہ بھی باقی نہیں رہتا۔ (اَنِیسُ الوَاعِظِین)

عِصیاں سے کبھی ہم نے کَنارہ نہ کیا — پر تُو نے دل آزُردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنّم کی بَہُت کی تَجوِیز — لیکن تری رَحْمت نے گوارا نہ کیا

(حَدائِقِ بَخشِش)

اے ہمارے پیارے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی بَرَکتوں سے مالا مال فرما اور ہر نیک و جائز کام کی اِبتِداء میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے کی توفِیق عَطا فرما۔ آمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

"تلاوت کی فضیلت"

سب سے بڑا عبادت گزار

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:۔

"سب سے بڑا عبادت گزار وہ ہے جو سب سے زیادہ تلاوتِ قرآن کرنے والا ہے۔" (کنز العمال)

دلوں کا زنگ تلاوت سے دور ہوتا ہے

مدنی آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے، بیشک دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے جب اُسے پانی لگ جائے۔ عرض کیا گیا اُن کی صفائی کس طرح ہوتی ہے؟ فرمایا، موت کو کثرت سے یاد کرنے اور قرآن کی تلاوت کرنے سے۔ (مشکوٰۃ)

ایک حرف کی دس نیکیاں

رحمۃ اللعالمین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا مبارک فرمان ہے:۔

جس نے کتابُ اللہ (عزوجل) کا ایک حرف پڑھا اُس کے لئے اِس کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے۔ میں نہیں کہتا "الٓمٓ" ایک حرف ہے (بلکہ) "الف" ایک حرف "لام" ایک حرف اور "میم" ایک حرف۔ (مشکوٰۃ)

قرآن کی تعلیم سب سے افضل ہے

آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) فرماتے ہیں:۔ بلاشبہ تم میں سب سے افضل وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی یا دوسرے کو اس کی تعلیم دی۔ (بخاری)

شعر: یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآں عام ہو جائے ☆ ہر اک پرچم سے اونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

تعلیمِ قرآن بہتر مال سے بہترین ہے

مدنی تاجدار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔ تم میں کون چاہتا ہے کہ صبح کو بطحان یا عقیق جائے پھر بلا کسی گناہ (چوری یا غصب وغیرہ) کا ارتکاب کئے یا رشتہ توڑے بغیر، دو بڑے کوہان والی اونٹنیاں لیتا آئے۔ ہم نے عرض کیا، یارسولَ اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم سبھی یہ چاہتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا، تو کیوں نہیں تم میں سے کوئی مسجد جاتا اور کتابُ اللہ (عزوجل) کی دو آیتوں کی تعلیم دیتا یا انھیں پڑھتا۔ یہ دو آیتیں اس کے لئے دو بڑے کوہان والی اونٹنیوں سے بہتر ہوں گی اور تین آیتیں اس کے لئے تین اونٹنیوں سے بہتر اور چار آیتیں اس کے لئے چار اونٹنیوں سے بہتر ہوں گی۔ اِسی طرح جتنی آیتیں سکھائے یا پڑھے اتنی اونٹنیوں اور اونٹوں سے بہتر ہوں گی۔ (الترغیب والترہیب)

زبان میں لکنت والے کو دوگنا ثواب

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا:۔ "جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے۔ وہ کراماً کاتبین کے ساتھ ہے۔ اور جو شخص رُک رُک کر قرآن پڑھتا ہے وہ اُس پر شاق ہے یعنی اُس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی تکلیف کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ اس کے لئے دو اجر ہیں۔" (بخاری و مسلم)

قرآن سے ویران سینہ

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا:۔ جس کے جوف (سینہ) میں کچھ قرآن نہیں ہے وہ ویران مکان کی مثل ہے۔ (ترمذی)

شعر: درسِ قرآن اگر ہم نے نہ بھلایا ہوتا ☆ یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا!

تلاوت میں مشغول رہنے والوں کو بغیر مانگے ملتا ہے

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا: اللہ (عزّوجلّ) فرماتا ہے کہ جس کو قرآن نے میرے ذِکر اور مجھ سے سُوال کرنے سے باز رکھا اُسے میں اس سے بہتر دوں گا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں، اور کلامُ اللہ (عزّوجلّ) کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے۔ جیسی اللہ (عزّوجلّ) کی فضیلت اُس کی مخلوق پہ ہے۔ (ترمذی)

قبر میں بھی تلاوت!

عیسیٰ بن محمد (علیہ الرحمۃ) کہتے ہیں میں نے ایک روز ابوبکر بن مجاہد (علیہ الرحمۃ) کو اُن کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ تو انتقال فرما چکے ہیں کیسے پڑھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں ہر نماز کے بعد اور ختمِ قرآن کے بعد دُعا کرتا تھا کہ اے اللہ! (عزّوجلّ) تو مجھے قبر میں تلاوتِ قرآن کی توفیق دینا۔ اِس لئے میں پڑھتا ہوں۔ (شرحُ الصّدور)

دس رشتہ داروں کی شفاعت

تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اُس کو یاد کر لیا اُس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا۔ اُس کے گھر والوں میں سے اُن دس شخصوں کے بارے میں اللہ (عزّوجلّ) اُس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ جن پہ جہنم واجب ہو چکا تھا۔ (ترمذی۔ ابنِ ماجہ)

سورۂ فاتحہ پڑھنے والے سے اللہ (عزّوجلّ) راضی رہتا ہے

اللہ (عزّوجلّ) نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے۔ جس کا سر انسان جیسا ہے اُس کے ستر ہزار بازو ہیں۔ اور ہر بازو پر فرشتوں کی ایک ایک جماعت موجود ہے۔ اُس کے دائیں رخسار پہ سُورۂ اِخلاص

اور بائیں پہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اور پیشانی پر سورۂ فاتحہ لکھی ہوئی ہے۔ اُس کے سامنے فرشتوں کی ستر ہزار صفیں موجود ہیں جو ہر وقت سورۂ فاتحہ کا وِرد کرتی رہتی ہیں اور جب یہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتے ہیں تو سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ اللہ (عزّوجلّ) اِن سے فرماتا ہے، اے فرشتو! اپنے سر اُٹھاؤ، میں تم سب سے خوش ہوں۔ فرشتے یہ سُن کر اللہ (عزّوجلّ) سے عرض کرتے ہیں کہ اے مولائے کریم! اُمتِ محمدی (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) میں سے جو کوئی سورۂ فاتحہ پڑھے تو اس سے بھی راضی رہنا۔ اللہ (عزّوجلّ) فرماتا ہے۔ اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ، میں اُن سے بھی راضی رہوں گا۔ (نُزہۃُ المجالس)

چند منٹ میں دس قرآن کا ثواب!

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) فرماتے ہیں:۔ ہر چیز کے لئے دِل ہے اور قرآن کا دِل سُورۂ یٰسٓ ہے جس نے یٰسٓ پڑھی۔ اللہ (عزّوجلّ) اُس کیلئے دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھے گا۔ (ترمذی)

سابقہ گناہ معاف

تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا:۔ "جو شخص اللہ (عزّوجلّ) کی رِضا کے لئے یٰسین پڑھے گا۔ اُس کے سابقہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ لہٰذا اِس کو اپنے مُردوں کے پاس پڑھو۔ (دارمی)

خوفناک سیاہ کُتّا!

حضرتِ علّامہ یافعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں:۔ ملکِ یمن میں مَیں نے بعض صالحین سے سُنا ہے کہ ایک میّت کو جب دفن کر کے لوگ واپس آنے لگے تو قبر میں سے ایک گرج دار دھماکے کی آواز آئی اور اُس قبر میں سے ایک کالا کُتّا نکل کر بھاگا۔ ایک نیک

تلاوت میں مشغول رہنے والوں کو بغیر مانگے ملتا ہے

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا: اللہ (عزّوجلّ) فرماتا ہے کہ جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے باز رکھا اُسے میں اس سے بہتر دوں گا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں، اور کلامُ اللہ (عزّوجلّ) کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے۔ جیسی اللہ (عزّوجلّ) کی فضیلت اُس کی مخلوق پہ ہے۔ (ترمذی)

قبر میں بھی تلاوت!

عیسیٰ بن محمد (علیہ الرّحمۃ) کہتے ہیں میں نے ایک روز ابُوبکر بن مجاہد (علیہ الرّحمۃ) کو اُن کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ تو انتقال فرما چکے ہیں کیسے پڑھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں ہر نماز کے بعد اور ختمِ قرآن کے بعد دُعا کرتا تھا کہ اے اللہ! (عزّوجلّ) تو مجھے قبر میں تلاوتِ قرآن کی توفیق دینا۔ اِس لئے میں پڑھتا ہوں۔ (شرح الصّدور)

دس رشتہ داروں کی شفاعت

تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کر لیا اُس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا۔ اُس کے گھر والوں میں سے اُن دس شخصوں کے بارے میں اللہ (عزّوجلّ) اُس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔ (ترمذی۔ ابنِ ماجہ)

سُورۂ فاتحہ پڑھنے والے سے اللہ (عزّوجلّ) راضی رہتا ہے

اللہ (عزّوجلّ) نے عرش کے نیچے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے۔ جس کا سر انسان جیسا ہے اُس کے ستّر ہزار بازو ہیں۔ اور ہر بازو پر فرشتوں کی ایک ایک جماعت موجود ہے۔ اُس کے دائیں رُخسار پر سُورۂ اخلاص

اور بائیں پر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اور پیشانی پر سُورۂ فاتحہ لکھی ہوئی ہے۔ اُس کے سامنے فرشتوں کی ستّر ہزار صفیں موجود ہیں جو ہر وقت سُورۂ فاتحہ کا وِرد کرتی رہتی ہیں اور جب یہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتے ہیں تو سجدے میں چلے جاتے ہیں۔ اللہ (عزّوجلّ) اِن سے فرماتا ہے۔ اے فرشتو! اپنے سر اُٹھاؤ، میں تم سب سے خوش ہوں۔ فرشتے یہ سُن کر اللہ (عزّوجلّ) سے عرض کرتے ہیں کہ اے مولائے کریم! اُمّتِ محمدی (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) میں سے جو کوئی سورۂ فاتحہ پڑھے تو اس سے بھی راضی رہنا۔ اللہ (عزّوجلّ) فرماتا ہے۔ اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ، میں اُن سے بھی راضی رہوں گا۔ (نزھۃ المجالس)

چند منٹ میں دس قرآن کا ثواب!

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) فرماتے ہیں:۔ ہر چیز کے لئے دِل ہے اور قرآن کا دِل سُورۂ یٰسٓ ہے جس نے یٰسٓ پڑھی۔ اللہ (عزّوجلّ) اُس کیلئے دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھے گا۔ (ترمذی)

سابقہ گُناہ مُعاف

تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اللہ (عزّوجلّ) کی رِضا کے لئے یٰسین پڑھے گا۔ اُس کے سابقہ گُناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ لہٰذا اِس کو اپنے مُردوں کے پاس پڑھو۔ (دارمی)

خوفناک سیاہ کُتّا!

حضرتِ علّامہ یافعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں:۔ مُلکِ یمن میں مَیں نے بعض صالحین سے سُنا ہے کہ ایک میّت کو جب دفن کر کے لوگ واپس آنے لگے تو قبر میں سے ایک گڑگڑاہٹ دھماکے کی آواز آئی اور اُس قبر میں سے ایک کالا کُتّا نکل کر بھاگا۔ ایک نیک

آدمی جو وہیں موجود تھے اُنہوں نے اُس کُتّے سے کہا، تیرا ناس ہو، تُو کون بلا ہے؟ وہ بولا، میں اِس مَیّت کا بُرا عمل ہوں۔ اُنہوں نے پُوچھا، یہ (جو آواز آئی تھی) چوٹ تیرے لگی تھی یا مَیّت کے؟ کہا، میرے ہی لگی تھی، وجہ اُس کی یہ ہوئی کہ اِس کے پاس سُورۂ یٰسٓ وغیرہ جن کا یہ شخص وِرد کیا کرتا تھا آگئیں اور مجھے اس کے پاس تک نہ جانے دیا اور مار کر نکال دیا۔ (رَوضُ الرّیاحین)

پُراَسرار چور

حضرتِ ابُوہُریرہ (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) سے مَروی ہے:۔ کہتے ہیں، حُضور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) نے زکوٰۃِ رَمضان یعنی صدقۂ فِطر کی حِفاظت میرے سپُرد فرمائی۔ ایک آنے والا آیا اور غلّہ بھرنے لگا۔ میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا، تجھے حُضُور (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) کی خِدمت میں پیش کروں گا۔ کہنے لگا، میں مُحتاج و عیالدار ہوں، حاجَت مند ہوں۔ میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ جب صُبح ہوئی تو حُضُور (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، یارسُولَ اللّٰہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) اُس نے شدید حاجَت اور عیال کی شِکایت کی، مُجھے رَحم آیا تو اُسے چھوڑ دیا۔ ارشاد فرمایا، اُس نے تُم سے جھُوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ ضَرور آئے گا۔ کیونکہ حُضُور (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا ہے۔ اُس کے انتظار میں تھا کہ وہ آیا اور غَلّہ بھرنے لگا۔ میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا، تجھے رسولُ اللّٰہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) کے سامنے پیش کروں گا۔ اُس نے کہا، مجھے چھوڑ دو۔ میں مُحتاج ہوں اور عیال دار ہوں، اب نہیں آؤں گا۔ مجھے پھر رَحم آگیا اور اُسے چھوڑ دیا۔ صُبح ہوئی تو حُضُور (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، اے ابُوہُریرہ! تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، اُس نے حاجَتِ شدیدہ

اور عیال داری کی شکایت کی مجھے پھر رحم آگیا اور چھوڑ دیا۔ حُضور (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، اُس نے تُم سے جُھوٹ بولا اور پھر آئے گا۔ میں اُس کے اِنتظار میں تھا وہ آیا اور پھر غلّہ بھرنے لگا۔ میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا، تجھے سرکار (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) کے سامنے پیش کروں گا۔ تین۳ مرتبہ ہو چکا، تو ہر بار کہتا ہے نہیں آؤں گا، پھر آجاتا ہے۔ اُس نے کہا، مجھے چھوڑ دو۔ میں تم کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ اللّٰہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) تمہیں ان سے نفع دے گا، جب تم بچھونے پر جاؤ تو آیۃُ الکرسی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ آخِر آیت تک پڑھ لو۔ صُبح تک اللّٰہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) کی طرف سے تُم پر نگہبان[1] ہوگا اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔ میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ جب صُبح ہوئی سرکار (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی، اُس نے کہا چند کلمات تمہیں سکھاتا ہوں اور اللّٰہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) تمہیں اِن سے نَفع دے گا۔ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، یہ بات۔ اُس نے سچ کہی۔ ویسے وہ بڑا جھُوٹا ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے تین۳ راتوں سے تمہارا مُخاطَب کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، وہ شیطان ہے۔" (صحیح بُخاری)

شَفاعت کرنے والی سُورۃ

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، قُرآن مجید میں تیس۳۰ آیت کی ایک سُورت ہے۔ جو آدمی کے لئے شَفاعَت کرے گی، یہاں تک کہ اُس کی مَغفِرت ہو جائے گی وہ "تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْكُ" ہے۔ (تِرمِذی)

---

[1] یعنی ایک فرشتہ تمہاری نگہبانی کرے گا۔

عذابِ قبر سے محفوظ رہنے کا آسان عمل

حضرتِ ابنِ مسعود (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت ہے کہ جس نے سُورۂ تبارک ہر رات پڑھی خُدا اُسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا۔ اور ہم اس سُورت کو سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) کے عہدِ مُبارک میں "مانِعہ" کہتے تھے۔ (شعب الصدور)

رات کی تعریف: غُروبِ آفتاب سے لے کر صُبحِ صادِق تک رات کہلاتی ہے۔

ایک ہزار آیتوں کا ثواب

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا، کیا تم اِس کی اِستِطاعت نہیں رکھتے کہ ہر روز ایک ہزار آیتیں پڑھا کرو۔ لوگوں نے عرض کی کون اِس کی اِستِطاعت رکھتا ہے؟ فرمایا، کیا اِس کی اِستِطاعت نہیں کہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھ لیا کرو۔" (بیہقی)

(یعنی جو سُورۂ تکاثر ایک بار پڑھے اسے ایک ہزار آیتوں کا ثواب ملتا ہے۔)

تہائی قرآن کا ثواب

تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا۔ کیا تم اِس سے عاجِز ہو کہ رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرو؟ لوگوں نے عرض کی کہ تہائی قُرآن کیونکر کوئی پڑھ لے گا؟ فرمایا، "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (پُوری سُورۃ) تہائی قرآن کے برابر ہے۔" (بُخاری و مُسلم)

آدھے قُرآن کا ثواب

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا۔ اِذَا زُلْزِلَتِ (پُوری سُورہ) آدھے قُرآن کے برابر ہے اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد تہائی قُرآن کے برابر ہے اور قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْن چوتھائی کے برابر ہے۔" (ترمذی)

جنازہ میں شریک ہونے والوں کو بھی بخشش کی بشارت

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) مسجدِ نبوی شریف کے دروازے پر جلوہ افروز

تھے۔ ایک شخص کا جنازہ آیا، سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا، کیا اِس پر قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، اس پر چار دِرہم قرض ہے۔ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا، تم لوگ ہی اِس کی نمازِ جنازہ پڑھو۔ جس کے اُوپر چار دِرہم کا قرض ہو اور ادا کئے بِغیر ہی مر گیا ہو میں اُس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ اِسی لمحہ جبرئیل علیہِ السّلام نازِل ہوئے اور عرض کی۔ یارسولَ اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ (عزّوجلّ) آپ پر سلام ارشاد فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے "جبرئیل (علیہ السلام) کو آدمی کی صُورت میں بھیجتا ہوں اور وہ اِس کا قرض ادا کرتا ہے۔ آپ اُٹھیئے اور اِس کی نمازِ جنازہ پڑھیئے کیونکہ وہ مغفور (بخشا ہوا) ہے۔ اور اللہ (عزّوجلّ) فرماتا ہے جو اِس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوگا اللہ تعالٰی اُسے بھی بخشدے گا۔ نبیِّ کریم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا، اے بھائی جبرئیل! (علیہ السلام) اِس شخص کو یہ عِزّت و کرامت کس کی بدولت حاصِل ہوئی؟ جبرئیل نے عرض کیا، یہ شخص روزانہ سَو مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد (آخرِ سُورۃ تک) پڑھتا تھا۔ جس میں اللہ تعالٰی کی صِفات کا بیان ہے اور اُس کی ثناء و تعریف ہے اور کہا ہے جس نے تمام عُمر میں ایک مرتبہ اِس سُورۃ کو خُلُوص کے ساتھ پڑھا وہ دُنیا سے نہ جائے گا جب تک جنّت میں گھر نہ دیکھ لے۔ خُصُوصاً جس نے روزانہ کی پانچوں نمازوں میں بار بار اِسے پڑھا تو روزِ قیامت اُس کے لئے اور اُس کے تمام اُن اَقرباء کے لئے جن پر جہنّم واجِب ہو چُکا ہے یہ سُورۃ شفاعت کرے گی۔ (مُوعظہ حسنہ)

سُورۂ اِخلاص کے ثواب کی عجیب حِکایت

قاضی ابُوبکر بن عبدُالباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے رِوایت کی، وہ کہتے ہیں کہ حمّاد مکّی نے بتایا کہ ایک رات میں مکّۂ مکرّمہ کے قبرستان کی طرف

چلا گیا اور ایک قبر کے قریب سو گیا، تو دیکھا کہ قبروں والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں میں نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا قیامت قائم ہوگئی؟ انھوں نے کہا نہیں، بلکہ ہمارے ایک بھائی نے سُورۂ اِخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں!" (شرحُ الصُّدُور)

پچاس برس کے گُناہ مُعاف!

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا:۔

جو ایک دن میں دو سو مرتبہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد پڑھے گا اُس کے پچاس برس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے مگر یہ کہ اُس پر قرض ہو۔ (ترمذی)

(یعنی قرضہ مُعاف نہ ہوگا۔ ہاں اگر قرضخواہ مُعاف کردے تو دُوسری بات ہے)۔

قُلْ ھُوَاللّٰہ شریف پڑھنے والے پر جنّت واجب ہوگئی!

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ایک شخص کو قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد پڑھتے سُنا، فرمایا کہ جنّت واجب ہوگئی۔ (ترمذی)

رَحمتِ الٰہی کا خزانہ

کسی نے پوچھا، یارسُولَ اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سب سے بڑی سُورت کون سی ہے؟ فرمایا قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد۔ اُس نے عَرض کی، قرآن میں سب سے بڑی آیت کونسی ہے؟ فرمایا، آیتُ الکُرسی، اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الخ۔ اُس نے کہا، یارسُولَ اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کون سی آیت آپ کو اور آپ کی اُمّت کو پہونچنا مَحبوب ہے؟ فرمایا، سُورۂ بَقَرہ کے خاتِمہ کی آیت کہ وہ رَحمتِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) کے خزانہ سے عَرشِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) کے نیچے سے ہے۔ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) نے وہ آیت اِس اُمّت کو دی۔ دُنیا و آخرت کی کوئی خیر نہیں مگر یہ اُس پر مُشتمِل ہے۔ (دارمی)

شیطان سے محفوظ رہنے کا عمل

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا:۔ "جس نے قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد (پوری سُورت) نمازِ فجر کے بعد دس مرتبہ پڑھا تو اُس دن میں اُسے کوئی گُناہ نہ پہنچے گا۔ اگرچہ شیطان کتنی ہی کوشش کرے۔" (ابن عساکر)

سو۱۰۰ شہیدوں کا ثواب

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا:۔ جس نے سُورۂ اخلاص کو ایک مرتبہ پڑھا اُسے سَو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (مَوعظہ: حسنہ)

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا:۔

"جس نے قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد کو ایک مرتبہ پڑھا گویا اُس نے ایک تہائی قرآن پڑھا اور جس نے دو مرتبہ پڑھا گویا اُس نے دو تہائی پڑھا اور جس نے تین مرتبہ پڑھا گویا اُس نے پُورا قرآن پڑھا۔ اور جس نے گیارہ مرتبہ پڑھا اللّٰہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں سُرخ یاقُوت کا گھر بنائے گا۔" (اَلتّرغیب)

ستّر ہزار فرشتے مغفرت کی دُعا کریں

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا:۔

صُبح کو جو شخص اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھ کر سُورۂ حَشر کی آخری تین آیات (یعنی ھُوَاللّٰہُ الَّذِیْ تا عَزِیْزُ الْحَکِیْمُ) پڑھے۔ اللّٰہ تعالیٰ ستّر ہزار فرشتے مقرّر فرمائے گا جو شام تک اسکے لئے دُعائے مَغفِرت کریں گے۔ اور اگر وہ شخص اُس روز مَر جائے تو شہید مرے گا۔ اور شام کو پڑھ لے تو اُس کے لئے بھی یہی ہے۔ (ترمذی) یعنی صُبح تک ستّر ہزار فرشتے دُعائے مغفرت کریں گے اور اُس دوران اِنتِقال ہوا تو شہید ہے۔

تلاوت کی سُنّتیں اور آداب

❶ ایک آیت کا حِفظ کرنا ہر مُسلمان مُکلَّف پر فرضِ عَین ہے۔ اور پُورے قرآنِ مجید کا حِفظ کرنا فرضِ کِفایہ ہے اور سُورتِ فاتحہ اور ایک دُوسری چھوٹی سُورت یا اِس کے مِثل، مَثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حِفظ واجِبِ عَین ہے۔ (دُرِّ مُختار)

❷ قرآنِ مجید دیکھ کر پڑھنا زَبانی پڑھنے سے اَفضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا بھی اور ہاتھ سے اِس کا چُھونا بھی۔ یہ سب عبادت ہے۔ (بہارِ شریعت)

❸ مُستَحَب یہ ہے کہ باوُضو قبلہ رُو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور شُروعِ تلاوت میں اَعُوذُ پڑھنا سُنّت ہے اور اِبتدائے سُورت میں بِسمِ اللّٰہ سُنّت ورنہ مُستَحَب۔ اور اگر جو آیت پڑھنا چاہتا ہے اُس کی اِبتدا میں ضَمیر مولا تعالیٰ کی طرف راجِع ہو جیسے "ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ"، تو اِس صُورت میں اَعُوذُ کے ساتھ بِسمِ اللّٰہ پڑھنے کا اِستحباب مُؤکّد ہے۔ درمیان میں کوئی دُنیوی کلام کرے تو اَعُوذُ بِاللّٰہ اور بِسمِ اللّٰہ پھر پڑھے۔ اور دِینی کلام کیا مَثلاً سلام یا اذان کا جواب دیا، سُبحانَ اللّٰہ اور کلمۂ طیّبہ وغیرہ اَذکار پڑھے تو اَعُوذُ بِاللّٰہ پھر پڑھنا اِس کے ذِمّہ نہیں۔ (غُنیہ وغیرہ)

❹ لَیٹ کر قرآنِ مجید پڑھنے میں حَرَج نہیں جبکہ پاؤں سِمٹے ہوئے ہوں، اور مُنہ کُھلا ہو۔ یُونہی چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جبکہ دِل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے۔ (غُنیہ)

❺ غُسل خانہ اور مَواضعِ نَجاسَت میں یعنی ناپاک جگہوں پر قرآنِ مجید پڑھنا ناجائز ہے۔

❻ جب بُلند آواز میں قرآنِ مجید پڑھا جائے تو تمام حاضِرین پر سُننا فرض ہے جبکہ وہ مَجمع بغَرض سُننے کے حاضِر ہو ورنہ ایک کا سُننا کافی ہے اگرچہ اور لوگ کام میں ہوں۔ (غُنیہ، فتاویٰ رضویہ)

❼ مَجمع میں سب لوگ بُلند آواز سے پڑھیں یہ حَرام ہے۔ اکثر تیجوں میں سب بُلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حَرام ہے۔ اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حُکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ (بہارِ شریعت بحوالہ دُرِّ مُختار وغیرہ)

البتّہ ہر پڑھنے میں اِتنی آواز ضَروری ہے کہ خود سُن لے جبکہ کوئی ثِقلِ سَماعَت (یعنی شور وغُل یا بہرہ پن وغیرہ) نہ ہو۔ (بہارِ شریعت)

❽ بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغُول ہوں بُلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے۔ اگر سب لوگ نہ سُنیں گے تو گُناہ پڑھنے والے پر ہوگا۔ اگر کام میں مشغُول ہونے سے پہلے اِس نے پڑھنا شُروع کر دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لئے مقرر نہ ہو تو اگر پہلے پڑھنا اِس نے شُروع کیا اور لوگ نہیں سُنتے تو لوگوں پر گُناہ ہے اور اگر کام شُروع کرنے کے بعد اِس نے پڑھنا شُروع کیا تو اِس پر گُناہ۔ (غُنیہ)

❾ مَدرَسے میں سَبَق یاد کرنے کے لئے ایک ہی وَقت میں کئی طَلَبا بُلند آواز سے قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔

❿ تلاوت کرنے میں کوئی شخص مُعَظَّمِ دِینی، بادشاہِ اسلام، عالِمِ دین، اُستاد یا باپ آجائے تو تلاوت کرنے والا اُس کی تَعظیم کو کھڑا ہوسکتا ہے۔ (غُنیہ)

⓫ قرآنِ مجید بُلند آواز سے پڑھنا اَفضل ہے۔ جبکہ کسی نَمازی، مَریض یا سوتے کو اِیذا نہ پہنچے۔ (غُنیہ)

۱۲ جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ بتادے، بشرطیکہ بتانے سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔ (غُنیہ) اسی طرح اگر کسی کا مُصحف شریف (قرآن شریف) اپنے لئے عارِیت مانگا ہے۔ اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے تو بتادینا واجب ہے۔ (بہارِ شریعت)

۱۳ قرآنِ مجید یاد کرکے بھلا دینا گُناہ ہے۔ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) فرماتے ہیں میری اُمّت کے ثواب مجھ پر پیش کئے گئے یہاں تک کہ تِنکا جو آدمی مسجد سے نکال دیتا ہے۔ اور میری اُمّت کے گُناہ مجھ پر پیش کئے گئے تو اس سے بڑھ کر کوئی گُناہ نہیں دیکھا کہ آدمی کو سُورت یا آیت دی گئی اور اُس نے بُھلا دیا۔ اس حدیث کو اَبُوداؤد اور تِرمذی نے روایت کیا ہے اور دُوسری روایت میں ہے کہ جو قرآن پڑھ کر بھول جائے۔ قیامت کے دن کوڑھی ہو کر آئے گا (اَبُوداؤد، دارمی اور نسائی) اور قُرآنِ مجید میں ہے کہ ایسا شخص اَندھا اُٹھایا جائے گا۔

۱۴ جس گھر میں قُرآن مجید رکھا ہو اُس میں بیوی سے صُحبت کرنا جائز ہے۔ جبکہ قرآنِ مجید پر پردہ پڑا ہوا ہو۔ (بہارِ شریعت)

۱۵ مُسلمانوں میں دَستُور ہے کہ قرآنِ مجید پڑھتے وقت اُٹھ کر کہیں جاتے ہیں تو بند کر دیتے ہیں کُھلا ہوا چھوڑ کر نہیں جاتے۔ یہ اَدب کی بات ہے مگر بَعض لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر کُھلا ہوا چھوڑ دیا جائے تو شیطان پڑھے گا۔ اِس کی کوئی اصل نہیں۔ (بہارِ شریعت)

۱۶ قُرآنِ مجید کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اِس کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ ہی پاؤں پھیلائے جائیں۔ نہ پاؤں کو اِس سے اُونچا کریں نہ خُود اُونچی جگہ ہوں اور قرآن نیچے ہو۔ (بہارِ شریعت)

۱۷ قرآنِ مجید کو جُزدان یا غِلاف میں رکھنا ادب ہے۔ صحابہ و تابعین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے زمانے سے اس پر مُسلمانوں کا عمل ہے۔ (بہارِ شریعت)

۱۸ قُرآنِ مجید پُرانا اور بوسیدہ ہو گیا۔ اِس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اَندیشہ ہے کہ اس کے اَوراق مُنتشر ہو کر ضائع ہو جائیں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اِس کے لئے لحد بنائی جائے تاکہ اِس پر مٹی نہ پڑے۔ مُصحف شریف (قرآن شریف) بوسیدہ ہو جائے تو اِسے جلایا نہ جائے۔ (عالمگیری)

۱۹ قُرآنِ شریف کے اُوپر کسی قِسم کی کوئی کتاب وغیرہ نہ رکھیں۔ یہاں تک کہ جس صندوق میں قرآنِ پاک ہو اُس پر بھی کوئی کپڑا نہ رکھیں۔ (بہارِ شریعت)

۲۰ قُرآنِ شریف اگر مَعاذَ اللہ ہاتھ سے چھوٹ کر گر جائے تو اِس کا کوئی کفّارہ نہیں۔

۲۱ اگر مَعاذَ اللہ کسی نے قُرآنِ پاک کی توہین کر دی یا توہین کی نیت سے اِس پر پاؤں رکھ دیا تو کافِر ہو جائے گا۔

۲۲ ذَوق و شَوق اور توجُّہ کے ساتھ قُرآن مجید کی تِلاوت کیجئے۔

۲۳ حُضُورِ قلب سے قُرآنِ مجید کی تِلاوت کیجئے۔ اور اِس میں کبھی بھی اُکتاہٹ کا مُظاہرہ نہ کیجئے۔

۲۴ تِلاوت سے پہلے طہارت و نَظافت (صفائی) کا پُورا پُورا اِہتمام کیجئے۔

۲۵ تِلاوت کے وقت ظاہری پاکی و طہارت کے ساتھ ساتھ دِل کو بھی گندے خیالات، بُرے جذبات اور ناپاک مَقاصد سے پاک رکھیئے۔

۲۶ ہمیشہ پاک و صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کلامِ پاک کیجئے۔

٢٧ قرآنِ مجید کی عظمت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت بھی دل میں جمائے رکھئے اور یہ یقین رکھئے کہ جسے آپ پڑھ رہے ہیں یہ کسی اِنسان کا کلام نہیں۔

٢٨ اگر کسی کے لئے تکلیف دِہ نہ ہو تو بلند آواز میں تِلاوتِ کلامِ پاک کیجئے۔

٢٩ لوگوں کو اپنا مُعتقِد اور گرویدہ بنانے، اپنی خوش اِلحانی کا سِکّہ جمانے اور اپنی دِین داری کی دَھاک بِٹھانے کے لئے تِلاوت سے پرہیز کیجئے۔

٣٠ وقتِ سَحر اور نمازِ تہجّد میں قرآن شریف پڑھنے کی بہت زیادہ کوشش کیجئے اور خُصُوصی اِہتمام کے ساتھ اِن مَواقع پر تِلاوت کیجئے۔

٣١ تِلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ وتفسیر بھی پڑھتے رہیئے۔

٣٢ اِس عَزم کے ساتھ تِلاوت کیجئے کہ مجھے اِس کے اَحکام کے مُطابِق اپنی زندگی کو بنانا اور اِس کی ہدایت کی روشنی میں اپنی زندگی کو سنوارنا ہے۔

٣٣ تِلاوتِ قرآن کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے قُرب کا ذریعہ سمجھئے۔ اور یقین رکھئے کہ قرآن سے شَغَف اللہ تعالیٰ سے شَغَف ہے۔

٣٤ حُقُوقِ آیات کا لِحاظ رکھئے اور آیاتِ سَجدہ پر سَجدہ بجالائیے۔

٣٥ سَجدۂ تِلاوت کرنے کا طریقہ: آیتِ سجدہ پڑھی یا سُنی تو کھڑے ہو کر سجدۂ تِلاوت کی نیّت سے اللہُ اکبر کہتے ہوئے سَجدہ میں جائیے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہئیے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے کھڑے ہو جائیے۔ اوّل آخر دونوں بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا سُنّت ہے اور کھڑے ہو کر سَجدہ میں جانا اور سَجدہ کے

---

[1] : موجودہ دور میں اُردو کے تمام تراجم میں امامِ اہلسنّت فاضلِ بریلوی (رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه) کا ترجمۂ قرآن کنزالایمان سب سے بہترین ہے اِس پر حاشیہ صدرُ الافاضل مولٰینا نعیم الدین مُرادآبادی (رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه) نے لکھا ہے۔

بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مُستحب ہیں [illegible] ہاتھ اُٹھانے، التحیات پڑھنے اور سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔ (بہارِ شریعت حصہ ۴)

٣٦ قرآنِ مجید میں موجود سابقہ اقوام وانبیاء (عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے تذکروں کو واقِعات کے طَور پر نہ پڑھیئے بلکہ سبق وعبرت حاصِل کرنے کی نیّت مقصود رکھیئے۔

٣٧ قرآنِ مجید کا مُخاطَب اپنے آپ کو سمجھئے یعنی اَوامِر ونَہی، وعدہ ووَعید وغیرہ کی جتنی آیات ہیں وہ اپنے آپ کے لئے سمجھیئے۔

٣٨ تِلاوت کے دَوران قرآنِ پاک کی آیات سے اَثر قبول کرنے کی بھی کوشش کیجئے مثلاً:-

(ا) جب رَحمت، مغفِرت اور جنّت کی لازوال نعمتوں کا تذکرہ پڑھے تو مَسرّت سے جُھوم اُٹھے۔

(ب) جب خدا (عَزَّوَجَلَّ) کے غَیظ وغَضَب اور جہنّم کی ہَولناکیوں کا تذکِرہ پڑھے تو بدن کانپنے لگے۔

(ج) آنکھیں بے اختیار بہہ پڑیں اور دل توبہ وندامت کی کیفیّت سے رونے لگے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے پناہ مانگنے لگے۔

(د) جب صالِحین (رَحِمَهُمُ اللّٰه) کی کامرانیوں کا ذِکر پڑھیں تو چہرہ خوشی سے دَمکنے لگے۔

(ھ) جب قوموں کی تباہی کا حال پڑھیں تو چہرہ غم سے نِڈھال نظر آئے۔

(و) جب وَعِید وخوف کی آیات آئیں تو جسم لرزنے لگے۔

(ز) بِشارت کی آیات پڑھ کر رُوح شُکر کے جذبات سے سرشار ہو جائے۔

(ح) آیاتِ تسبیح آئے تو تسبیح وتکبیر کہئیے۔

(ط) آیاتِ اِستغفار آئے تو اِستغفار کرے۔

(ی) جب اُمّید و توقّع کی آیات آئیں تو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے حُضور دست دُعا دَراز کر کے دُعا مانگیں۔

۳۹ قرآن کو سمجھنے کے لئے صرف اپنی فہم و دانِش پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید پر اعتماد کیجئے اور ہمیشہ اس کی رَہنُمائی اور دَستگیری کے لئے اِلتجا کرتے رہیئے۔

۴۰ تِلاوت کے ساتھ ساتھ علُوم قرآنیہ پر خُود بھی دسترس اور مہارت پیدا کیجئے اور دُوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیجئے۔

۴۱ تلاوتِ قرآنِ مجید کا مُعاوضہ لینے اور دینے کا تو خیال بھی اپنے دل میں نہ پیدا ہونے دیجئے۔

۴۲ جتنے دِنوں میں قُرآن شریف ختم کرنا مقصود ہو اس حِساب سے قُرآن کو منزلوں اور حِصّوں میں تقسیم کر کے تِلاوت کیجئے۔

۴۳ تِلاوتِ قرآنِ مجید سے فارِغ ہونے کے بعد اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں اور بے عملیوں پر کثرت سے اِستغفار کیجئے۔

۴۴ تِلاوت کے بعد خُصُوصی دُعا بھی فرمائیے۔

اے ہمارے پیارے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں قرآنِ عظیم کی تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما۔

آمین بجاہِ النَّبیّ الْاَمین (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

؎ یہی ہے آرزو تعلیمِ قُرآں عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اُونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

ذِکر کی فضیلت

پیارے اِسلامی بھائیو! آج ساری دُنیا میں ایک عالمگیر بے چینی پائی جا رہی ہے۔ کوئی مُلک، کوئی شہر اور کوئی گاؤں بلکہ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں بد اَمنی اور بے چینی نہ پائی جاتی ہو۔ آج ہر شخص بے چینی کا شکار نظر آ رہا ہے

آہ! نادان انسان شراب و رَباب کی محفلوں، سینما گھروں کی گیلریوں، ڈرامہ گاہوں، فُحش و عُریانی سے مُرَصَّع نائٹ کلبوں اور جِنسی و رُومانی ناوِلوں کے مُطالعہ میں سکون کی تلاش میں سرگرداں ہے۔

آخر سکون کہاں ملے گا؟ آئیے قرآن سے سُوال کرتے ہیں، اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے سچّے اور پاکیزہ کلام! تو ہی ہماری رَہنمائی فرما اور ہمیں اِرشاد فرما کہ سکون کہاں مِلتا ہے؟ جب ہم نے قُرآنِ مجید کی خِدمت میں اِستفسار کیا تو جواب مِلا:۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ ؁ (پ۱۳ ع۱۰)

ترجمہ۔ سُن لو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (کنز الایمان)

گویا یہ بے چینی و بے اِطمینانی ذِکرُ اللہ سے غَفلت کی وجہ سے ہے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا ذِکر دِل کی غِذا ہے اور دل اگر اپنی غِذا نہ پائے تو بے چین نہ ہو تو کیا ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ پریشانیاں اور حیرانیاں محض اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ذِکر سے غفلت کے باعث ہیں۔

غافل انسان اپنے ربّ عزوجل کو یاد کر　　دل کی اُجڑی بستیاں آباد کر

ہر چیز تسبیح کرتی ہے

پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھیئے کہ دُنیا کی ہر چیز اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی تحمید و تقدیس میں رطبُ اللّسان ہے، وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (پ ۱۵ ع ۵) (یعنی اور کوئی چیز نہیں جو اُسے سراہتی ہوئی اُس کی پاکی نہ بولے۔ (کنزالایمان)) چنانچہ اس کے مطابق کوئی شے بھی اسکی تسبیح سے غافل نہیں۔ حضرت صدرُالافاضل مولانا نعیمُ الدّین مُرادآبادی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اپنی تفسیر "خزائنُ العرفان" میں فرماتے ہیں:۔

حضرتِ ابنِ عبّاس (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) نے فرمایا، ہر زندہ چیز اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی تسبیح کرتی ہے۔ اور ہر چیز کی تسبیح اُس کے حسبِ حیثیّت ہے۔ مُفسّرین نے کہا ہے کہ دروازہ کھولنے کی آواز اور چھت کا چٹخنا یہ بھی تسبیح کرتا ہے۔ اور ان سب کی تسبیح " سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ " ہے۔"

حضرتِ ابنِ مسعُود (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے منقول ہے کہ ہم نے تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی انگشتہائے مُبارکہ سے پانی کے چشمے جاری ہوتے دیکھے اور یہ بھی دیکھا کہ کھاتے وقت میں کھانا تسبیح کرتا تھا۔ (بُخاری شریف)

حدیث شریف میں ہے کہ تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، میں اُس پتّھر کو جانتا ہوں جو میری بعثت کے زمانے میں مجھے سلام کرتا تھا۔ (مُسلِم شریف)

ابنِ عُمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) لکڑی کے ایک ستون سے تکیہ فرما کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ ستون رَو دیا۔

غم خوار آقا (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اُس پر دستِ کرم پھیرا اور شفقت فرمائی۔ اور تسکین دی۔ (بُخاری شریف)

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش)

غافل جانور ذبح کر دیا جاتا ہے

ان تمام احادیث سے جماد (یعنی بے جان چیزیں مثلاً پتّھر، لکڑی وغیرہ) کا کلام اور تسبیح کرنا ثابت ہوا۔ شجر و حجر، جمادات و حیوانات سبھی اُس کی یاد میں مشغول ہیں۔ اور جو غافل ہوا اس نے نقصان اُٹھایا۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں آتا ہے: "کسی درخت پر کلہاڑا اُسی وقت چلتا ہے جبکہ وہ ذکرُ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) سے غفلت اختیار کرے۔"

" جو جانور ذکرُ اللّٰہ سے غافل ہوتا ہے وہ ذبح کر دیا جاتا ہے۔" (المَلفُوظ)

غافل پرندے کی سزا

حضرتِ جُنید بغدادی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے پاس کسی شخص نے ایک پرندہ تحفہ کے طور پر بھیجا۔ آپ نے قبول فرما کر اُسے پنجرے میں بند کر دیا اور کچھ مدّت اپنے پاس رکھ کر ایک دن اُسے آزاد کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا، حضرت! آپ نے اِسے آزاد کیوں کر دیا؟ تو فرمایا، مجھے اس پرندے نے بڑی منّت سے کہا تھا کہ " اے جُنید (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ)! افسوس تُو تو اپنے دوستوں کے ساتھ مُلاقات کا لُطف اُٹھائے اور مجھے میرے دوستوں کی مُلاقات سے یُوں دُور رکھے اور پنجرے میں بند رکھے۔" مجھے اُس پر رحم آیا اور چھوڑ دیا۔ اُڑتے وقت وہ کہنے لگا کہ پرندہ یا جانور جب تک ذِکرُ اللّٰہ میں مصرُوف رہتا ہے۔ آزاد رہتا ہے اور جہاں اُس پر غفلت طاری ہوئی قید

میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اے جنید! آج یادِ الٰہی سے ایک ہی دن غافل ہوا تھا جس کی سزا میں مجھے پنجرے کی سخت قید بھگتنا پڑی۔ ہائے اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اکثر اوقات ذِکرُ اللہ (عزوجل) سے غافل رہتے ہیں۔ اے جنید (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)! میں آپ کے سامنے پکا وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ذِکرُ اللہ سے غافل نہ رہوں گا۔ یہ کہہ کر پرندہ اُڑ گیا۔

پھر وہ پرندہ حضرتِ جُنَید بغدادی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کی زیارت کے لئے آیا کرتا اور اُن کے ہمراہ دسترخوان پر دانے وغیرہ بھی کھایا کرتا تھا۔ جب حضرتِ جُنَید بغدادی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کا اِنتقال ہوا تو وہ پرندہ بھی زمین پر گر پڑا، اور تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ اُس کے بعد حضرتِ جُنَید بغدادی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کو کسی نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، اُنھوں نے جواب دیا، چونکہ اس پرندے پر میں نے رَحم کھایا تھا اللہ (عزوجل) نے بھی مجھ پر رَحم کیا۔ (نُزھۃُ المجالس)

غافل مچھلیاں اور دانا بچّی

ایک بُزرگ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کی چھوٹی لڑکی بھی بیٹھی تھی۔ آپ جو بھی مچھلی پکڑتے وہ اپنی لڑکی کو دیتے جاتے اور وہ لڑکی اپنے والِد سے مچھلیاں لے کر پھر دَریا میں ڈالتی جاتی۔ حضرت جب فارِغ ہو کر اُٹھے تو لڑکی سے فرمایا، بیٹی! مچھلیاں کہاں ہیں؟ تو وہ بولی، ابّا جان! میں نے تو اُن سب کو پھر دَریا میں ڈال دیا ہے۔

حضرت (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے فرمایا، تم نے یہ کیا کیا؟ ساری محنت برباد کر دی۔ تو وہ بولی کہ آپ ہی نے تو بتایا تھا کہ جو مچھلی ذِکرُ اللہ سے غافل ہو جاتی ہے وہی جال میں پھنستی ہے۔ تو آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) جس مچھلی کو پکڑتے تھے میں سمجھ لیتی تھی کہ یہ مچھلی ذِکرُ اللہ (عزوجل) سے غافل

ہے جبھی تو پکڑی گئی ہے۔ اِس لئے میں نے اِس خیال سے کہ غافل مچھلیاں کھا کر اُن کی صُحبت سے کہیں ہم بھی ذِکرُ اللہ (عزوجل) سے غافل نہ ہو جائیں لہٰذا میں نے وہ ساری مچھلیاں پھر دَریا میں ڈال دیں۔ (نُزھۃُ المجالس)

مینڈک کثرت سے ذِکر کرتا ہے!

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا:۔

لَا تَقْتُلُوا الضِّفْدَعَ فَاِنَّہٗ يُكْثِرُ التَّسْبِيْحَ۔ ترجمہ: مینڈک کو نہ مارو کیونکہ وہ کثرت سے تسبیح کرتا ہے۔

صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) نے پوچھا اُس کی تسبیح کیا ہے؟ آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا، وہ کہتا ہے:۔

سُبْحَانَ الْمَعْبُوْدِ فِيْ لُجَجِ الْبِحَارِ۔ ترجمہ: پاک ہے وہ معبود گہرے دریاؤں میں۔ (اَنِیْسُ الْوَاعِظِیْن)

موسیٰ علیہ السّلام اور سبز جانور

منقول ہے کہ ایک بار سیّدنا حضرتِ موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام جنگل میں ذِکرِ الٰہی (عزوجل) کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ اُنہیں خیال ہوا کہ اِس جنگل میں شاید میرے سِوا کوئی اللہ (عزوجل) کا ذِکر نہ کرتا ہوگا۔ اللہ (عزوجل) نے وُحوش و طُیور، (درندوں اور پرندوں) کو حکم دیا کہ ہمارے ذِکر کی آواز بلند کرو تو اس قدر ذِکرُ اللہ (عزوجل) کا شور ہوا کہ حضرتِ موسیٰ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) سجدے میں گر گئے اور عرض کیا، اے اللہ! (عزوجل) کیا زمین کے نیچے بھی تیرا ذِکر ہوتا ہے؟ حُکم ہوا، اِضْرِبْ بِعَصَاكَ الْاَرْضَ (اپنا عصا زمین پر مارو)۔ جب اُنھوں نے عصا مارا تو زمین شق ہوئی اور پانی جوش مارتا ہوا نظر آنے لگا۔ حکم ہوا، اِس پر بھی

عصا مارا۔ آپ نے اس پر بھی عصا مارا۔ ایک سیاہ پتھر نمودار ہوا، حکم ہوا، اِس پر بھی عصا مارو۔ آپ نے اُس پر بھی عصا مارا تو وہ پتھر شق ہوا، اور ایک سبز جانور نکلا جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا ذکر کر رہا تھا۔ آپ (علیہ السلام) نے اُس سے پُوچھا، تیری پیدائش کو کتنا زمانہ ہوا؟ اُس نے کہا تین سَو برس۔ آپ (علیہ السلام) نے پھر پُوچھا، تیرا کام کیا ہے؟ اُس نے کہا، "اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ذکر سے بہتر کونسا کام ہے؟ اے موسیٰ! (عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام) مجھے دن میں دو بار پانی دیا جاتا ہے مگر میں اِس خوف سے نہیں پیتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں پانی میں مُنہ ڈالوں اور موت کا فرِشتہ آجائے۔" یہ کہہ کر اندر غائب ہو گیا اور پتھر پانی کے نیچے چلا گیا۔ پھر زمین برابر ہو گئی۔ (اَمْنُ اُلْوَاعِظِیْن)

داؤد عَلَیْہِ السَّلام اور ایک مینڈک

حضرتِ داؤد (عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام) نے ایک مرتبہ ایک مینڈک کو دیکھا جو مَحویّت کے عالَم میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو یاد کر رہا تھا۔ حضرتِ داؤد (عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام) نے اُس سے پوچھا، تم کب سے اِس عالَم میں ہو؟ تو وہ بولا، اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نبی (علیہ السلام)! میں مُتواتر ستّر سال سے اِسی عالَم میں ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میں محو ہوں اور اِس عرصہ میں کبھی بھی اُس کی یاد سے غافِل نہ ہوا، اور اب پُورے دس روز سے میں نے صرف دو مُقدّس کلموں میں مَحویّت کی وجہ سے کوئی چیز نہیں کھائی۔ حضرتِ داؤد (عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام) نے پوچھا وہ دو کلمے کون سے ہیں؟ وہ بولا،

یَامُسَبَّحًا بِکُلِّ لِسَانٍ وَّمَذْکُوْرًا فِیْ کُلِّ مَکَانٍ ط ترجمہ: اے ہر زبان میں پاکی بیان کئے گئے اور ہر مکان میں ذِکر کئے گئے۔

(نُزْہَۃُ الْمَجَالِس)

داؤد عَلَیْہِ السَّلام اور سُرخ کیڑا

حضرتِ سیّدنا داؤد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام اپنے حُجرے میں بیٹھے زَبُور شریف پڑھ رہے تھے دیکھا کہ مٹّی میں سے ایک سُرخ کیڑا نکلا ہے انہوں نے اپنے دِل میں کہا کہ اِس کیڑے کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے کِس بات کے لئے بنایا ہے؟ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے کیڑے کو حُکم دیا اور وہ بول اُٹھا اور کہا:۔

"اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نبی (علیہ السلام)! میرا دن ایسا ہے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ہر روز ایک ہزار بار یہ پڑھا کروں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ترجمہ: اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پاک ہے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی حَمد ہے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سب سے بڑا ہے۔

اور میری ہر شب اِس طرح گُزرتی ہے کہ رات کو میرے اَندر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے یہ بات ڈال دی کہ ہر رات کو ایک ہزار بار یہ دُرُود شریف پڑھوں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ ترجمہ: اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) مُحمّد نبی اُمّی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر رحمت فرما اور آپ کی آل و اصحاب پر سلامتی فرما۔

اب آپ (علیہ السلام) کیا فرمانا چاہتے ہیں تاکہ میں آپ (علیہ السلام) سے اِستِفادہ کروں (حضرتِ داؤد (عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام) اِس کیڑے کو حَقِیر جاننے پر شرمِندہ ہو گئے۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈر کر توبہ کی اور اُسی پر بھروسہ کیا۔ (مُکَاشَفَۃُ الْقُلُوب)

پیارے اسلامی بھائیو! اِن حِکایات سے مَعلُوم ہوا کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی ساری مَخلُوق اُسی کی یاد میں مَحو ہے ایک اِنسان ہی ہے جو اُس کی یاد

سے غافل ہوجاتا ہے۔ پیارے اِسلامی بھائیو! یہ تو حیوانات کی حِکایات تھیں۔ جَمادات (یعنی بے جان چیزیں) بھی اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی تسبیح کرتی ہیں۔ چُنانچہ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ (پ ۲۳ ع ۱۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے اُس کے ساتھ پہاڑ مُسخر فرمادیئے کہ تسبیح کرتے شام کو اور سُورج چمکتے۔ (کنزُالایمان)

اس آیت مُبارکہ سے معلوم ہوا کہ پہاڑ بھی اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

کنکریوں کی تسبیح

بعض صحابۂ کرام (علیہمُ الرّضوان) فرماتے ہیں:۔ ایک مرتبہ جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے چند کنکریاں اپنے دستِ انور میں اُٹھائیں تو،

فَسَبَّحْنَ حَتّٰی سَمِعْنَا التَّسْبِیْحَ۔ یعنی یہ کنکریاں تسبیح کرنے لگیں اور ہم نے اُن کی آواز سُنی۔

(خصائصِ کبریٰ)

گھاس بھی تسبیح پڑھتی ہے

حضرت عبدُاللّٰہ اور حضرتِ احمد بن حَرب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) دونوں ایک جگہ تشریف لے گئے۔ حضرت احمد بن حَرب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے زمین کی کچھ گھاس اُکھاڑ دی۔ اس پر حضرت عبدُاللّٰہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ تجھے پانچ چیزیں ملیں:۔

1. اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی تسبیح سے ہٹ کر تیرا دِل اس گھاس میں مشغول ہوا
2. تُو نے ذکرُ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے عِلاوہ دُوسری چیز کی عادت ڈالی۔

3. تُو نے یہ راہ ڈالی جس کی پیروی کی جائے گی۔
4. تُو نے اس گھاس کو اپنے ربّ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی تسبیح سے روکا۔
5. اور اپنے آپ پر قیامت کے دن اللّٰہ تعالیٰ کی حُجّت قائم کردی۔

(مکاشفۃُ القلوب)

ذرّہ ذرّہ اللّٰہ (عزوجل) کا ذِکر کرتا ہے

صاحبِ نزہۃ المجالس نے ایک بزرگ کی حکایت نقل کی ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کی جب یہ آیت پڑھی:۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (پ ۱۵ ع ۵)

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اُس کی پاکی نہ بولے۔ (کنزالایمان)

تو اُن کے دِل میں خَیال آیا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر ان چیزوں کی آواز ہمیں سُنائی کیوں نہیں دیتی؟ یہ خَیال آتے ہی اُنہیں پیشاب کی حاجت ہوئی اور وہ لوٹے کی طرف لپکے تو لوٹے سے آواز آنے لگی "اللّٰہ، اللّٰہ"، انہوں نے لوٹے سے جو اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کا نام پاک سُنا تو شرما گئے کہ اس ذِکرُ اللّٰہ کرنے والے کو بیتُ الخلاء میں کیسے لے جاؤں یہ تو بے اَدَبی ہوگی۔ پھر ڈھیلا اُٹھانے بڑھے تو سب ڈھیلوں سے آواز آرہی تھی "اللّٰہ، اللّٰہ۔ اللّٰہ، اللّٰہ"، اب وہ حیران ہوئے کہ اِن ڈھیلوں کو بھی بیتُ الخلاء میں کیسے لے جاسکتا ہوں جو "اللّٰہ اللّٰہ" کررہے ہیں۔ اَلغرض وہ جس طرف بڑھتے ہیں ہر چیز سے "اللّٰہ اللّٰہ" کا وِرد سُنتے بڑے حیران ہوئے کہ کیا کروں۔ اِتنے میں ہاتفِ غَیبی کی آواز سُنی کہ کچھ سمجھے؟ کہ ہم اِن چیزوں کی آواز تمہارے کانوں کو اسی لئے نہیں سُننے دیتے تاکہ تمہارے کاروبار نہ رُک جائیں۔ وہ بُزُرگ فوراً سجدے میں گر گئے اور اپنے

وسوسہ دل کی معافی چاہی۔ (نزهۃ المجالس)

میرے پیارے اسلامی بھائیو! اَلغرض یہ حقیقت ہے کہ ہر چیز اللہ (عزّوجلّ) کے ذکر میں مشغول ہے۔ حضرتِ شیخ سعدی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں: ؎

بذکرش ہر چہ بینی در خروش است — دے داند دریں معنے کہ گوش است
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست — کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست (گلستان سعدی)

ترجمہ: اللہ (عزّوجلّ) کے ذکر سے ہر چیز بے خود ہے لیکن اس راز کو وہی سمجھ سکتا ہے جسکے کان حق آشنا ہیں۔ صرف بلبل ہی اپنے پھول پر تسبیح خواں نہیں بلکہ ہر ایک کانٹا خود اللہ تعالیٰ (عزّوجلّ) کی پاکی بیان کر رہا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ (عزّوجلّ) کا ذکر کرتا ہے لیکن ہم لوگ کس قدر نادان ہیں کہ اللہ (عزّوجلّ) نے ہم پر طرح طرح کے انعامات فرمائے۔ بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں پھر بھی ہم اللہ (عزّوجلّ) کی یاد اور اس کے ذکر سے غافل ہیں۔ دیکھیئے نا! دنیا میں بھی یہ دستور ہے کہ "جس کا کھاؤ اسی کا گاؤ"۔ تو یوں بھی شکرِ نعمت کے طور پر ہمیں زیادہ سے زیادہ اللہ (عزّوجلّ) کا ذکر کرنا چاہیئے۔ چہ جائیکہ اس نے ہمیں ذکر کا حکم دیا ہے۔ قرآنِ عظیم میں سینکڑوں مقامات پر اللہ (عزّوجلّ) نے ذکر کی اہمیت بیان فرمائی ہے۔ اور احادیث شریفہ ذکر کی اہمیت اور فضیلت سے مالا مال ہیں۔

اللہ (عزّوجلّ) قرآنِ عظیم میں ارشاد فرماتا ہے:

(۱) وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (پ۲۸ ۱۲ع)
ترجمہ: اور اللہ (عزّوجلّ) کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (کنز الایمان)

(۲) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ (پ۳ ۱۲ع)
ترجمہ: اور اپنے رب (عزّوجلّ) کی بہت یاد کر اور کچھ دن رہے اور تڑکے اس کی پاکی بول۔ (کنز الایمان)

(۳) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (پ۲۲ ۳ع)
ترجمہ: اے ایمان والو اللہ (عزّوجلّ) کو بہت یاد کرو۔ (کنز الایمان)

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (پ۲۲ ۲ع)
ترجمہ: اور اللہ (عزّوجلّ) کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

دیوانے ہو جاؤ!

حضرتِ ابوسعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، اللہ (عزّوجلّ) کا اس قدر کثرت سے ذکر کیا کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔ (حاکم و مسند امام احمد)

؎: مانندِ شمع تیری طرف لَو لگی رہے ✿ دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا (ذوقِ نعت)

اللہ (عزّوجلّ) کی راہ میں تلوار چلانیوالے سے بھی ذاکر افضل ہے

حضرتِ ابوسعید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا گیا کہ کون سے بندے اللہ (عزّوجلّ) کے نزدیک افضل اور قیامت کے دن بلند درجے والے ہیں؟

تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، اللہ (عزّوجلّ) کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور بہت ذکر کرنے والی عورتیں۔ آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی بارگاہ میں پھر عرض کیا گیا، اے اللہ (عزّوجلّ) کے رسول! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) اللہ (عزّوجلّ) کی راہ کا غازی کون ہے؟

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا، اگر غازی مشرکین اور کُفّار پر اِتنی تلوار چلائے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور خُون میں رنگ جائے تب بھی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا ذکر کرنے والا اس سے درجہ میں زیادہ ہوگا۔
(احمد و ترمذی)

چالیس سال تک روٹی نہ چبائی!!

حضرتِ سری سقطی (علیہ الرحمۃ) سے مروی ہے۔ فرمایا میں نے حضرتِ جُرجانی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے پاس ستّو دیکھے جس سے وہ بُھوک مٹا لیتے۔ میں نے کہا، آپ کھانا اور دوسری اشیاء کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا، ''میں نے (روٹی وغیرہ) چبانے اور یہ ستّو کھا کر گزارہ کرنے کے درمیان نوّے ۹۰ تسبیحات کا فرق پایا (یعنی اِس غذا کو استعمال کرنے کی بدولت میں نوّے ۹۰ مرتبہ زیادہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی پاکی بیان کر لیتا ہوں) لہٰذا چالیس ۴۰ سال سے میں نے روٹی نہیں چبائی۔'' رحمۃ اللہ علیہما
(مُکاشفۃ القلوب)

تیس سال تک کسی نے کھاتے پیتے نہ دیکھا!

حضرتِ ابُو حمّاد اسود (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے تیس ۳۰ سال تک مسجدِ حرام میں وقت گزارا۔ اُن کو کسی نے کھاتے پیتے نہیں دیکھا اور اُن کی کوئی گھڑی ذکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے خالی نہ ہوتی۔
(مُکاشفۃ القلوب)

عجیب و غریب دیوانہ غلام

ایک آدمی نے ایک غُلام خریدا۔ غُلام نے کہا، اے میرے آقا! میں تین ۳ شرطیں لگاتا ہوں۔

(۱) آپ مجھے فرض نماز سے منع نہیں کریں گے جب اُس کا وقت آجائے۔

(۲) آپ مجھے دِن کو جو چاہیں حُکم دیں رات کو حُکم نہیں کریں گے۔

(۳) اپنے گھر میں میرے لئے ایک کمرہ جُدا کر دیں جس میں میرے سوا کوئی دُوسرا داخل نہ ہو۔

اُس آدمی نے کہا، میں نے یہ شرطیں قبول کر لیں۔ پھر اُس آدمی نے کہا، اپنے لئے کمرہ پسند کر لو۔ چنانچہ غُلام نے ایک خراب سا ٹوٹا پھوٹا کمرہ پسند کر لیا۔ اِس پر اُس آدمی نے کہا کہ اے غُلام! تُو نے خراب وخستہ کمرہ کیوں پسند کیا؟ غُلام نے کہا، اے میرے آقا! کیا آپ نہیں جانتے کہ ٹوٹا پھوٹا کمرہ بھی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی یاد اور اُس کے ذِکر کی برکت سے باغ بن جاتا ہے۔ چنانچہ وہ غُلام دِن کو اپنے آقا کی خِدمت کرتا اور رات کو اللہ تعالٰی کی عِبادت کرتا۔ کچھ مُدّت کے بعد ایک رات کو اُس کا آقا گھر میں چلتے چلتے غُلام کے کمرے میں پہنچ گیا تو دیکھا کہ کمرہ روشن ہے اور غُلام سر بسجُود ہے اور اُس کے سر پر آسمان و زمین کے درمیان ایک روشن قِندیل (فانُوس) مُعلّق ہے اور غُلام اللہ ربُّ العٰلمین کی بارگاہ میں عاجزی و زاری کے ساتھ مناجات کر رہا ہے کہ ''اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) تو نے مجھ پر میرے آقا کا حق اور دِن کو اُس کی خِدمت لازِم کر دی ہے۔ اگر یہ مصرُوفیت نہ ہوتی تو میں دن رات صِرف تیری ہی عِبادت میں مصرُوف رہتا۔ اِس لئے اے میرے رب (عَزَّوَجَلَّ)! میرا عُذر قبول فرما لے''، آقا اُسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ صُبح ہوئی، اور روشن قِندیل واپس چلی گئی اور مکان کی چھت مل گئی۔

یہ سارا منظر دیکھ کر آقا واپس آگیا۔ اور سب ماجرا اپنی بیوی کو کہہ سُنایا۔ دُوسری رات وہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے کر غُلام کے دروازے پر آیا تو دیکھا کہ غُلام سجدے میں پڑا ہے اور قِندیل اُس کے سر پر ہے، وہ دونوں ۲ کھڑے ہوئے یہ سب منظر دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے۔ آخرِ کار صُبح ہوئی تو اُنہوں نے

غُلام کو بُلا کر کہا، ”تم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطِر آزاد ہو۔ تاکہ تم جو عُذر پیش کر رہے تھے وہ دُور ہو جائے اور تم یکسُوئی کے ساتھ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی عِبادت کر سکو“! غُلام نے اپنا سَر آسمان کی طرف اُٹھایا اور کہا۔ ؎

یَا صَاحِبَ السِّرِّ اِنَّ السِّرَّ قَدْ ظَهَرَا ۔ (اے صاحِبِ راز! راز تو کُھل گیا اب راز
وَلَا اُرِیْدُ حَیَاتِیْ بَعْدَ مَا اشْتَهَرَا ۔ کُھلنے کے بعد میں زندگی نہیں چاہتا)

پس اُسی وَقت وہ غُلام گِرا اور اُس کی رُوح قفَسِ عُنصُری سے پرواز کرگئی۔ رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ۔ (مُکاشفۃ القُلوب)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ کس قدر مُخلص غُلام تھا۔ اُس کے عابِد و زاہد ہونے کا راز فاش ہو گیا تو بے قرار ہو گیا۔ اُس کے لئے دُنیا میں زندہ رہنا دُوبھر ہو گیا۔ اُس کی ایک ہی آرزُو تھی، ایک ہی تمنّا تھی کہ جس پیارے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کا ذِکر کر رہے ہیں۔ جس مَعْبُودِ حقیقی کی عِبادت کر رہے ہیں، بس وُہی جانتا ہو کوئی اور نہ دیکھنے پائے۔ یہ کمال درجہ کا اِخلاص تھا۔ مگر آہ! آج ہمارا کیا حال ہے! ہم سے عمل تو کچھ ہوتا نہیں پھر بھی یہی خواہِش رہتی ہے کہ لوگوں میں ہماری واہ واہ ہوتی رہے۔ نیکنامی بڑھتی رہے۔ چند سِکّے اگر کسی مَسْجِد میں چندہ دے بھی دیا تو یہ خواہِش ہوتی ہے بلکہ مُطالَبہ ہوتا ہے کہ ہمارا نام لے کر دُعا کر دی جائے۔ اپنے ضمیر سے پوچھئے کہ کہیں یہ نَفْس کی کوئی چال تو نہیں! یہ مُطالَبہ اِس لئے تو نہیں ہو رہا کہ لوگوں کو ”مالدارِ وَقت“ کی سَخاوَت کا عِلْم ہو جائے کہ جناب نے مَسْجِد میں چندہ دے ڈالا ہے۔ ہر ایک کی یہی خواہِش ہوتی ہے کہ میری لوگ تعظیم کیا کریں۔ میری تَعْرِیف کی جائے۔ لوگ اَدَب کے ساتھ مجھ سے بات کریں۔ آہ! اے اِخلاص! تُو کب اور کِس طرح ہم نادانوں کے زَنگ آلود دِلوں کی صَفائی

کرے گا؟ ہم کب صِرف اور صِرف اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رِضا کے لئے کام کرنا سیکھیں گے؟ ہماری ”میں“، کب نابُود ہو گی؟ شُہرت و نیکنامی کی خواہِش کب خَتْم ہو گی۔ آہ! ؎

نَفْسِ بدکار نے دِل پہ یہ قیامت توڑی ۔ عَمَلِ نیک کیا بھی تو چُھپانے نہ دیا

؎ میرے اعمالِ سیاہ نے کیا جینا دُوبھر ۔ زہر کھاتا ترے ارشاد نے کھانے نہ دیا

اے ہمارے پیارے اللّٰہ! (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں اِخلاص کی لازوال دولت سے مالا مال کر کے رِیاکاری کی تباہ کاری سے بچالے۔ اپنے مُخلِص محبُوب (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے صَدقے میں ہمیں سَراپا اِخلاص بنا دے۔ آمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

ذاکِر جنّت کے اَعلیٰ دَرَجوں میں پہنچے گا

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا اِرشاد ہے، بہُت سے لوگ ایسے ہیں کہ دُنیا میں نَرم نَرم بِستروں پر ذِکرُ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کرتے ہیں جس کی وجہ سے اُن کو اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) جنّت کے اَعلیٰ دَرَجوں میں پہنچا دیتا ہے۔ (ابنِ حبّان)

روپے تقسیم کرنے سے ذِکر افضل ہے!

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:- اگر کسی شخص کے پاس بہت سارے دِرْہَم (روپے) ہوں اور وہ اُن کو تقسیم کر رہا ہو اور دُوسرا شخص ذِکرُ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) میں مشغول ہو تو ذِکر کرنے والا اَفضل ہے۔ (طَبَرانی)

داؤد علیہ السلام کی دُعاء

حضرتِ سیّدُنا داؤد علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی جناب میں دُعا مانگی:- یا اللّٰہ! (جَلَّ جَلَالُکَ) جب بھی تُو مجھے دیکھے کہ میں تیرا ذِکر کرنے والوں کی

مَجلس کو چھوڑ کر غافلوں کی مَحفِل میں جا رہا ہوں تو میری ٹانگ توڑ دے۔ (تاکہ غافلوں تک نہ پہنچ سکوں) اِس لئے کہ یہ پاؤں تو تیری نعمت ہیں۔ اِنہی کے ذریعہ (نیک اِجتماع میں لے جاکر) تو مجھ پر اِنعام فرماتا ہے۔ (مُکاشَفَۃُ القُلوب)

ہر نیک کام سے قبل حمد و دُرود باعِثِ بَرَکت ہے

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا، جس نیک کام سے پہلے اللّٰہ تعالیٰ کی حمد اور مجھ پر دُرود نہ پڑھا گیا اُس میں بَرَکت نہیں ہوتی۔ (طبرانی۔ مُعجَمِ صغیر)

ذِکر تین۳ طرح کا ہوتا ہے

(۱) ذِکر باللِّسان (۲) ذِکر بالقلب (۳) ذِکر بالجوارِح۔

❶ ذِکر باللِّسان (یعنی زبان سے ذِکر کرنا) سے مُراد اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی تَسبیح، تَقدِیس، ثَناء وغیرہ بَیان کرنا ہے۔ خُطبہ، تَوبہ، اِستِغفار، دُعا وغیرہ بھی اِس میں داخِل ہیں۔ (خزائنُ العِرفان)

❷ ذِکر بالقَلب، اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی نعمتوں کا یاد کرنا، اُس کی عَظمت و کِبریائی اور اُس کے دَلائِلِ قُدرت میں غور کرنا، عُلَماء کا اِستِنباطِ مَسائل (قرآن و حدیث سے مَسائل اخذ کرنا) میں غور کرنا بھی اِس میں داخِل ہے۔ (خزائنُ العِرفان)

❸ ذِکر بالجوارِح، اِس ذِکر کا مَطلَب یہ بھی ہے کہ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی عظمت و جلال میں غور کرے۔ اُس کی جَبَروت و ملکوت (یعنی عظمت و سلطنت) میں مَحوِ فکر ہو اور زمین و آسمان میں اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) نے اپنی ذات و صِفات پر جو نِشانیاں قائم کی ہیں اُن نِشانیوں کو تلاش کرے۔ اور اُس نِشان پر پہنچ کر صاحبِ نِشان (یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) کو یاد کرے۔ مثلاً دَرِندوں کی چیرہ دستی

(یعنی قُوّت و ہیبت) کو دیکھ کر اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے قہر و غضب کو یاد کرے۔ اَولاد پر ماں کی شَفقت کو دیکھ کر اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رَحمت کو یاد کرے۔ اور بُلند و بالا پہاڑوں کو دیکھ کر اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی عَظمت و ہیبت کو یاد کرے۔ وسیع و مُحیط آسمانوں کی پہنائی کو دیکھ کر اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی عَظمت کو یاد کرے۔ (ذِکر بالجہر)

رات بھر فِرِشتہ حِفاظت کرتا ہے

جب آدمی سونے کے لئے اپنے بِستر پر آتا ہے، تو فوراً فِرِشتہ اور شیطان اُس کے پاس آتے ہیں۔ فِرِشتہ کہتا ہے "تُم اپنا عمل بھلائی پر ختم کرو"۔ شیطان کہتا ہے "بُرائی پر ختم کر"۔ پھر اگر وہ ذِکرُ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کرکے سو جاتا ہے تو فِرِشتہ رات بھر اُس کی حِفاظت کرتا ہے۔ اگر چارپائی سے گر کر مرگیا تو جنّت میں داخل ہوگا (حصنِ حصین)

اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) قرآنِ عظیم میں اِرشاد فرماتا ہے

فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ پ۲ع۲ ترجمہ: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔ (کنز الایمان)

اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اپنے ذاکر بندوں کو کس طرح یاد فرماتا ہے اِس کی تفصیل اِس حدیث سے معلوم ہوتی ہے:

اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) بھی ذاکِر کا ذِکر کرتا ہے!

حضرت اَبو ہریرہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مَروی ہے، کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، اللّٰہ تَبارَکَ وَتَعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے، "میرے مُتعلق میرا بندہ جو گُمان رکھتا ہے میں اُس کے لئے ایسا ہی ہوتا ہوں اور میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے

تو میں اُس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرے تو میں اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اِن سے بہتر ہے۔ (بخاری)

سُبْحَانَ اللہ! اللہ تعالیٰ جس خوش نصیب کو یاد کرے اور وہ بھی بہتر جماعت یعنی فرشتوں کے گروہ میں! یقیناً اُس کے لئے تو دُنیا و آخرت دونوں ہی سنور جائیں گے۔

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اپنے ذاکر کا ذِکر فرماتا ہے

حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ میرا ذِکر کرتا ہے تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا، یہ کیوں کر؟ اُنہوں نے فرمایا، جب میں اُس کا ذِکر کرتا ہوں تو وہ میرا ذِکر کرتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" فَاذْكُرُونِىٓ أَذْكُرْكُمْ "، (تم میرا ذِکر کرو۔ میں تمہارا ذِکر کروں گا۔) (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

جہاں ذِکر ہوتا ہے ہر چیز گواہ ہو جاتی ہے

اَبُو الْمَلِیْح (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) جب ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کرتے تو اُن کو وَجد آجاتا اور فرماتے کہ مجھے اِس لئے وَجد آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد کرتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) اگر وہ کسی جگہ جاتے ہوئے راستہ میں اللہ تعالیٰ کے ذِکر سے غافِل ہو جاتے تو واپس آجاتے اور دوبارہ اُسی راستہ میں اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتے ہوئے گزرتے۔ اگرچہ ایک منزِل کا فاصِلہ ہوتا۔ اور فرماتے ہیں چاہتا ہوں کہ میں جس جس بُقعۂ زمین (عِلاقے) سے گزروں وہ سب قیامت میں میرے ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی گواہی دیں۔ (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

سُبْحَانَ اللہ! ہمارے بزرگوں کا تو حال یہ تھا کہ ہر وقت اللہ اللہ کرتے رہتے۔ اگر کسی گلی سے گزرتے ہوئے ذِکر سے غفلت ہو جاتی تو پھر دوبارہ لوٹ جاتے اور پھر ذِکر کرتے ہوئے وہیں سے گزرتے کہ کوئی گلی، کوئی کوچہ ایسا نہ ہو جو ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے خالی رہ جائے اور آہ! ہم فحش گوئی، موسیقی اور فضول باتوں کا ہر شے کو گواہ بنائے جا رہے ہیں!

یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہم پر عظیم اِحسان ہے کہ اُس کا ذِکر ہم ہر جگہ کر سکتے ہیں۔ اِس کے لئے کوئی خاص مقام اور وقت مقرر نہیں فرمایا، جہاں جائیں، جِدھر جائیں اللہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ

ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کیلئے کوئی مقام مخصوص نہیں

حَسَن بَصْرِی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) فرماتے ہیں کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے اپنے قول فَاذْكُرُونِىٓ أَذْكُرْكُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) سے ہم پر آسانی کر دی ہے کہ ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں فرمائی۔ اگر اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) ہمارے لئے ذِکر کے لئے کوئی جگہ فرما دیتا تو ہمیں وہاں جانا واجب ہوتا خواہ وہ مقام ایک صدی کی مُسافت پر ہوتا جیسا کہ حج کے لئے لوگوں کو کعبہ میں بُلایا ہے پس اُس کا شکر اور اِحسان ہے۔ (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

ہمارے بُزرگوں کو ذِکرُ اللہ سے غایت درجہ محبت ہوا کرتی تھی۔ لہٰذا

اللہ اللہ کرنے والا ہی صُحبت میں بیٹھے!

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) کی مجلس میں جو شخص بیٹھنا چاہتا۔ آپ اُس سے شرط کر لیتے کہ وہ اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) کے ذِکر سے غفلت نہ کرے گا۔ (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

جُنَیدِ بغدادی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اور نائی

حضرتِ جنیدِ بغدادی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کی زَبان ہر وَقت ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے تَر رہتی تھی ایک مرتبہ آپ نائی (رحمہ اللہ علیہ) کے پاس خط بنوا رہے تھے، جب مُونچھیں تَراشنے کا موقع آیا، نائی نے عَرض کی، عالی جاہ! بَرائے مہربانی کچھ دیر کے لئے ذِکر مَوقُوف فرمادیں تاکہ میں مُونچھیں تَراش لُوں وَرنہ ہونٹ کَٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ اِرشاد فرمایا، "آپ اَپنا کام جاری رکھیں ہونٹ کَٹتے ہوں تو کَٹ جائیں لیکن میں ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) بند نہیں کرسکتا۔ (اَمِیْنُ الْوَاعِظِیْن)

غافِل کی رُوح دُنیا سے پیاسی جاتی ہے!

حضرتِ سَیِّدُنا داؤد طائی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے تھے کہ ذاکِرِین کی اَرْوَاح کے سِوا باقی تمام رُوحیں دُنیا سے پیاسی نِکلتی ہیں۔ (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

ذِکر میں دِل نہیں لگتا!

ایک شخص رات کو ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میں مَشغُول تھا۔ اور اُس کی زَبان پر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا وِرْد جاری تھا۔ شَیطان نے اُس کو جھڑک کر کہا، اَے کمبَخت! کب تک "اللہ اللہ" (عَزَّوَجَلَّ) کی رَٹ لگائے جائے گا۔ اُدھر سے تو کوئی جواب نہیں مِلتا اور تُو ہے کہ مُسلسل اُس کو پُکار رہا ہے۔ شَیطان کی بات سُن کر اُس شخص کا دِل ٹُوٹ گیا سر جھکایا تو نیند آگئی۔ عالَمِ خواب میں دیکھا کہ حضرتِ خِضر (عَلَیْہِ السَّلَام) تشریف لائے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ اے نیک بَخت! تُو نے ذِکرِ حق (عَزَّوَجَلَّ) کیوں چھوڑ دیا؟ اُس نے کہا کہ بارگاہِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) سے مجھے کوئی جواب نہیں ملتا۔ اِس لئے فِکرمند ہوں کہ کہیں میرے ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو رَدّ ہی نہ کر دیا گیا ہو۔ حضرتِ خِضر (عَلَیْہِ السَّلَام) نے فرمایا کہ بارگاہِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) سے مجھ کو حُکم ہوا ہے کہ تیرے پاس جاؤں اور تجھ کو بتاؤں کہ تُو

جو اللہ تعالیٰ کا ذِکر کرتا ہے۔ وُہی ہمارا جواب ہے۔ تیرے دِل میں جو سوز و گُداز پیدا ہوتا ہے وہ ہمارا ہی تو پیدا کیا ہوا ہے۔ اور یہ ہمارا ہی کام ہے کہ تجھ کو ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میں مَشغُول کردیا ہے۔ تیرے ہر "یااللہ" کہنے میں ہماری سَتّو لَبَّیک پوشیدہ ہیں۔ ؎

جانِ جاہِل زِیں دُعا جُز دُور نیست
زانکہ "یارب" (عَزَّوَجَلَّ) گُفتَنَش دَستُور نیست

یعنی ایک جاہِل اور غافِل کو سچے دل سے دُعا کی توفیق ہی نہیں ہوتی کیونکہ "یارب" (عَزَّوَجَلَّ)، کہنا اُس کی عادَت ہی نہیں۔ (مثنوی مولانا روم (رحمۃ اللہ علیہ))

پیارے اسلامی بھائیو! اِس پیاری پیاری حِکایَت میں اُن لوگوں کے لئے دَرس ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ذِکر کی لَذَّت نہیں آتی، ہماری دُعا قَبول نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔ یہ نُکتہ ذِہن میں رکھئے کہ مَرِیض کا مُنہ کڑوا ہو جاتا ہے اور اُس کو کوئی غِذا اَچھی نہیں لگتی۔ اِسی طرح ہم گناہوں کے مَرِیض ہیں اور اِسی وجہ سے ہمیں ذِکر و عِبادَت میں کوئی لذّت مَحسُوس نہیں ہوتی۔ تاہم جس طرح مَرِیض دَوا اور غِذا کا اِستِعمال نہیں چھوڑتا۔ ہمیں بھی ذِکر و عِبادَت کو تَرک نہیں کرنا چاہیئے۔ جیسے ہی ہمارا گُناہوں کا مَرض دُور ہوگا تو ہمیں بھی لَذّتِ ذِکر حاصل ہونا شُروع ہو جائے گی اور دیگر عبادات میں بھی دل لگے گا۔ بَہرحال دِل لگے یا نہ لگے زَبان سے ذِکر و دُرُود تَرک کر دینا عَقلمندی نہیں ہے۔ جس پروردگار (عَزَّوَجَلَّ) نے ہماری زَبان کو اَپنا ذِکر کرنے کی توفیق بَخشی۔ وہ ہمارے دِلوں کو بھی ذاکِر بَنا ہی دے گا۔ جس خُدا (عَزَّوَجَلَّ) نے ہمیں اَپنی بارگاہ میں سَر جُھکانے، سَجدہ رَیز ہونے کی سَعادَت بَخشی وُہی ہمارے دِلوں کو بھی اَپنی طرف پھیر دے گا، سَجدے کی لَذَّت سے دِلوں کو بھر دے گا۔ اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ہماری

زبانوں کو توفیق دے کہ وہ ہر آن تیرے ذکر سے تر رہا کریں۔ اور ہمارے دلوں کو بھی اپنا ذاکر بنادے۔ آمین بجاہِ النَّبیِّ الْاَمین (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

دِل کو ہر وقت اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی یاد دِلاتے رہو!

یحییٰ بن مُعاذ (رَحمۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں، اپنے دِلوں کو ہر وقت خدا کی یاد دلاتے رہو کیونکہ وہ فِی الْفَور غافِل ہو جاتے ہیں۔ (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

؎ عُمر ضائع مکُن در گفتگو　　یادِ اُوکُن یادِ اُوکُن یادِ اُو

(یعنی اپنی اِس قیمتی زِندگی کو فُضُول گوئی میں بَرباد کرنے کے بجائے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی یاد میں مگن رہا کرو)۔

دَر اَصل دِل مُردہ ہو جانا ہی تَشوِیش کی بات ہے وَرنہ جان تو ایک نہ ایک دن جانی ہی ہے۔ اس ضمن میں امام شَعرانی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نقل کرتے ہیں کہ،

رونا ہے تو مُردہ دِلی پر روئیں!

وَہْب بِن مُنَبِّہ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے تھے، تعَجُّب ہے اُن لوگوں پر جو مَیِّت پر روتے ہیں جس کا جِسْم مُردہ ہو چکا ہے۔ اور اُس پر نہیں روتے جس کا دِل مُردہ ہو چکا ہے، حالانکہ یہ اُس سے سَخت حادِثہ ہے! (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

پیارے اِسلامی بھائیو! حدیثِ پاک میں ذِکر سے غافِل رہنے والے کو "مُردہ" سے تعْبیر کیا گیا ہے اور واقعی یہی دِل کی موت تَشوِیش ناک ہے۔ ورنہ جِسم و رُوح کی جُدائی کا مُعامَلہ تو سب کے ساتھ ہونا ہے اور یہ موت کوئی پریشانی کا باعِث بھی نہیں بلکہ نیک لوگ تو اس موت کے مُنتَظِر رہتے ہیں اور حدیثِ پاک میں بھی فرمایا گیا ہے:

اَلْمَوْتُ تُحْفَۃُ الْمُؤْمِن۔　　یعنی موت مؤمن کے لئے ایک تحفہ ہے۔

اور موت مؤمن کے لئے تُحفہ کیوں نہ ہو کہ یہ تو وِصالِ محبوب کا ذَرِیعہ ہے اور قبر کے اَندر سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی زِیارت کا پَیغام ہے۔

جبھی تو کسی دِیوانے نے کہا ہے ؎

قبر میں سرکار (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) آئیں تو میں قدموں پہ گروں　　گر فِرِشتے بھی اُٹھائیں تو میں اُن سے یُوں کہوں

میں تو پائے ناز سے اب اے فرِشتو! کیوں اُٹھوں　　مَر کے پہنچا ہوں یہاں اِس دِلرُبا کے واسطے

دَم بہ دَم اللہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ)

حضرتِ عبدُاللہ بن بُسر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) فرماتے ہیں ایک دفعہ ایک شخص نے سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی بارگاہ میں عَرض کی، یارسولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اِسلام کے اَحکام میرے لئے بُہت زِیادہ ہیں۔ مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جسے میں اپنے اُوپر لازِم کر لُوں۔ سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "تیری زَبان ہمیشہ ذِکرِ خُداوَندی سے تَر رہا کرے"۔ (تِرمِذی)

حُضُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جنّت میں جانے کے بعد اَہلِ جنّت کو دُنیا کی کسی چیز کا بھی اَفسوس نہیں ہوگا سوائے اُس گھڑی کے جو دُنیا میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ذِکر کے بِغیر گزر گئی۔ (طَبَرانی)

ذِکر، جِہاد و صَدَقات کا قائم مَقام ہے

مَدَنی تاجدار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو تُم میں سے راتوں کو قِیام کرنے سے عاجز ہو، بُخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کر پاتا ہو (یعنی نَفلی صَدَقات) اور بُزدِلی کی وجہ سے جِہاد میں بھی شرکت نہ

کرسکتا ہو اُس کو چاہیئے کہ ذِکرُ اللہ (عزّوجل) کی کثرت کرے۔ (بَیہَقی)

ذِکر جہاد سے بھی افضل ہے

حضرتِ اَبُوالدَّرْدَاء (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے مَروِی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، کیا میں تمہیں تمہارے اَیسے عَمَل کے مُتعلّق نہ بتاؤں جو سب سے بہتر ہے، تمہارے مالِک کے نزدیک سب سے زِیادہ پاکیزہ ہے۔ اور تمہارے دَرَجات کو زِیادہ بُلند کرنے والا ہے۔ اور تمہارے لئے اُس سے بھی بہتر ہے کہ تم دُشمن سے مُقابلہ کرو، تم اُن کی گردنیں کاٹو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں۔ صَحابہِ کِرام (علیہم الرضوان) نے عرض کی، یارسولَ اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلّم) ضرور فرمائیں۔ آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلّم) نے فرمایا، "اللہ (عزّوجل) کا ذِکر"۔ (ترمذی)

حَلقۂ ذِکر والوں کی بخشش ہوجاتی ہے!

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلّم) کا فرمان ہے کہ جو لوگ ذِکرُ اللہ (عزّوجل) کے لئے جمع ہوں اور اُن کا مقصد صِرف اللہ (عزّوجل) ہی کی رِضا ہو تو آسمان سے ایک فرِشتہ نِدا کرتا ہے، "تم لوگ بَخش دیئے گئے اور تمہاری بُرائیاں نیکیوں سے بَدَل دی گئیں۔" (طَبَرانی)

کِراماً کاتبِین مسلمان کی قبر پہ قیامت تک تسبیح کرتے ہیں

اِمامِ اَہلسنّت حضرتِ علّامہ مولٰینا اَحمد رضا خان (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) ایک رِوایت نَقل کرتے ہیں، "جب اِنسان (یعنی مسلمان) مَر جاتا ہے تو کِراماً کاتبین (یعنی اَعمال لکھنے والے بُزُرگ فرِشتے) عَرض کرتے ہیں، کہ اے ربّ (عزّوجل)! ہمارا کام خَتم ہوگیا، وہ شخص دارُ الاَعمال (یعنی دُنیا) سے نِکل گیا۔ اِجازَت دے کہ ہم آسمان پر آئیں اور تیری عِبادَت کریں۔ اللہ عزّوجل

اِرشاد فرماتا ہے، میرے آسمان بَھرے ہیں عِبادَت کرنے والوں سے، کچھ حاجَت تمہاری نہیں۔ پھر دُوبارہ کِراماً کاتبِین عَرض کرتے ہیں، اِلٰہی (عزّوجل)! ہمیں زمین میں جگہ دے۔ اللہ (عزّوجل) اِرشاد فرماتا ہے، میری زمینیں بَھری ہیں عِبادَت کرنے والوں سے، کچھ حاجَت تمہاری نہیں۔ پھر وہ کِراماً کاتبِین عَرض کرتے ہیں، اِلٰہی (عزّوجل)! پھر ہم کیا کریں؟ اِرشاد ہوتا ہے، "میرے بندے کی قَبر کے سَرہانے قیامَت تک کھڑے رہو اور تَسبیح و تَقدِیس کرتے رہو اور اُس کا ثَواب میرے بندے کو بَخشتے رہو۔" (اَلملفُوظ)

ذاکِر زِندہ ہے اور غافِل مُردہ ہے!

حضرتِ اَبُو مُوسیٰ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے مَروِی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "جو شخص اللہ تعالٰی کا ذِکر کرتا ہے اور جو اللہ (عزّوجل) کا ذِکر نہیں کرتا اُن کی مِثال اَیسے ہی ہے جیسے ایک زِندہ اور ایک مُردہ۔ (بُخاری)

وہ گھر وِیران ہے جہاں ذِکر نہ ہوتا ہو۔۔۔۔

میٹھے مَدَنی سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "جس گھر میں اللہ تبارَکَ وَتعالٰی کا ذِکر ہوتا ہے اور جس گھر میں اللہ تعالٰی کا ذِکر نہیں کیا جاتا ہے اُن کی مِثال اَیسے ہے جیسے زِندہ اور مُردہ۔" (مُسلِم شریف)

یعنی جس گھر میں ذِکرُ اللہ ہوتا ہے وہ زِندہ و آباد اور جہاں ذِکر نہیں ہوتا وہ گھر مُردہ اور وِیران ہے۔

اَفضَلُ الذِّکرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ

حضرتِ جابِر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے مَروِی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وٰالہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، اَفضل تَرین ذِکر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" ہے۔ (ترمذی)

ایمان پر خاتمہ کیلئے سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا ارشاد ہے، کہ جو شخص باوُضو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے بارہ[۱۲] کرامتیں عطا فرمائے گا۔

١ اِسلام کی حالت میں دُنیا سے اُٹھایا جائے گا۔
٢ جان کنی کی سختی اُس پر آسان ہوگی۔
٣ اُس کی قبر روشن ہوگی۔
٤ منکر نکیر اُس کے پاس اچھی صورت میں آئیں گے۔
٥ قیامت کے دن شہداء کی جماعت کے ساتھ اُسکو نامۂ اعمال دیا جائیگا۔
٦ میزانِ عمل میں اُس کی نیکیوں کا پلّہ بھاری ہوگا۔
٧ پُل صراط پر بجلی کی طرح گزر جائے گا۔
٨ اُس کے جسم کو اللہ تعالیٰ دوزخ پر حرام کر دے گا۔
٩ شرابِ طہور سے وہ سیراب کیا جائے گا۔
١٠ جنّت میں اُس کو ستّر حوریں ملیں گی۔
١١ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی شفاعت اُس کو نصیب ہوگی۔
١٢ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار اُس کو حاصل ہوگا۔

(تذکرۃ الواعظین)

جہنّم پر حرام ہوجاتا ہے حضرتِ اَنس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب یہ حدیث حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) سے سُنی تو عرض

کیا، یارسُول اللہ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کیا میں لوگوں کو اِس کی خبر نہ دُوں تاکہ وہ خوش رہیں؟ آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، لوگ اِس کے کہنے ہی پر اِکتفا کرلیں گے اور عمل میں سُستی کرنے لگیں گے۔ پھر حضرت معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دُنیا سے رُخصت ہوتے وقت علم کے چھپانے کے گُناہ سے بچنے کی وجہ سے یہ حدیث بیان کی کہ جو شخص اِس بات کی گواہی دے:۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)۔ ترجمہ: اللہ (عزّوجلّ) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) اللہ کے رسُول ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ اُس (گواہی دینے والے) کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔

(بخاری ومسلم)

گُناہوں کے ننانوے 99 دفتر! حضور تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے "قیامت کے دِن ایک شخص میزان کے پاس کھڑا کیا جائے گا۔ ایک پلڑے میں اُس کی بُرائیوں کے ننانوے 99 دفاتر رکھے جائیں گے اور ہر ایک دفتر حدِ نظر تک وسیع ہوگا۔ اور دوسرے پلڑے میں ایک چھوٹا سا پرچہ جس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) لکھا ہوگا رکھا جائے گا۔ پس یہ دوسرا پلڑا بھاری ہوجائیگا۔ اللہ (عزّوجلّ) اُس شخص کو بخش دے گا۔ (انیس الواعظین)

کلمہ طیّبہ کی عجیب وغریب برکتیں حضور سیّدِ عالم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، "جنّت میں ایک درخت ہے جس کا نام "اَلتَّحِیَّات" ہے اور اُس درخت کی چوٹی پر ایک چڑیا ہے

جس کا نام "اَلصَّلٰوۃ" ہے۔ اور اُس دَرَخت کے نیچے ایک چشمہ ہے جس کا نام "طَیِّبَہ" ہے جب کوئی شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کہتا ہے تو وہ چڑیا پَر پھڑ پھڑانے لگتی ہے۔ اور اُس کے ہزار پَر ہیں۔ اور ہر پَر میں ہزار سَر ہیں، ہر سَر میں ہزار چہرے، ہر چہرے میں ہزار مُنہ اور ہر مُنہ میں ہزار زبانیں ہیں۔ ہر ہر زَبان سے وہ ہزار قسم کی بولیوں میں اللّٰہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ اور اُس کے ۲ دو بازو ہیں ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں۔ ہر ایک بازو یاقوت و موتی سے جڑا ہوا ہے اور اُس کا سَر موتی کا ہے۔ پھر وہ چڑیا اُس دَرَخت سے اُڑتی ہے اور اُسی چشمے میں غوطہ لگاتی ہے۔ پھر نِکل کر اُسی درخت پر بیٹھتی ہے۔ اور بازوؤں کو پھڑ پھڑاتی ہے جس سے کثرت کے ساتھ قطرے ٹپکتے ہیں۔ پس اللّٰہ تبارَکَ وَتعالیٰ ہر ایک قطرے سے ایک ایک بڑا فرشتہ پیدا فرماتا ہے اور یہ تمام فرشتے قیامت تک اللّٰہ تبارَکَ وَتعالیٰ کی تقدیس و تسبیح میں مصروف رہتے ہیں۔"

(تذکرۃُ الواعظین)

ہر قطرے کے بدلے ایک ایک فرشتہ!

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:- "جو کوئی بعد نمازِ فجر طلوعِ آفتاب تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا وِرد کرتا ہے اور درمیان میں دُنیاوِی بات نہ کرے تو اللّٰہ تبارَکَ وَتعالیٰ اُس کو ضرور جنّت عطا فرمائے گا۔ اور جو کوئی وُضو کرتے وقت یہی کلمات کہے تو اللّٰہ تبارَکَ وَتعالیٰ ہر قطرے کے بدلے میں ایک فرشتہ پیدا کرے گا۔ جو قیامت تک کلمہ پڑھے گا۔ اُن سب کا ثواب اُس شخص کو

ملے گا۔ (اَنیسُ الواعِظین)

سونے سے پہلے ۲ دو غلام آزاد کرلیا کریں

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "جو شخص سوتے وقت ۲ دو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کہہ لے گویا اُس نے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی راہ میں ۲ دو غلام آزاد کئے۔ (اَنیسُ الواعِظین)

اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کا نام سب پر بھاری

عبدُاللّٰہ ابنِ عُمَر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا اِرشاد ہے کہ ایک پرچہ جس میں، "اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) لکھا ہوگا وہ اُن نِنانوے ۹۹ دفتروں پر بھاری ہوگا۔ جس کی دَرازی اور لمبائی حدِّ نظر تک ہوگی۔ (ابنِ ماجہ، ابنِ حبّان، ابنِ حاکِم)

اب ایک زبردست مجرِم اور کلمۂ شہادت کی برکت کا ایمان افروز واقعہ پڑھئے!

کلمۂ شہادت کی برکت سے قیامت میں مُجرِم کی رِہائی!

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، قیامت کے دِن ایک ایسا شخص لایا جائے گا جس کے نِنانوے ۹۹ دفاتر گُناہوں سے بھرے ہوں گے، اور اُن کی لمبائی حدِّ نظر تک ہوگی، پھر اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اُس سے فرمائے گا، تو ان میں سے کسی چیز کا اِنکار کرتا ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں، پھر فرمائے گا، تیرے پاس کوئی عُذر ہے؟ وہ جواب دے گا، میرے پاس کوئی عُذر نہیں۔ پھر فرمائے گا، تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہے، آج تجھ پر ظُلم نہیں کیا جائے گا، اُس وقت ایک پرچہ کاغذ کا نِکالا جائے گا جس میں "اَشْہَدُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ'' (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ ... لکھا ہو گا (جو کبھی اُس نے خُلُوصِ دِل کے ساتھ پڑھا تھا)۔ اُس پرچہ کو مِیزان میں رکھا جائے گا۔ وہ عَرض کرے گا، یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ننانوے ۹۹ دَفتروں کے مُقابلے میں جو گُناہوں سے پُر ہیں اِس ایک پرچہ کی کیا حَقیقت ہے؟ اِس پر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اِرشاد فرمائے گا، یہ پرچہ بہت عالیشان ہے۔ اِس کو تولا جائے۔ پھر وہ پرچہ ایک پلڑے میں اور ننانوے ۹۹ دَفتر دُوسرے پلڑے میں رکھے جائیں گے۔ تو یہ (پرچہ والا) پلڑا اُن دَفتروں کے پلڑوں سے بھاری ہو جائے گا کیونکہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نام کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی وہ سب سے بھاری ہے۔ (حاکم)

کلمہ پڑھنے والے کے حق میں عرش مغفرت کا سُوال کرتا ہے

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کا فرمانِ عالیشان ہے، ''جب کوئی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا بندہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا عَرش ہِلنے لگتا ہے۔ حُکم ہوتا ہے، اے عَرش! ساکِن ہو جا۔ وہ کہتا ہے، اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) اُس کلمہ پڑھنے والے کو بَخش دے تاکہ مجھے سُکُون حاصِل ہو۔ اِرشاد ہوتا ہے میں نے بَخش دیا۔'' (اَنِیْسُ الْوَاعِظِیْن)

ہر نماز کے بعد صِرف ۲۰ بیس سیکنڈ میں ۲۰ بیس ہزار نیکیاں کمایئے!

حُضُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کا فرمانِ عالیشان ہے، ہر نماز کے بعد دس ۱۰ مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والے کو بیس ۲۰ ہزار نیکیاں مِلتی ہیں اور سَو ۱۰۰ مرتبہ کہنے والے اور جنّت کے درمیان تو موت کے سِوا اور کوئی رُکاوٹ ہی نہیں ہوتی یعنی مرتے ہی جنّت میں داخِل ہو گا۔ (اَنِیْسُ الْوَاعِظِیْن)

پیارے اِسلامی بھائیو! جب کبھی کئی بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وِرد کریں چند بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) پڑھنا نہ بُھولیں۔

قعدہ میں کلمہ پڑھتے وقت اُنگلی اُٹھانا سُنّت ہے

پیارے اسلامی بھائیو! دورانِ نماز قعدہ میں جب کلمۂ شہادت پڑھیں اُس وقت اُنگلی اُٹھانا سُنّت ہے۔ لٰہذا، نماز کے دَوران ''اَلتَّحِیَّاتُ'' میں جب اَشْہَدُ اَنْ کہتے ہوئے ''لَا'' پر پہنچیں تو ''لَا'' کہنے سے پہلے ہی چھنگلیا اور اُس کے برابر والی اُنگلی ہتھیلی سے مِلا دیں، بیچ والی اور انگوٹھے کا حَلقہ بنالیں اور اب شَہادت کی اُنگلی سِیدھی کھڑی کر دیں مُڑی ہوئی نہ ہو۔ ''لَآ اِلٰہَ'' کہنے تک اُنگلی کھڑی رکھیں، اور ''اِلَّا اللّٰہُ'' کا ''اِلَّا'' شُروع کرتے ہی تمام اُنگلیاں کھول دیں۔ اور فوراً سیدھی کر لیں۔

کرم ہی کرم

ایک دفعہ مَدَنی تاجدار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) بیان فرما رہے تھے کہ ایک اَعرابی نے حاضِرِ خدمت ہو کر عَرض کی، یا رسولَ اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) میں بہت گُناہگار ہوں۔ بیان خَتم کرنے کے بعد مَدَنی تاجدار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے اُس سے پُوچھا، کیا تیرے گُناہ سِتاروں سے بھی زائد ہیں؟ اُس نے جواب دیا، ہاں۔ پھر آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے دریافت کیا، کیا بارِش کے قطروں سے بھی زائد ہیں؟ اُس نے جواب دیا، ہاں۔ پھر آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے پُوچھا، کیا درختوں کے پتّوں سے بھی زائد ہیں؟ اُس نے جواب دیا، ہاں۔ پھر آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے پُوچھا، کیا تیرے گُناہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رَحمت

سے بھی زیادہ ہیں ؟ اِس سُوال پر وہ خاموش ہوکر رونے لگا۔ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) نے فرمایا، "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ، اللّٰہ (عزّوجلّ) تیرے تمام گُناہ مُعاف فرمادے گا۔ (اَنِیسُ الْوَاعِظِین)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والے کے تمام گُناہ مُعاف!

حضرتِ ابُوہُریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مَروِی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) نے اِرشاد فرمایا:۔

"جو شخص سچّے دِل سے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہے اُس کے ذرّہ برابر بھی گُناہ باقی نہ رہیں گے۔ ساری کائنات کا وَزن ایک طرف ہو اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وَزن ایک طرف تو کلِمہ شَرِیف کا وَزن بڑھ جاتا ہے۔"

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ والا پلڑا سَب سے وَزنی ہوگا

حضرتِ عبدُاللّٰہ ابنِ عُمَر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے رِوایت ہے کہ "اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین والے ایک پلڑے میں ہوں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے پلڑے میں ہو تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا پلڑا بھاری ہوجائے گا۔" (بزّار)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے آسمان کے دروازے کُھل جاتے ہیں

کوئی اِخلاص کے ساتھ کلِمہ پاک پڑھے تو وہ کلِمہ شَرِیف عَرش تک بُلند ہوجاتا ہے۔ چنانچہ حضرتِ ابُوہُریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) فرماتے ہیں کہ جو آدمی اِخلاص کے ساتھ کبھی اِس کلِمہ کو کہتا ہے، اُس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ عَرش پر پہُنچ جاتا ہے، جب تک گُناہِ کبیرہ سے پرہیز کرتا ہے۔ (نسائی، تِرمذی، حاکم)

اِیمان تازہ کرو

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذِکر کثرت سے کرنے سے ایمان تازہ ہوجاتا ہے۔ جیساکہ

حضرت ابُوہُریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رِوایت ہے کہ مَدَنی تاجدار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) نے فرمایا۔

"اپنا اِیمان تازہ کرو" صَحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے عَرض کیا، یارسولَ اللّٰہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) اِیمان کس طرح تازہ کریں؟ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) نے فرمایا، "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کثرت سے کہاکرو۔" (طبرانی)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہئے اور ڈھیروں ثواب حاصل کیجئے!

ثواب ہی ثواب

حضرتِ مُعاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَر دو ۲ کلِمے ہیں جن میں سے ایک (یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی) تو عَرش سے اُدھر اِنتہا نہیں، اور دوسرا ۲ (یعنی اَللّٰہُ اَکْبَر) آسمان و زمین کو بھر دیتا ہے۔ (طَبرانی)

کلِمہ شَہادت پڑھنے والا جہنّم سے آزاد کردیا جاتا ہے۔ چُنانچہ

جہنّم سے آزادی

عُبادہ بن صامِت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) نے اِرشاد فرمایا، "جو شخص اِخلاص کے ساتھ اِس کلِمہ (شہادت) کی گواہی دے گا، اللّٰہ (عزّوجلّ) اُسے دوزخ پر حرام کردے گا۔" (مُسلم، تِرمذی)

دس کروڑ نیکیاں صِرف دو ۲ مِنٹ میں

حضرتِ تمیم داری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رِوایت ہے

کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔ جو شخص یہ کلمات دس مرتبہ کہے،

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے سوا کوئی معبود نہیں اُس کا کوئی شریک نہیں، وہ واحد معبود ہے ایک ہے بے نیاز ہے نہ اُس کی بیوی ہے اور نہ اولاد اور اُس کے برابر کا کوئی نہیں۔

ایسے آدمی کے لئے دس کروڑ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (ترمذی)

سبز پرندہ

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو کوئی صدقِ دل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کہتا ہے تو اُس کے مُنہ سے ایک سبز رنگ کا پرندہ نکلتا ہے جس کے دونوں بازوؤں میں سفید موتی اور یاقوت جڑے ہوئے ہوتے ہیں اور اُس پرندے کے دس ہزار سر ہوتے ہیں۔ ہر سر میں دس ہزار مُنہ، ہر مُنہ میں دس ہزار زبانیں اور وہ ہر زبان سے دس ہزار لغت (بولیوں) میں خدا کی تسبیح کرتا ہوا اور کلمہ پڑھنے والوں کے لئے استغفار کرتا ہوا آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے اور عرشِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) کے نیچے پہنچ کر تسبیح اور استغفار میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اُس پرندے کو اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ جنّت میں داخل ہو جا۔ وہ عرض کرتا ہے، کہ یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) میں جنّت کی طرف اُس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک تو اُس شخص کو نہ بخش دے گا جس کے مُنہ سے میں نکلا ہوں۔ ارشاد ہوتا ہے، "اے کلمۂ طیّبہ! سُن کہ اُس نیک بندے کی زبان پر تو پورے طور سے ابھی جاری بھی نہ ہوا تھا کہ میں اُس کے تمام گناہ بخش

چکا تھا پھر اُس پرندے کو ستّر ہزار زبانیں عطا کی جاتی ہیں اور وہ ہر زبان سے اُس کلمہ پڑھنے والے کے لئے دُعائے مغفرت کرتا ہے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو یہ پرندہ اُس نیک بندے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ اُس کو جنّت میں لے جائے گا۔ (تذکرۃ الواعظین)

سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ ٭ تو نے جب سے سُنا دیا یا ربّ (عَزَّوَجَلَّ)
آسرا ہم گنہگاروں کا ٭ اور مضبوط ہوگیا یا ربّ (عَزَّوَجَلَّ)

سات سنگریزوں کی گواہی

حضرتِ سیّدنا ابراہیم واسطی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) نے ایک بار حج کے موقع پر میدانِ عرفات میں سات کنکر ہاتھ میں اُٹھائے اور اُن کنکروں سے فرمایا، اے کنکرو! تم گواہ ہو جاؤ کہ میں کہتا ہوں،

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اُس کے بندۂ خاص اور رسول ہیں۔

پھر جب سوئے تو خواب کی دُنیا میں پہنچ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ محشر بپا ہے اور حساب کتاب ہو رہا ہے۔ اُن سے بھی حساب لیا جاتا ہے اور حکمِ دوزخ سُنایا جاتا ہے۔ اب فرشتے سوئے جہنّم لئے جا رہے ہیں۔ جب جہنّم کے دروازے پر پہنچتے ہیں تو اُن سات کنکروں میں کا ایک کنکر دروازے پر آ کر روک بن جاتا ہے۔ پھر دوسرے دروازے پر پہنچے تو دوسرا کنکر اُسی طرح دروازے کے آگے آ گیا۔ یونہی جہنّم کے ساتوں دروازوں پر ہوا۔ پھر ملائکہ عرشِ مُعلّٰی کے پاس لے کر حاضر ہوئے۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے ارشاد فرمایا، اے ابراہیم (عَلَیْہِ السَّلَام)! تو نے کنکروں کو اپنے ایمان پر گواہ رکھا

تو ان بے جان پتھروں نے تیرا حق ضائع نہ کیا۔ تو میں تیری گواہی کا حق کیسے ضائع کر سکتا ہوں؟ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمان جاری کیا کہ اسے جنّت کی طرف لے جاؤ۔ چنانچہ جب جنّت کی طرف لے گئے تو جنّت کا دروازہ بند پایا۔ کلمۂ پاک کی گواہی آئی اور آپ جنّت میں داخل ہو گئے۔ (دُرَّۃُ النَّاصِحِین)

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں جب بھی موقع ملے۔ درختوں، پہاڑوں دریاؤں، نہروں، بارش کے قطروں وغیرہ وغیرہ کو اپنے ایمان کا گواہ بناتے رہنا چاہیے۔ اَلحمدُللہ، سگِ مدینہ نے مدینہ کے مُقدّس درختوں بالخصوص جنّتی پہاڑ کہ جو سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا واقعی عاشق ہے اور یہ حدیثوں سے ثابت ہے یعنی ”جبلِ اُحُد“، کو بھی اپنی توبہ اور اپنے ایمان پر گواہ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

تجھ سا سیاہ کار کون اُن سا شفیع ہے کہاں؟ پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دِل یہ تیرا گمان ہے

وہ عظیمُ الشّان کلمہ کہ پڑھو تو دس گنا ثواب اور جس کی برکت سے مخلوق کو روزی بھی عطا کی جاتی ہے۔

ایک بار پڑھو دس گنا ثواب کماؤ!

حضرتِ عبداللہ ابنِ عُمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا، جو شخص ”سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ“ ایک بار کہتا ہے، اُس کے لئے دس بار لکھا جاتا ہے، اور جو دس بار کہتا ہے، اُس کے لئے سو بار لکھا جاتا ہے، اور جو سو بار کہتا ہے اُس کے لئے ہزار بار لکھا جاتا ہے اور جو کوئی اُس سے زیادہ کہے گا اللہ (عزّوجلّ) اُس سے (دس گنا) زیادہ ثواب دے گا۔ (ترمذی، نسائی)

حضرتِ جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ یہی وہ کلمہ ہے، (یعنی سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ) جس کا حکم حضرت نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے بیٹے کو دیا تھا۔ کیونکہ یہ تمام مخلوق کی دُعا اور تسبیح ہے اور اسی کی برکت سے، مخلوق کو روزی ملتی ہے۔ (نسائی)

راہِ خدا میں مال خرچ کرنے میں بُخل کرنے والوں، دُشمن کے مقابلے میں جہاد سے بُزدلی کا مُظاہرہ کرنے والوں کو خوشخبری۔

سونے کا پہاڑ خیرات کرنے سے زیادہ ثواب!

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے، ”جو شخص (بیماری وغیرہ کی بنا پر) بے چینی سے رات گزارے یا مال خرچ کرنے میں بُخل کرے یا دُشمن سے لڑنے میں بُزدلی کرے تو اُسے چاہیے کہ ان کلمات یعنی (سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ) کو بکثرت پڑھے۔ کیونکہ یہ کلمہ اللہ (عزّوجلّ) کو اُس سونے کے پہاڑ سے بھی زیادہ پسند ہے جو اُس کی راہ میں خرچ کیا جائے۔“ (طبرانی)

چلئے سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی جنّت میں سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے کرم سے درخت لگوائیے! جب درخت لگوائیں گے تو اِنْ شَآءَ اللہ ان درختوں سے نفع اُٹھانے جنّت میں بھی جائیں گے۔ چنانچہ

صرف ایک سیکنڈ میں جنّت کے اندر کھجور کا درخت لگوائیے!

حضور سیّدِ عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے:- جو شخص یہ کہتا ہے:-

”سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ“، ترجمہ: اللہ (عزّوجلّ) پاک ہے عظمت والا اور تمام خوبیاں اُسی کیلئے ہیں۔

اُس کے لئے جنّت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (ترمذی)

شیطان سے حِفاظت کا عَمل

حضرتِ ابُوہُریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مَروِی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "جس نے یہ کلمات دِن میں سَو بار کہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ؕ

ترجمہ: اللہ (عزّوجلّ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اُسی کا مُلک ہے اور سب خُوبیاں اُسی کیلئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قُدرت رکھنے والا ہے۔

تو اُس کا یہ عَمل دس غُلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا، اور اُس کے نامۂ اَعمال میں سَو نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور اُس کے سَو گُناہ مُعاف کر دیئے جائیں گے اور یہ کلِمات اُس دن شام تک شیطان سے اُس کی حِفاظت کریں گے۔ اور کوئی شخص اُس سے بہتر عَمل لے کر نہیں آئے گا مگر وہ جس نے اُس سے زیادہ یہ عَمل کیا۔

اور فرمایا، جس نے دن میں سَو مرتبہ:۔

"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" ترجمہ: اللہ (عزّوجلّ) پاک ہے اور سب خُوبیاں اُسی کے لئے ہیں۔

پڑھا تو اُس کے گُناہ مُعاف کر دیئے جائیں گے خواہ وہ سَمُندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

(بُخاری و مُسلِم)

چار عَرَبی غُلام آزاد کرنے کا ثواب!

حضرتِ ابُو اَیُّوب اَنصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مَروِی ہے کہ حُضُور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، جس نے یہ کلِمات،

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ؕ

دن میں دس مرتبہ پڑھے اُس آدمی کو اِتنا ثواب ملے گا جیسا کہ اُس نے حضرت

اِسماعیل (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی اَولاد سے چار غُلاموں کو آزاد کیا۔

(بُخاری و مُسلِم)

بیس لاکھ نیکیاں

بازار میں داخِل ہوں تو یہ پڑھیں۔ بیس لاکھ نیکیاں مِلیں گی۔ (اِحیاء العُلوم)

بازار میں پڑھنے کا کلِمہ یہ ہے:۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ ؕ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ؕ

چار بہترین کلِمات اور اُن کے فضائل

چار کلِمے اللہ (عزّوجلّ) کو سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ (عزّوجلّ) کی ذات پاک ہے اور اللہ ہی کیلئے تمام خُوبیاں ہیں اور اللہ (عزّوجلّ) کے سوا کوئی مَعبُود نہیں اور اللہ (عزّوجلّ) سب سے بڑا ہے) اِن کلِمات کو جس سے چاہو شروع کرو، اِس میں کوئی حَرج نہیں۔ (مُسلِم)

یہ چاروں کلِمے قرآنِ مجید کے بعد سب سے بہتر کلام ہیں بلکہ یہ قرآن ہی کے کلِمات ہیں۔ (مُسنَد احمد)

جو شخص اِن کلِمات کو کہے گا اُس کے لئے ہر حَرف کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (طَبَرانی)

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) فرماتے ہیں، یہ کلِمات مجھے اُن تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہیں جن پر سُورج نِکلتا ہے۔ (یعنی یہ کلِمات مجھے دُنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبُوب اور پیارے ہیں) (نَسائی)

حضرتِ ابنِ مَسعُود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ

(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) فرماتے ہیں، بیشک جنّت کی مٹّی اچھی ہے اور پانی شیریں (میٹھا) ہے (مگر) وہ ایک ہموار میدان ہے، اور اُس کے درخت یہی کلمات ہیں۔ (تِرمِذی)

ہر کلمہ کے عِوَض جنّت میں ایک درخت

حضرت ابُوہریرہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ ہر کلمہ کے بدلے تمہارے لئے جنّت میں ایک درخت لگایا جاتا ہے۔ (طَبرانی)

یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اِن میں سے کوئی بھی کلمہ ہم پڑھیں جنّت میں درخت لگا دیا جاتا ہے۔ چاروں کلمات پڑھیں تو چار درخت لگائے جائیں گے۔

دوزخ سے بچنے کیلئے سِپَر

دوزخ سے اپنی ڈھال بناؤ اور یہ کلمات کہو، کیونکہ یہ قیامت کے دن (پڑھنے والے کے) دائیں بائیں، آگے پیچھے اور نیچے، سب طرف (حفاظت کیلئے) آئیں گے اور یہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔ (نَسائی)

سُبحانَ اللّٰہ کہنا صَدَقہ ہے

حضرتِ ابُوذَر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے فرمایا، "تمہارے ہر عُضو کے ذِمّہ صَدَقہ ہے اور ہر دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنا ایک صَدَقہ ہے اور ہر مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہنا صَدَقہ ہے، اور ہر دفعہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا صَدَقہ ہے، اور ہر مرتبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنا صَدَقہ ہے۔ نیکی کا حُکم دینا بھی صَدَقہ ہے اور بُرائی سے منع کرنا بھی صَدَقہ ہے اور چاشت کی دو

رکعتیں ان تمام کا عِوَض بن جاتی ہیں۔ (مُسلِم)

شہزادیٔ کونین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی سادگی

مولائے کائنات حضرتِ مولا علی (کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم) نے اپنے خادِم سے ایک مرتبہ اِرشاد فرمایا تمہیں خاندانِ نُبُوَّت کی لاڈلی شہزادی خاتونِ جنّت فاطِمہ زَہراء (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کا واقِعہ نہ سُناؤں؟ عرض کیا، ضرور اِرشاد فرمائیے! فرمایا،

چکّی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں گٹّے پڑ گئے تھے۔ پانی کی مشک بھی خود ہی اُٹھا کر لاتی تھیں۔ جس سے سینے پر رسّی کے نِشانات بن گئے۔ نیز جھاڑو نِکالنے کی وجہ سے کپڑے بھی گرد آلُود ہو جایا کرتے تھے۔ ایک بار تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی خِدمت میں کچھ لونڈی غُلام آئے۔ میں نے بی بی فاطِمہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کو مشوَرہ دیا کہ موقع اچھا ہے اگر تم اپنے باباجان رَحمتِ عالمیان (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) سے ایک خادم مانگ لو تو تمہیں کام کاج میں بہت آسانی ہو جائے گی۔ چُنانچہ وہ حاضِر ہوئیں لیکن لوگوں کی بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے بغیر بات چیت کئے لوٹ آئیں۔ دوسرے دن سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) خود بنفسِ نفیس گھر تشریف لائے اور اِستفسار فرمایا، کل تم کس لئے آئی تھیں؟ وہ خاموش رہیں۔ میں (یعنی حضرتِ علی (کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ) نے) عرض کیا، سرکار! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) آپ کی شہزادی صاحِبہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) خود ہی چکّی پیستی ہیں، پانی مشکیزہ میں بھر کے لاتی ہیں جس کی وجہ سے ہاتھوں اور سینے پر نِشانات پڑ گئے ہیں اور جھاڑو وغیرہ دینے کی وجہ سے کپڑے بھی گرد آلود ہو جاتے ہیں۔ کل چونکہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی خِدمتِ بابرکت میں کچھ لونڈیاں اور غُلام پیش ہوئے تھے، اِس لئے میں نے ہی مشوَرہ دیا تھا کہ

ایک خادِم مانگ لاؤ۔ جس سے تمہیں سہولت ہوجائے۔ سرکارِ اَبد قرار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "بیٹی فاطِمہ (رَضِیَ اللہُ عَنْہا) ! اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈرتی رہو، فرائض کی پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کا کام کاج بھی اپنے ہاتھوں ہی کرتی رہو۔ اور جب سونے کے لئے لیٹو تو سُبْحَانَ اللہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ بار اور اَللّٰہُ اَکْبَر چونتیس ۳۴ بار پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے خادِم سے بہتر ہے۔" حضرتِ فاطِمہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا) نے عرض کی، "میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اُس کے رسُول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے راضی ہوں۔" (ابُو داؤد)

پیارے اسلامی بھائیو! اِس مُبارک واقِعہ سے گھرانۂ نبوّت کی زندگی کا بخوبی اَندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اللہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ)، شہزادیٔ کونین سیّدہ فاطِمۃُ الزّہراء (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا) جنّت کی عورتوں کی سردار ہونے کے باوُجود اِس قدر مِحنت و مَشقّت سے اُمُورِ خانہ داری سر انجام دیں کہ مُقدّس ہاتھوں اور سینۂ مبارکہ پر نِشانات پڑجائیں۔ اور ایک ہماری اِسلامی بہنیں ہیں کہ اُنہیں بن سنور کر گلیوں، بازاروں میں پھرنے سے ہی فُرصت نہیں۔ کیا ہماری اسلامی بہنیں اِس اِیمان اَفروز واقِعہ سے دَرس حاصِل کریں گی؟

اِس حقیقت سے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نیک بندے بخُوبی واقِف ہوتے ہیں کہ دُنیا کی تکالیف عارِضی ہوتی ہیں اور دُنیوی تکالیف پر صَبر کرنے پر کثیر اَجر و ثواب مِلتا ہے۔ جبھی تو ہمارے پیارے آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے خاتُونِ جنّت اور اَپنی لاڈِلی بیٹی کو صَبر ہی کی تلقین فرمائی۔

تھکن دُور کرنے کا بے مثال نسخہ | مُحدّثینِ کرام (رَحِمَہُمُ اللہ) نے اِس رِوایت کے تحت بڑی پیاری باتیں اَخذ فرمائی ہیں۔ چُنانچہ حضرتِ مُلّا علی قاری (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْبَارِی) فرماتے ہیں، سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے جو تسبیحات پڑھنے کی تعلیم فرمائی ہے اُس میں یہ حِکمت بھی ہے کہ سوتے وَقت اِن تسبیحات کے پڑھنے سے تھکن دُور ہونے کے ساتھ ساتھ کام کاج کرنے کی قُوّت بھی بڑھ جاتی ہے اور فرماتے ہیں یہ عمل مُجرّب ہے۔ (یعنی تجربہ سے ثابِت ہے)۔

"حِصنِ حَصِین" میں حضرتِ علّامہ محمد ابنِ جزری (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں:- "جب کوئی شخص کام کرنے میں تھک جاتا ہو یا کام کرنے کیلئے قُوّت و طاقت کی زِیادتی کا خواہشمند ہو تو سوتے وَقت یہ تسبیحات پڑھ لیا کرے۔"

جنّت میں لے جانے والے آسان ترین عمل | حُضُور سیّدِ عالَم (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "دو ۲ خصلتیں ایسی ہیں کہ جو مُسلمان اُن کو حاصِل کرے گا جنّت میں داخِل ہوگا۔ سُنو، وہ نہایت آسان ہیں لیکن اُن پر بہت کم لوگ عمل پیرا ہیں۔ ہر نماز کے بعد، "سُبْحَانَ اللہ"، "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ"، اور "اَللّٰہُ اَکْبَر"، دس ۱۰ دس بار کہے۔ راوی فرماتے ہیں، میں نے حُضُور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو یہ کلمات اُنگلیوں پر شُمار کرتے دیکھا۔ مزید سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا، "یہ کلمات زبان پر ڈیڑھ ۱۵۰ سو ہیں لیکن مِیزان پر ڈیڑھ ۱۵۰۰ ہزار ہیں، نیز فرمایا، بِستر پر جاؤ تو "سُبْحَانَ اللہ"، "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ"، دونوں تینتیس ۳۳ بار اور "اَللّٰہُ اَکْبَر"، چونتیس ۳۴ بار کہو۔ یہ زبان پر تو ایک ۱۰۰ سو ہیں لیکن مِیزان پر ایک ہزار ہیں۔

یہ فرماکر سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا، "تم میں سے کون ہے جو دن رات میں یہ اَڑھائی ہزار نیکیاں کرتا ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا، ہم ان کا کیسے خیال نہیں رکھیں گے؟ (جبکہ یہ اس قدر آسان ہیں) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا، تم میں سے کوئی ایک نماز میں ہوتا ہے کہ اُس کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے، فلاں بات یاد کرو، یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو ہو سکتا ہے وہ ایسا نہ کرے (یعنی یہ کلمات پڑھنا ترک کر دے) جب آدمی اپنے بستر پر سوتا ہے تو شیطان بھی آتا ہے اور اُسے سُلاتا رہتا ہے حتّٰی کہ وہ سو جاتا ہے۔ (اور یہ کلمات پڑھنے سے رہ جاتا ہے)۔ (ترمذی)

کیا مالدار غریبوں سے عمل میں سبقت رکھتے ہیں؟

حضرتِ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ "فقرائے مہاجرین حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) مالدار لوگ بلند مراتب اور ابدی نعمتیں لے گئے۔ وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے بھی رکھتے ہیں۔ اُنہیں مال میں فضیلت حاصل ہے، وہ حج کرتے ہیں، عُمرہ کرتے ہیں، جہاد کرتے ہیں، اور صدقہ بھی دیتے ہیں۔ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے ذریعے تم اُن لوگوں کے ساتھ مل جاؤ جو تم سے آگے ہیں اور اُن پر سبقت لے جاؤ جو تم سے پیچھے ہیں اور کوئی بھی تم سے افضل نہ ہو، سوائے اُس شخص کے جو تمہاری طرح عمل کرے۔ صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) نے عرض کیا، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) ضرور فرمائیے۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا،

"تم ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ مرتبہ تسبیح، تحمید اور تکبیر پڑھا کرو۔" حضرتِ ابوصالح (رضی اللہ عنہ) جنہوں نے حضرتِ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) سے تسبیح، تحمید اور تکبیر پڑھنے کی کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) نے فرمایا، "یوں کہیے، سُبْحَانَ اللہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور اَللہُ اَکْبَر اور ان میں سے ہر ایک تینتیس ۳۳ مرتبہ کہیے۔" (بخاری و مسلم)

پیارے اسلامی بھائیو! دُنیا میں صاحبِ مال ہونا کوئی کمال نہیں حقیقت میں تو مالدار وہی ہے جو قبر میں صاحبِ حُسنِ اعمال ہے۔ چونکہ غربا اور مساکین کو دُنیا میں کافی تکالیف بھی اُٹھانی پڑتی ہیں۔ اسلئے ان کی احادیث مبارکہ میں کافی حوصلہ افزائی بھی فرمائی گئی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دُنیا کا مال کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ سراسر وبال ہے۔ "مکاشفۃ القلوب" میں حضرتِ امام غزالی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں۔

حضرتِ سیّدنا سلیمان علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ایک تخت پر سوار تشریف لئے جا رہے تھے۔ جنّات و انسان دونوں طرف قطاروں میں زمین پر کھڑے تھے جبکہ پرندے آپ پر سایہ کناں تھے ایک عابد (عبادت گزار) شخص نے یہ دلکش منظر دیکھ کر آپ کی وسیع و عریض سلطنت کی تعریف کی۔ آپ (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا،

"مؤمن کے نامۂ اعمال میں ایک بار تسبیح (یعنی ایک مرتبہ سُبحان اللہ کہنا) سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) کے تمام مُلک سے بہتر ہے کیونکہ یہ مُلک فنا ہو جائے گا مگر تسبیح باقی رہے گی۔"

تمام گناہ مُعاف ہوں

تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے، جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ بار سُبحانَ اللہ، اَلحمدُ لِلّٰہ اور اَللہُ اَکبر کہے پھر سَو کی گنتی پُوری کرنے کیلئے کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ لَہُ المُلکُ وَلَہُ الحَمدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ تو اُس کے گُناہ بَخش دیئے جاتے ہیں خواہ سَمُندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (مُسلم، ابوداؤد، نسائی)

پیارے اسلامی بھائیو! جہاں جہاں تمام گُناہ مُعاف ہونے کے اَحادِیثِ مُبارَکہ میں فَضائل وارِد ہُوئے ہیں اُن کے بارے میں اَکثَر مُحَدِّثِینِ کرام (رحمھم اللہ) فرماتے ہیں کہ اُن سے مُراد صَغِیرہ (چھوٹے) گناہ ہیں۔ کَبِیرہ (بڑے) گُناہ توبہ سے مُعاف ہوتے ہیں۔ نماز کے بعد کی تَسبِیحات کے بارے میں اور بھی مُتَعَدِّد رِوایات آتی ہیں۔ جن میں مُختَلِف گِنتی دی ہوئی ہے۔ لہٰذا آپ جس حَدِیث پر چاہیں عَمَل کریں۔ ہو سکے تو اپنی زِندگی میں کم اَز کم ایک بار مُختَلِف نمازوں کے بعد جُدا جُدا تَعداد والی حَدِیثوں کے مُطابِق تَسبِیحات پڑھ لیں تاکہ تمام حَدِیثوں پر عَمَل ہو جائے۔ خیر میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں نے تمام حَدِیثوں کو جمع کر دیا ہے۔ تاہَم چند حدیثوں پر تو آپ کا عَمَل ہو ہی جائے گا۔

یہ بات یاد رکھیں کہ اَحادِیثِ مُبارَکہ میں جہاں بھی جس بھی وِرد کی جو گِنتی دی ہوئی ہے قَصداً اُس میں کمی بیشی نہ کریں۔ ورنہ مَخصُوص فَضِیلَت حاصِل نہ ہو گی۔ کیونکہ چابی کے دَندانے کم ہو جائیں تو بھی تالا نہیں کُھلتا۔ اور اگر ایک آدھ دَندانہ بڑھ جائے جب بھی تالا نہیں کُھلتا۔ اِس مُعاملہ میں عقل سے

دَخل نہیں دیا جا سکتا کہ زِیادہ پڑھ لینے میں حرج کیا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو ہر رَکعت میں تین ۳ سَجدے اور چار ۴ کے بجائے پانچ ۵ رَکعت کوئی کیوں نہیں پڑھتا؟

نماز کے بعد والی تَسبِیحات کی مزید رِوایات

(۱) گیارہ ۱۱ بار "سُبحانَ اللہ"، گیارہ ۱۱ بار "اَلحمدُ لِلّٰہ"، گیارہ ۱۱ بار "اَللہُ اَکبر" پڑھے۔ یہ سب تینتیس ۳۳ بار ہوئے۔ (مُسلِم)

(۲) دس ۱۰ بار "سُبحانَ اللہ"، دس ۱۰ بار "اَلحمدُ لِلّٰہ"، دس ۱۰ بار "اَللہُ اَکبر" پڑھے۔ (بُخاری)

(۳) نماز کے بعد چند کلمات پڑھے جاتے ہیں، جن کا ہر فرض کے بعد کہنے یا کرنے والا ثَواب سے مَحروم نہیں رہتا۔ (اور وہ یہ ہیں) تینتیس ۳۳ بار "سُبحانَ اللہ"، تینتیس ۳۳ بار "اَلحمدُ لِلّٰہ"، چونتیس ۳۴ بار "اَللہُ اَکبر"۔ (تِرمِذی)

(۴) جو شخص فَرض کے بعد سَو ۱۰۰ مرتبہ "سُبحانَ اللہ"، سَو ۱۰۰ مرتبہ "اَللہُ اَکبر"، سَو ۱۰۰ مرتبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"، سَو ۱۰۰ مرتبہ "اَلحمدُ لِلّٰہ" کہے اُس کے گناہ اگرچہ سَمُندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں، بَخش دیئے جائیں گے۔ (نَسائی)

(۵) یا ہر ایک کو پچیس ۲۵ مرتبہ (پڑھے)۔ (نسائی)

(۶) یا "سُبحانَ اللہ" اور "اَلحمدُ لِلّٰہ" میں سے ہر ایک کو تینتیس ۳۳ بار اور "اَللہُ اَکبر" چونتیس ۳۴ بار اور "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" دس بار کہے (ترمذی) یا اسی طرح پڑھے اور "اَللہُ اَکبر" بھی تینتیس ۳۳ بار کہے۔ (نسائی)

(۷) یا "سُبحانَ اللہ"، "اَلحمدُ لِلّٰہ"، اور "اَللہُ اَکبر"، ہر ایک کو سَو سَو ۱۰۰ مرتبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ　　اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مَعبُود نہیں وہ اکیلا

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں، اور طاقت وقوت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ کے ساتھ پڑھے (تو) اگر اُس کی خطائیں سَمُندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں گی تو یہ کلمات اُن کو مٹا دیں گے۔ (اَحْمَد)

اُحُد پہاڑ سے زیادہ ثواب!

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ایک بار اِرشاد فرمایا، کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو روزانہ جَبَلِ اُحُد شریف کے برابر عَمَل کر لیا کرے؟ صَحابۂ کِرام رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عَرْض کیا، آقا! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اِس کی طاقت کون رکھتا ہے؟ فرمایا، ہر ایک اِس کی طاقت رکھتا ہے۔ عَرْض کیا، سرکار! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کیونکر؟ (دریائے رَحْمت جوش میں آیا اور) فرمایا، سُبْحَانَ اللّٰہ کا ثواب اُحُد سے بڑھ کر ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ثواب اُحُد سے بڑھ کر ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا ثواب اُحُد سے بڑھ کر ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَر کا ثواب اُحُد سے بڑھ کر ہے۔ (بَزّار)

پیارے اسلامی بھائیو! اُحُد شریف مدینۂ طَیِّبہ کے ساتھ ہی وہ مشہور پہاڑ ہے جس کے دامَن میں غَزْوَۂ اُحُد واقِع ہوئی تھی۔ یہ پہاڑ نہایت ہی خوش نصیب ہے۔ اِس کو آقا (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی قَدَم بوسی کا کئی بار شَرَف حاصِل ہوا ہے۔ حَدِیثوں کے مُطابِق یہ پہاڑ جنّت میں داخِل ہوگا۔ اِس کی وُسعت تقریباً پونے چار مِیل ہے۔ وَزن تو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اُس کا حَبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہی جانیں۔ اگر ایک بار بھی آپ نے "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہہ دیا۔ اُحُد شریف کے وَزن سے بھی زیادہ ثواب مِلے گا۔ سُبْحَانَ اللّٰہ، سُبْحَانَ اللّٰہ سُبْحَانَ اللّٰہ۔

ہو سکے تو روزانہ یہ تین کلمات ضرور کہہ لیا کریں۔ (۱) اَللّٰہُ اَکْبَر دس بار (۲) سُبْحَانَ اللّٰہ دس بار (۳) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ دس بار۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ نفع ہی نفع ہے۔ چُنانچہ

بخشش کا آسان ترین عمل

حضرتِ سیِّدَتُنا سَلمیٰ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) نے جو حضرتِ اَبُو رافع (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی زوجہ مُحترمہ ہیں، سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے عَرْض کی، یا رسُولَ اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) مجھے چند مُختصر سے کلمات بتا دیجئے۔ (جنہیں میں بآسانی یاد کر سکوں۔) آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، دس مرتبہ "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہو۔ اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) فرمائے گا یہ میرے لئے ہے اور دس مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہو۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) فرمائے گا یہ میرے لئے ہے۔ پھر دس بار کہو، "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ"، (یعنی اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) مجھے بخش دے) اللہ (عَزَّوَجَلَّ) فرمائے گا میں نے بخش دیا۔ (طَبَرانی)

۱۰۰ سو حج کا ثواب صِرف ۲ دو منٹ میں!

حُضُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا:-

۱ جو شخص ۱۰۰ سو مرتبہ صُبح اور ۱۰۰ سو مرتبہ شام کو "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہے وہ ۱۰۰ سو حج کرنے والے کے مانِند ہے۔"

۲ جو آدمی صُبح وشام ۱۰۰ سو مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہے وہ اُس شخص کی طرح ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ۱۰۰ سو مُجاہِدوں کو گھوڑے پر سوار کیا، (یعنی سواری دی) یا ۱۰۰ سو غَزَوات میں لڑنے والے غازی کی طرح ہے۔"

۳ جو شخص صُبح وشام ۱۰۰ سو مرتبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کہے وہ اُس آدمی

کی طرح ہے جس نے حضرتِ اِسماعیل (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کی اَوْلاد سے سَو غُلام آزاد کئے"۔

۴ اور جس نے صبح و شام سَو سَو مرتبہ "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہا تو اُس دِن اُس سے اچھا عمل کسی نے نہیں کیا۔ البتّہ وہ شخص جو یہ کلمات یا اِس سے زائد کہے۔ (ترمذی)

صُبح و شام اور رات کی تعریف

۱ صُبح: آدھی رات ڈھلے سے سُورَج کی پہلی کِرن چمکنے تک "صُبح" ہے۔ اِس دوران جو بھی ذِکْر و دُرود پڑھے جائیں وہ "صُبح" میں پڑھنا شُمار ہوں گے۔

۲ شام: دوپہر ڈھلنے (یعنی اِبتدائے وَقتِ ظُہر) سے غُروبِ آفتاب تک "شام" ہے۔ اِس دَوران جو بھی ذِکر و دُرود پڑھے جائیں گے وہ "شام" میں پڑھنا شُمار ہوں گے۔

۳ رات: غُروبِ آفتاب سے صُبحِ صادِق (یعنی جب سَحَری کا وَقت ختم ہوتا ہے) تک "رات" ہے۔ اِس دَوران جو بھی ذِکر و دُرود پڑھے جائیں وہ "رات" میں پڑھنا شُمار ہوں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مِیزان کو بھر دے گا!

حضرتِ اَبُو مالِک اَشْعَرِی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مَروِی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا،

"طَہارت نِصفِ اِیمان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا کلمہ مِیزان کو بھر دے گا سُبْحَانَ اللّٰہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کے کلمات زمین و آسمان کو بھر دیں گے"۔ یا

فرمایا، بھر دے گا"۔ (مُسلم شریف)

دُنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر نعمت

حضرت اَبُو ہُریرہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مَروِی ہے کہ سرکارِ اَبدِ قرار مدنی تاجدار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "اگر میں یہ کہوں:-

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

ترجمہ: اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی ذات پاک ہے اور تمام خوبیاں اُسی کیلئے ہیں اور اللّٰہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللّٰہ سب سے بڑا ہے۔

تو یہ مجھ کو ہر اُس چیز سے محبُوب ہے جس پر سُورَج طلوع ہوتا ہے (یعنی دُنیا کی ہر چیز سے زِیادہ یہ کلِمات محبُوب ہیں) (بُخاری، مُسلم)

جنّت کی پاکیزہ مٹّی پر دَرَخت لگوائیے!

حضرتِ عبدُاللّٰہ اِبنِ مسعود (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مَروِی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، میں شبِ معراج میں حضرتِ اِبراہیم (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) سے مِلا تو اُنہوں نے فرمایا، اے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے حبیب! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میری طرف سے اپنی اُمّت کو سلام کہنا اور بتانا کہ جنّت کی مٹّی بڑی پاکیزہ اور اُس کا پانی بڑا میٹھا ہے، وہ ایک وسیع مَیدان ہے اور یہ کلِمات پڑھے جانے سے وہاں دَرخت لگا دیئے جاتے ہیں۔ (وہ کلِمات یہ ہیں):-

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (ترمذی)

ترجمہ: اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) پاک ہے اور تمام خوبیاں اُسی کیلئے ہیں اور اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے سوا کوئی معبُود نہیں اور اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) بہت بڑا ہے۔

جنّت کا خزانہ

حُضور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "کیا میں تمہیں جنّت کے خزانوں میں

سے ایک خزانے کے مُتعلّق نہ بتاؤں ؟ صحابۂ کرام (عَلَیہِمُ الرِّضْوَان) نے عرض کیا ۔ یارسولَ اللہ ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ضرور بتائیے ۔ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، وہ یہ ہے :۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ (بُخاری)

ترجمہ : نہ کوئی قُدرَت ہے نہ طاقت مگر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی مدد سے ۔

سارے گُناہ مُعاف ہوجائیں

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے :۔

" اہلِ زمین میں سے جو یہ کلمات کہے ،

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ ۔

ترجمہ : اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے سوا کوئی مَعْبُود نہیں اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) بڑا ہے اور نہ قُدرَت ہے نہ طاقت مگر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی مدد سے ۔

تو اُس کی خطائیں مِٹادی جاتی ہیں اگرچہ سَمُندر کے جھاگ کے برابر ہوں ۔ (تِرمذی)

ہم تو مائل بہ کرم ہیں ...

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے ، " جو شخص یہ کلمات کہے :۔

اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔

ترجمہ ، اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے مَغْفِرَت چاہتا ہوں، اُس کے سوا کوئی مَعْبُود نہیں وہی زِندہ ہے ، ہمیشہ رہنے والا اور اُسی کی طرف توبہ کرتا ہوں ۔

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُسے بخش دیتا ہے اگرچہ وہ میدانِ جِہاد سے بھاگا ہو ۔ (تِرمذی)

یہ پیاری دعا حِفظ کرہی لیں !

حضرتِ مُعاذ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مَروِی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا ،۔

" اے مُعاذ ! خُدا کی قَسم ! میں تُمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ اَلفاظ پڑھنا نہ چھوڑنا ،

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ ۔ (اَبُوداؤد)

ترجمہ : اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ! اِس بات پر میری مدد فرما کہ میں تیرا ذِکر کروں تیرا شُکر ادا کروں اور اچھے طریقے سے تیری عبادت کروں ۔

گھنٹوں کے اَذکار سیکنڈوں میں !

حضرتِ اُمُّ الْمؤمِنین جُوَیرِیہ بنتِ حارِث (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا) فرماتی ہیں کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میرے پاس سے سویرے سویرے تشریف لے گئے جبکہ آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے نمازِ فجر ادا کی ۔ اُس وقت میں اپنی جائے نماز پر تھی ۔ پھر جب سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) چاشت کے وَقت تشریف لائے تو میں اِسی طرح بیٹھی ہوئی تھی ۔ سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے مجھ سے فرمایا ، جب سے میں تُمہارے پاس سے گیا ہوں ، تم اِسی حالت میں رہی ہو ؟ میں نے عَرض کی ، ہاں ۔ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا ، " میں نے تُمہارے بعد چار کلمات تین مرتبہ پڑھے ہیں ۔ اگر اِن کا اُن کلمات سے مُوازنہ کیا جائے جو تم صُبح سے پڑھ رہی ہو تو وہ اُن پر غالِب آجائیں ۔ وہ کلمات یہ ہیں :۔

سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ ۔ (مُسلِم)

ترجمہ : میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی پاکی اُس کی تعریف کے ساتھ ، اُس کی مخلوق کی گنتی کے برابر اور اُس کی مرضی کے مطابِق اور اُس کے عَرش کے برابر اور اُس کے کلمات کی گنتی کے مُطابِق بیان کرتا ہوں ۔

ہزاروں کلمات کے بدلے صرف ایک کلمہ!

حضرتِ صَفِیَّہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) میرے پاس تشریف لائے، اُس وقت میرے پاس چار ہزار گُٹھلیاں پڑی ہوئی تھیں۔ میں اُن سے تسبیح شمار کر رہی تھی سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا، یقیناً تم نے اِن سے تسبیح پڑھی ہے۔ کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں جن کے ذریعے اِس سے زیادہ تسبیح پڑھ سکو؟ فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا، ہاں کیوں نہیں۔ حُضُور تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا، کہو:۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ۔ ترجمہ: اللہ کی پاکی مخلوق کی گنتی کے برابر۔ (ترمذی)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ (عزّوجلّ) کا کس قدر کرم ہے ہم گنہگاروں پر کہ عمل بہت تھوڑا کریں اور ثواب بہت زیادہ پائیں۔ فضائلِ اذکار و تسبیحات پر مشتمل چند کلمات آپ کی خدمت میں حاضر کئے ہیں۔ یاد رہے زندگی بہت ہی مختصر ہے اِس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کیجئے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ مرنے کے بعد ہر شخص پچھتائے گا۔ گنہگار تو پچھتائے گا ہی مگر نیک بھی اپنے فارغ اوقات کو یاد کر کے پچھتائے گا کہ کاش! فُلاں فُلاں وقت جو میں نے یُونہی ضائع کر دیا تھا اُس میں بھی کچھ نہ کچھ اللہ (عزّوجلّ) کا ذکر کر لیا ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ لہٰذا جتنا ہو سکے اپنی زبان کو ذکر و دُرُود سے تَر رکھنے کی کوشش کیجئے۔ اور ہاں تسبیحات کا وِرد کرتے ہوئے ترجمہ ساتھ ساتھ پڑھنا ضروری نہیں یہ تو صرف آپ کی معلومات کے لئے دیا گیا ہے۔

اے ہمارے پیارے اللہ! (عزّوجلّ) ہمیں زیادہ سے زیادہ ذکر و دُرُود کی توفیق مرحمت فرما۔ آمین۔ بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم)

فیضانِ دُرُود و سلام

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پ ٢٢ ع)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے دُرُود بھیجتے ہیں اُس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! اُن پر دُرود اور خوب سلام بھیجو۔ (کنز الایمان)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

پیارے اسلامی بھائیو! حُصُولِ بَرَکت اور ترقّیِ معرفت اور حُضور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کی قُربت کیلئے دُرُود و سلام سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہے یقیناً سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) پر دُرُود و سلام بھیجنے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں۔ اِن کو اِحاطۂ بیان میں لانا ممکن نہیں۔ دُرُود شریف کے فضائل میں بے شمار کُتُب تصنیف کی جا چکی ہیں۔ اس کے فضائل و ثمرات اکثر مُبلّغین بیان کرتے رہتے ہیں۔ قلم کی روشنائی تو ختم ہو سکتی ہے، بیان کے الفاظ بھی ختم ہو سکتے ہیں۔ مگر فضائلِ دُرُود و سلام بر خیر الانام (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔

دِن ہو یا رات ہمیں اپنے محسن و غمگسار آقا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) پر دُرُود و سلام کے پھول نچھاور کرتے ہی رہنا چاہیئے۔ اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ یوں بھی سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں۔ بطنِ سیّدہ آمنہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) سے دُنیائے آب و گِل میں جلوہ افروز ہوتے ہی آپ نے سجدہ فرمایا اور ہونٹوں پر یہ دُعا جاری تھی:۔

رَبِّ هَبْلِیْ اُمَّتِیْ   یعنی پروردگار! میری اُمّت میرے حوالے فرما۔

رَبِّ هَبْلِیْ اُمَّتِیْ کہتے ہوئے پیدا ہوئے   حق نے فرمایا کہ بخشا الصّلوٰۃُ وَالسَّلام

رحمتِ عالم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سفرِ معراج پر روانگی کے وقت اُمّتِ عاصی کو یاد فرما کر آبدیدہ ہوگئے۔ دیدارِ جمالِ خداوندی (عَزَّوَجَلَّ) اور خُصُوصی نوازِشات کے وقت بھی گُنہگار اُمّت کو یاد فرمایا۔ عُمر بھر گنہگار و سیاہ کار اُمّت کے لئے غمگین رہے لہٰذا محبّت اور عقیدت بلکہ مُروّت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ غمخوارِ اُمّت (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی یاد اور دُرود وسلام سے کبھی غفلت نہ کی جائے ؎

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضاؔ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)   ذِکر اُس کا اپنی عادت کیجئے (حدائقِ بخشش)

اگر کوئی شخص کسی پر اِحسان کرے تو چاہیے کہ مُحسِن کا بدلہ دیا جائے۔ اگر بدلہ نہ ہو سکے تو کم از کم اُس کے لئے دُعا کر دی جائے۔ اگر کسی کے گھر دعوت کھائیں تو اُس کے لئے بھی دُعا کریں۔ غور فرمائیں پیارے مُصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ہم پر کتنے اِحسانات ہیں۔ مگر یہ کب ممکن ہے کہ ہم اُن (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کا شکریہ ادا کر سکیں۔ بس اِتنا ہی کریں کہ اُن پر دُرود وسلام کے تحفے بھیجا کریں یعنی آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے حق میں دُعائے رَحمت کیا کریں۔ جیسے فُقَراء سَخی داتا کو دُعائیں دیتے ہیں ؎

شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا   دِل تُم پہ فِدا جانِ حسنؔ تُم پہ فِدا ہو (ذوقِ نعت)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَانُوْرَ اللّٰہ

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی صریح نعت ہے۔ اِس میں ایمان والوں کو پیارے مُصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرود وسلام بھیجنے کا حُکم دیا گیا ہے۔ لُطف کی بات یہ ہے کہ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) نے قرآنِ کریم میں کافی اَحکامات صادِر فرمائے۔ مَثَلاً نَماز، روزہ، حج وغیرہ وغیرہ۔ مگر کسی جگہ یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ

یہ کام ہم بھی کرتے ہیں، ہمارے فرشتے بھی کرتے ہیں اور ایمان والو! تم بھی کیا کرو۔ صِرف دُرود شریف کیلئے ہی ایسا فرمایا گیا ہے۔ اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے، کیونکہ کوئی کام بھی ایسا نہیں جو خُدا (عزوجل) کا بھی ہو اور بندے کا بھی۔ یقیناً اللہ تبارکَ تعالٰی کے کام ہم نہیں کر سکتے۔ اور ہمارے کاموں سے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) بلند و بالا ہے۔

اگر کوئی کام ایسا ہے جو اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کا بھی ہو، ملائکہ بھی کرتے ہوں اور مسلمانوں کو بھی اس کا حُکم دیا گیا ہو وہ صِرف اور صِرف آقائے دو جہان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُود بھیجنا ہے۔ جس طرح ہلالِ عید پر سب کی نظریں جمع ہو جاتی ہیں اسی طرح مدینہ کے چاند پر ساری مخلوق کی اور خود خالِق (عَزَّوَجَلَّ) کی بھی نظر ہے۔ ؎

جِنکے ہاتھوں کے بَنائے ہوئے ہیں حُسن وجَمال   اے حَسیں! تیری اَدا اُس کو پسند آئی ہے

ایسا تجھے خالِق (عزوجل) نے طَرحدار بنایا   یُوسُف (علیہ السلام) کو ترا طالبِ دیدار بنایا

اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کا دُرود ہے رَحمت نازِل فرمانا جبکہ فرشتوں کا اور ہمارا "دُرُود" دُعائے رَحمت کرنا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰہ   وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَانُوْرَ اللّٰہ

پیارے اسلامی بھائیو! اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) نے آیتِ مُبارکہ میں یہ خبر دی ہے کہ ہم ہر آن اور ہر گھڑی اپنے پیارے محبوب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر رحمتوں کی بارِش برساتے ہیں۔ یہاں ایک سُوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) خود ہی رَحمتیں نازِل فرما رہا ہے تو ہمیں دُرود شریف پڑھنے یعنی رَحمت کیلئے دُعا مانگنے کا کیوں حُکم دیا جا رہا ہے، کیوں کہ مانگی وہ چیز جاتی ہے جو پہلے سے حاصِل نہ ہو۔ تو جب پہلے ہی سے رحمتیں اُتر رہی ہیں پھر مانگنے کا حُکم کیوں دیا؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ کوئی سُوالی کسی دروازہ پہ مانگنے جاتا ہے تو گھر والے کے

مال و اولاد کے حق میں دُعائیں مانگتا ہوا جاتا ہے، سخی کے بچے زندہ رہیں، مال سلامت رہے، گھر آباد رہے وغیرہ وغیرہ۔ جب یہ دُعائیں مالکِ مکان سُنتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ یہ بڑا مُہذّب سُوالی ہے، بھیک مانگنا چاہتا ہے مگر ہمارے بچّوں کی خیر مانگ رہا ہے۔ خوش ہو کر کچھ نہ کچھ جھولی میں ڈال دیتا ہے۔ یہاں حُکم دیا گیا! اے ایمان والو! جب تم ہمارے یہاں کچھ مانگنے آؤ تو ہم تو اولاد سے پاک ہیں، مگر ہمارا ایک حبیب ہے محمدِ مُصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اُس حبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی، اُس کے اہلِ بیت کی اور اُس کے اَصحاب (رضی اللہ عنہم) کی خیر مانگتے ہوئے، اُن کو دُعائیں دیتے ہوئے آؤ تو جن رحمتوں کی اُن پر بارش ہو رہی ہے اُس کا تُم پر بھی چھینٹا ڈال دیا جائے گا۔ دُرُود شریف پڑھنا دراصل اپنے پروردگار (عَزَّوَجَلَّ) کی بارگاہ سے مانگنے کی ایک اَعلیٰ ترکیب ہے۔

وُہی رَبّ ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

نیز اِس آیتِ مُقدّسہ میں مسلمانوں کو مُتَنَبّہ (خبردار) فرما دیا گیا کہ اے دُرُود و سلام پڑھنے والو! ہرگز ہرگز یہ گُمان بھی نہ کرنا کہ ہمارے محبوب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر ہماری رحمتیں تمہارے مانگنے پر موقوف ہیں۔ اور ہمارے محبوب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تمہارے دُرُود و سلام کے مُحتاج ہیں۔ تم دُرُود پڑھو یا نہ پڑھو، اِن پر ہماری رحمتیں برابر برستی ہی رہتی ہیں۔ تمہاری پیدائش اور تمہارا دُرُود و سلام پڑھنا تو اب ہوا، پیارے حبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر رحمتوں کی برسات تو جب سے ہے جبکہ "جب" اور "کب" بھی نہ بنا تھا۔ "جہاں" "وہاں" "کہاں" سے بھی پہلے اِن پر رحمتیں ہی رحمتیں ہیں۔ تم سے دُرُود و سلام پڑھوانا یعنی پیارے محبوب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے لئے دُعائے رحمت منگوانا تمہارے اپنے ہی فائدے کے لئے ہے تم دُرُود و سلام پڑھو گے تو اِس میں تمہیں کثیر اَجر و ثواب ملے گا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

دُرُود و سلام پڑھنے والے اِسلامی بھائیو! آپ کو مُبارک ہو جب آپ ایک بار دُرُود شریف پڑھتے ہیں تو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) دس بار رحمت بھیجتا ہے، دس درجات بلند کرتا ہے، دس نیکیاں عطا فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب اور بیس غزوات میں شمولیت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (جذبُ القلوب)

دُرُودِ پاک سببِ قبولیتِ دُعا ہے، اِس کے پڑھنے سے شفاعتِ مُصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) واجب ہو جاتی ہے۔ مُصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا بابِ جنّت پر قُرب نصیب ہو گا، دُرُودِ پاک تمام پریشانیوں کو دُور کرنے کے لئے اور تمام حاجات کی تکمیل کے لئے کافی ہے، دُرُودِ پاک گناہوں کا کفّارہ ہے، صدقہ کا قائم مقام بلکہ صدقہ سے بھی اَفضل ہے۔ (جذبُ القلوب)

دُرُود شریف سے مُصیبتیں ٹلتی ہیں، بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے، خوف دُور ہوتا ہے، ظُلم سے نجات حاصل ہوتی ہے، دُشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے، اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رِضا حاصل ہوتی ہے اور دِل میں اُس کی محبّت پیدا ہوتی ہے، فرشتے اُس کا ذِکر کرتے ہیں، اَعمال کی تکمیل ہوتی ہے، دِل و جان ذات و مال کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، پڑھنے والا خوشحال ہو جاتا ہے، برکتیں حاصل ہوتی ہیں، اولاد دَر اولاد چار نسلوں تک برکت رہتی ہے۔ (جذبُ القلوب)

دُرُود شریف پڑھنے سے قیامت کی ہولناکیوں سے نجات حاصل ہوتی ہے، سکراتِ موت میں آسانی ہوتی ہے، دُنیا کی تباہ کاریوں سے خلاصی (نجات) ملتی ہے، تنگدستی دُور ہوتی ہے، بھُولی ہوئی چیزیں یاد آ جاتی ہیں، ملائکہ دُرُودِ پاک پڑھنے والے کو گھیر لیتے ہیں، دُرُود شریف پڑھنے والا جب پُل صراط سے گزرے گا تو نُور پھیل جائے گا۔ اور وہ اُس میں ثابت قدم ہو کر پلک جھپکنے میں نجات پا جائے گا۔ اور عظیم تر سعادت

یہ ہے کہ دُرود شریف پڑھنے والے کا نام محضُورِ سراپا نُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، تاجدارِ مدینہ، حبیبِ کبریا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی مَحبّت بڑھتی ہے، مَحاسِنِ نَبوِیّہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) دِل میں گھر کر جاتی ہیں اور کثرتِ دُرُود شریف سے صاحِبِ لَولاک (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا تَصَوُّر ذِہن میں قائم ہو جاتا ہے اور خوش نصیبوں کو دَرجۂ قُربتِ مُصطَفوی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) حاصِل ہو جاتا ہے اور خواب میں سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا دیدارِ فیضِ آثار نصیب ہوتا ہے۔ روزِ قیامت مَدَنی تاجدار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے مُصافَحَہ کی سَعادت نصیب ہو گی، فَرِشتے مَرحَبا کہتے ہیں اور مَحَبّت رکھتے ہیں، فرِشتے اُس کے دُرود کو سونے کے قلموں سے چاندی کی تختیوں پر لکھتے ہیں۔ اور اُس کے لئے دُعائے مَغفِرت کرتے ہیں۔ اور فِرِشتگانِ سَیّاحین (زمین پر سیر کرنیوالے فرِشتے) اُس کے دُرُود شریف کو مدنی سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پڑھنے والے اور اُس کے باپ کے نام کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ (جَذبُ القُلوب)

سعادتِ عُظمٰی شیخ عبدُالحق مُحدِّث دِہلوی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) "جَذبُ القُلوب" میں مزید فرماتے ہیں کہ دُرودُ وسلام پیش کرنے والے کے لئے سَعادت دَرسَعادت یہ ہے کہ اُسے سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بنَفسِ نَفیس جوابِ سلام سے مُشرّف فرماتے ہیں۔ ایک اَدنیٰ غُلام کے لئے اِس سے بالاتر سَعادت اور کون سی ہو سکتی ہے؟ کہ رَحمتِ عالَم (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) خود جوابِ سلام کی صُورت میں دُعائے خیر و سلامتی فرمائیں۔ اگر تمام عُمر میں صِرف ایک بار بھی یہ شَرَف حاصِل ہو جائے تو ہزارہا شرافت و کرامت اور خیر و سلامتی کا مُوجب ہے۔ ؎

یہی آرزو ہو جو سُرخرُو ملے دو جہان کی آبرو
میں کہوں غُلام ہوں آپ کا وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

عاشِق ہو تو ایسا.....! کُتیانہ (جوناگڑھ اسٹیٹ اِنڈیا) میں ایک سنگ تراش رہا کرتا تھا جو زبردست عاشقِ رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اور مدینے کا دِیوانہ تھا۔ دُرُود وسلام سے اُسے بڑی مَحبّت تھی۔ دُرُود وسلام کی مشہور و معروف کتاب "دَلائِلُ الخَیرات" اسے اَزبَر (یعنی زَبانی یاد) تھی۔ اُس کا معمول تھا کہ جب بھی کوئی پتّھر تَراشتا تو اس دوران دلائِلُ الخیرات شریف کا ایک حِزب (یعنی باب) پڑھتا۔ ایک بار حج کے پُربَہار موسم میں جبکہ عاشِقوں کے قافِلے کے قافِلے حَرَمَینِ طَیِّبَین کی طرف رواں دواں تھے۔ اس کی قسمت کا سِتارہ بھی چمک اُٹھا۔ ہوا یوں، ایک رات جب سویا تو دِل کی آنکھیں کُھل گئیں! کیا دیکھتا ہے کہ وہ مسجدِ نَبوی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پاس حاضِر ہے اور والیِ بیکساں، مدینے کے سُلطان، نَبیِّ آخِرُالزّمان، رَحمتِ عالَمیان (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بھی جَلوہ فرما ہیں۔ سبز سبز گُنبد کے اَنوار سے فَضا مُنوّر ہو رہی ہے اور نُورانی مینار بھی نُور برسا رہے ہیں۔ مگر ایک مینارِ مُبارک کا ایک کِنگرہ شکستہ تھا۔ اِتنے میں رَحمتِ عالَم (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے لَبہائے مُبارک کو جُنبش ہوئی۔ پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے۔

"دیوانے وہ دیکھو! ہمارے نُور بار مینار کا ایک کِنگرہ ٹوٹ گیا ہے۔ تم ہمارے مدینے میں آؤ اور اِس کِنگرے کو اَز سرِ نو بنا دو۔"

جب آنکھ کُھلی، کانوں میں والیِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مُبارک کلمات گُونج رہے تھے۔ مدینے کا بُلاوا آچکا تھا مگر یہ سوچ کر آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے کہ میں تو بہت غریب ہوں میرے پاس مدینے کی حاضِری کے وسائل کہاں؟ لیکن "عشق" نے ڈھارس بندھائی، بے تاب آرزو نے دلاسہ دیا کہ تمھیں تو خود سُلطانِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

(صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے بلایا ہے تم وسائل کی فکر کیوں کرتے ہو؟ اُمّید بندھ گئی اور کیوں نہ ہو کہ ؎

جب بُلایا آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے خود ہی اِنتظام ہو گئے۔

چنانچہ دیوانے نے رختِ سفر باندھا۔ اَوزار کا تھیلا کندھے پر چڑھایا اور "پوربندر" کی بندرگاہ کی طرف زبانِ حال سے یہ گنگناتا ہوا چل پڑا ؎

کہاں کا مَنصب! کہاں کی دولت! قسم خدا کی ہے یہ حقیقت!
جنھیں بلایا ہے مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے وہی مدینے کو جا رہے ہیں!

اُدھر پوربندر کی بندرگاہ پر سفینۂ مدینہ تیار کھڑا تھا۔ مُسافِر پورے ہو چکے تھے۔ لنگر اُٹھا دیئے گئے تھے۔ مگر عجیب تماشہ تھا کہ کپتان کی کوشش کے باوُجود سفینۂ مدینہ جُنبش کرنے کا نام تک نہ لیتا تھا۔ اتنے میں جہاز کے عملے میں سے کسی کی نظر دُور سے جھومتے ہوئے آتے ہوئے دیوانے پر پڑی۔ عملہ کے لوگ سمجھے کہ شاید ایک زائرِ مدینہ باقی رہ گیا ہے۔ جہاز چُونکہ گہرے پانی میں کھڑا تھا، لہٰذا دیوانے کو لینے کے لئے ایک کشتی آئی۔ دیوانہ اس کشتی کے ذریعہ سفینے میں سوار ہو گیا۔ اس کے سوار ہوتے ہی سفینہ جھومتا ہوا سُوئے مدینہ چل پڑا۔ نہ کسی نے اس سے ٹکٹ وغیرہ مانگا نہ اس کے پاس تھا۔ بالآخر دیوانہ مدینے پہنچ گیا۔

اب دیوانہ جھومتا ہوا روضۂ پاک کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ کچھ خُدّامِ حرم کی نظر جُونہی دیوانے پر پڑی تو بے ساختہ پکار اُٹھے "ارے یہ تو وہی ہے جس کا حُلیہ ہمیں دکھایا گیا ہے"! (گویا خُدّامِ حرم شریف کو دیوانے کا دیدار کرا دیا گیا تھا) بہرکیف دیوانے نے اشکبار آنکھوں سے سُنہری جالیوں پر حاضری دی۔ پھر باہر آ کر خواب میں جو جگہ دکھائی گئی تھی اُس کو بغور دیکھا تو واقعی ایک کنگرہ شکستہ تھا۔ چنانچہ اپنی کمر میں رسّی بندھوا کر خُدّام کی مدد سے دیوانہ گھٹنوں کے بل (اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب، یعنی حکم اَدَب پر فوقیت رکھتا ہے کے تحت) اُوپر چڑھا۔ (اگر حکمِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نہ ہو تو کوئی عاشق گنبد و مینار پر جانے کی جرأت تو کجا سوچ

کرنے کیلئے سوچ بھی نہیں سکتا)۔ اور حسبُ الْاِرشاد کنگرہ شریف اَز سرِ نو بنایا۔ واہ رے دیوانے! دیوانے کی خُوش بختی!! جب دیوانے کی بے تاب رُوح نے سبز گنبد کا قُرب پایا تو بے قراری اور اضطراب بے حد بڑھ گیا۔ دیوانہ کام مکمّل کر چکا تھا۔ اور اب اُسے نیچے آنا تھا۔ لیکن اس کی رُوحِ مُضطر نے لوٹنے سے اِنکار کر دیا۔ جب دیوانے کا وُجود نیچے آیا تو دیکھنے والوں کے کلیجے پھٹ گئے کیوں کہ دیوانے کی رُوح تو کبھی کی سبز سبز گنبد کی رَعنائیوں پر نِثار ہو چکی تھی۔ آہ! دیوانہ دم توڑ چکا تھا ؎

جب تِری یاد میں دُنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دُلہن بن کے قضا آئی ہے
(ذوقِ نعت)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَ اللہ

پیارے اسلامی بھائیو! اُوپر دِیا ہوا عِشق و مَحبّت کی چاشنی سے بھرپور واقِعہ ایک بار "دعوتِ اسلامی" کے سُنّتیں سیکھنے والے قافلے کے ساتھ جب سگِ مدینہ سکھّر گیا تھا۔ اُس وَقت ایک اپنی ہی برادری کے مُعمّر بُزُرگ حاجی احمد فتانی نے سنایا تھا اور اُن کو اُن کے تایا نے سُنایا تھا۔ سُبحانَ اللہ! یہ واقِعہ کس قدر عشق سے لبریز اور رِقّت انگیز ہے۔ اِس ایمان افروز واقِعہ کو سُن کر اُسی وَقت ایک بندۂ خدا کے دل نے چوٹ کھائی اور زبان سے کچھ اس طرح کے کلمات نکلے کہ کاش! سگِ مدینہ جنّتُ البَقیع میں میٹھی نیند سونے والے اس عاشقِ صادِق کے کفن کا کوئی تار (یعنی دھاگہ) ہوتا مگر انسان نہ ہوتا۔ کہ اس طرح ایک عاشقِ مدینہ کے سینے سے لگ کر خاکِ بقیع کا قُرب تو حاصل ہو جاتا! ؎

کاش! میں خاکِ بقیع کا کوئی ذرّہ ہوتا
اور ہوتا نہ میں انسان مدینے والے (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللہ

آدم (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کا مَہر دس بار دُرود شریف

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے جب حضرتِ آدم علٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پیدا فرمایا تو آنکھ کھولتے ہی عَرش پر محمدِ مُصطَفٰے (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا اِسمِ گرامی لکھا ہُوا دیکھا عرض کیا، یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) تیری بارگاہ میں کوئی مجھ سے بھی زیادہ عِزّت والا ہے؟ ارشادِ باری ہُوا، ہاں، اِس نام والا پیارا حبیب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) جو کہ تیری اولاد میں سے ہوگا میرے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اے پیارے آدم (عَلَیْہِ السَّلَام)! اگر میں اپنے حبیب کو پیدا نہ فرماتا تو نہ آسمان پیدا کرتا نہ زمین، نہ جنّت پیدا کرتا اور نہ دوزخ۔

پھر جب اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے حضرتِ آدم (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کی مُبارک پسلی سے حضرتِ حوّا (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کو پیدا فرمایا۔ آدم (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) نے دیکھا، چُونکہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے حضرتِ آدم (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے جسمِ اطہر میں شہوت بھی پیدا فرمادی تھی۔ آدم (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) نے عَرض کیا، یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) میرا اِس کے ساتھ نِکاح کردے۔ ارشادِ باری (عَزَّوَجَلَّ) ہُوا "اِس کا مَہر ادا کرو۔ عَرض کیا، مولیٰ (عَزَّوَجَلَّ)! اس کا مَہر کیا ہے؟ فرمایا"جو عَرش پر نامِ نامی لکھا ہے۔ اِس نام والے میرے حبیب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دس بار دُرودِ پاک پڑھو۔ عرض کی "یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) اگر دُرود شریف پڑھوں تو حوّا (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے ساتھ میرا نِکاح کردے گا؟ فرمایا"ہاں۔ تو حضرتِ آدم (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) نے دُرودِ پاک پڑھا۔ اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے اِن کا حضرتِ حوّا (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے ہمراہ نِکاح کردیا۔ (سَعَادَۃُ الدَّارَین)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللہ

اِمدادِ مُصطَفٰے (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

ایک غریب شخص تھا جس پر پانچ سو (۵۰۰) دِرہم کا قرضہ تھا۔ اُسے ایک رات سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خواب میں زِیارت ہوئی۔ اُس

نے سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خدمت میں اپنی پریشانی عرض کی۔ سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا، تم اَبُوالحسن کیسانی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے پاس جاؤ اور میری طرف سے اُسے کہو کہ وہ تمہیں پانچ سو (۵۰۰) دِرہم دے۔ وہ نیشاپور میں ایک سخی مرد ہے۔ ہر سال دس ہزار (۱۰۰۰۰) غریبوں کو کپڑے دیتا ہے۔ وہ اگر تم سے کوئی نِشانی طَلَب کرے تو کہہ دینا، "تم ہر روز دربارِ رِسالت (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں سو (۱۰۰) بار دُرودِ پاک کا تُحفہ پیش کرتے ہو۔ مگر کل تم نے دُرودِ پاک نہیں پڑھا۔"

وہ شخص بیدار ہوا اور اَبُوالحسن کیسانی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے پاس پہنچ گیا اور اپنا حالِ زار بیان کیا ساتھ ہی سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا پیغام سُنایا تو اَبُوالحسن (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) سُنتے ہی وَجد میں آگئے اور تخت سے اُتر کر دربارِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) میں سجدۂ شُکر ادا کیا، پھر کہا، اے بھائی! یہ میرے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے درمیان ایک راز تھا دُوسرا کوئی اس راز سے واقِف نہ تھا۔ واقعی کل میں دُرودِ پاک پڑھنے سے محروم رہا تھا۔

پھر اَبُوالحسن کیسانی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے اپنے غلام کو حُکم دیا کہ اِس کو پانچ سو (۵۰۰) کے بجائے دو (۲) ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) دِرہم دے دو، پھر کہا اے بھائی! پانچ سو (۵۰۰) دِرہم سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے حُکم کی تعمیل میں پیش کر رہا ہوں، ایک ہزار دِرہم مَدنی آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف سے پیغام اور بِشارت لانے کا شُکرانہ ہے اور یہ ایک ہزار دِرہم آپ کے یہاں قدم رنجہ فرمانے کا نذرانہ ہے۔ مزید کہا کہ آپ کو آئندہ جب کبھی کوئی ضَرورت پیش ہو میرے پاس ضَرور تشریف لایا کریں۔ (مَعَارِجُ النُّبُوَّۃ)

مشکل جو آپڑی کبھی تیرے ہی نام سے ٹلی
مُشکل کُشا ہے تیرا نام نبیوں کے سَرور و اِمام (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

پیارے اِسلامی بھائیو! اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے کروڑہا کروڑ اِحسان کہ اِس نے ہمیں اپنے پیارے حبیب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اُمّت میں پیدا فرمایا، جو اپنی اُمّت کے تمام اَحوال کو جانتے ہیں، اُمّت کی پریشانیوں کو بھی جانتے ہیں، مدد اور دستگیری بھی فرماتے ہیں۔ چُنانچہ حضرتِ شاہ عبدُ العزیز مُحَدِّث دہلوی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) "تفسیرِ عزیزی" میں آیتِ مُبارکہ "وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا"، (یعنی اور یہ رسُول تم پر گواہ ہیں) کے تحت فرماتے ہیں:۔

"تمہارے رسُول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تم پر قیامت کے دن اِس وجہ سے گواہی دیں گے کہ وہ نُورِ نُبُوّت سے ہر مومن کے رُتبے کو جانتے ہیں کہ اُس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ میرے فُلاں اُمّتی کی ترقّی میں کیا چیز رُکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ اَلحاصل رسُولِ اکرم (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تمہارے گُناہوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے دَرَجات سے بھی باخبر ہیں اور آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تمہارے اچھے بُرے اَعمال سے بھی واقف ہیں اور تمہارے اِخلاص و نِفاق پر بھی آگاہ ہیں۔" (تفسیرِ عزیزی سُوْرَۃُ بَقرہ)

اور کوئی غَیب کیا تُم سے نِہاں ہو بَھلا جب نہ خُدا ہی چُھپا تم پہ کروڑوں دُرود (عَزَّوَجَلَّ)

(حدائقِ بخشش)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللہ

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے عید کرادی

حضرتِ شیخ اَبُو الحسن بن حارِث لَیثی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جو کہ پابندِ شریعت اور مُتّبعِ سُنّت اور دُرود شریف کی کثرت کرنے والے بُزرگ تھے۔ فرماتے ہیں:۔

مجھ پر گردِش کے دن آگئے، فقر و تنگدستی یہاں تک بڑھی کہ فاقہ کی نَوبت آگئی۔ اِسی عالَمِ فاقہ مَستی میں عید کی رات آگئی۔ میں بے حد پریشان تھا کہ صُبح عید کا دن ہے، بچّوں کے لئے نہ کوئی نئے کپڑے ہیں اور نہ ہی کھانے پینے کی چیزیں۔ ابھی رات کی چند گھڑیاں گُزری ہوں گی کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو ہاتھوں میں قندیلیں اٹھائے کچھ لوگ دروازہ پر کھڑے ہیں۔ میں بے حد پریشان تھا کہ نہ جانے اِس وَقت یہ لوگ کیوں کھڑے ہیں کہ ان میں سے ایک خوش پوش شخص جو اِس عِلاقہ کا رئیس تھا آگے بڑھا اور اُس نے بتایا اَلحَمدُ لِلّٰہ، ابھی ابھی میں سو رہا تھا کہ میری قسمت کا ستارہ چمک اُٹھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ شَہَنشاہِ کَونَین (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) غریب خانہ پر تشریف لائے ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں، "اَبُو الحسن (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اور اُس کے بچّے بڑی تنگدستی اور فقر و فاقہ کے دن گُزار رہے ہیں۔ تجھے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے بہُت کچھ دے رکھا ہے۔ جا، اور جا کر اُن کی خدمت کر، اُس کے بچّوں کے لئے کپڑے بھی ساتھ لیتا جا اور کچھ خرچی بھی دے آ، تاکہ وہ اچھے طریقے سے عید کرسکیں اور خوش ہو جائیں۔" یہ کچھ سامانِ عید قبول فرمائیں اور میں درزی کو بھی ساتھ لیتا آیا ہوں۔ آپ بچّوں کو بُلالیں تاکہ اُن کے لِباس کا ناپ لے کر اُن کے کپڑے تیار کر دیئے جائیں۔ پھر اس رئیس نے درزیوں کو حُکم دیا کہ پہلے بچّوں کے کپڑے تیار کرو اور بعد میں بڑوں کے۔ لِہٰذا صُبح ہونے سے پہلے پہلے سب کچھ تیار ہو گیا اور صُبح گھر والوں نے خوشی خوشی عِید منائی۔ (سعادۃُ الدّارین)

تیرے کَرَم سے اے کریم ہمیں کون سی شَے ملی نہیں (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)
جھولی ہماری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں

سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے مُنہ چُوم لیا

امام سخاوی اور دیگر مُحدّثین (رحمہم اللہ تعالیٰ) سے منقول ہے کہ حضرتِ محمد بن سعد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سونے سے پہلے ایک مُقرّرہ تعداد میں دُرودِ پاک پڑھا کرتے تھے۔ اُنہوں نے ایک رات آمِنہ کے لعل (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو خواب میں دیکھا کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے میرے گھر کو مُنوّر فرمایا ہے اور مجھ سے فرما رہے ہیں، "اپنا مُنہ قریب کر جس سے تو مجھ پر دُرود بھیجا کرتا ہے تاکہ میں اِس پر بوسہ دوں،،۔ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی شَرم آئی کہ میں اپنا مُنہ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دَہَنِ مُبارک کے قریب کیسے کروں؟ پس میں اپنا رُخسار (گال) آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے مُنہ مُبارک کے قریب لے گیا۔ آپ نے میرے رُخسار پر بوسہ دیا۔ جب میں بیدار ہوا تو میرا سارا گھر مُشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور آٹھ یوم تک مُعطّر رہا اور میرے رُخسار سے بھی آٹھ روز تک خوشبو آتی رہی۔ (جذبُ القلوب)

عنبر زمیں عبیر ہوا مُشکِ تر غُبار ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگزر کی ہے (حدائقِ بخشش)

دُرودِ پاک تمام اعمال سے افضل ہے

حضرتِ بحرُالعرفان سیّدُنا عبدُالعزیز دبّاغ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ نبیِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرودِ پاک پڑھنا ہر ایک شخص کا قطعی طور پر قبول ہوتا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا، اِس میں کوئی شُبہ نہیں کہ نبیِّ پاک (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پر دُرودِ پاک تمام اعمال سے افضل ہے۔ اور یہ اُن مَلائکہ کا ذِکر ہے۔ جو اَطرافِ جنّت میں رہتے ہیں۔ اور جب وہ حُضُورِ پُر نُور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ذاتِ گرامی پر دُرودِ پاک پڑھتے ہیں تو اُس کی بَرَکت سے جنّت کُشادہ ہوجاتی ہے۔ (اَفضَلُ الصَّلَوات عَلیٰ سَیِّدِ السَّادات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

جب فرشتے قبر میں صُورت دکھائیں آپ کی ہو زباں پر پیارے آقا اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلام

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللہ

ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج کا ثواب!!!

حضرتِ مولیٰ علی (کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) سے روایت ہے ایک دِن سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا کہ "جو شخص حجّۃُ الاسلام[1] سے مُشرّف ہو اور بعد اُس کے ایک غزوہ میں شرکت (یعنی اللہ (عزوجل) کی راہ میں لڑے) کرے تو اس کا ثواب چار سو حج کے برابر ہوگا"۔ وہاں پر کچھ ایسے لوگ بھی موجود تھے جو حج کی اِستطاعت اور جہاد کی قُوّت نہ رکھتے تھے۔ یہ بات سُن کر اُن کے دِل ٹوٹ گئے۔ کیونکہ وہ اِس ثواب کو حاصل نہیں کرسکتے تھے۔ اللہ رَبُّ العزّت (جل جلالہ) کا دریائے رَحمت جوش میں آیا۔ پیارے مُصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پر وحی فرمائی، "اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) جو شخص تم پر دُرود بھیجے گا اُس کو چار سو غزوات کا ثواب ملے گا اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر ہوگا"۔ (جذبُ القلوب)

سُبحانَ اللہ! ایک بار دُرود شریف پڑھنے کا ثواب چار سو غزوات کے برابر اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر۔ چار سو کو چار سو سے ضرب دینے سے حاصلِ ضرب ایک لاکھ ساٹھ ہزار آیا! اَلحمدُ لِلّٰہ! دُرود شریف پڑھنے سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج کا ثواب ملتا ہے!! وَاللہُ ذُوالفَضلِ العَظِیم۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللہ

ابرِ رَحمت

حضرتِ انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مَروی ہے کہ جنابِ رسُولُ اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا:-

"جو شخص مجھ پر ایک بار دُرود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اُس دُرود شریف

---

[1] صاحبِ اِستطاعت پر جبکہ فرضیّتِ حج کے تمام شرائط پائے جائیں، زندگی میں ایک بار جو حج فرض ہوتا ہے اُسے "حجّۃُ الاسلام،، کہتے ہیں۔

پڑھنے والے کے سانس سے ایک سفید بادل پیدا فرماتا ہے۔ پھر اُسے برسنے کا حکم دیتا ہے۔ جب وہ برستا ہے تو اللہ تبارکَ وتعالیٰ زمین پر برسنے والے ہر قطرے سے سونا پیدا فرماتا ہے اور پہاڑ پر گرنے والے ہر قطرہ سے چاندی پیدا فرماتا ہے اور کافر پر گرنے والے ہر قطرے کی برکت سے اُس کو ایمان کی دولت نصیب فرماتا ہے۔" (مکاشفۃ القلوب)

دَم بدم صَلِّ علیٰ

حضرتِ اُبَی بن کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مروی ہے کہ اُنہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) میں تو آپ پر بہت زیادہ دُرود شریف پڑھا کرتا ہوں۔ آپ بتا دیجئے کہ دن کا کتنا حصّہ دُرود خوانی کے لئے مقرر کردوں؟ تو نبیِ کریم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا کہ تم جس قدر چاہو، مقرر کرلو۔ حضرتِ اُبَی ابنِ کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا کہ دن رات کا چوتھائی حصّہ دُرود خوانی کے لئے مقرر کرلوں؟ تو سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا، تم جس قدر چاہو مقرر کرلو۔ اگر تم چوتھائی سے زیادہ حصّہ مقرر کرلو گے تو تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا۔ حضرتِ اُبَی ابنِ کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا کہ میں دن رات کا نصف حصّہ دُرود خوانی کے لئے مقرر کرلوں؟ تو حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا کہ تم جتنا چاہو مقرر کرلو اور اگر تم اِس سے بھی زیادہ وقت مقرر کرلو گے تو تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا۔ تو حضرتِ اُبَی ابنِ کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا کہ دن رات کا دو تہائی مقرر کرلوں؟ تو حضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا کہ تم جتنا چاہو وقت مقرر کرلو اور اگر تم اِس سے زیادہ وقت مقرر کرو گے تو تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا۔ تو حضرتِ اُبَی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا، "میں دن رات کا کُل حصّہ دُرود خوانی ہی میں خرچ کروں گا۔" تو سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے ارشاد

فرمایا کہ اگر ایسا کرو گے تو دُرود شریف تمہاری تمام فکروں اور غموں کو دُور کرنے کے لئے کافی ہوجائے گا اور تمہارے تمام گناہوں کیلئے کفّارہ ہوجائے گا۔ (مستدرک)

وُہی ربّ ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بنایا

پیارے اسلامی بھائیو!

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) پر دُرود و سلام پڑھتے رہنے کے سبب اگر دُعا کا وقت بھی نہ ملے تو ساری حاجتیں خود ہی بر آتی ہیں۔ کیونکہ دُرود خود دُعا ہے اور دُعا بھی پیارے حبیب (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے حق میں یقیناً آقائے نامدار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے درجات بُلند تر ہیں۔ آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کو ہماری دُعا کی حاجت نہیں مگر ہم آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے لئے دُعائیں مانگیں گے تو یقیناً سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) ہمیں محروم نہیں چھوڑیں گے۔ دستور ہے کہ اگر کسی رئیس اور مالدار آدمی کو کوئی غریب آدمی تحفہ دے اگرچہ وہ مالدار شخص حاجتمند نہیں لیکن پھر بھی وہ قبول کرکے اُس کا بہتر بدلہ دینے کی سعی کرتا ہے تو ہم گنہگار، سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہِ اقدس میں دُرود و سلام کا گلدستہ بطورِ تحفہ پیش کریں تو پھر سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے کرم سے ہمارے بگڑے کام کیوں نہ سنور جائیں ؎

بھر کے جھولی مری میرے سرکار نے
مُسکرا کر کہا اور کیا چاہیے؟

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللہ

پیارے اسلامی بھائیو! خُصُوصی اہتمام کے ساتھ تعظیمِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی نیّت سے ہم سے جتنا بھی ہوسکے دُرودِ پاک کی کثرت کرنی چاہیے۔

دُرودِ پاک کی کثرت

حضرتِ شیخ عبدُالحق مُحدِّث دِہلوی (رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں :۔

"مومنِ صادِق اور مُحبِّ مُشتاق پر لازِم ہے کہ دُرُود شریف کی کثرت کرے اور دوسرے اَعمال پر اسے مُقدّم (بڑھ کر) جاننے میں کمی نہ کرے۔ جس قدر عدد مخصوص کرسکے کرے اور پھر اُس مُقرّرہ عدد کو روزانہ کا وِرْد بنائے۔ کیونکہ

"نَوْرِدُ خَیْرِ الْعَمَلِ اَدْوَمُهُ قَلِیْلٍ دَائِمٍ خَیْرٌ مِّنْ کَثِیْرٍ مُّنْقَطِعٍ" یعنی اچھے عمل کا وِرْد اگرچہ تھوڑا ہو ہمیشگی کے ساتھ کرے تو بہتر ہے اُس عمل سے جو زیادہ تو ہو مگر اُس پر مُداوَمت نہ ہو۔

اور مزید فرماتے ہیں اُس مومن پر نہایت تعجُّب ہے کہ وہ دِن اور رات کی ساعات (گھڑیوں) میں سے ایک گھڑی بھی اِس عِبادت پر صَرف نہ کرے جو مَنبعِ اَنوار وبرکات اور تمام بھلائیوں اور سعادتوں کے دروازے کھولنے والی ہے۔ وہ بھی تو ایک عاشق تھا جس نے عَرض کیا تھا" اَجْعَلُ لَکَ صَلٰوتِیْ کُلَّھَا" یعنی یارسولَ اللہ ! (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) میں اپنا سارا وَقت دُرود شریف میں گزارا کروں گا۔ اور اِس پر سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے اجازت مَرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا" یَکْفِیْ ھَمَّکَ" ، یعنی یہ تیرے غموں کو کِفایت کرے گا۔ اور فرماتے ہیں اَہلِ سُلوک کے لئے دُرود شریف کا وِرْد فتوحاتِ عظیمہ کا سبب ہے اور بعض مَشائخ (رحمہم اللہ) نے فرمایا ہے کہ مُرشِدِ کامِل نہ ملنے کی صُورت میں دُرُود شریف کا اِلتزام کرلے کہ یہ طالِب کے لئے مُوجبِ مُوْصِل ہے۔ (یعنی دُرود شریف اللہ تعالٰی تک پہنچنے کا ذریعہ ہے)

مزید فرمایا کہ مَشائخِ کرام (رحمہم اللہ) فرماتے ہیں کہ کثرتِ دُرُود شریف سے ہمیں

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی صحبت حاصل ہوتی ہے۔ اور جو شخص آنحضرت (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی ذاتِ سِتُودہ صفات پر کثرت سے دُرُود شریف پڑھتا ہے اُسے شاہِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی زیارت خواب بلکہ بیداری میں حاصِل ہو گی۔ (اِن شآءَ اللہ) (جذبُ القلوب)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللہ

مجلسِ دُرود وسلام میں سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے جانے کا حُکم فرمایا

حضرتِ علّامہ سخاوی (رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں کہ حضرتِ رشید عطّار (رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) نے فرمایا کہ حضرت اَبُوسعید خَیّاط (رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) گوشہ نشین بُزُرگ تھے۔ لوگوں سے مَیل جول بالکل بند تھا۔ کچھ عرصے کے بعد حضرتِ اَبُوسعید خیّاط (رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) کو لوگوں نے خِلافِ معمول حضرت ابنِ رشیق (رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) کی مجلس میں کثرت سے آتے جاتے دیکھا۔ لوگوں کو اس پر تعجُّب ہوا۔ اور اُن سے سبب دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا" مجھے سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) کی خواب میں زیارت ہوئی اور سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے مجھے حُکم دیا کہ حضرتِ ابنِ رشیق (رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) کی مجلس میں جایا کرو، وہ اپنی مجلس میں مجھ پر کثرت سے دُرُود شریف پڑھتا ہے۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللہ

دُرود شریف پُل صراط پر نُور ہوگا

مَدَنی تاجدار (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ پر کثرت سے دُرُود شریف پڑھا کرو۔ کیونکہ قبر میں تُم سے میرے مُتعلق سُوال ہوگا اور سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلَّم) نے فرمایا، "دُرُود شریف قیامت کے روز پُل صراط پر تاریکی (اندھیرے) کے وَقت نُور ہوگا۔"

نیز ارشاد فرمایا: جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے اس حال میں ملے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی ہو تو اُسے چاہیئے کہ مجھ پر بکثرت دُرود شریف پڑھا کرے۔

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا: جسے کوئی سخت حاجت در پیش ہو تو اُسے چاہیئے کہ مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھے۔ کیونکہ یہ مصائب و آلام کو دُور کر دیتا ہے اور روزی میں برکت اور حاجات کو پورا کرتا ہے۔

ہر درد کی دوا ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اور فرمایا سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے کہ جس پر کوئی تنگی آجائے اُسے چاہیئے کہ مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھے۔ کیونکہ یہ عُقدے (یعنی پیچیدگیاں) حل کرتا ہے اور پریشانیاں دُور کرتا ہے۔

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا:۔

"وہ شخص تم میں سب سے زیادہ قیامت کے روز ہولناکیوں سے نجات یافتہ ہوگا۔ جو دُنیا میں سب سے زیادہ مجھ پر دُرود شریف پڑھنے والا ہوگا"

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں "حوضِ کوثر پر مجھے ایسے گروہ ملیں گے جنھیں میں کثرتِ دُرود ہی کے سبب پہچانوں گا"

اور آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں "جنّت میں سب سے زیادہ حُوریں اُسی شخص کی ہوں گی جو مجھ پر سب سے زیادہ دُرود شریف پڑھنے والا ہوگا۔

نیز فرماتے ہیں (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کہ قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھے گا۔

عرش کا سایہ کس کو ملے گا؟

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ارشاد فرماتے ہیں:۔ قیامت کے روز اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے عرش کے سوا کوئی سایہ

نہیں ہوگا۔ تین شخص اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔

عرض کیا گیا، یا رسولَ اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) وہ کون لوگ ہوں گے؟

ارشاد فرمایا:۔

۱ وہ شخص جو میرے کسی اُمّتی کی پریشانی دُور کر دے۔

۲ میری سُنّت کو زندہ کرنے والا۔

۳ مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھنے والا۔

(مذکورہ بالا تمام احادیثِ کریمہ "افضلُ الصَّلَوٰت علیٰ سیّدِ السّادات" سے نقل کی گئی ہیں)

کثرتِ دُرود اور موسیٰ علیہ السّلام

حضرتِ امام ابی القاسمُ القُشیری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے رسالہ میں حضرتِ عبدُاللہ ابنِ عبّاس (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) سے روایت ہے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے حضرتِ موسیٰ (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے تجھ میں دس ہزار کان پیدا فرمائے یہاں تک کہ تُو نے میرا کلام سُنا اور دس ہزار زبانیں پیدا فرمائیں جس کے سبب تُو نے مجھ سے کلام کیا۔ تُو مجھے سب سے زیادہ محبوب اور نزدیک ترین اُس وقت ہوگا جب تُو محمدِ عَرَبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر کثرت سے دُرود شریف بھیجے گا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

جنّت کا پروانہ

حضرتِ سیّد محمد کُردی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے "باقیاتِ صالحات" میں لکھا ہے:۔

"میری والدہ ماجدہ نے خبر دی کہ میرے والدِ ماجد نے جن کا نام محمد تھا (مُصنّف کے نانا جان) مجھے وصیّت کی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے اور مجھے غُسل دے لیا جائے تو چھت سے میرے کفن پر ایک سبز رنگ کا رُقعہ گرے گا۔ اُس رُقعے کو میرے کفن میں رکھ دینا۔

چُنانچہ غسل کے بعد رُقعہ گرا اور اُس پر لکھا ہوا تھا:۔

"ھٰذِہٖ بَرَاءَۃُ مُحَمَّدِ الْعَالِمِ بِعِلْمِہٖ مِنَ النَّارِ۔" ترجمہ: محمّد عالِم (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کو اِس کے عِلم کے سبب جہنّم سے چُھٹکارا مل گیا ہے۔

اُس رُقعے میں ایک خاص بات یہ تھی کہ جس طرف سے پڑھا جائے سیدھا ہی لکھا نظر آتا تھا۔ میں نے اپنی والِدہ ماجِدہ سے پُوچھا کہ میرے نانا جان (رحمۃ اللہ علیہ) کا عمل کیا تھا؟ تو امّی جان نے فرمایا، "اُن کا عمل تھا ہمیشہ کثرتِ ذِکر و دُرُود۔" (سَعَادَۃُ الدَّارَیْن)

کثرتِ دُرود نے ہلاکت سے بچالیا!

حضرتِ شیخ حُسین بن احمد بِسطامی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے فرمایا، میں نے اللہ (عزّوجلّ) کی بارگاہ میں دُعا کی، یا اللہ! (عزّوجلّ) میں خواب میں ابُو صالِح مُؤَذِّن کو دیکھنا چاہتا ہوں، چُنانچہ میری دُعا قبُول ہوئی اور میں نے خواب میں مُؤَذِّن صاحِب کو دیکھا کہ بہُت ہی شاندار حالت میں ہیں۔ میں نے سُوال کیا، ابُو صالِح! ذرا مجھے اپنے یہاں کے حالات تو بتاؤ اس پر اُنہوں نے کہا:۔

"اگر تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی ذاتِ گرامی پر دُرُود پاک کی کثرت نہ کی ہوتی تو میں ہلاک و برباد ہو گیا ہوتا۔" (سَعَادَۃُ الدَّارَیْن)

دُرود پاک کی فضیلت پر کتاب لکھنے والے کو انعام

حضرتِ شیخ اَحمد بن ثابِت مَغرِبی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) جنہوں نے دُرودِ پاک کی فضیلت پر ایک کتاب تحریر فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"میں نے جو دُرُودِ پاک کی برکتیں دیکھی ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں گویا دوزخ میں ہوں اور وہاں دُرود پاک پڑھ رہا ہوں، دوزخ کی آگ نے مجھ پر کسی قسم کا اثر نہیں کیا۔ میں نے وہاں ایک عورت

کو دیکھا جس کا خاوِند میرا دوست تھا، مجھے دیکھ کر اُس عورت نے کہا:۔

"اے شیخ احمد (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کا دوست اور اُس کی بیوی دوزخ میں ہیں؟"

یہ سُن کر مجھے بڑا صَدمہ ہُوا میں اُس کے گھر میں (دوزخ میں جو اُس کا ٹھکانہ تھا) داخِل ہوا اور دیکھا کہ ایک ہنڈیا میں کھولتا ہوا گندھک ہے اُس عورت نے بتایا یہ آپ کے دوست کے پینے کیلئے ہے۔

میں نے پُوچھا کہ اِسے یہ سزا کیسے ملی؟ حالانکہ وہ بظاہِر نیک آدمی تھا۔ تو اُس کی بیوی نے جواب دیا، اس نے مال جمع کیا تھا اور اُس میں حرام حلال کی تمیز نہیں کرتا تھا۔

پھر میں نے دوزخ میں بڑی بڑی آگ کی خندقیں اور وادیاں دیکھیں۔ (اللہ (عزّوجلّ) ہمیں پناہ میں رکھے) پھر میں نے ہوا میں آسمان کی طرف پرواز کی حتّٰی کہ آسمان کی بُلندی تک پہنچ گیا۔ میں نے فرشتوں کو سُنا وہ اللہ (عزّوجلّ) کی تسبیح و تقدیس اور تحمید بیان کر رہے ہیں پھر میں نے کسی کہنے والے کو سُنا،

"اے شیخ اَحمد (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)! تُجھے مبارک ہو کہ تُو اہلِ خیر سے ہے۔"

پھر میں نیچے اُتر آیا اور اُسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے پرواز کی تھی اور وہی عورت کھڑی ہے، پھر دروازہ کھلا تو اس کا شوہر نکلا اور کہنے لگا:

"ہمیں اللہ (عزّوجلّ) نے دُرُودِ پاک کی برکت اور تیرے سبب سے دوزخ سے نجات عطا فرمائی ہے۔"

پھر وہاں سے چلا تو ایسی جگہ پہنچا کہ ایسی بہترین جگہ کسی دیکھنے والی

آنکھ نے نہ دیکھی ہو، اُس میں ایک بالاخانہ دیکھا اُس بالاخانہ پر ایک عورت بیٹھی آٹا گوندھ رہی تھی، مُجھے آٹے کے اندر ایک بال نظر آیا، میں نے اُس عورت سے کہا،

آٹے کے اندر سے بال نِکال دو کہ اِس نے سارا آٹا خراب کر رکھا ہے۔ وہ کہنے لگی، "یہ بال میں نہیں نکال سکتی اِسے تُو ہی نِکال سکتا ہے۔ دَراَصْل یہ بال تیرے دِل میں دُنیا کی مَحبّت کا بال ہے۔ اِسے چاہے تو نِکال دے چاہے تو رہنے دے۔" عورت کی اِس بات پر میں بَیدار ہو گیا۔ (سَعادَۃُ الدَّارین)

شَفاعت کا سُوالی

حضرتِ ابراہیم بن علی بن عَطِیّہ (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) نے فرمایا، "میں نے خواب میں سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی زِیارت کی تو عَرض کیا، یارسولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں آپ کی شَفاعت کا سُوالی ہوں، تو سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا:۔

"اَکْثِرْ مِنَ الصَّلٰوۃِ عَلَیَّ" یعنی مُجھ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھا کرو۔ (سَعادَۃُ الدَّارین)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

کثرتِ دُرود پر مرنے کے بعد اِنعام

حضرتِ شیخ احمد بن مَنصُور (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) جب فوت ہوئے تو اہلِ شیراز میں سے کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ شیراز کی جامِع مسجد کے مِحراب میں کھڑے ہیں اور اُنہوں نے بہترین حُلّہ (جنّتی لِباس) زَیبِ تَن کیا ہوا ہے اور سر پر موتیوں والا تاج سجا ہوا ہے۔

خواب دیکھنے والے نے عرض کیا، حضرت! کیا حال ہے؟ فرمایا، "اللہ تعالٰی نے مُجھے بخش دیا اور مجھ پر کرم فرمایا اور مجھے تاج پہنا کر جنّت میں داخِل کیا۔ پوچھا:

کِس سبب سے؟ فرمایا،

"میں تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھا کرتا تھا اور یہی عمل کام آگیا۔" اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین (اَلْقَوْلُ الْبَدِیع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

دُرود شریف کی کثرت کرنے والا مالدار ہو گیا

صاحِبِ "تُحفَۃُ الْاَخْیار" (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) نے یہ حدیثِ پاک نَقل کی ہے:۔

"جو مُجھ پر روزانہ پانچ سَو۵۰۰ بار دُرود شریف پڑھے وہ کبھی مُحتاج نہ ہو گا۔"

پھر اس حدیثِ شریف کو نقل کرنے کے بعد یہ واقِعہ بیان فرمایا:۔ ایک نیک آدمی تھا اُس نے یہ حدیث سُنی تو غَلَبۂ شَوق کے ساتھ پانچ سو۵۰۰ بار دُرود شریف کا روزانہ وِرْد شروع کر دیا۔ اس کی بَرَکت سے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے اُس کو غَنی کر دیا اور ایسی جگہ سے اُسے رِزْق عطا فرمایا کہ اُسے پتہ بھی نہ چل سکا حالانکہ اس سے پہلے وہ مُفْلِس اور حاجتمند تھا۔ (تُحفَۃُ الاخیار)

پیارے اسلامی بھائیو! اگر کوئی شخص مَذکُورہ تعداد میں دُرودِ پاک کا وِرْد کرے اور پھر بھی اُس کا فَقْر (یعنی مُحتاجی) دُور نہ ہو تو یہ اُس کی نیّت کا فُتُور ہے (یعنی فَساد ہے) اور اُس کے باطِن میں خرابی کی وجہ سے کام نہیں بن سکا۔ دراَصل دُرودِ پاک پڑھنے میں نیّت اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اُس کے پیارے حبیب (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا قُرب حاصِل کرنے کی ہو۔ پھر اِنْ شَآءَ اللہ مُحتاجی ضَرور دُور ہو جائے گی اور یاد رکھئے! مُحتاجی صِرف مال کی کمی کا نام نہیں ہے بلکہ بَسا اَوقات مال کی کثرت کے باوُجُود بھی انسان مُحتاجی کا شِکوہ کرتا ہے اور یہ مَذمُوم فِعل ہے۔ لٰہذا دُرود شریف کی بَرَکت سے قناعت کی دولت نصیب ہو گی اور قناعت ہی (یعنی جو

مِل جائے اُس پر راضی رہنا) اَصل میں غنا (دَولتمندی) ہے۔ اور دُنیوی مال کا حَرِیص (لالچی) ہی حقیقت میں مُحتاج ہے خواہ کتنا ہی مالدار ہو۔ قناعت وہ خزانہ ہے جو کہ ختم ہونے والا نہیں ہے اور دُنیوی مال سے یقیناً افضل ہے۔ کیوں کہ دُنیوی مال فانی بھی ہے اور وَبال بھی کہ قیامت میں حساب دینا پڑے گا۔

اے ہمارے مہربان اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں دُرودِ پاک کی بَرَکت سے مالِ دُنیا کی مَحبّت سے نجات عطا فرما کر قناعَت کی لازَوال نعمت نصیب فرما۔

آمین بجاہِ سیّدِ المُرسَلین (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

علّامہ حافِظ سَخاوِی (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ) "اَلْقَوْلُ الْبَدِیع" میں نقل فرماتے ہیں کہ کَعْبُ الْاَحْبار (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہ) فرماتے ہیں کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے حضرتِ مُوسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر وَحی بھیجی:-

"اے مُوسیٰ! اگر میری عِبادت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو میں گنہگار کو پلک جھپکنے کی بھی مُہلَت نہ دیتا۔"

"میرے کلیم (عَلَیْہِ السَّلَام)! اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھنے والا کوئی نہ ہوتا جَہنّم کو دُنیا پر بہا دیتا۔ اے مُوسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام)! کیا تو پسند کرتا ہے کہ قیامت کے روز تو پیاسا نہ ہو؟ عرض کیا، الٰہی! ہاں۔ فرمایا، تو پھر میرے پیارے محبوب حضرتِ محمدِ مُصطفٰے (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر بکثرت دُرود شریف پڑھا کر۔"

کثرتِ دُرود شریف کی تعریف

پیارے اِسلامی بھائیو! دُرود شریف کی کثرت کے بکثرت فضائِل آپ نے پڑھے مگر ذِہن میں یہ سُوال پیدا ہوتا ہے کہ کثرتِ دُرود کی تعریف کیا ہے؟ کیا چوبیس (۲۴) گھنٹے دُرود و سلام پڑھتے رہیں جبھی ہم کثرت سے دُرود و سَلام۔ پڑھنے والے کہلائیں گے؟ اِس عُقدے (گُتھی)

کو حل کرنے کے لئے چند بُزرگوں کے اقوال پیش کرتا ہوں جو مُعتَبر کُتُب سے کثرتِ دُرود کی تعریف میں نقل کئے گئے ہیں۔ آپ کسی بھی ایک بُزرگ کے بتائے ہوئے عَدد کو مَعمُول بنالیں گے تو اِنْ شَاءَ اللہ آپ کا شُمار کثرت سے دُرود و سلام پڑھنے والوں میں ہوجائے گا۔ اور اِن شاءَ اللہ وہ تمام برکات و ثَمرات حاصل ہوجائیں گے جن کا اَحادیثِ مُبارکہ میں تذکِرہ ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اگر کسی کو کروڑوں سال کی عُمر مِل جائے اور وہ ہر لمحہ دُرود و سلام پڑھتا ہی رہے پھر بھی دُرود و سلام پڑھنے کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

کعبے کے بَدرُالدُّجیٰ تم پہ کروڑوں دُرود   طَیبہ کے شَمسُ الضُّحیٰ تم پہ کروڑوں دُرود

تم سے جہاں کا نِظام تم پہ کروڑوں سلام   تم پہ کروڑوں ثَناء تم پہ کروڑوں دُرود

آنکھ عطا کیجئے اس میں ضِیاء دیجئے   جلوہ قریب آگیا تم پہ کروڑوں دُرود

حضرتِ شیخ عبدُالحق مُحدِّث دِہلوی (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ) کثرتِ دُرود شریف کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"روزانہ کم از کم ایک ہزار (۱۰۰۰) مرتبہ دُرود شریف ضَرور پڑھیں ورنہ پانچ سو (۵۰۰) پر اِکتفا کریں۔ بَعض بُزرگوں نے روزانہ تین سو (۳۰۰) اور بَعض نے نَمازِ فجر و عصر کے بعد دو دو سو (۲۰۰) پڑھنے کو فرمایا ہے اور کچھ سوتے وقت بھی پڑھنے کی عادت ڈالیں۔"

شیخ عبدُالحق (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ) مزید فرماتے ہیں:-

"روزانہ کم از کم سَو (۱۰۰) بار دُرود و سلام ضَرور پڑھنا چاہئے۔"

پھر مزید فرماتے ہیں:-

"بعض دُرود شریف کے ایسے صیغے ہیں مَثَلاً "صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" جن کے پڑھنے سے ہزار (۱۰۰۰) کا عَدَد بآسانی اور جلد پُورا ہوجاتا ہے۔ اُسی کو وظیفہ بنالیا جائے اور وَیسے بھی

جو کثرت سے دُرودِ پاک پڑھنے کا عادی ہوتا ہے۔ اُس پر وہ آسان ہوجاتا ہے[1]۔

غرضیکہ جو عاشقِ رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہوتا ہے اُسے دُرود وسلام پڑھنے سے وہ لذّت و شیرینی حاصل ہوتی ہے جو اُس کی رُوح کو تقوّیت پہنچاتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ " فَذِكْرُ الْحَبِيْبِ لِلْمَرِيْضِ طَبِيْبٌ "، یعنی ہے ذِکرِ حبیب، بیمارِ محبّت کا طبیب۔ (جذب القلوب)

مریضِ ہجر کو ہوجائے گی ابھی تسکیں ذرا مدینے کے دارُالشِّفا کی بات کرد

حضرتِ علّامہ محمد یُوسُف بن اسماعیل نَبہانی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ اپنی کتاب " افضلُ الصَّلَوٰت عَلٰی سَیِّدِ السَّادات "، میں فرماتے ہیں کہ عبدُالوہّاب شعرانی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے " کشفُ الغُمّہ "، میں بیان کیا ہے کہ بعض عُلمائے کِرام (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن) فرماتے ہیں، " سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر بکثرت دُرود شریف کی کم از کم تعداد ہر رات سات سو بار اور ہر دن سات سو بار ہے "۔

علّامہ نبہانی (عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ) فرماتے ہیں، ایک اور بُزرگ کا بیان ہے :۔

" کم از کم کثرت روزانہ ساڑھے تین سو بار دن میں اور ہر شب میں ساڑھے تین سو بار ہے "۔ مزید فرماتے ہیں کہ حضرتِ امام شعرانی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے اپنی کتاب " اَنْوارُ القُدسیّہ "، میں فرمایا ہے :۔

" ہم سے رسولُ اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے عہد لیا کہ ہم آپ پر ہر رات بکثرت دُرود وسلام پڑھا کریں گے اور اپنے بھائیوں کے آگے اس کا اَجر و ثواب بیان کیا کریں گے اور آنحضرت (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے اظہارِ محبّت کے لئے انھیں پُوری ترغیب دیں گے اور یہ کہ ہم ہر دن اور رات، اور صُبح اور شام ایک ہزار سے لے کر

[1] مثلاً " صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم "، " صَلَّی اللہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ "، وغیرہ۔ کہ ان میں الفاظ کم ہیں۔ ان میں ہزار کی گنتی جلد پُوری ہوجائے گی۔ سگِ مدینہ۔

دس ہزار تک دُرود وسلام کا وِرد کیا کریں گے "۔

علّامہ نبہانی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) مزید فرماتے ہیں :۔

" حضرتِ شیخ نورُالدّین شعرانی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) روزانہ دس ہزار بار دُرود وسلام پڑھتے تھے۔ اور شیخ اَحمد رداوی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) روزانہ چالیس ہزار بار دُرود شریف پڑھا کرتے تھے۔ آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں، ہمارا معمول ہے کہ ہم نہایت کثرت سے دُرود وسلام پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بیداری میں سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ہمیں زِیارت ہوتی ہے۔ ہمیں سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی صُحبت نصیب ہوتی رہتی ہے۔ سرکارِ اَبد قرار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے دِین کے متعلق پُوچھتے ہیں اور اُن اَحادیث کے بارے میں ہم سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے سُوال کرتے ہیں جن کو حُفّاظِ اَحادیث نے " ضَعِیف "، قرار دیا ہے۔ اور پھر ہم حُضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے فرمانِ عالیشان کے مُطابِق عمل کرتے ہیں۔ ہم اگر بکثرت دُرود شریف پڑھنے والے نہ ہوتے تو ہرگز ہماری یہ کیفیّت نہ ہوتی۔ اے میرے اِسلامی بھائی! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ بارگاہِ خُداوندی (عَزَّوَجَلَّ) میں پہنچنے کا آسان ترین راستہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرود بھیجنا ہے۔ (اَفضلُ الصَّلوات)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللہ

پیارے اسلامی بھائیو! روزانہ سو بار، تین سو بار یا صُبح وشام دو دو سو بار بلکہ روزانہ ایک ہزار بار دُرود وسلام پڑھنا بھی زیادہ مشکل کام نہیں۔ لیکن یہ سُوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ بُزرگانِ دِین روزانہ دس دس ہزار بار بلکہ چالیس ہزار بار دُرود شریف کس طرح پڑھتے ہوں گے؟ اور اُنہیں دُوسری عِبادات، گھریلو اور معاشی مُعاملات، پھر سُنّتوں کی تبلیغ اور طعام وآرام وغیرہ کے لئے کس طرح وقت ملتا ہوگا؟

پیارے اسلامی بھائیو! اِس کا جواب یہ ہے کہ بُزرگانِ دِین ہم لوگوں کی طرح دُنیا کی محبت میں گرفتار نہیں تھے۔ نہ ہماری طرح ہرزہ گوئی (فُضول باتیں) ان کا شیوہ تھا۔ ہم لوگوں نے شیطان کے فَریب میں آکر اس چند روزہ زندگی ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے۔ اور ہر وقت، ہر لمحہ اِس فانی دنیا کی آرائشوں اور آسائشوں میں گُم ہیں۔

اَفسوس! قبر کی طویل زندگی اور آخرت کی کڑی اور کٹھن ترین منزل کی طرف ہماری بالکل توجہ نہیں۔ بُزرگانِ دِین اور اَولیائے کاملین (رَحِمَهُمُ الله) کو اس بات کا مکمل اِحساس رہتا ہے کہ یہاں کی زندگی چند روزہ ہے۔ یہ آناً فاناً ختم ہو جائے گی۔ جو کچھ ہے وہ مرنے کے بعد والی زندگی ہے۔

ہمارے اولیائے کرام (رَحِمَهُمُ الله) کو یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ دُنیا کی مختصر سی زندگی چند ہی بعد والی طویل زندگی کا انحصار ہے۔ اگر دُنیا کی زندگی عیش پرستی اور نافرمانی میں نہ گزاری تو مرنے کے بعد رحمتِ خداوندی (عَزَّوَجَلَّ) سے اَبدی و سَرمدی نعمتوں کی اُمید واثق ہے۔ چنانچہ یہ اللہ والے (رَحِمَهُمُ الله) اپنی زندگی کو اسلام کے زرّین اُصولوں اور پیارے محبوب (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کی سُنّتوں کے مُطابق گزارتے ہیں۔

سلامتی کے تین ۳ اُصول

پیارے اسلامی بھائیو! زندگی اگر مُندرجۂ ذیل تین ۳ اُصولوں کے مُطابق گزاری جائے تو واقعی اَمن و عافیت کا دُور دُورہ ہو جائے اور ہمارے پاس اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی عبادت اور دُرود و سلام کے لئے وقت ہی وقت ہو۔ وہ تین اُصول یہ ہیں۔

۱ تَقلِیلِ کَلَام (یعنی کم بولنا)

۲ تَقلِیلِ طَعَام (یعنی کم کھانا)

۳ تَقلِیلِ مَنَام (یعنی کم سونا)

حقیقت یہی ہے کہ جو زیادہ باتونی ہوتا ہے وہ بار ہا پریشانی اُٹھاتا ہے۔ اپنا اور دُوسروں کا وقت برباد کرتا ہے۔ کئی بار کہہ کر پچھتاتا ہے۔ اور زیادہ کھانے پینے میں بھی سَراسَر نُقصان ہی ہے۔ ہاضِمہ کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اِس سے سُستی پیدا ہوتی ہے۔ نیند زیادہ آتی ہے۔ اور زیادہ سونا تو پھر کھونا ہی کھونا ہے ؎

سوتٖ ہے وہ کھووت ہے جاگت ہے وہ پاوت ہے

سرکارِ مدینہ (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا:۔

اَلزُّهْدُ فِى الدُّنْيَا يُرِيحُ الْقَلْبَ وَالْبَدَن ۔ یعنی دُنیا سے بے رغبتی، دل اور بدن کو آرام دیتی ہے۔

اور دُنیا میں رَغبت کرنا غم و اَندوہ بڑھاتا ہے۔ دُنیا کی محبت ہر گُناہ کی جڑ ہے۔ اور دُنیا سے بے رَغبت ہونا ہر نیکی اور بھلائی کی بنیاد ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

جو چُپ رہا سلامت رہا

حضرتِ عبدُاللہ بن عُمر (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا:۔

۱ مَنْ صَمَتَ نَجَا (مشکوٰۃ) ترجمہ: جو چُپ رہا اُس نے نَجات پائی۔

۲ حضرتِ عِمران بن حُصَین (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا:۔ "خاموشی پر قائم رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔" (بیہقی)

۳ حضرتِ اَنس بن مالک (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ) روایت کرتے ہیں:۔ حضرتِ اَبُوذر غِفاری (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ) بارگاہِ رِسالت (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) میں حاضِر ہوئے۔ اور سرکارِ مدینہ (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) سے بار بار نصیحت

طَلَب کرتے رہے ۔ اور سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نصیحتیں فرماتے رہے (یہ حدیث کافی طویل ہے) پھر عرض کیا، یارسولَ اللہ ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) اور کچھ نصیحت فرمائیے ۔ سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، خاموشی کو اِختیار کر، کیونکہ خاموشی شیطان کو بھگاتی ہے اور دینی مُعاملات میں تیری مددگار ہوتی ہے (کیونکہ تو تنہائی میں خاموشی کے ساتھ غور وفِکر کرتا ہے) ۔ میں نے عرض کیا، اور کچھ نصیحت فرمائیے ۔ فرمایا، زیادہ ہنسنے سے پرہیز کر، کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دِل مُردہ ہوجاتا ہے اور چہرہ کی رَونق زائِل ہوجاتی ہے ۔ (بیہقی)

۴ حضرتِ امام ترمذی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرتِ ابُوسعید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مَرفُوعاً رِوایت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابنِ آدم جب صُبح کرتا ہے تو بدن کے سارے اَعضاء زبان سے درخواست کرتے ہیں :-

"ہمارے مُعاملے میں اللہ (عزّوجلّ) سے ڈر، کیونکہ ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں۔ تُو اگر دُرُست رہے گی تو ہم بھی دُرُست رہیں گے ۔ اور اگر تُو ٹیڑھاپن اِختیار کرے گی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے" ۔ (مِشکوٰۃ شریف)

(زبان کی بے اِحتیاطی کی وجہ سے سارے اَعضاء پر مُصیبتیں نازِل ہوتی ہیں، مَثلاً کِسی پر طنز کیا، گالی وغیرہ دی اور اِس وجہ سے اگر لڑائی جھگڑا ہوا، چوٹ آئی، تو سارے ہی اَعضاء کو تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے) ۔

۵ حضرت سُفیان بِن عبدُاللہ ثقفی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، میں نے بارگاہِ رسالت (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) میں عرض کیا، یارسُولَ اللہ ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) سب سے زیادہ مجھ پر کس چیز کا خَوف ہے ؟ یعنی کِس چیز سے نقصان کا اندیشہ ہے ۔ میری عرض سُن کر مَدنی تاجدار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے اپنی زبانِ

مُبارک کو پکڑا اور فرمایا "یہ" (مشکوٰۃ)

۶ حضرت عِمران بن حطّان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابُوذر غفاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس گیا، اِنھیں کالی کملی اوڑھے ہوئے مسجد میں تنہا بیٹھا ہوا دیکھا ۔ میں نے پوچھا، ابوذر ! یہ تنہائی کیسی ؟ اُنہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں نے رسولُ اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو فرماتے ہوئے سُنا ہے: "بُرے ساتھی سے تنہائی بہتر ہے اور اچھا ساتھی تنہائی سے بہتر ہے ۔ اچھی بات بولنا خاموشی سے بہتر اور بُری بات بولنے سے خاموش رہنا بہتر ہے" (بیہقی شعب الایمان)

کم کھانا شیطان کیلئے قہر ہے

۱ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے اِرشاد فرمایا: "شیطان تو بنی آدم (انسانوں) کے اندر خُون کی طرح چلتا ہے لہٰذا فاقہ (بُھوک) کے ذریعے اس کے بہاؤ کو تنگ کردو" (مکاشفۃ القلوب)

۲ حضرت عبدالرحمٰن بن موقع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رِوایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) فرماتے ہیں :-

"کوئی برتن جو بھرا جائے، پیٹ سے زیادہ بُرا نہیں ۔ اگر پیٹ میں تمہیں کچھ ڈالنا ہی ہے تو ایک تہائی میں کھانا، ایک تہائی میں پانی اور ایک تہائی سانس کے لئے باقی رکھو" (طبرانی)

۳ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا :-

"آدمی نے پیٹ سے زیادہ بُرا کوئی برتن نہیں بھرا، ابنِ آدم کو چند لُقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا کردیں اگر زیادہ کھانے کی ضرورت ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے اور تہائی پانی کے لئے اور تہائی سانس کیلئے رکھے" ۔

(ترمذی و ابنِ ماجہ)

قیامت میں بھوکا کون ہوگا؟

❹ حضرتِ عبدُاللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سُنی تو ارشاد فرمایا:۔

"اپنی ڈکار کم کر کیونکہ قیامت کے روز سب سے زیادہ بُھوکا وہ ہوگا جو دُنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے۔" (ترمذی)

بھوک کے ذریعے جنّت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ!

❺ سرکارِ مدینہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا:۔

"بھوک سے دِلوں کو روشن کرو۔ بھوک اور پیاس کے ذریعے نفس کے خِلاف جہاد کرو، بُھوک کے ذریعے ہمیشہ جنّت کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو، اِس لئے کہ اِس میں وہ اَجر ہے جو اللہ (عزَّوجلَّ) کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو حاصِل ہوتا ہے، بُھوک اور پیاس سے بڑھ کر اللہ (عزَّوجلَّ) کو کوئی عمل محبوب نہیں۔ جس نے اپنے پیٹ کو بھرا وہ فرِشتگانِ آسمان میں داخل نہیں ہوسکتا اور اُس نے عبادت کی حَلاوت (مٹھاس) کھودی۔" (مُکاشِفَةُ القُلوب)

❻ سرکارِ مدینہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا:۔

"کھانے پینے کی کثرت کرکے دلوں کو نہ مارو، کیونکہ اِس سے دِل مُردہ ہوجاتا ہے۔ جیسے پانی کی کثرت کے باعِث کھیتی مَرجاتی ہے (تباہ ہوجاتی ہے)۔" (مُکاشفۃُ القلوب)

اب اللہ (عزَّوجلَّ) والوں کی چند حِکایات پیش کی جاتی ہیں۔ جن کے مُطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ (عزَّوجلَّ) کے نیک بندے دُنیا کی رَنگینیوں اور آسائِشوں سے کس قدر دُور رہتے تھے۔ نیز نیند سے کس قدر بچتے تھے۔

❶ حضرتِ عَمْرو بن عُبَید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنے گھر سے صِرف تین۳ کاموں کے

لئے باہر تشریف لاتے۔

❶ باجماعت نماز پڑھنے کے لئے۔

❷ کسی مریض کی عِیادت کے لئے۔

❸ جنازہ میں شرکت کے لئے۔ (مُکاشفۃُ القلوب)

اور حضرتِ عَمْرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اِرشاد فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کی عُمر کا نفیس حِصّہ چوری کرتے اور ڈاکہ ڈالتے ہی دیکھا ہے۔ ان کے نزدیک عُمر کی کوئی قیمت نہیں، مُناسِب تو یہ ہے کہ آخِرت میں باقی رہنے والا خزانہ جمع کرلیا جائے (مُکاشِفۃُ القلوب)۔

نمک کا سُرمہ!

❷ حضرتِ ابوبکر شِبلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں۔ میں شُروع میں نیند کے غَلبہ کے وقت نمک کا سُرمہ لگالیتا، جب میری ریاضتوں کا سِلسلہ بڑھا تو میں نے شب بَیداری کا اِہتمام کیا، چُنانچہ میں نمک آنکھوں میں لگا لیتا۔ (مُکاشِفَةُ القُلوب)

نیند سے چُھٹکارا پانے کا عجیب طریقہ

❸ حضرتِ ابراہیم بن حاکم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں:۔

"میرے والدِ بُزرگوار (عَلَیْهِ الرَّحْمَة) پر جب نیند کا غَلبہ ہوتا تو وہ دریا میں اُتر جاتے اور تیرنے لگتے، دریا کی مچھلیاں ان کے گِرد جمع ہوکر تسبیح کرتیں۔" (مُکاشِفَةُ القُلوب)

چالیس۴۰ برس تک جاگتے رہے!

❹ حضرتِ وَہَب بِن مُنَبِّہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے دُعا فرمائی، "یااللہ! (عزَّوجلَّ) مجھ سے نیند دُور کردے۔" چُنانچہ چالیس۴۰ برس تک مُسلسل جاگتے ہی رہے، کبھی نیند نہ آئی!! (مُکاشِفَةُ القُلوب)

تَرگھاس بِلاوجہ مت اُکھاڑو!

❺ حضرتِ عبدُاللہ اور حضرتِ اَحمد بن حَرب

(رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا) دونوں ایک جگہ تشریف لے گئے۔ حضرتِ احمد بن حرب (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے زمین سے کچھ گھاس اُکھاڑ دی۔ یہ دیکھ کر حضرتِ عبدُاللہ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے فرمایا، تجھے پانچ ملیں:۔

(۱) اپنے ربِ کریم (عَزَّوَجَلَّ) کی تسبیح سے ہٹ کر تیرا دل اِس گھاس میں مشغول ہوا۔

(۲) تُو نے ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے علاوہ کی اپنے نفس کو عادت ڈالی۔

(۳) تُو نے یہ راہ ڈالی کہ جس کی پیروی کی جائے گی۔

(۴) تُو نے اس گھاس کو رَبّ کی تسبیح سے روکا (کیونکہ تر سبزہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی تسبیح کرتا ہے)۔

(۵) اور اپنے آپ پر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی حُجّت قائم کردی۔ (مکاشفۃ القلوب)

نِوالہ چبانے میں بھی وقت صَرف ہوتا ہے!

حضرتِ سری (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) سے مروی ہے۔ فرمایا، میں نے حضرتِ جُرجانی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے پاس سَتُّو دیکھے، جس سے وہ بھوک مٹا لیتے تھے، میں نے کہا، آپ کھانا اور دُوسری اَشیاء کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا، "میں نے چبانے اور یہ سَتُّو کھا کر گزارہ کرنے کے درمیان نوّے (۹۰) تسبیحات کا فرق پایا، اِس لئے میں نے چالیس (۴۰) برس سے روٹی نہیں کھائی۔ (مکاشفۃ القلوب)

پندرہ (۱۵) دن میں صرف ایک بار کھانا!

حضرتِ سُہیل بن عبدُاللہ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) ہر پندرہ (۱۵) روز میں صرف ایک بار کھانا کھاتے۔ جب رمضانُ المبارک آتا، تو صرف ایک نِوالہ سحری اور اِفطاری میں کھاتے۔ بعض اوقات ستّر (۷۰) دن تک کھانا ہی نہ کھاتے، اگر کھانا کھاتے تو کمزور ہو جاتے اور جب فاقہ کرتے تو توانا ہو جاتے!! (مکاشفۃ القلوب)

تیس (۳۰) سال تک کھانا پینا بند!

حضرتِ ابو حماد الاسود (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے تیس (۳۰) سال مسجدِ حرام میں گزارے (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) آپ کو کسی نے کھاتے پیتے نہیں دیکھا۔ اور کوئی لمحہ ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے خالی نہ ہوا۔ (مکاشفۃ القلوب)

زیادہ کھانے سے عبادت میں سُستی آتی ہے

حضرتِ یحییٰ بن زکریا (عَلَیْہِمَا السَّلَام) کے بارے میں منقول ہے کہ ایک بار اُنہوں نے جَو کی روٹی پیٹ بھر کر کھالی، اُس رات کو وِرد نہ ہو سکا، سوتے رہے۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے اِن کی طرف وحی فرمائی:۔

"کیا تمہیں میرے گھر سے بہتر گھر مل گیا ہے؟ یا میرے پڑوس سے بہتر پڑوس مِل گیا ہے؟ میری عزّت و جلال کی قسم! اگر تم جنّت پر نظر کرو اور پھر جہنّم کی طرف بھی ایک نظر کرلو تو آنسوؤں کی بجائے خُون رونے لگو اور کپڑوں کے بجائے لوہا پہن لو۔" (مکاشفۃ القلوب)

وَلی سے کوئی چیز مخفی نہیں رہتی

حضرتِ ابراہیم خوّاص (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں، میں کوہِ مکام میں تھا۔ میں نے وہاں انار دیکھے تو کھانے کو جی للچایا۔ ایک انار اُٹھا کر پھاڑا۔ میں نے چکھا تو وہ کھٹا تھا۔ چنانچہ میں اُس انار کو چھوڑ کر آگے چلا گیا۔ اِس کے بعد میں نے ایک آدمی کو دیکھا، جس پر بھڑیں (شہد کی مکھیاں) اِکٹھی ہو رہی تھیں۔ میں نے کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ"، اُس نے جواب دیا، "وَعَلَیْکُمُ السَّلَام اے ابراہیم!" میں نے پوچھا آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ اُس نے جواباً کہا:۔

"جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو پہچان لے اُس پر کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔" میں

نے کہا، اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ساتھ میں نے آپ کا خاص مَقام دیکھا ہے۔ کیا آپ نے یہ دُعا نہیں کی کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) آپ کو بھِڑوں سے نجات دے۔ اُس نے کہا، "میں نے بھی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ساتھ تیرا خاص مَقام دیکھا ہے۔ کیا تُو نے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے یہ دُعا نہیں کی کہ وہ تُجھے انار کی شَہوَت (خواہِش) سے نجات دے، کیونکہ انار کا دُکھ انسان آخرت میں پاتا ہے اور بھِڑوں کا دُکھ صِرف دُنیا میں پاتا ہے۔ بھِڑیں تو صِرف نَفس کو کاٹتی ہیں اور شَہوَات (خواہِشات) دِلوں کو کاٹتی ہیں۔"

حضرتِ ابراہیم خَوّاص (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ اِس کے بعد میں اُسے چھوڑ کر چلا گیا۔ رَحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہما (مُکاشَفۃُ القُلوب)

صِدّیقِ اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کبھی سَیر ہو کر پانی نہ پیا

(۱۰) حضرتِ ابوبکر صِدّیق (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہ) نے فرمایا، جب سے میں مُسلمان ہوا ہوں، میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ اس لئے کہ اپنے پروردگار (عَزَّوَجَلَّ) کی عبادت کی حَلاوَت (مِٹھاس) پاؤں۔ اور جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے سَیر ہو کر نہیں پیا۔ اِس لئے کہ مجھے اپنے رَبّ کی مُلاقات کا اِشتِیاق ہے۔ (مُکاشَفۃُ القُلوب)

اِس کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ کھانے سے بدن بَوجھل ہو جاتا ہے، آنکھوں پر نیند طاری ہونے لگتی ہے اور عبادت میں سُستی آجاتی ہے۔ (مُکاشَفۃُ القُلوب)

"بہارِ شریعت" کے سولھویں حِصّہ میں ہے کہ لَذّت حاصل کرنے کے لئے زیادہ کھانے کو قرآنِ کریم میں کُفّار کی صِفت کہا گیا ہے۔

کھانے پینے کی کثرت شیطان کے ہتھیار ہیں!

حضرتِ امامِ غزالی (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) "مُکاشَفۃُ القُلوب" میں فرماتے ہیں:۔

قِیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے قریب تر وہی ہوگا جس نے بھوک اور پیاس

برداشت کی ہوگی۔ لہٰذا عقلمند آدمی کا کام یہ ہے کہ وہ فاقہ کرکے نفسانی خواہشات کو کاٹ دے۔ فاقہ اللہ تعالیٰ کے دُشمن، شیطان پر ایک قہر ہے اور شَہوَات (نفسانی خواہشات) اور کھانے پینے کی کثرت ہی شیطان کے ہتھیار ہیں۔ ابنِ آدم کے لئے شدید تر ہلاکت یہی ہے کہ وہ پیٹ کی خواہشات میں لگا رہے۔

شَہوَت بادشاہوں کو غُلام بنا لیتی ہے اور صَبر غُلاموں کو بادشاہ بنا دیتا ہے۔

زیادہ کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہے

نیند کی کمی سے اِرادے دُرُست ہوں گے۔ کھانے کی کمی سے آفات سے بچائے گا۔ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف برداشت کرنے کے سبب مَقصُود کی طرف بڑھنے میں آسانی ہوگی۔ کم کھانا شَہوَات (خواہشاتِ نفسانی) کی موت ہے۔ اِس لئے کہ زیادہ کھانے سے دِل سخت ہو جاتا ہے اور اِس کا نُور چلا جاتا ہے۔ بھُوک حِکمت کا نُور ہے اور سَیر ہو کر کھانا پینا انسان کو اللہ تعالیٰ سے دُور کر دیتا ہے۔ (مُکاشَفۃُ القُلوب)

پیارے اِسلامی بھائیو! اللہ (عَزَّوَجَلَّ) والوں کو تقلیلِ کَلام، تقلیلِ طَعام، اور تقلیلِ مَنام اِن تینوں اُصولوں پر چل کر کس قدر زیادہ وقت ذِکر و دُرود کے لئے مِل جاتا ہے۔ اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں بھی اپنے نیک بندوں اور وَلیوں کے طُفیل کم بولنے، کم کھانے اور کم سونے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں ذکر و دُرود کی کثرت کرنے والا بنا۔ آمین بِجاہِ النَّبیِّ الاَمِین (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

شہد میں مِٹھاس کی وجہ

حضرتِ مولانا جلالُ الدّین رُومی (رَحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ) مَثنوی شریف میں فرماتے ہیں:۔

ایک بار تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم) نے شہد کی مکھّی سے دریافت

فرمایا کہ تو شہد کیسے بناتی ہے؟ اُس نے عرض کیا، یا حبیبَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم) ہم چمن میں جاکر ہر قسم کے پھولوں کا رس چوستی ہیں، پھر وہ رس اپنے منہ میں لئے ہوئے اپنے چھتوں میں آجاتی ہیں اور وہاں اُگل دیتی ہیں وُہی شہد ہے۔ ارشاد فرمایا کہ پھولوں کے رس تو پھیکے ہوتے ہیں اور شہد میٹھا۔ یہ تو بتاؤ کہ شہد میں مٹھاس کہاں سے آتا ہے؟ مکھی نے عرض کیا ؎

گفت چوں خوانیم بر احمد دُرُود ... مے شَوَد شیریں و تلخی را رُبُود

یعنی ہمیں قُدرت نے سکھا دیا ہے کہ چمن سے چھتے تک راستے بھر آپ پر دُرُود شریف پڑھتی ہوئی آتی ہیں۔ شہد کی یہ لذّت اور مٹھاس دُرُود پاک ہی کی بَرَکت سے ہے۔

پیارے اِسلامی بھائیو! دُرُود شریف کی بَرَکت سے پُھولوں کے پھیکے اور تلخ رس مل کر ایک ہوگئے اور سب کا نام شہد ہوگیا۔ ایسے ہی سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم) کی غُلامی کی بَرَکت سے سارے عَرَبی، عَجمی انسان ایک ہوگئے اور اِن کا نام مُسلمان ہوگیا۔ جس طرح دُرُود شریف کی بَرَکت سے پھیکا رس میٹھا ہوگیا۔ اِنْ شَآءَ اللہ ہم دُرُود شریف پڑھتے رہیں گے تو ہماری پھیکی عبادتوں میں بھی دُرُود پاک کی بَرَکت سے قبولیّت کی مٹھاس پیدا ہوجائے گی۔ جس طرح دُرُود شریف کی بَرَکت سے شہد شِفا بن گیا اسی طرح ہر دُعا دُرُود شریف کی بَرَکت سے مرضِ گُناہ کی دوا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ ... وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم) کی مدد سے قرض اُتر گیا

شیخ عبدُالحق مُحدِّث دِہلوی (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) "جذبُ القلوب" میں فرماتے ہیں:

بعض صُلَحائے سے مَنقول ہے کہ ایک مردِ صالح پر تین ہزار دینار کا قرض ہوگیا۔ قرض خواہ نے قاضی کے ہاں مُقدّمہ دائر کردیا۔ قاضی نے مہینہ بھر کی مُہلت دے دی۔

وہ غریب بڑا پریشان تھا۔ عدالت سے لوٹ کر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی بارگاہِ بےکس پناہ میں تضرُّع اور زاری کی اور مَدَنی سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم) پر دُرُودوں کی کثرت شُروع کردی۔ چھبّیس دِن اسی طرح گُزر گئے۔ ستائیسویں رات خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالٰی تیرا قرض ادا کردے گا۔ تو علی بن عیسٰی وزیر کے پاس جا اور اس سے کہہ دے کہ رسُولُ اللہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم) فرماتے ہیں کہ میرے قرض کی ادائیگی میں تین ہزار دینار ادا کردے۔ وہ مردِ صالح (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) کہتے ہیں کہ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اپنے وُجود کے اندر کافی خُوشحالی کے آثار پائے مگر دل میں یہ بات آئی کہ اگر وزیر صاحب نے مُجھ پر اِعتماد نہ کیا تو دلیل کیا دُوں گا؟ اِسی وجہ سے میں وزیر کے پاس نہ جاسکا۔ دُوسری رات پھر قسمت جاگ اُٹھی۔ میں سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم) کی زیارت سے فَیضیاب ہوا۔ حُضُور پُرنُور (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم) نے مُجھ سے میرے وزیر کے پاس نہ جانے کا سبب دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا، یا رسُولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم) میں اُسے اپنی صَداقت کی کیا دلیل پیش کروں؟ سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم) نے میری اس بات کو پسند فرمایا اور فرمایا کہ اگر وزیر دلیل مانگے تو کہہ دینا کہ تم روزانہ بعد نمازِ صُبح مجھے پانچ ہزار بار دُرُود شریف کا نذرانہ بھیجتے ہو اور پھر اس کے بعد کسی سے بات چیت کرتے ہو۔ اور تمہارے اِس عمل کو سوائے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور کِراماً کاتِبِین کے اور کوئی نہیں جانتا۔ مردِ صالح کہتے ہیں جب میں وزیر علی بن عیسٰی کے پاس گیا اور اُس کو اپنا خواب سُنایا اور آپ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم) کی ارشاد کردہ دلیل بھی سُنائی۔ وہ بہُت خوش ہوا اور کہا، "مَرْحَبًا بِرَسُوْلِ اللہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) حقّاً" پھر اُس نے تین ہزار دینار مجھے دیئے اور کہا، جاؤ اس سے اپنا قرض ادا کرو۔ تین ہزار مزید اخراجات کے لئے اور تین ہزار کاروبار شُروع کرنے کے لئے دیئے اور مُجھے قسم دی

کہ مجھ سے دوستی کا تعلّق نہ توڑنا اور جب بھی کوئی حاجت ہو بلا تکلُّف میرے
... مجھ میں تین ہزار دینار لے کر قاضی کی عدالت میں پہنچا تاکہ قرض خواہ
کو قرض ادا کر دوں۔ قرض خواہ کو بڑی حیرت ہوئی کہ اتنی رقم کہاں سے آئی! میں
نے سارا ماجرا قاضی کے سامنے بیان کر دیا۔ قاضی نے کہا کہ سارا ثواب وزیر علی بن عیسیٰ
ہی کیوں لے جائے۔ قرض کی رقم میں خود اپنی طرف سے ادا کرتا ہوں۔ قرض خواہ
نے کہا کہ واہ یہ نعمت میں کیوں چھوڑوں" میں نے اپنا سارا قرض مُعاف کیا۔ لِلّٰہِ
و لِرسولہٖ (عزوجل) (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)" قاضی نے کہا، میں نے جو کچھ
اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے دینے کی
نیّت کی تھی وہ تیرے حوالے کرتا ہوں۔ میں اِس تمام مال (بارہ[12] ہزار دینار) کو لے کر
اپنے گھر آیا اور اللہ عزوجل کا شکر بجا لایا۔ (جَذبُ القُلوب)

دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ یہاں کا ہمیں اِک نہیں رِیزہ خوارِ مدینہ (ذوقِ نعت)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللہ

مَدَنی تاجدار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے نُورانی چہرے پر مَسرّت کے آثار!

حضرتِ سَہل بن سَعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رِوایت ہے کہ ایک روز سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) باہر تشریف لائے۔ اِس مَوقع پر میں اور ابُوطَلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دونوں موجود تھے۔ ابُوطَلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آگے بڑھ کر عَرض کیا یا رسُولَ اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان ہوں۔ آج چہرۂ مُبارک پر مجھے کچھ خُوشی کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، ہاں بے شک (بات یہ ہے) کہ ابھی جبرئیل (علیہ السلام) میرے پاس آئے تھے۔ اور اُنہوں نے کہا کہ اے محمّد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جس

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے آپ پر ایک بار دُرود شریف پڑھا۔ خدائے تعالیٰ عزوجل اس کی بدولت (اس کے نامۂ اعمال میں) دَس نیکیاں ثبت فرمائے گا۔ اور دَس گناہ اس کے مَحو فرمائے گا اور دَس درجے بڑھادے گا۔ (طبرانی)

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا طویل سجدۂ شُکر

حضرتِ اَنس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رِوایت کرتے ہیں کہ:۔

"سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) قضائے حاجت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ اِتّفاقاً اس وقت دُوسرا آدمی موجود نہ تھا جو ساتھ جاتا یہ دیکھ کر حضرتِ عُمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) گھبرائے اور طَہارت کا برتن لئے پیچھے چل پڑے۔ جب قریب پہنچے تو سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک تالاب کے کنارے سجدے کی حالت میں دیکھا۔ حضرتِ عُمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک طرف پیچھے بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے سجدے سے سرِ مُبارک اُٹھایا اور اُن سے مُخاطِب ہو کر ارشاد فرمایا، اے عُمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تُم نے اچّھا کیا جو مُجھے سجدے میں مشغول دیکھ کر کنارے ہو رہے، اس لئے کہ جبریل (علیہ السلام) میرے پاس آئے تھے اور اُنھوں نے کہا کہ جو شخص آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر ایک بار دُرود پڑھے گا۔ خدائے تعالیٰ اس پر دَس بار دُرود بھیجے گا اور اُس کے دَس[10] درجات بلند کرے گا۔ (اَلقولُ البدیع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

ایک دُرودِ پاک کے بدلے ستّر رحمتیں!

حضرتِ قیس، عَمرو بن عاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے غُلام کہتے ہیں کہ "میں نے عبدُ اللہ بن عُمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے، "جو شخص رسولُ اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر ایک بار دُرود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُس پر ستّر

اگر تُو نے تمام زندگی عبادت

تجھ پر صرف ایک بار رحمت بھیج دی تو وہ

کیونکہ تو اپنی حیثیت کے مطابق

رحمت بھیجتا ہے، یہ تو ایک بار نزول

بھیجنے کا کیا عالم ہوگا؟

خوش نصیب ہے وہ مسلمان جس کی زندگی

اگر کسی عقلمند سے سوال کیا جائے کہ تجھے دونوں میں سے

کون سی بات پسند ہے، تمام مخلوق کی نیکیاں تیرے نامۂ اعمال میں رکھ دی جائیں یہ پسند ہے یا یہ پسند ہے کہ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی طرف سے تجھ پر ایک بار رحمت ہو جائے؟ یقیناً وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کے مقابلہ میں کسی چیز کو بھی پسند نہیں کرے گا۔

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

دُرود پاک پڑھنے والے کا درندے بھی احترام کرتے ہیں!

حضرتِ عارف بن عُبّاد (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں کہ حضرتِ اَبُوالحسن شاذلی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے فرمایا ہے کہ میں سفر میں تھا۔ ایک رات ایسی جگہ پہنچا جہاں خوفناک درندے بکثرت تھے۔ درندے میرے درپئے آزار تھے۔ میں ایک اُونچے ٹیلے پر بیٹھ گیا اور کہا خدا کی قسم! میں رسولُ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرود شریف پڑھوں گا کیونکہ آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار دُرود شریف بھیجتا ہے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُس پر دس بار دُرود (یعنی رحمت) بھیجتا ہے۔ جب اللہ (عَزَّوَجَلَّ) مجھ پر رحمت بھیجے گا تو میں رات اللہ (عَزَّوَجَلَّ)

کی رحمت میں گزاروں گا۔ فرمایا کہ میں نے ایسا ہی کیا تو میں رات کو کسی سے

دس غلام آزاد کرنے کا ثواب!

حضرتِ محمد بن عبداللہ بن ابی طالب کے غلام (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن) سے روایت کرتے ہیں اور وہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص مجھ پر دُرود پڑھتا ہے اُس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اِس کی بدولت اُس کے دس گناہ مُعاف ہوتے ہیں۔ اور اس کے دس درجات بلند ہوتے ہیں اور دس نیکیاں اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ملتی ہیں۔"

دُرود خواں پہ ملائکہ کا دُرود بھیجنا

حضرتِ عبدُاللہ بن عامر بن ربیعہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ) اپنے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدنی سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو خُطبہ پڑھنے کی حالت میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص مجھ پر دُرود پڑھتا ہے اور جب تک یہ پڑھتا رہتا ہے فرشتے اس پر دُرود (یعنی دُعائے رحمت) بھیجتے رہتے ہیں (یہ جاننے کے بعد دُرود پڑھنے والا) چاہے اِس میں کمی کرے یا زیادتی۔

(مُسندِ امامِ اعظم)

مدنی تاجدار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) دُعا فرماتے ہیں

حضرتِ عائشہ صدیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا، کہ خُدا (عَزَّوَجَلَّ) کا بندہ جب مجھ پر دُرود بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ اس کو اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) کے دربار میں پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) فرماتا ہے کہ یہ تحفہ میرے بندۂ خاص (سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

کی قبر انور پر لے جاؤ تاکہ درود پڑھنے والے کے لئے دُعائے مَغفِرت کرے
اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ (مُلَخَّصاً القول البدیع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللہ

عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کی قبر مرجعِ خلائق بن گئی!

شہرِ بَلخ میں ایک سوداگر رہتا تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ سوداگر کا اِنتقال ہوگیا۔ اُس نے تَرکہ میں مال و زَر کے علاوہ حُضور سراپائے نور (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کے تین مُوئے مُبارک بھی چھوڑے۔ دونوں بیٹوں میں تَرکہ تقسیم ہوا۔ دُنیوی مال آدھا آدھا بانٹ لیا۔ مگر مُوئے مُبارک کی تقسیم میں یہ مسئلہ کھڑا ہوگیا کہ ان کو کیسے تقسیم کریں؟ چُنانچہ بڑے لڑکے نے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں ایک ایک بال رکھ لیں اور بَقِیّہ ایک کو قطع کرکے آدھا آدھا بانٹ لیا جائے۔ چھوٹا لڑکا جوکہ نہایت ہی عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) تھا یہ تجویز سُن کر کانپ گیا اور اُس نے کہا، میں ہرگز ہرگز ایسی بے اَدَبی کی جُرأَت نہیں کرسکتا میرا دِل سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کے بال مُبارک کے دو حِصّے کرنے کی اِجازت نہیں دیتا۔ یہ سُن کر بڑے بھائی نے بگڑ کر کہا اگر تُجھے بالوں کی عَظمت کا اِتنا ہی احساس ہے تو یُوں کر کہ تینوں بال تُو رکھ لے اور سارا مال و دَولت مجھے دیدے۔ چھوٹے بھائی نے اِس فیصلے کو قبول کرتے ہوئے تینوں مُقدّس بال لے کر سارا مال بخوشی بڑے بھائی کے حوالے کر دیا۔

اب چھوٹے بھائی نے اپنا یہ مَعمُول بنالیا کہ تینوں مُبارک بالوں کو سامنے رکھ کر سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دُرودِ پاک کے پُھول پیش کیا کرتا۔ اس کی بَرَکت سے اللہ تعالٰی (عزوجل) نے اُس کے مُختصر

کاروبار میں اُسے ترقّی عطا فرمائی اور وہ مالدار ہوگیا۔ دُوسری طرف بڑے بھائی کو دُنیوی مال میں خسارے پر خسارہ آنے لگا حتّٰی کہ وہ کنگال ہوگیا۔ دریں اثنا چھوٹے بھائی کا اِنتقال ہوگیا۔ کسی نیک آدمی نے اُس چھوٹے بھائی کو خواب میں اِس حال میں دیکھا کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) نے اسے اپنے پہلو میں بٹھا رکھا ہے اور سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) فرما رہے ہیں:- "جاؤ! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر اِنھیں کوئی حاجت دَرپیش ہو تو میرے اِس عاشِق کی قبر کی زِیارت کریں۔ اللہ (عزوجل) اُن کی ضَرورتیں پوری کردے گا۔"

اُس نیک آدمی نے اپنا خواب لوگوں پر ظاہر کیا اور سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کا پیغام سُنایا۔ پھر کیا تھا۔ لوگ نہایت اَدب و تکریم کے ساتھ جُوق دَرجُوق اُس عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کے مَزارِ پُرانوار کی زِیارت کے لئے آنے لگے۔ صاحِبِ مزار (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کی برکتوں سے لوگوں کے مُعاملات حَل ہونے لگے۔ لوگ اُس مَزار کا کافی اَدب کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی سوار مزار کے پاس سے گزرتا تو اَدَباً سواری سے نیچے اُتر آتا۔ (القول البدیع)

جو عشقِ نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کے جلووں کو سینوں میں بسایا کرتے ہیں
اللہ کی رَحمت کے بادَل اُن لوگوں پہ سایہ کرتے ہیں (عزوجل)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللہ

ڈھیروں ثواب دَلائلُ الخَیرات شریف میں ہے کہ تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا:-

"جب کوئی بندہ میرے اُوپر دُرودِ پاک بھیجتا ہے تو وہ دُرود شریف فوراً اُس کے مُنہ سے نِکل کر دُنیا کے تمام مَیدانوں اور دَریاؤں، مَشرِق و مَغرِب کی طرف نِکل جاتا ہے اور دُنیا کا کوئی میدان اور دریا ایسا نہیں رہتا ہے جس پر سے یہ

دُرود پاک نہیں گزرتا اور کہتا جاتا ہے کہ میں فُلاں بِن فلاں کا دُرود ہوں کہ جس نے تمام کائنات سے بہتر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پر بھیجا ہے۔ پس کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہتی جو اُس پڑھنے والے پر دُرود نہ بھیجے۔ اور اُس دُرودِ پاک سے ایک پرندہ پیدا کیا جاتا ہے جس کے ستّر ہزار بازو ہوتے ہیں، ہر بازو میں ستّر ہزار پَر، ہر پَر میں ستّر ہزار سَر، ہر سَر میں ستّر ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ستّر ہزار مُنہ، ہر مُنہ میں ستّر ہزار زبانیں، ہر زبان سے وہ ستّر ہزار قسم کی بولیوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اِن تمام کی تمام تسبیحات کا ثواب اس دُرود پڑھنے والے کے لئے لکھتا ہے۔ (دلائل الخیرات)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

سُبحانَ اللہ! مدینے والے پیارے مُصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دیوانو! جھوم جاؤ۔ اللہ (عزوجل) پیارے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے صدقے میں کس قدر رحمت کی بارِش برسا رہا ہے۔

یہاں پر ایک سُوال ذِہن میں آتا ہے کہ کہیں حدیث میں ایک بار دُرود شریف پڑھنے پر دس نیکیاں، کہیں ستّر تو کہیں حدیثِ پاک میں ڈھیروں تسبیحات کا ثواب بیان فرمایا ہے۔ اِن احادیث کی تطبیق کیسے کی جائے؟ مَدَنی سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے فرامینِ شریفین میں کہیں تعارُض اور ٹکراؤ تو نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جتنا اِخلاص زیادہ ہوتا ہے اُتنا ہی ثواب زیادہ ملتا ہے۔

عظیمُ المرتبت مُحدّثینِ سابقین (رحمہم اللہ) دُرود شریف کے فضائل والی احادیث کی تطبیق اِس طرح فرماتے ہیں کہ دُرود شریف پڑھنے والے کے ثواب

میں اس قدر فرق و تفاوُت جو ارشاد ہوا ہے اس میں خود دُرود شریف پڑھنے والے کے حالات و کوائف کا اظہار ہے یعنی جو مسلمان سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی شان و عظمت کو پیشِ نظر رکھے بغیر یُونہی دُرود شریف پڑھ لیتا ہے اس کے لیے دس نیکیاں اور جو مسلمان حضورِ پُرنور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کو اللہ (عزوجل) کا حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ہونے کی حیثیت سے تعظیم و تکریم کی نیت سے دُرودِ پاک بھیجتا ہے اُس پر ستّر نیکیاں اور جو خوش نصیب پیارے مُصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے عشق میں ڈوب کر اور اللہ ربُّ العزت کی بارگاہ میں سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے عظیمُ الشّان مقام کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تعظیم کے ساتھ اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے مبارک نام سے لذّت پاتے ہوئے دُرودِ پاک کا تحفہ پیش کرتا ہے اُس کو اِس قدر ثواب ملتا ہے جس کا شمار کرنا بے حد مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے تصوُّر کا طریقہ

پیارے اسلامی بھائیو! سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دیوانے بن جائیے! دُنیا کے حسین و دِلفریب نظّاروں کے دَلدل سے نِکل کر صحرائے مدینہ کا نقشہ پردۂ ذہن پر کھینچ لیجئے!

میرے پیارے مَدَنی آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی آرامگاہ پر جو سبز قُبّہ بنا ہوا ہے، وُہی سبز گُنبد جس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ہر آنکھ ترس رہی ہے، وہ سبز گُنبد جس پر نِثار ہونے کے لئے ہر دِل بے قرار رہتا ہے، جس کے جلووں میں دنیا کا تمام حُسن و جمال سِمٹ آیا ہے، وُہی سبز گُنبد جس کے ہِجر و فراق میں سینۂ عُشّاق ہر گھڑی فِگار رہتا ہے۔ جس کا تذکرہ چھڑ جائے تو دِل زور زور سے دَھڑکنے لگتا ہے۔ اس پیارے سُہانے اور دلکش سبز سبز گنبد کا مُقابلہ رُوئے زمین کی کوئی

حسین سے حسین فَلک بوس عِمارت بھی نہیں کر سکتی۔

اس حَسین و دِلکش سبز گنبد کا تصوُّر جما لیجئے! اب تصوُّر ہی تصوُّر میں مسجدِ نبوی شریف کی پُر کیف، نورانی اور مُعطّر فضاؤں سے گُزرتے ہوئے قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے حَسین، سُنہری جالیوں کے سامنے مُواجہہ شریف کی طرف مُنہ کر کے چار ہاتھ (تقریباً دو گز) کے فاصِلے پر کھڑے ہو جائیں۔ یقیناً ان سُنہری جالیوں کے پیچھے ہمارے دِلوں کے تاجدار، دونوں جہاں کے مالِک و مُختار، حبیبِ کِردگار، شفیعِ روزِ شُمار، غمزدوں کے غمگُسار، بیکسوں کے مَددگار، اَنبیاء کے سردار (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) عین حیاتِ ظاہِری کے ساتھ جلوہ اَفروز ہیں۔ آپ (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) زائر کو مُلاحظہ فرما رہے ہیں، پہچان بھی رہے ہیں۔ بلکہ دِلوں پر جو خَطَرات گُزر رہے ہیں اُن پر بھی مُطّلع ہیں۔ اب آنکھیں بند کر کے سیِّدُ المحبوبین (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے حسین تخیُّل میں کھو جائیے! تصوُّر جمانے کی کوشش کیجئے۔۔۔۔

تصوُّر ہی تصوُّر میں آقا (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا جلوہ دیکھ لینے کی تڑپ بڑھا دیجئے دِل کی آنکھوں سے ہی دیکھ لیجئے۔۔۔۔ چہرہ روشن، گول اور کتنا حَسین و دِلرُبا ہے۔ رنگ گندُمی پھر اُوپر سے سَفید و گُلابی رَنگت، مَلاحت اور صَباحت کا حَسین اِمتِزاج، رُخسارِ پاک گوشت سے بھرے بھرے۔ رِیشِ مُبارک (داڑھی مُبارک) سیاہ، گھنی اور گول و نُورانی، پیشانی، کُھلی، صاف، کُشادہ جیسے سَفید چاندی کا ایک ٹکڑا، کوئی سِلوٹ نہیں، کوئی لکیر نہیں، اَبرو سیاہ کماندار اور آپس میں ملے ہوئے، مُبارک اَبروؤں کے نیچے دَرَخشندہ اور سُرمگیں آنکھیں، ان میں سُرخ ڈورے کتنے بھلے معلوم ہو رہے ہیں۔ ناک مُبارک اُونچی اور باریک۔ اللہ اللہ، دَہَنِ مُبارک جیسے گُلاب کی پتّیاں قُربان! لبوں پر مُسکراہٹ کھیل رہی ہے۔ دَندانِ مُبارک سفید اور چمکدار

جیسے موتیوں کی لَڑی کی طرح دَمک رہے ہیں اور ان سے نُور کی کِرنیں پھوٹ رہی ہیں، پھر گول سرِ اَقدس پر عِمامہ شریف کا تاجِ حُسن والا کو دوبالا کر رہا ہے۔

قُربان ہو جائیں اس نورانی اور رحمت بھرے چہرے کی طَلعَت پر! حُسن و جمال کے حسین تصوُّر میں گُم ہو کر پھر دُرودِ پاک پڑھیں تو اس کی چاشنی ہی کچھ اور ہے۔ اس طرح دُرود و سلام پڑھیں تو یقیناً ڈھیروں ثواب حاصِل ہو گا اور کروڑوں رَحمتیں اور بَرکتیں نصیب ہوں گی ؎

رُوئے بَدرُ الدُّجیٰ دیکھتے رہ گئے چہرۂ وَالضُّحیٰ دیکھتے رہ گئے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَانُوْرَ اللہ

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے!

بُزرگانِ دین (رَحِمَہُمُ اللہ) فرماتے ہیں، جب بھی ذِکرِ رسول (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کیا جائے تو سرکار (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا تصوُّر باندھ کر کیا جائے۔ چنانچہ "مَدارِجُ النُّبُوَّت" کے تَکمِلہ میں حضرتِ شیخ عبدُ الحق (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ) حضرتِ عبدُ الکریم جیلی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کے حوالے سے فرماتے ہیں:۔

"ذِکرِ رسول (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے وَقت اپنے آپ کو بارگاہِ مُصطفٰے (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں حاضِر خیال کر، گویا کہ تو ان کی ظاہِری حَیاتِ طیِّبہ میں ان کے سامنے حاضِر ہے۔ نہایت ہی ادب و تعظیم اور ہَیبت و حَیاء کے ساتھ ذِکرِ مُصطفٰے (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کر۔ پس یقیناً سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تجھے دیکھتے ہیں۔ اور تیرے کلام کو سنتے ہیں۔ کیونکہ محبوبِ کِبریا (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اَوصافِ اِلٰہیَّہ (عَزَّوَجَلَّ) کے مَظہر ہیں اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی صِفات میں سے ایک یہ بھی صِفَت ہے، " اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ " یعنی " میں اُس کا

ہم نشین ہوں جو مجھے یاد کرے۔" لہٰذا مدنی تاجدار (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو بھی اِس صفتِ عُظمیٰ کا مَظہَر بنایا گیا ہے۔ چُنانچہ آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) بھی اپنے یاد کرنے والوں کے ہم نشین ہیں۔

یہی شیخ صاحِب آگے فرماتے ہیں:۔

"اے بھائی! میں تجھے وَصِیَّت کرتا ہوں کہ ہمیشہ محبوبِ خُدا (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی صُورتِ مُبارکہ اور سِیرتِ طَیِّبہ کو ملحُوظ رکھا کر اگرچہ با تکلُّف ہی اِس صُورتِ پاک اور سیرتِ والاصِفات کو پیشِ نظر رکھنا پڑے۔ بہت ہی قلیل عرصے میں تیری رُوح اِس تصوُّر کی بدولت ذاتِ پاکِ مُصطَفٰے (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے مانُوس ہو جائے گی۔ پس رسُولُ اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی ذاتِ کریم تیرے سامنے موجود ہوگی اور تو اُن کا مُشاہَدہ کرے گا۔ اور اُن سے کلام بھی کرے گا۔ اور شرَفِ خِطاب سے بھی لُطف اَندوز ہوگا۔" (مَدارِجُ النُّبُوَّت)

کیوں کریں بزمِ شبستانِ جناں کی خواہش
جلوۂ یار جو شمعِ شبِ تنہائی ہو (ذوقِ نعت)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

سرکار (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) اَہلِ محبّت کا دُرود خود سُنتے ہیں!

حضرتِ امام ابوعبدُاللہ محمد بن سُلیمان جزُولی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) "دلائلُ الخیرات شریف" میں فرماتے ہیں:۔ حُضُور تاجدارِ مدینہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے عَرض کیا گیا کہ جو آپ پر غائبانہ دُرود شریف پڑھتے ہیں یا وہ لوگ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے اور وہ جب آپ پر دُرود شریف پڑھیں گے تو اُن کا آپ کے ہاں کیا حال ہے؟ آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا کہ اَہلِ محبّت کا دُرود شریف میں خود سُنتا ہوں اور اُن کے عِلاوہ کا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

سرکار (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے مزارِ پُر انوار سے سلام کا جواب ملنا

حضرتِ شیخ محمد قادِری (رحمۃُ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب "باقیاتِ صالحات" میں تحریر فرمایا ہے کہ مجھ پر جو اللہ (عزَّوجلَّ) کے اِحسانات ہیں۔ مِنْ جُملہ ایک یہ ہے کہ میں مدینۂ منوّرہ میں مُقیم تھا۔ ایک بار خواب میں سیِّدُ الکونین (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی زیارت سے مُشرَّف ہوا۔ سرکار (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے بڑا کرم فرمایا کہ مجھے گود میں اُٹھا لیا اور اتنا قریب کیا کہ میرا سینہ سرکار (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے سینۂ انور سے، میرا مُنہ دہنِ مبارک سے اور میری پیشانی سرکار (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی نُورانی پیشانی کے برابر ہوگئی۔

سرکار (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے فرمایا، "مجھ پر دُرودِ پاک کی کثرت کیا کرو۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔"

یہ اِرشاد سُن کر میں اَشکبار ہوگیا کہ سرکارِ مدینہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا مجھ پر اتنا لُطف و کرم ہے! میں نے دیکھا کہ میری اِس حالت کو دیکھ کر والیِٔ بیکساں سردارِ دو جہاں (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی چشمانِ کرم سے بھی آنسو جاری ہیں۔ پھر میری آنکھ کُھل گئی۔ اُس وقت میری آنکھیں اَشکبار تھیں۔ میں اُٹھا اور مُواجَہہ شریف کے سامنے حاضِر ہوگیا۔ رَوضۂ مُقدَّسہ کے اندر سے سرکارِ مدینہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ایسی ایسی بِشارتیں دیں کہ میں عوام کے سامنے بیان نہیں کرسکتا۔

میں نہایت خوش ہو کر سلام عَرض کر کے واپس ہونے لگا تو سرکارِ مدینہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے جوابِ سلام مرحمت فرمایا۔ اور یہ بیداری کے عالَم میں میرے ساتھ پیش آیا جس سے مجھے حقُّ الیقین حاصِل ہوا کہ سیِّدُ المحبوبین (صلَّی اللہ تعالٰی

...مزار پُرانوار میں حیات ہیں اور مسلمانوں کے سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ (سعادۃ الدارین)

یہی آرزو ہو جو سُرخرو، ملے دو جہان کی آبرو
میں کہوں، غُلام ہوں آپ کا، وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَانُوْرَ اللہ

بار بار دِیدار!

صاحبِ "تَنْبِیْہُ الْاَنَام" حضرت عبدُ الجلیل مَغْرِبی (رحمۃ اللہ علیہ) نے دُرودِ پاک کے فضائل پر جو کتاب لکھی ہے۔ اُس کے مُقدّمہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اِس کے بے شُمار بَرَکات دیکھے اور بارہا سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت نصیب ہوئی، اِسی ضِمن میں فرماتے ہیں کہ ایک بار خواب میں دیکھا کہ ماہِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے غریب خانہ پر تشریف لائے ہیں، چہرۂ انور کی تابانی سے پُورا گھر جگمگا رہا ہے۔ میں نے تین ۳ مرتبہ عَرض کیا، "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ! " سرکار! میں آپ کے جَوار میں ہوں اور سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی شَفاعت کا اُمّید وار ہوں۔"

نیز میں نے دیکھا کہ میرا ہمسایہ جو کہ فوت ہو چُکا تھا مجھ سے کہہ رہا ہے، "تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے اُن خُدّام میں سے ہے جو سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی مَدح سَرائی کرنے والے ہیں۔" میں نے اُس سے کہا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟ اِس پر اس نے کہا، "ہاں اللہ (عزوجل) کی قسم! تیرا ذِکر آسمانوں میں ہو رہا تھا۔" سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہماری گُفتگو سُن کر مُسکرا رہے تھے۔

میری آنکھ کُھل گئی اور میں نہایت ہَشّاش بَشّاش تھا۔ (آبِ کوثر)

تُم کو تو غلاموں سے ہے کچھ ایسی مَحبّت ہے ترکِ اَدب ورنہ کہیں ہم پہ فِدا ہو

وہ تشریف لائے یہ اُن کا کرم تھا یہ گھر تھا کہاں اُن کے آنے کے قابل!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَانُوْرَ اللہ

واعِظ پر دُرود وسلام کے سبب کرم بالائے کرم

حضرتِ مَنْصُور ابنِ عَمّار (رحمۃ اللہ علیہ) کو اِنتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پُوچھا، اللہ (عزوجل) نے آپ کے ساتھ کیا مُعاملہ فرمایا؟ جواب دیا کہ میرے پروردِگار (جل جلالہٗ) نے مجھ سے سُوال کیا، "تو مَنْصُور بن عَمّار ہے؟" میں نے عَرض کی، جی ہاں یارَبَّ الْعَالَمِیْن۔ (جل جلالہٗ) پھر فرمایا، "تو ہی ہے جو لوگوں کو دُنیا سے نفرت دلاتا تھا اور خود دنیا کی طرف راغِب تھا۔"

میں نے عرض کیا، یا اللہ! (عزوجل) واقعی بات تو یہی ہے، لیکن جب بھی میں نے کسی اِجتماع میں بیان شُروع کیا تو پہلے تیری حَمد و ثَناء کی۔ اِس کے بعد تیرے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر دُرودِ پاک پڑھا پھر اِس کے بعد لوگوں کو وَعظ و نصیحت کی۔

میری اِس عَرض کے بعد اللہ (عزوجل) کی رَحمت جوش میں آئی اور ارشاد ہوا، "اے فرشتو! اس کے لئے آسمانوں میں مِنْبر رکھو تاکہ جیسے یہ دُنیا میں بندوں کے سامنے میری بُزرگی بیان کرتا تھا آسمانوں میں یہ فرشتوں کے سامنے میری عظمت بیان کرے۔" رَحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ (سعادۃ الدارین)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللہ

دو ۲ اُنگلیوں کے سبب مَغفِرت ہو گئی

حضرتِ اَبُو الفَضل اَلکِنْدِی (رحمۃ اللہ علیہ) کو اِنتقال کے بعد عیسیٰ بن عَبّاد (رحمۃ اللہ علیہ) نے خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے

کیا سلوک کیا؟ اُنہوں نے جواب دیا: میرے ہاتھ کی صرف دو ۲ اُنگلیوں نے مجھے نَجات دلائی ہے۔ حضرتِ عیسیٰ بن عَبّاد رحمۃ اللہ علیہ نے تَعَجُّب وحَیرانی سے پوچھا کہ اِس کا کیا مطلب ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: بات یہ ہے کہ جب میں کتاب میں نبیِّ اکرم کا نامِ مبارک لکھتا تھا تو آپ کے اِسمِ گرامی کے بعد "صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" لکھا کرتا تھا۔ (البدیع)

معلوم ہوا کہ دُرُود پاک پڑھنے اور لکھنے والے کا بہت بڑا مقام ہے اور ادب کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نامِ اقدس کے ساتھ لفظِ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ضرور لکھے اور صرف لکھنے ہی پر اکتفا نہ کرے بلکہ زبان سے بھی دُرُود شریف پڑھے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

دُرُود شریف لکھنا واجب ہے

خلیفۂ اعلیٰحضرت امامِ اہلِ سُنّت، حضرتِ صدرُ الشَّریعہ علّامہ مولیٰنا امجد علی اعظمی (رحمۃ اللہ علیہ) موجودہ صَدی کے بڑے ہی مایۂ ناز عالمِ دین گزرے ہیں۔ اُردو زبان میں فقہی مسائل پر "بہارِ شریعت" لکھ کر آپ نے اُمّت پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ بہارِ شریعت میں توحید و رِسالت وضروریاتِ دین کے بیان سے لے کر طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، روزمرّہ کے معمولات اور سرکارِ دوعالم (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے معمولات اور سرکارِ دوعالم (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی ہزاروں سُنّتوں کا بیان ہے۔

اسی "بہارِ شریعت" کے تیسرے ۳ حصّے میں "دُرِّ مختار" اور "رَدُّ المحتار" کے حوالے سے فرماتے ہیں، "جب سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نامِ اقدس لکھے تو دُرُود پاک ضرور لکھے کہ بعض عُلَماء کے نزدیک اس وقت دُرُود شریف لکھنا واجب ہے۔"

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

ص یا صلعم لکھنا سخت حرام ہے!

اکثر لوگ آجکل دُرُود شریف کے بدلے صلعم، عم، ص، عہ لکھتے ہیں۔ یہ ناجائز وسخت حرام ہے۔ یُونہی رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی جگہ "رض"، رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی جگہ "رح" لکھتے ہیں، یہ بھی نہ چاہیئے۔ جن لوگوں کے نام محمّد، احمد، علی، حسن، حُسین وغیرہ ہوتے ہیں۔ اُن ناموں پر ص، ؑ بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے کہ اس جگہ یہ شخص مُراد ہے۔ اس پر دُرُود کا اِشارہ کیا معنی؟ (بہارِ شریعت بحوالہ طحطاوی وغیرہ) اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) کے نامِ مُبارک کے ساتھ بھی جَلَّ جَلَالُہٗ پورا لکھیں۔ آدھے جیم (ج) پر اِکتِفا نہ کریں۔

پیارے اِسلامی بھائیو! آج کل کیسا نازُک دَور ہے۔ فُضُول مضامین میں تو ہزارہا صفحات سیاہ کر دیئے جاتے ہیں لیکن جب میٹھے مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پیارا اِسمِ گرامی آتا ہے۔ لکھنے والے بھائی "صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم" کی مختصر عبارت لکھنے میں سُستی کر جاتے ہیں۔ امامِ اہلِ سُنّت عاشِقِ ماہِ رِسالت (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) مولیٰنا شاہ احمد رضا خان (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کی خدمت میں اِستِفتاء پیش ہوا۔ مُستفتی نے سوال میں "صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم" کی جگہ "صلعم" لکھ دیا تھا۔ تو اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ نے اس پر تنبیہ فرمائی۔ چنانچہ فتاوٰی افریقہ میں تحریر ہے،

"سوال میں "صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم" کی جگہ "صلعم" لکھا ہے اور یہ سخت ناجائز ہے۔ یہ بلا عوام تو عوام ۱۴ ویں صَدی کے بڑے بڑے اکابر و فُحُول کہلانے والوں میں بھی پھیلی ہوئی ہے، کوئی صلعم لکھتا ہے۔ کوئی صللعم، کوئی فقط ص، کوئی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بدلے عم یا ؑ، ایک ذرّہ سیاہی یا ایک اُنگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کیلئے کیسی کیسی عظیم بَرَکات سے دُور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی کا

ڈنڈ اپکڑتے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَ اللہ

صَلْعَم کے مُوجد کا ہاتھ کاٹا گیا! حضرتِ علامہ جلالُ الدّین سُیُوطی شافِعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:- "پہلا شخص جس نے دُرودشریف کا اِختِصار اِیجاد کیا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا" اللہ اکبر! (عزوجل) کتنا محبّت بھرا دَور تھا کہ "صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" کا مُخفف اِیجاد کرنے والے کا ہاتھ ہی کاٹ دیا گیا۔ کیوں نہ ہو کہ جو صِرف مال کی چوری کرتا ہے اُس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اُس بدنصیب نے تو مال نہیں بلکہ عظمتِ مُصطَفٰے (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی چوری کرنے کی کوشِش کی تھی۔ اور جس کے دل میں عظمتِ مُصطَفٰے (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) راسِخ ہے وہ بخُوبی سمجھتا ہے کہ مال کی چوری سے شانِ مُصطَفٰے (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں چوری کرنا زیادہ سنگین جُرم ہے۔ اور مَذکورہ بالا سزا پھر بھی کم ہے۔ لیکن افسوس کہ آج کل تو یہ چوری عام ہوچکی ہے۔ ہر کتاب، ہر رسالہ، ہر اَخبار صَلْعَم، اور ص سے بھرا پڑا ہے۔ اب نوبت لکھنے ہی کی حد تک نہیں رہی بلکہ اب تو لوگوں کی زبان پر بھی "صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" کی بجائے "صلعم" ہی سُنائی دینے لگا ہے!

یاد رکھئے! "صلعم" ایک مُہمَل کلمہ ہے۔ اِس کے کوئی معنیٰ نہیں بنتے۔ محمدِ مُصطَفٰے (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی سچّی محبت رکھنے والے اسلامی بھائیو! جلد بازی سے کام نہ لیا کریں۔ پُورا "صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" لکھنے، پڑھنے کی عادت ڈالیں۔

صَلْعَم لکھنا محروموں کا کام ہے! حضرتِ شیخ احمد بن شہابُ الدّین بن حَجَر ہَیتَمی مَکّی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) "فتاویٰ حَدِیثِیہ" میں لکھتے ہیں:-

وَکَذَا اِسْمُ رَسُوْلِہٖ بِاَنْ یُّکْتَبَ — ترجمہ: "اسی طرح رسول (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

عَقِبَہٗ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ جَرَتْ عَادَۃُ الْخَلَفِ کَالسَّلَفِ وَلَا یَخْتَصِرُ بِکِتَابَتِھَا بِنَحْوِ "صَلْعَمْ" فَاِنَّہٗ عَادَۃُ الْمَحْرُوْمِیْنَ۔

کے اسمِ گرامی کے بعد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لکھا جائے کہ یُوں ہی تمام سَلَفِ صالحین کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ لکھتے وقت اس کو مُختصر کر کے "صلعم" نہ لکھا جائے کہ یہ محروم لوگوں کا کام ہے"۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

سرکار صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رُخِ انور پھیر لیا حضرتِ ابوطاہر (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں کہ میری عادت تھی کہ نبیِّ پاک (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے نامِ مُبارک کے ساتھ دُرودشریف نہ لکھتا تھا۔ میں نے نبیِّ پاک (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خواب میں زیارت کی اور آپ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف مُتوجّہ ہو کر سلام عَرض کیا، مگر سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے مجھ سے چہرۂ مُبارک پھیر لیا۔ پھر میں دُوسری طرف سے گھوم کر سامنے آیا۔ لیکن آپ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے پھر بھی چہرۂ انور پھیر لیا۔ میں نے تیسری بار آپ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے سامنے ہو کر عَرض کیا سرکار! (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) آپ مجھ سے چہرۂ انور کیوں پھیر لیتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، اِس لئے کہ جب تو میرا ذِکر کرتا ہے مجھ پر دُرود نہیں بھیجتا۔ حضرتِ ابُوطاہر (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں اس واقِعہ کے بعد میں نے اپنا معمول بنا لیا کہ آپ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسمِ گرامی کے ساتھ ہمیشہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا تحریر کرتا ہوں۔ (کتابُ الصّلوٰۃ)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَ اللہ

"وَسَلَّم" نہ لکھنے والے کو تنبیہ حضرتِ شیخ ابنِ حجر مَکّی (علیہ الرحمۃ) نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صِرف "صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ" پر اِکتِفا کرتا تھا۔ "وَسَلَّم" نہ لکھتا تھا۔ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے خواب میں فرمایا کہ تو اپنے آپ کو چالیس نیکیوں سے کیوں

محترم رکھتا ہے؟ یعنی "وَسَلَّم" میں چار حرف ہیں اور ہر حرف پر ایک نیکی اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب ہے تو "وَسَلَّم" پر چالیس نیکیاں ہوگئیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

سلام نہ بھیجنے والے کو تنبیہ

حضرتِ ابراہیم نسفی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے آنسرور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو اپنے سے ناخوش پایا تو جلدی سے دستِ اقدس پکڑ کر بوسہ دیا۔ اور عرض کیا یارسول اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں تو حدیثِ پاک کا خادم ہوں، اہلسنت ہوں اور مسافر ہوں۔ سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جب تو مجھ پر درود بھیجتا ہے تو سلام کیوں ترک کرتا ہے؟ اس کے بعد میرا معمول بن گیا کہ میں "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" پورا لکھنے لگا۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

وَسَلَّم پر چالیس نیکیاں

حضرتِ ابوسلیمان (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) اپنے متعلق واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں مدنی سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا دیدار کیا۔ سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا کہ ابوسلیمان! تو میرا نام لیتا ہے اور اس پر درود شریف بھی پڑھتا ہے "وَسَلَّم" کیوں نہیں کہتا؟ یہ چار حرف ہیں اور ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

"صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ" (یعنی اُن پر اللہ کا درود ہو) درود شریف ہے مگر اس میں سلام شامل نہیں ہے جبکہ "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" (یعنی اُن پر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے درود و سلام ہوں) میں "درود و سلام" دونوں شامل ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! غور فرمائیے، صرف لفظِ "وَسَلَّم" ترک کرنے پر حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) خواب میں تشریف لاکر اظہارِ ناراضگی فرمائیں تو جو

غافل اور سُست لوگ پورا ہی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) غائب کر کے صرف "ص" یا "صلعم" پر گزارہ کرتے ہیں اُن سے سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کتنا ناراض ہوتے ہوں گے؟ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں دنیا، قبر اور محشر ہر جگہ اپنے پیارے حبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ناراضگی سے بچائے۔ آمین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

نزع میں، گور میں، میزاں پہ، سرِ پُل پہ کہیں ... نہ چھٹے ہاتھ سے دامانِ مُعلّٰی تیرا

خوار و بیمار و خطادار گنہگار ہوں میں ... رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

کس کا منہ تکیے، کہاں جائیے، کس سے کہیے! ... تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

پیارے اسلامی بھائیو! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تو پورا لکھنا ہی ہے۔ اسی طرح صحابۂ کرام اور اولیائے کرام کے اسمائے گرامی کے ساتھ بھی "رض" اور "رح" کا رواج بھی ختم ہونا چاہیے۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ پورا لکھنا چاہیے۔

"رض" اور "رح" بھی نہ لکھیں

امام نووی (علیہ الرحمۃ) "کتابُ الاذکار" میں فرماتے ہیں:-

یُکْرَہُ الرَّمْزُ بِالصَّلٰوۃِ وَالتَّرَحُّمِ بِالْکِتَابَۃِ بَلْ یُکْتَبُ بِکَمَالِہٖ وَلَا یُسْأَمُ مِنْہُ وَالْاَحْرَمَ حَظًّا عَظِیْمًا۔

ترجمہ: درود شریف اور رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ رمز (یعنی اشارہ مثلاً "ص"، "رض"... "رح") مکروہ ہے۔ بلکہ پورا درود شریف۔ رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ لکھے اور پورا لکھنے سے نہ اکتائے ورنہ بڑے ثواب سے محروم رہیگا۔

اے پیارے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں ہر طرح کے بُخل سے بچا اور اس طرح درود بھیجنے کی توفیق عطا فرما جس طرح تو پسند کرتا ہے۔ اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) "ج"، "ص"، "صلعم"، "رض"، "رح"، وغیرہ لکھنے کی مسلمانوں کی عادت ختم ہوجائے۔ امین۔

خوفناک کالا سانپ

ایک شخص کا اِنتقال ہوگیا۔ اُس کے لئے قبر کھودی گئی۔ قبر میں ایک خوفناک کالا سانپ نظر آیا۔ لوگوں نے گھبرا کر وہ قبر بند کردی اور دُوسری جگہ قبر کھودی۔ وہاں بھی وُہی خوفناک کالا سانپ موجود تھا۔ تیسری جگہ قبر کھودی وُہی خوفناک کالا سانپ وہاں بھی موجود تھا۔ آخِرِ کار سانپ نے زبان سے پکار کر کہا! کہ تم جہاں بھی قبر کھودو گے میں وہاں پہنچوں گا۔ لوگوں نے اُس سے پُوچھا کہ یہ قہر و غضب کیوں ہے؟ سانپ بولا "یہ شخص جب سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا نامِ نامی سُنتا تھا تو دُرود پڑھنے سے بُخل کرتا تھا۔ اب میں اِس بخیل کو سزا دیتا رہوں گا۔" (شفاء القلوب)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَانُوْرَ اللّٰہ

دُرودِ پاک لکھنے میں بُخل کرنے والے کا ہاتھ کٹ گیا!

حضرتِ ابُوزکریا (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے فرمایا: میرے ایک دوست نے مجھے یہ واقِعہ سُنایا کہ بَصرہ میں ایک آدمی حدیثِ پاک لکھا کرتا تھا اور قصداً کاغذ کی بچت کیلئے حُضورِ اکرم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے نامِ مُبارک پر دُرودِ پاک لکھنا چھوڑ دیتا تھا۔ اُس کے دائیں ہاتھ میں آکِلہ کی بیماری لگ گئی۔ اُس کا ہاتھ گل گیا اور اِسی بیماری کے درد میں مر گیا۔ (سَعادَۃُ الدَّارَین وغیرھا)

بخیل کا ہاتھ مرنے سے پہلے کٹ گیا

ایک کاتِب تھا۔ کِتابَت کرتے وقت جہاں پیارے مُصْطَفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا اِسمِ گرامی لکھتا۔ وہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لکھنے کے بجائے صِرف "صلعم" لکھا کرتا تھا مرنے سے پہلے اُس کا ہاتھ کٹ گیا۔ (سَعادَۃُ الدَّارَین)

نہ اُٹھ سکے گا قیامت تلک خُدا کی قسم! کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

بخیل کی مرنے سے پہلے زبان کٹ گئی!

ایک شخص تاجدارِ مدینہ راحت و سُرورِ قلب و سینہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے نامِ نامی اِسمِ گرامی کے ساتھ صِرف "صلعم" لکھنے کا عادی تھا۔ اُس کی موت سے پہلے زبان کاٹ دی گئی۔ (سَعادَۃُ الدَّارَین)

بخیل مفلوج ہو کر مر گیا!

ایک شخص سرکارِ والا تبار احمدِ مختار (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے میٹھے نام کے ساتھ صِرف "عَلَیْہِم" لکھا کرتا تھا۔ اُس کے جسم کا ایک حِصّہ سُن ہو گیا اور وہ مفلوج (لَقْوَہ کا مریض) ہو کر مر گیا۔ (سَعادَۃُ الدَّارَین)

بخیل اندھا ہو گیا!

ایک شخص اِسی طرح دُرودِ پاک کے مُعامَلہ میں بُخل کیا کرتا تھا وہ اندھا ہو گیا۔ حتّٰی کہ گلیوں، بازاروں میں بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ (سَعادَۃُ الدَّارَین)

پیارے اِسلامی بھائیو! مُندرِجہ بالا حِکایات پر غور کیجئے کہ دُرودِ پاک کے مُعامَلہ میں بُخل کرنے والوں کو دُنیا ہی میں کیسی عِبرتناک سزائیں ملتی ہیں۔ ہاتھ گل جاتے ہیں، ہاتھ کٹ جاتے ہیں، زبان کٹ جاتی ہے اور مفلوج ہو کر مر جاتے ہیں اور دُوسروں کیلئے سامانِ عِبرت چھوڑ جاتے ہیں۔ "ص"، اور "صلعم" سے کام چلا لینے والے خوب غور کریں، سوچیں اور اِس عادت سے توبہ کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

اور اِس کے بَرعکس جو خوش نصیب لوگ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرود و سلام بھیجنے کا وظیفہ بنا لیتے ہیں۔ لوگوں کو دُرود و سلام پڑھنے کی ترغیب دلاتے ہیں، زندگی بھر سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی عظمت و محبّت کا درس دیتے ہیں اور لوگوں کو عشقِ رسُول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رنگ میں رنگ دیتے

ہیں۔ جب وہ اہلِ دُرود اور اہلِ محبت اِس دُنیائے فانی سے عالَمِ جاوِدانی کی طرف سفر کرتے ہیں۔ عجیب عجیب اور ایمان اَفروز بِشارتیں دُوسروں کو سُنائی جاتی ہیں۔ کسی کی تُربت خُوشبو سے مہک اُٹھتی ہے تو کسی کے جنازہ پر اَبرِ رَحمت انوار کی بارِش برساتے ہیں۔ اور کہیں ملائکہ کرام جنازہ میں قِطار اندر قِطار اُمنڈ آتے ہیں۔

اس ضمن میں چند ایمان افروز حکایات پیش کی جاتی ہیں۔

مُؤلّفِ دلائلُ الخیرات کی قبر سے مُشک کی خوشبو!

حضرتِ ابُوعبدُاللہ مُحمّد بن سُلیمان اَلجزُولی (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہ) نے دُرود شریف کی بہت ہی جامع کتاب بنام "دَلَائِلُ الْخَیرات" لکھی ہے جو بہت ہی مشہور اور اہلِ محبت میں کافی مقبول ہے۔ چُنانچہ صاحبِ "مَطَالِعُ المسرّات" لکھتے ہیں۔

"یہی وہ حضرتِ شیخ جزُولی (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ) ہیں۔ جن کے مُتعلّق یہ بات پایۂ ثُبوت تک پہنچ چکی ہے کہ آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ) کی قبرِ انور سے کستُوری (مُشک) کی خوشبو مہکتی تھی۔ کیونکہ آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ) اپنی زندگی میں دُرود پاک بہت زِیادہ پڑھا کرتے تھے۔"

اَلصّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللہ

صاحبِ دَلائلُ الخیرات کی لاش بھی محفوظ!

صاحبِ دَلائلُ الخیرات حضرتِ شیخ جزُولی (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ) کے وِصال کے ستتّر سال کے بعد آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ) کے جسدِ مُبارک کو مقام "سُوس" سے "مراکش" مُنتقل کرنے کے لئے قبر سے نِکالا گیا۔ تو آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ) کا کفن مُبارک بھی بوسیدہ نہ ہوا تھا، آپ کا جسمِ مُبارک بالکل صحیح وسالم تھا۔ وِصال سے قبل آپ نے داڑھی مُبارک کا خط بنوایا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے آج ہی خط بنوا کر لیٹے ہیں۔ بلکہ کسی نے اِمتحاناً آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ) کے رُخسارِ مُبارک کو اُنگلی رکھ کر دبایا، جب اُنگلی اُٹھائی تو اس جگہ سے خُون ہٹ گیا اور وہ جگہ سفید ہوگئی، جیسے

زندوں کا ہوتا ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ جگہ سُرخ ہوگئی (یعنی جس طرح زندوں کے جسم میں خون رَواں ہوتا ہے اور دَبانے سے یُوں ہی ہوتا ہے) اور یہ ساری بہاریں دُرود پاک کی کثرت کی بَرَکت سے ہیں۔ (مَطالِعُ المسرّات)

اَلصّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

جنازہ میں فرشتوں کا نُزُول

حضرتِ سَہل تُستری (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہ) کا جب وِصال ہوا تو ایک شور برپا ہوگیا، آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ) کے جنازۂ مُبارکہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے شہر میں ایک یہودی بھی رہتا تھا جس کی عُمر ستّر برس کی تھی اُس نے جب شور سُنا تو وہ بھی دیکھنے کیلئے نِکلا، لوگ جنازۂ مبارکہ کو اُٹھائے ہوئے جارہے تھے۔ اُس نے جنازہ کا جُلُوس دیکھ کر پُکارا،

"اے لوگو! جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تُم بھی دیکھ رہے ہو؟" لوگوں نے پُوچھا، "تو کیا دیکھ رہا ہے؟"

اُس نے کہا، "میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان سے اُترنے والوں کی قِطار لگی ہوئی ہے اور وہ (فرشتے) جنازہ کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔" (روض الریاحین)

یہ منظر دیکھ کر وہ یہودی مُسلمان ہوگیا اور بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔

عَرش پر دُھومیں مچیں وہ مومنِ صالح مِلا
فرش سے ماتم اُٹھا وہ طیّب وطاہر گیا
(حدائقِ بخشش)

مجدّدِ الفِ ثانی (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ) کی وفات پر آسمان رو پڑا!

حضرتِ مُجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہ) کی ذات مُحتاجِ تعارُف نہیں، آپ سِلسِلۂ عالیہ نقشبندیہ کے زبردست بُزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کے سوانح نِگاروں میں سے بعض نے سات سو اور بعض نے اس سے بھی زائد کرامات نقل کی ہیں۔

"زبدۃ المقامات" میں ہے:۔

آپ کے مُرید کو جنگل میں شیر نے گھیر لیا۔ اُس نے آپ (مُجدّدِ اَلفِ ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کو یاد کیا۔ فوراً آپ ہاتھ میں عَصا لئے ہوئے نمُودار ہوئے اور شیر کو مار کر بھگا دیا اور غائب ہو گئے۔ ہمراہیوں نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے ؟ اُس نے جواب دیا "میرے پیر ومُرشد حضرتِ مُجدّدِ اَلفِ ثانی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) تھے۔"

اسی میں ہے:

"ایک شخص نے آخر وقت یہ وصیّت کی کہ میرا جنازہ حضرتِ مُجدّدِ اَلفِ ثانی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کی خدمت میں لے جا کر پیش کرنا۔ جب جنازہ لایا گیا۔ آپ نے "توجّہ" فرمائی، مُردہ کا دِل جاری ہو گیا! اسی رات اُس کے اَقرباء نے میّت کی اُس کیفیّت کو خواب میں مُلاحظہ کیا۔"

اِسی کتاب میں ہے،

"شبِ براءت میں آپ پر ظاہر کر دیا گیا تھا کہ آپ اِسی سال وِصال پائیں گے۔ چُنانچہ ایسا ہی ہوا۔"

"آپ نے وفات سے ایک روز قبل کُل حالاتِ وفات حتّٰی کہ وقتِ وِصال تک بیان فرما دیا تھا اور یُوں ہی ہوا۔"

"آپ نے اپنے وِصال شریف سے قبل اپنے اَیّامِ باقِیَہ (یعنی اب اتنے دن زندہ رہوں گا) ظاہر فرما دیئے تھے۔ اور ایسا ہی ہوا۔"

آپ نے ترسیٹھ ۶۳ سال کی عُمرِ شریف میں وِصال فرمایا۔ آپ کے وِصال پر زمین و آسمان روئے۔

آپ کو جب غُسل دیا جا رہا تھا اُس وقت آپ کے دونوں مُبارک ہاتھ اِس

طرح تھے جس طرح نماز میں قِیام کی حالت میں باندھے جاتے ہیں۔ کئی مرتبہ غُسل کے دَوران کھولے گئے۔ پھر ویسے ہی ہو گئے اور آپ کے چہرۂ مبارکہ پر تبسُّم کھیل رہا تھا۔

آپ کے جنازۂ مُبارکہ کو آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرتِ خواجہ محمّد صادِق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کے مزارِ مُبارک کے قریب لایا گیا تو وہاں جگہ کی تنگی تھی۔ آپ کا جنازۂ مُبارکہ جیسے ہی لایا گیا صاحبزادہ صاحِب کی قبر شریف جانبِ مشرق تقریباً ایک ہاتھ ہٹ گئی اور جگہ خود بخود وسیع ہو گئی۔ رَحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا نُوْرَ اللہ

بریلی کے تاجدار کا سرکار صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کے دَربار میں اِنتظار!

مُلکِ شام کے ایک بُزرگ نے خواب دیکھا۔ بہُت ہی عالیشان دربار لگا ہوا ہے۔ بے شمار نُورانی ہستیاں جمع ہیں اور ایک تخت پر تاجدارِ عَرب وعَجَم، شہنشاہِ اُمَم (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) جلوہ اَفروز ہیں۔ پورے اِجتماع پر سُکوت طاری ہے اور ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کسی آنے والے کا اِنتظار کیا جا رہا ہے!

اُس بُزرگ نے سُکوت توڑتے ہوئے عَرض کیا، یارسولَ اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان! کس کا اِنتظار فرمایا جا رہا ہے ؟

پیارے مُصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کے لَبہائے مُبارکہ کو جُنبش ہوئی اور پھُول جھڑنے شروع ہوئے اور الفاظ کچھ یُوں تھے:۔

"ہمیں احمد رضا ہِندی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کا اِنتظار ہے۔"

سرکار! صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلم کون احمد رضا؟

ارشاد ہوا،

"ہندوستان میں بریلی کے باشندہ ہیں"

پھر وہ شامی بزرگ بیدار ہو گئے۔ امامِ اہلسنّت کی غائبانہ عقیدت دِل میں گھر کر گئی۔ اور اُس خوش نصیب کی زیارت کا شوق دل میں موجیں مار رہا تھا کہ یقیناً "احمد رضا ہندی" کسی زبردست عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا نام ہے۔ اُس کی زیارت کر کے کچھ سیکھنا چاہیے۔

چُنانچہ وہ شامی بزرگ مُلکِ شام سے بریلی شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ بریلی شریف پہنچ کر لوگوں سے اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی قیام گاہ کا پتہ پوچھا، تو لوگوں نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ۲۵ صفر المظفر کو انتقال ہو گیا ہے۔[1] شامی بزرگ نے انتقال کا وقت دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ آپ کے وِصال کے وقت دوپہر کے دو بجکر اڑتیس منٹ (ہندوستان کے وقت کے مطابق) ہوئے تھے۔ یہ سُن کر وہ بزرگ آبدیدہ ہو گئے کیونکہ جب اُنہوں نے خواب میں سرکارِ ابد قرار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا دیدار کیا تھا اور سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے بھرے دربار میں فرمایا تھا کہ

"ہمیں احمد رضا ہندی کا انتظار ہے"

وہ دن ۲۵ صفر ہی کا تھا اور وقت بھی تقریباً وہی تھا۔ اُس وقت تعبیر نہ سمجھ سکے۔ اب سمجھ میں آچکی تھی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مقالاتِ یومِ رضا)

ہے بدرگاہِ خدا عطّارِ عاجز کی دُعا
تُم پہ ہو رحمت کا سایہ اے امام احمد رضا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

جنازہ پر انوار و تجلیات کی بارش

مُحدّثِ اعظم پاکستان حضرتِ علامہ مولینا محمد سردار احمد صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) زبردست عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) تھے۔

[1] اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کی تاریخِ وِصال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ ہے۔

طلبہ کو درسِ حدیث دیتے ہوئے خاص کر جب اُن احادیث کا تذکرہ آتا جن میں ابتدائے اِسلام میں سرکارِ دوعالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) پر کُفّار کے جَور و ستم کا تذکرہ ہے تو آپ کی چشمانِ کرم سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

آپ کا وِصال شعبانُ المعظم ۱۳۸۲ھ بمطابق دسمبر ۱۹۶۲ء کراچی میں ہوا اور لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

اَلحمدُ لِلّٰہ! دعوتِ اسلامی کے قافلے کے ساتھ سگِ مدینہ کو بھی فیصل آباد حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ کے مزارِ پُرانوار پر بھی اَلحمدُ لِلّٰہ حاضری نصیب ہوئی ہے۔ آپ کی "جامع مسجد" میں اور آپ کے مدرسے "جامعہ رضویہ" کے ساتھ مُلحق مسجد شریف میں مجھے دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں بیان کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی ہے اور میں نے عینی شاہدین سے اِس واقعہ کی تصدیق کی ہے کہ

"حضرتِ مُحدّثِ اعظم پاکستان مولینا محمد سردار احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا جنازۂ مبارکہ لائل پور اسٹیشن سے جامعہ رضویہ لایا جا رہا تھا۔ جنازۂ مبارکہ جب کچہری بازار کے سرے پر پہنچا تو اچانک لوگوں کی آنکھوں نے دیکھا کہ جنازۂ مبارکہ پر انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے!"

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَ اللہ

مدینے کا مُسافر ہند سے پہنچا مدینے میں!

صدرُ الافاضل حضرتِ مولینا سیّد نعیم الدین مُرادآبادی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) زبردست عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) تھے۔ آپ کے بیان میں اِس قدر تاثیر تھی کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے تھے۔ آپ امامِ اہلسنّت اعلیحضرت مولینا شاہ احمد رضا خان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے اعلیحضرت کے ترجمۂ قرآن "کنز الایمان" پر حاشیہ "خزائن العرفان"

تحریر فرما کر اُمّت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔

آپ کے بارے میں یہ ایمان افروز واقعہ سگِ مدینہ کو آپ کے داماد حکیم سیّد یعقوب علی صاحب (مرحوم) نے سنایا تھا۔

حکیم الاُمّت حضرتِ علّامہ مولٰینا مُفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) حجِّ بیتُ اللّٰہ پر تشریف لے گئے تھے۔ مدینہ منوّرہ میں جب سرکارِ دو عالَم[2] (صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے دربارِ گُہربار میں حاضر ہوئے تو سُنہری جالیوں کے قریب دیکھا کہ حضرتِ صدرُ الافاضل (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) بھی مجمع میں موجود ہیں۔ ملاقات کی جُرأت نہ ہوئی کیوں کہ باادب لوگ تو وہاں بات چیت نہیں کرسکتے۔ صلوٰۃ وسلام سے فارغ ہونیکے بعد باہر تلاش کیا مگر ملاقات نہ ہوئی۔ حضرتِ شیخُ الفضیلت، شیخُ العرب والعجم سیّدی ومولائی ضیاءُ الدّین[1] احمد قادری رضوی (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کے دربارِ فیض آثار پر حاضر ہوئے کہ عرب وعجم کے تمام عُلمائے حق اور مشائخ کرام حرمَین طیّبَین کی حاضری کے دَوران حضرتِ شیخُ الفضیلت کی زیارت کے لئے ضرور حاضر ہوتے تھے۔ وہاں بھی حضرت صدرُ الافاضل (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہ ہوئیں، حیران تھے کہ صدرُ الافاضل اگر تشریف لائے ہیں تو کہاں گئے؟ دریں اثنا مُراد آباد (بھارت) سے تار حضرتِ شیخُ الفضیلت (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کے آستانِ عرش نشان پر آیا۔ فُلاں دِن فُلاں وقت[2] حضرت صدرُ الافاضل مولٰینا نعیمُ الدّین صاحب (رحمۃُ

[1] اَلحمدُ لِلّٰہ! سگِ مدینہ حضرتِ قبلہ مولٰینا ضیاءُ الدّین احمد قادری (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کا غلام ہے۔ سیّدی ومُرشدی کم وبیش ستّتر سال مدینہ پاک میں مُقیم رہے اور ۴ ذُوالحِجّہ ۱۴۰۱ھ میں مدینہ پاک میں وفات پائی۔ جنّتُ البقیع میں دفن کیے گئے۔ رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ۔

[2] صدرُ الافاضل (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کی تاریخِ وصال ۱۸ ذوالحجۃ ۱۳۶۷ھ بمطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء ہے

اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کا مُراد آباد میں وِصال ہوگیا ہے۔

حضرتِ مُفتی احمد یار خان نے جب وَقت مِلایا تو وُہی وَقت تھا جس وَقت سُنہری جالیوں کے قریب صدرُ الافاضل نظر آئے تھے فوراً سمجھ گئے کہ جیسے ہی اِنتقال فرمایا، بارگاہِ رسالت میں صلوٰۃ وسلام کے لئے حاضر ہوگئے۔

مدینے کا مُسافر ہند سے پہنچا مدینے میں | قدم رکھنے کی نوبت بھی نہ آئی تھی سفینے میں

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہ | وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَ اللّٰہ

مُفتیِ اعظم ہند (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کی بعدِ وصال کرامت

شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنّت حُضور مُفتیِ اعظم ہِند شاہ محمد مُصطفےٰ رضا خاں صاحب (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کا ۱۴ مُحرّمُ الحرام ۱۴۰۲ھ رات ایک بجکر چالیس[40] منٹ پر بریلی شریف میں وِصال ہوا۔ بعدِ وِصال آپ کے چہرۂ زیبا پر آثارِ تبسُّم تھے اور آپ حضرتِ شیخ سعدی (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کے ان دو اَشعار کے مِصداق تھے ؎

یاد داری کہ وقتِ زادنِ تو | ہمہ خنداں بُودند تو گریاں

آں چناں زی کہ وقتِ رفتنِ تو | ہمہ گریاں بُودند تو خنداں

ترجمہ: اے انسان! تجھے یاد ہے کہ جب تو پیدا ہوا تھا تو سب ہنس رہے تھے اور تو رو رہا تھا لیکن وقتِ رخصت (موت) تیری شان یہ ہونی چاہیے کہ تو ہنس رہا ہو اور سب رو رہے ہوں۔

ہندوستان کے جلیلُ القدر مُحدِّثین، مُفسِّرین اور مشائخ اور خاندان کے اَفراد کی موجودگی میں حُضور مُفتیِ اعظم ہند (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کو غُسل دیا جا رہا تھا تمام مَلبُوسات اُتار لئے گئے اور ایک چادر آپ کے جسمِ مُبارک پر ڈال دی گئی۔ اچانک ہوا چلی اور جسمِ اَطہر پر پڑی ہوئی چادرِ مُبارک ہوا کی وجہ سے ہلنے لگی۔ قریب تھا کہ بے پردگی ہوجاتی۔ حُضور مُفتیِ اعظم ہند (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) کے ہاتھ میں حرکت پیدا ہوئی اور ہاتھ بتدریج اُٹھا جس کو تمام حاضرین

نے سَر کی آنکھوں سے دیکھا۔ حُضور مُفتیِ اعظم ہند (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے اِس اُڑنے اور کھسکنے والی چادر کو اَنگُشتِ شہادت اور بیچ والی اُنگلی کی گرِفت میں لے لیا اور پھر بتدریج ہاتھ مبارک نیچے آگیا اور جسمِ مُبارک پر چادر تن گئی اور آپ نے تا فراغتِ غسل چادر کو اپنے دستِ مُبارک سے نہ چھوڑا۔ جب کفن زیبِ تن کرنے کا وَقت آیا تو چادر دستِ پاک سے چھوڑ دی۔ (ماہنامہ "استقامت" کانپور، رجب المرجب ۱۴۰۳ھ مفتی اعظم ہند نمبر)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

مُبلّغِ دعوتِ اسلامی عبدُ الغفار قادِری علیہ الرَّحمۃ پر رَحمت ہی رَحمت

مرحوم عبدُ الغفّار قادِری حَسین نوجوان تھے۔ آواز اچھّی تھی، اِبتِداءً ماڈرن دوستوں کا ماحَول ملا تھا۔ (جیسا کہ آجکل عام ماحَول ہے اور مَعاذَ اللہ اسے معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا)۔ گانے وغیرہ گاتے، مُوسیقی کا فن سیکھا، امریکا میں کلب میں ملازمت کرنے کے لئے بڑی بھاگ دوڑ بھی کی لیکن مُقدّر میں "دردِ مدینہ" تھا، قسمت اچھّی تھی امریکہ میں نوکری نہ مل سکی ورنہ آج شاید ہزاروں دِلوں میں اُن کی مَحَبَّت و عقیدت کی شمع روشن نہ ہوتی۔ خوش قسمتی سے انتقال سے تقریباً سات سال قبل اسلامی بھائیوں کا ماحَول مُیسّر آگیا۔ اب فلمی گانوں کی جگہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کی پیاری پیاری نعتوں نے لے لی۔ کبھی اسٹیج پہ آکر مزاحیہ لطیفے سُنا کر لوگوں کو ہنساتے تھے، اب سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کے ہجر و فراق کے پُرسوز قصیدے گُنگُنا کر عاشقوں کو رُلانے اور دیوانوں کو تڑپانے لگے۔ دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ ماحَول نے ایک ماڈرن نوجوان کو پیارے رسول (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کا دیوانہ اور سراپا سُنّتوں کا نُمونہ بنا دیا۔ چہرے پہ داڑھی مُبارَک سَر پر زُلفیں اور ہر وقت سُنّت کے مطابِق لباس اور سر پر ..... عمامہ مُبارکہ سے آراستہ رہنے لگے۔ نہ صِرف خود سُنّتوں پر عمل کرتے بلکہ اپنے بیان کے ذریعہ دُوسروں کو بھی سُنّتوں پر عمل کی ترغیب دلاتے رہے۔ وہ ایک

اچھے مبلّغ، نعت گو شاعر تھے اور میرا حُسنِ ظن ہے کہ وہ عاشقِ رسول (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) با اَخلاق و باکردار مُسلمان تھے۔ چند روز بسترِ عَلالت پر رہ کر ربیعُ الثّانی کی چاند رات ۱۴۰۶ھ شبِ ہفتہ بمطابق ۱۴ دسمبر ۱۹۸۵ء کو صِرف ۳۲ سال اِس بے وفا دُنیا میں گزار کر بھر پور جوانی کے عالَم میں اِس دُنیا سے کُوچ کر گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ترجمہ: ہم اللہ (عزّوجلّ) کے مال ہیں اور ہم کو اُسی کی طرف پھرنا ہے۔

سُنّتوں کے ماحَول کی بَرَکت سے مجھے لگتا ہے وہ زندگی کی بازی جیت گئے انہیں سُنّتیں کام آگئیں جن کی سُنّتیں زِندہ کرنے کی دُھن تھی۔ اُس شفیق آقا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کا کرم ہو ہی گیا۔

مرحوم تختۂ غسل پہ مُسکرا دیئے!

میں (سگِ مدینہ) مرحوم کی تکفین و تدفین میں اوّل تا آخر شریک رہا۔ چند مبلّغینِ دعوتِ اسلامی مل جل کر نہایت ہی احتیاط کے ساتھ مرحوم کو غسل دے رہے تھے اور میں اِنہیں غسل کی سنّتیں بتا رہا تھا۔ جب دورانِ غسل مرحوم کو بٹھایا گیا تو چہرے پر اِس طرح مسکراہٹ پھیل گئی، جس طرح وہ اپنی زندگی میں مسکرایا کرتے تھے۔ میں اُس وقت مرحوم کی پُشت پر تھا، جتنے اسلامی بھائی چہرے کی طرف تھے اُن سب نے یہ منظر دیکھا۔ کفن پہنانے کے بعد چہرہ کھلا چھوڑ دیا گیا اور آخری دیدار کے لئے لوگ آنے شروع ہوئے، ہم مل کر نعت شریف پڑھ رہے تھے۔ بعض دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مرحوم کے ہونٹ بھی جُنبش کر رہے تھے۔ گویا نعت شریف پڑھ رہے ہیں۔ حسبِ وصیّت سگِ مدینہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، جنازۂ مبارکہ کا جلوس بہت بڑا تھا اور سماں بھی قابلِ دید تھا۔ ذِکر و دُرود اور نعت وسلام سے فضا گونج رہی تھی۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دُھوم سے نِکلے
محبوب کی گلیوں سے ذرا گُھوم کے نِکلے

بالآخر اشکبار آنکھوں کے ساتھ مرحُوم کو سپُردِ خاک کیا گیا۔ بعدِ تدفین عزیز و اقارِب رخصت ہو گئے۔ مگر اب بھی رُوحانی رشتہ دار یعنی اِسلامی بھائی کثیر تعداد میں کافی دیر تک قبر پر موجود رہے۔ اور نعت خوانی ہوتی رہی۔

مرحوم کو سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے دامن میں چھپا لیا!

مرحُوم کے سوئم کے سلسلے میں شہید مسجد کھارادر کراچی میں عشاء کے بعد ہم نے قرآن خوانی اور محفلِ نعت کا اِنعقاد کیا۔ اِجتماع کثیر تھا اِس لئے مسجد کے باہر ہی محفل کا اِنتظام کیا گیا۔ مولینا حسن رضا خان (علیہ رحمۃ الرحمٰن) کی لکھی ہوئی نعت شریف کے اِس شعر کی دیر تک تکرار ہوتی رہی۔

ع: بخشوانا مجھ سے عاصی کا رَوا ہوگا کیسے ؟
کِس کے دامن میں چُھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر

حاضِرین پر ایک ذَوق کی کیفیّت طاری تھی ایک خوش نصیب اسلامی بھائی نے مُجھے بتایا کہ اِس دَوران مجھ پر غُنُودگی طاری ہو گئی آنکھ بند ہوئی اور دِل کی آنکھیں کُھل گئیں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنی چادرِ مُبارک پھیلائے ہوئے محفلِ نعت میں جلوہ اَفروز ہیں اور خوش نصیبوں کو بُلا بُلا کر چادرِ مبارک میں چُھپا رہے ہیں۔ اتنے میں مرحُوم عبدُالغفّار قادِری بھی سُنّت کے مُطابِق اپنے مخصوص سفید لباس میں عمامہ سر پر سجائے نمُودار ہو گئے۔ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے مرحُوم کو بھی دامنِ رحمت میں چُھپا لیا۔

ڈھونڈا ہی کریں صدرِ قیامت کے سپاہی ۔۔۔ وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چُھپا ہو
دیکھا اِنہیں محشر میں تو رحمت نے پُکارا ۔۔۔ آزاد ہے جو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دامن سے بندھا ہو

دُرود و سلام کی فضیلت پر چالیس حدیثیں

اللّٰہ (عزّوجلّ) کا فرمانِ عالیشان ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (پ ۲۲ ع ۴)

ترجمہ: بے شک اللہ (عزّوجلّ) اور اُس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! ان پر دُرود اور خُوب سلام بھیجو۔ (کنزُالایمان)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ۔۔۔ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے چالیس فرمانِ عالیشان

(۱) قِیامت کے دن لوگوں میں سے میرے نزدیک زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے دُنیا میں مجھ پر زیادہ دُرود پڑھا ہوگا۔ (ترمذی، کنزُالعُمّال)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه ۔۔۔ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

(۲) جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرود شریف پڑھا اللّٰہ (عزّوجلّ) اُس پر دس رحمتیں نازِل فرماتا ہے اور اُس کے دس گُناہ مٹاتا ہے اور اُس کے دس درجات بلند فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ۔۔۔ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

(۳) تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو، کیونکہ تمہارا دُرودِ پاک پڑھنا قیامت کے روز تمہارے لئے نُور ہوگا۔ (جامعِ صغیر)

(۴) اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه ۔۔۔ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰه

مجھ پر دُرودِ پاک پڑھنے والے کو پُلِ صراط پر عظیمُ الشّان نُور عطا ہوگا اور جس کو

پُل صراط پر نور عطا ہوگا وہ اہلِ نار (دوزخ) سے نہ ہوگا۔ (دلائلُ الخیرات)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

۵ بے شک بروزِ قیامت دہشتوں اور دشوار گزار گھاٹیوں سے جلدی نجات پانے والا وہ شخص ہوگا جس نے دنیا میں کثرت سے دُرودِ پاک پڑھا ہوگا۔ (شِفاء شریف)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللّٰہ

۶ میرے حوضِ کوثر پر قیامت کے روز کچھ گروہ آئیں گے جنہیں میں کثرتِ دُرودِ پاک کی وجہ سے پہچانتا ہوں گا۔ (کَشْفُ الغُمّۃ)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

۷ جس نے مجھ پر ایک بار دُرودِ پاک پڑھا اللہ (عزوجل) اُس پر دس بار رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر دس بار دُرودِ پاک بھیجتا ہے اللہ (عزوجل) اُس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو بار دُرودِ پاک بھیجے اللہ (عزوجل) اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ بندہ نفاق اور دوزخ کی آگ سے بری ہے اور قیامت کے دن اُس کو شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔ (اَلتَّرغِیب وَالتَّرہِیب)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللّٰہ

۸ جس نے مجھ پر دن بھر میں ہزار مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا، وہ مرے گا نہیں جب تک جنّت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے گا۔ (اَلتَّرغِیب وَالتَّرہِیب)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

۹ جس نے مجھ پر دس بار دُرودِ پاک پڑھا، اللہ (عزوجل) اُس پر سو رحمتیں

نازِل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے اللہ (عزوجل) اُس پر ہزار رحمتیں نازِل فرماتا ہے اور جو محبّت و شوق سے اِس سے بھی زیادہ پڑھے، میں قیامت کے روز اُس کا شفیع اور گواہ بنوں گا۔ (اَلقَولُ البَدِیع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللّٰہ

۱۰ جو بندہ مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھتا ہے اللہ (عزوجل) اُس پر دس مرتبہ رحمت نازِل فرماتا ہے اب بندے کی مرضی ہے وہ کم پڑھے یا زیادہ۔ (اَلقَولُ البَدِیع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ ، وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

۱۱ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا اللہ (عزوجل) اُس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اُس کے دس درجات بلند فرماتا ہے اور یہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (اَلتَّرغِیب وَالتَّرہِیب)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللّٰہ

۱۲ بندہ جب تک مجھ پر دُرودِ پاک پڑھتا رہتا ہے اُس وقت تک اللہ (عزوجل) کے فرشتے اُس پر رحمتیں نازِل کرتے رہتے ہیں۔ اب تمہاری مرضی کہ تم مجھ پر دُرودِ پاک کم پڑھو یا زیادہ۔ (اَلقَولُ البَدِیع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

۱۳ جو مجھ پر دُرودِ پاک پڑھے گا قیامت کے روز میں اُس کی شفاعت کروں گا۔ (اَلقَولُ البَدِیع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللّٰہ

۱۴ جو میری محبّت اور میری طرف شوق کی وجہ سے مجھ پر ہر دن اور ہر رات کو تین تین بار دُرود شریف پڑھے تو اللہ (عزوجل) پر حق ہے کہ وہ اُس کے

۲۱۴ درود و سلام کی فضیلت پر چالیس حدیثیں

اُس دن اور اُس رات کے گُناہ بَخش دے۔ (اَلتَّرغِیب وَالتَّرھِیب)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

۱۵ جسے یہ پسند ہو کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی بارگاہ میں پیش ہوتے وقت اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُس پر راضی ہو اُسے چاہیئے کہ وہ مجھ پر کثرت سے دُرُود پڑھے۔ (کَشْفُ الغُمّہ)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللہ

۱۶ جب تم کسی چیز کو بھول جاؤ تو مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھو اِنْ شَآءَ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) یاد آجائیگی۔ (سَعادَۃُ الدّارین)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

۱۷ جب ۲ دو دوست آپس میں مُلاقات کرتے ہیں اور وہ مُصافحہ کرتے ہیں اور سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُودِ پاک پڑھتے ہیں تو اُن ۲ دونوں کے جُدا ہونے سے پہلے ۲ دونوں کے اگلے پچھلے گُناہ بَخش دیئے جاتے ہیں۔ (اَلتَّرغِیب وَالتَّرھِیب)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللہ

۱۸ تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا قیامت کے دن پُل صراط کے اندھیرے میں تمہارے لئے نُور ہوگا اور جو شخص یہ چاہے کہ قیامت کے دن اُسے اَجر کا پیمانہ بھر بھر کر دیا جائے، اسے چاہیئے کہ وہ مجھ پر دُرود کی کثرت کرے۔ (سَعادَۃُ الدّارین)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

۱۹ تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہاری دُعاؤں کا مُحافِظ ہے اور تمہارے لئے پروردگار کی رضا کا باعث ہے اور تمہارے اَعمال کی طَہارت ہے۔ (سَعادَۃُ الدّارین)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللہ

۲۰ جس نے کتاب میں مجھ پر دُرُودِ پاک لکھا تو جب تک میرا نامِ مُبارک اُس

۲۱۵ درود و سلام کی فضیلت پر چالیس حدیثیں

میں رہے گا فرِشتے اُس کے لئے اِستِغفار کرتے رہیں گے۔ (سَعادَۃُ الدّارین)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

۲۱ جس شخص نے میری طرف سے کوئی عِلم کی بات لکھی اور اُس کے ساتھ دُرُودِ پاک لکھ دیا تو جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گی اُس کو ثواب ملتا رہے گا۔ (سَعادَۃُ الدّارین)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللہ

۲۲ قِیامت کے روز اللہ (عَزَّوَجَلَّ) مُحدِّثینِ کرام اور عُلمائے دین کو اُٹھائیگا اور اُن کی سیاہی مہکتی خوشبو ہوگی۔ وہ دربارِ خُداوندی (عَزَّوَجَلَّ) میں حاضِر ہونگے تو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُن سے فرمائے گا، "تم عرصۂ دراز تک میرے حبیب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر دُرُودِ پاک بھیجتے رہے تھے۔ فرِشتو! اِن کو جنّت میں لے جاؤ۔" (سَعادَۃُ الدّارین)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

۲۳ جس نے قُرآن پڑھا اور اپنے پروردگار (عَزَّوَجَلَّ) کی حَمد کی اور پھر مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھا تو اُس نے خَیر کو اپنی جگہوں سے تلاش کر لیا۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللہ

۲۴ جو مجھ پر دن بھر میں پچاس ۵۰ بار دُرُودِ پاک پڑھے تو قیامت کے دن میں اُس سے مُصافحہ کروں گا۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

۲۵ ہر چیز کے لئے طَہارت اور غُسل ہے اور ایمان والوں کے دِلوں کے زنگ کی طَہارت مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا ہے۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَانُوْرَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

۲۶ جو مجھ پر ایک بار دُرودِ پاک پڑھتا ہے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُس کے لئے ایک قیراط اَجر لکھتا ہے اور قیراط اُحُد پہاڑ جتنا ہے۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

۲۷ جس شخص نے اپنی زندگی میں مجھ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھے، اُس کی موت کے وقت اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اپنی تمام مخلوقات سے فرمائے گا کہ اِس بندے کے لئے بخشش کی دُعا مانگو۔ (نُزْہَۃُ الْمَجَالِس)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

۲۸ جُمعہ کی چمکتی دَمکتی رات (یعنی شبِ جُمعہ) اور جُمعہ کے رَوشن دن میں مجھ پر کثرت سے دُرود شریف پڑھو، کیونکہ تمہارا دُرودِ پاک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (جامِعِ صَغِیْر)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

۲۹ جُمعہ کے روز مجھ پر دُرود شریف کی کثرت کرو، کیونکہ یہ یَومِ مَشْہُود ہے۔ اِس روز فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور بے شک تم میں سے کوئی جب دُرود شریف پڑھتا ہے تو اُس کے دُرود شریف پڑھنے سے فارِغ ہونے سے پہلے ہی اُس کا دُرودِ پاک میرے دربار میں پہنچ جاتا ہے۔ (جامِعِ صَغِیْر)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

۳۰ روزِ جُمعہ اور شبِ جُمعہ (یعنی جمعرات اور جُمعہ کی درمیانی شب) مجھ پر دُرود شریف کی کثرت کرو، کیونکہ جو ایسا کرے گا میں قیامت کے روز اُس کا شَفِیع اور گواہ ہُونگا۔ (جامِعِ صَغِیْر)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

۳۱ جب جُمعرات کا دن آتا ہے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) فرشتوں کو بھیجتا ہے جن کے پاس چاندی کے کاغذ اور سونے کے قلم ہوتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ کون جُمعرات اور شبِ جُمعہ سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شُمار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر زیادہ سے زیادہ دُرود پڑھتا ہے۔ (سَعَادَۃُ الدَّارَین)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

۳۲ جو شخص روزِ جُمعہ سَو بار مجھ پر دُرودِ پاک پڑھے، جب وہ قیامت کے روز آئے گا تو اُس کے ساتھ ایک ایسا نُور ہوگا کہ اگر وہ ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کِفایت کرے۔ (دَلائِلُ الْخَیرات)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

۳۳ مجھ پر روزِ جُمعہ اور شبِ جُمعہ دُرودِ پاک کی کثرت کر لیا کرو، کیونکہ باقی دِنوں میں فرشتے تمہارا دُرودِ پاک پہنچاتے رہتے ہیں مگر جُمعہ کے دن اور شبِ جُمعہ جو مجھ پر دُرودِ پاک پڑھتے ہیں، اُس کو میں خود سُنتا ہوں۔ (نُزْہَۃُ الْمَجَالِس)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

۳۴ جو شخص مجھ پر دُرودِ پاک پڑھنا بھول گیا، وہ جنّت کا راستہ بھول گیا۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللہ

۳۵ بَخیل ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذِکر ہُوا اور اُس نے مجھ پر دُرود شریف نہ پڑھا۔ (مشکوٰۃ)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

۳۶ تین شخص میری زِیارت سے محرُوم رہیں گے (اَلعِیَاذُ بِاللہِ عَزَّوَجَلَّ) (۱) والِدَین کا نافرمان (۲) میری سُنّت کا تارِک اور (۳) جس کے سامنے میرا ذِکر ہو

اور وہ دُرود پاک نہ پڑھے۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَاللہ

۳۷ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اُس میں مَدَنی تاجدار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) پر دُرود شریف نہیں پڑھتے وہ لوگ اگر جنّت میں داخِل ہو بھی گئے لیکن اُن پر حسرت طاری ہوگی جب وہ جَزا دیکھیں گے۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

۳۸ جس کے پاس میرا ذِکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرودِ پاک نہ پڑھا وہ دوزخ میں جائے گا۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَاللہ

۳۹ ہر بامقصد کام جو بغیر ذِکر و دُرود شُروع کیا جائے وہ بے بَرَکت اور خیر سے مُنْقَطَع ہے۔ (مَطَالِعُ الْمَسَرَّات)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

۴۰ جس نے مجھ پر دُرودِ پاک پڑھا، بے شک اُس نے اپنی ذات پر سَتَّر دروازے رحمت کے کھول لئے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) لوگوں کے دِلوں میں اُس کی مَحبَّت ڈال دیتا ہے۔ لِہٰذا اُس شَخص کے ساتھ وہی بُغض رکھّے گا جس کے دِل میں نِفاق ہوگا۔ (کَشْفُ الْغُمَّہ)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَانُوْرَاللہ

اے مدینے کے تاجدار سلام ۔۔۔ اے غریبوں کے غمگسار سلام

ربِّ سلِّم کے کہنے والے پر ۔۔۔ جان کے ساتھ ہوں نثار سلام

وہ سلامت رہا قیامت میں ۔۔۔ پڑھ لئے جس نے دل سے چار سلام

(ذوقِ نعت)

دِیدارِ مُصطَفٰے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)

اُٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نُورِ باری حِجاب میں ہے

زمانہ تارِیک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نِقاب میں ہے (حدائقِ بخشش)

پیارے مُصطَفٰے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی معراج، دیدارِ کِبریا ہے اور عاشِق کی معراج دیدارِ مُصطَفٰے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) ہے۔ کون ایسا بدنصیب ہوگا جسے پیارے آقا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے دیدار کی تمنّا نہ ہو۔ یقیناً عاشقِ رسول (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی تمام تر مَتاع، دیدارِ رسول (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) ہی ہے۔

سرکار! تمہارا رُخِ زیبا نظر آئے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)

اِن آنکھوں کا ورنہ کوئی مَصْرَف ہی نہیں ہے

عاشِقینِ زیارتِ رسول (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے چند ایمان اَفروز واقِعات عرض کرتا ہوں کہ ایمان بھی تازہ ہو اور جلوۂ یار کی آتشِ شوق بھی مزید بھڑک اُٹھے۔

بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) اور دیدارِ مُصطَفٰے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)

جب عاشقِ زار حضرتِ بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کے وِصال کا وقت قریب آیا تو آپ کی بیوی نے فرطِ غم سے پُکارا، "وَاحُزْنَاہُ"، "ہائے دُکھ کی بات" یہ سُن کر حضرتِ بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے فرمایا، "وَاطَرَبَاہُ"، "واہ خوشی کی بات" کہ میں عنقریب اپنے محبوب آقا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) اور آپ کے پیارے ساتھیوں سے مُلاقات کرنے والا ہوں۔

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے ٭ کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نَظارہ تیرا (حدائقِ بخشش)

حضرتِ بلالِ حَبشی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا یہ واقِعہ تو بڑا ہی مشہور ہے، جب مَدَنی سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے وِصالِ ظاہِری فرمایا تو صَحابۂ کرام (علیہم الرضوان) پر قِیامت قائم ہوگئی۔ زندگیاں اُجڑ گئیں، غمِ مُصطَفٰے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) میں لوگ بے قرار ہوگئے۔

ان میں حضرتِ بلالِ حبشی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) بھی تھے۔ آپ مدینہ کی گلیوں میں دیوانہ وار پھرتے تھے اور لوگوں سے پوچھتے تھے کہ بھائیو! تم نے کہیں رسولُ اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کو دیکھا ہے؟ اگر دیکھا ہے تو مجھے بھی دیدار کرا دو یا مجھے سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کا پتہ ہی بتا دو۔ مدینے کی گلیوں میں ہر جگہ محبوب کے قدموں کے نشان ہیں۔ آخرِ کار بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) جدائی کی تاب نہ لا کر مدینے سے ہجرت کر کے ملکِ شام کے شہر حلب میں چلے گئے۔

تقریباً ایک سال کے بعد خواب میں آپ نے حضورِ اکرم (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کا دیدار کیا، سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) فرما رہے ہیں "اے بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! تم نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ کیا تمہارا دل ہم سے ملنے کو نہیں چاہتا؟" آنکھ کھل گئی۔ اضطراب بڑھ گیا۔ "لَبَّیْکَ یَا سَیِّدِیْ" اے آقا (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم)! غلام حاضر ہے۔ کہتے ہوئے اُٹھے اور راتوں رات اُونٹنی پر سوار ہو کر مدینۂ منورہ کی طرف چل نکلے۔ رات دن برابر سفر کرتے ہوئے آخر مرکزِ عشاق دیارِ مدینہ کی نورانی اور پُرکیف فضاؤں میں داخل ہو گئے۔ مدینے میں داخل ہوتے ہی دل کی دُنیا زیر و زبر ہو گئی۔ سیدھے مسجدِ نبوی میں پہنچے اور سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کو تلاش کیا، مگر سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) نظر نہ آئے، پھر حُجروں میں تلاش کیا، آہ! وہاں بھی سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) نہ ملے۔ آخرش بے قرار ہو کر مزارِ پُرانوار پر حاضر ہوئے اور روتے ہوئے عرض کیا۔ یا رسولَ اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم)! حلب سے غلام کو بلایا اور خود پردہ میں چھپ گئے، دیدار بھی نہ کرایا۔ روتے روتے بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) بے ہوش ہو کر قبرِ انور کے قریب گر گئے۔

اس دَوران بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی مدینۂ منوّرہ میں آمد کا شُہرہ ہو چکا تھا ہر طرف غُل تھا کہ مؤذّنِ بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ جب حضرتِ بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو ہوش آیا تو دیکھا کہ ہر

طرف لوگوں کا ہجوم ہو گیا ہے۔ اب مِنّت و سماجت شروع ہو گئی۔ لوگ التجائیں کر رہے ہیں "اے بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! ایک دفعہ پھر وہ دَرد بھری اذان سُنا دو، جو مدنی سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کو سناتے تھے"۔ بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ہاتھ جوڑ جوڑ کر سب سے معذرت طلب کر رہے ہیں بھائیو! یہ بات میری طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ میں جب حضورِ اکرم (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کی حیاتِ ظاہری میں اذان کہا کرتا تھا تو جس وقت میں "اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ" (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کہا کرتا تھا تو پیارے سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کا آنکھوں سے دیدار کر لیا کرتا تھا آہ! اب تو سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) پردہ میں چھپ گئے ہیں۔ اب بتاؤ کہ اذان میں سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کا دیدار کیونکر ہو گا؟ مہربانی فرما کر مجھے اِس خدمت سے معاف کر دو۔ مجھ میں برداشت کی قوّت نہیں۔ ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر حضرتِ بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے انکار ہی کیا۔

بعض حضراتِ صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) نے رائے دی.... کہ کسی صورت سے حسنینِ کریمین (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کو بلا لاؤ۔ اگر شہزادے بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے اذان کی فرمائش کریں گے تو بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ضرور مان جائیں گے۔ کیونکہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کے اہلبیت سے بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو بے حد محبت ہے۔ یہ رائے پسند آئی۔ چنانچہ ایک صاحب جا کر حسن و حسین (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کو بلا لائے۔ آتے ہی حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے حضرتِ بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فرمایا "اے بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! آج ہمیں وُہی اذان سُنا دو جو ہمارے نانا جان (صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم) کو سنایا کرتے تھے۔ حضرتِ بلال (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے پیارے حضرتِ حسین (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو گود میں اُٹھا لیا اور پھر کہا، تم میرے پیارے

محبوب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے کلیجے کے ٹکڑے ہو، مصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے باغ کے پھول ہو جو کچھ تم کہو گے وہی ہوگا۔ شہزادے! اگر میں نے انکار کر دیا اور کہیں تم رُوٹھ گئے تو مزار میں سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بھی رنجیدہ ہو جائیں گے۔

اب حضرتِ بلال (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے اذان شُروع کردی۔ مدینہ کی فضاؤں میں جب بلال (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی پُرسوز آواز گُونجی، تو اہلِ مدینہ کے دِل ہِل گئے۔ مہینوں کے بعد بلال (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی اذان سُن کر لوگوں کی نگاہوں کے سامنے سرکارِ ابدِ قرار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی دُنیوی حیات کا سماں بندھ گیا۔ لوگ روتے ہوئے بے تابانہ مسجدِ نبوی کی طرف دوڑ پڑے۔ ہر شخص بے قرار ہو کر گھر سے باہر آگیا۔ عورتیں، بچے سبھی مُضطربانہ گلیوں میں نِکل آئے۔ لوگ غمِ مُصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے نِڈھال ہو رہے تھے۔ ہچکیاں لے لے کر رو رہے تھے۔ جس وقت بِلال (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ" (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) زبان سے ادا کیا، ہزارہا چیخیں ایک ساتھ فضا میں بُلند ہُوئیں، جس سے فضا دَہل گئی۔ مرد، عورتیں سبھی زار و قطار رو رہے تھے۔ ننھّے ننھّے بچّے اپنی ماؤں سے لِپٹ کر پُوچھ رہے تھے، اُمّی جان! سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مُؤذِّن بلال (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) تو آگئے، مگر رسُولُ اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کب مدینے تشریف لائیں گے؟ حضرتِ بلال (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے جب "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ" کہا تو بے ساختہ نظر مِنبرِ رسُول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف اُٹھی۔ آہ! مِنبر خالی تھا۔ آہ! مُصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا دیدار نہ ہو سکا۔ ہِجرِ رسُول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے بے چین ہو گئے۔ غمِ مُصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

کی تاب نہ لاسکے۔ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ جب بہُت دیر کے بعد ہوش آیا تو اُٹھے اور روتے ہوئے پھر مُلکِ شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ (کُتُبِ کثیرہ)

اے کاش! اے قسمت مجھے مل جائے بِلالِ حبشی (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی
دم عشقِ محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں نکل جائے تو اچھا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نُوْرَ اللہ

حضرتِ عائشہ صدیقہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا) اور دیدارِ مصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

حضرتِ عائشہ صدیقہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا) فرماتی ہیں:

لَوَامِیْ زُلَیْخَا لَوْ رَأَیْنَ جَبِیْنَہٗ
لَاٰثَرْنَ بِالْقَطْعِ الْقُلُوْبَ عَلَی الْیَدِ

وَلَوْ سَمِعُوْا فِیْ مِصْرَ اَوْصَافَ خَدِّہٖ
لَمَا بَذَلُوْا فِیْ سَوْمِ یُوْسُفَ مِنْ نَقْدٍ

یعنی زُلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں اگر محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے چہرۂ روشن کو دیکھ لیتیں تو ہاتھ کاٹنے کی بجائے اپنے دِلوں کو کاٹ ڈالتیں اور بازارِ مصر میں خریدارانِ یُوسُف (عَلَیْہِ السَّلَام) اگر مُصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے رُخسارِ پُر انوار کے اَوصاف سُن لیتے تو یُوسُف (عَلَیْہِ السَّلَام) کی خریداری میں سرمایہ نہ لگاتے (معدنِ اخلاق)

سب سے پہلے حضرتِ یُوسُف (عَلَیْہِ السَّلَام) کا نامِ پاک لُوں
میں گناؤں گر ترے اُمیدوارانِ جمال (ذوقِ نعت)

حضرتِ حسّان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اور دیدارِ مُصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

حضرتِ حسّان بن ثابت (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) دربارِ رسالت (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مقبول نعت گو شاعر تھے۔

"حضرتِ عائشہ صدیقہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا) فرماتی ہیں کہ تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) حضرتِ حسّان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کیلئے مسجدِ نبوی شریف میں مِنبر رکھ دیا کرتے تھے حضرتِ حسّان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اِس مِنبر شریف پہ کھڑے ہو کر مدنی سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے فضائل بیان کیا کرتے تھے۔"

سرکارِ دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) حضرتِ حسّان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اشعار سُن کر خوش ہوتے اور انہیں داد دیتے ہوئے یُوں فرمایا کرتے تھے "اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْحَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ"، یعنی یا اللہ (عزّوجلّ) تو رُوحُ القُدُس کے ذریعے حسّان کی تائید فرما۔ (مشکوٰۃ)

حضرتِ حسّان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک موقع پر حُضُورِ پُرنُور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کی مُبارک شان میں یُوں نعتِ پاک عرض کی،

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ   وَاَکْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ   کَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: یارسولَ اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم آپ سے زیادہ حسین وجمیل میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا، آپ سے زیادہ صاحبِ کمال کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ہر عَیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ویسے ہی پیدا کئے گئے جیسے آپ چاہتے تھے۔

ایک صحابیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور دیدارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم)

غزوۂ اُحُد میں شیطان نے یہ افواہ اُڑا دی کہ "قَدْ قُتِلَ مُحَمَّدٌ" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) یعنی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) شہید ہوگئے۔ مجاہدین پریشان ہوگئے۔

یہ پریشان کُن خبر جب مدینۂ مُنوّرہ پہنچی تو خواتین فِراقِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) میں بے تاب ہوکر سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کی خیریت معلوم کرنے کیلئے مُضطربانہ گھروں سے نکل پڑیں۔ قبیلہ بنُو دینار کی ایک عورت بھی میدانِ جنگ کی طرف دوڑی چلی جارہی تھی۔ راستے میں چند صحابی (علیہم الرضوان) ملے، اِس عورت نے بے تابی سے پُوچھا، "رسولُ اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کا کیا حال ہے؟

اُنہوں نے کہا، "تیرا باپ شہید ہوگیا"۔

وہ بولی! "اِس کی مجھے پرواہ نہیں، مجھے رسولُ اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کی خبر دو۔"

ایک شخص بولا، "تیرا بھائی بھی شہید ہوگیا۔"

وہ جھنجھلا کر بولی، "اِسکی بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں، مجھے سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کی خبر چاہیئے۔"

کِسی نے پھر کہا، "تیرا بیٹا بھی شہید ہوگیا۔"

اُس عفیفہ نے یہ سب سُن کر کہا تو یہ کہا،

"یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں اشہنشاہِ اُمَم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم)؟"

صحابہ (علیہم الرضوان) نے اُسے بتایا کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، رسولُ اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) بخیر و عافیت ہیں۔"

اُس نے بے قرار ہوکر کہا، مجھے کسی طرح محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کے دربار میں لے چلو کہ شربتِ دیدار سے اپنی پیاس بُجھاؤں۔

چُنانچہ بارگاہِ مُصطفوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) میں اُس عاشقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو پیش کیا گیا۔ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کو صحیح وسلامت دیکھ کر کھِل گئیں۔ بے اختیار بول اُٹھیں، "کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ"

ترجمہ: اے آقا! آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) سلامت ہیں تو ساری مصیبتیں ہیچ ہیں۔ (سیرتِ ابنِ ھشام وطبری)

بڑھ کے اُس نے رُخِ روشن کو جو دیکھا تو کہا   تُو سلامت ہے تو سب ہیچ ہیں یہ رنج والم

میں بھی اور باپ بھی، بیٹا بھی برادر بھی فِدا   یانبی! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) آپ کے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم!

زِیاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آخری تمنّا اور دیدارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم)

غزوۂ اُحُد میں اُمُّ المؤمنین حضرتِ عائشہ صِدّیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے دیکھا کہ کچھ فاصلہ پر ایک شخص زخموں سے چُور چُور پڑا ہے اور بے چینی سے کَراہ رہا ہے۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اُس کے

پاس پہنچیں، پانی پلایا، سانس اُکھڑ رہی تھی۔ حضرت اُمّ المؤمنین کو یُوں محسوس ہوا کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔ آپ نے غور سے سُنا تو وہ کہہ رہا تھا، "اللہ (عزّوجلّ) کے رسُول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ...... اِن پر اللہ (عزّوجلّ) کی رحمتیں ہوں۔"

"کاش! ...... کوئی اُن (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو پیغام پہنچادے کہ اُن کا غلام 'زیاد' دُنیا سے رُخصت ہو رہا ہے۔"

ہم غریبوں کے سرہانے آئیے : بدنصیبوں کے سرہانے آئیے !

حضرتِ اُمّ المؤمنین مدنی آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پہنچیں، زیاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا پیغام پیش کیا۔ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بے قرار ہوکر "اپنے زخمی" کے سرہانے تشریف لائے۔

سربالیں اِنہیں رحمت کی اَدا لائی ہے حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے (ذوقِ نعت)

لب ہائے مبارکہ کو جُنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے، "زیاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آنکھیں کھولو، دیکھو میں آگیا ہوں۔"

زیاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو سامنے دیکھا، وَجد آگیا، مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے جلوؤں میں گُم ہوگئے۔ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:۔

زیاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! کوئی آخری تمنّا؟

حضرتِ زیاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھرّائی ہوئی آواز میں اِتنا کہہ سکے، "صِرف ایک تمنّا ہے" ...... یہ کہتے ہوئے اپنا نیم جان جسم بمشکل تمام گھسیٹ کر سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے قدموں پر رکھ دیا۔ ہونٹ آہستہ آہستہ حرکت کر رہے تھے اور یہ الفاظ لبوں پر کھیل رہے تھے:۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

یعنی "اللہ تعالیٰ (عزّوجلّ) سے ربّ ہونے کے باعث اور اسلام سے دین ہونے کے طور پر اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نبی ہونے کی حیثیت سے میں راضی ہوں۔"

پھر "فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ" "ربِّ کعبہ (عزّوجلّ) کی قسم! میں کامیاب ہوگیا۔" کہتے ہوئے سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے قدموں میں دم توڑ دیا۔ (مَعْدَنِ اَخلاق)

تجھ سے کی اے خدا (عزّوجلّ)! آرزو ہے یہی عاشقِ زار کی آبرو ہے یہی

موت کے وقت سر اُن (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے قدموں پہ ہو دید ہوتی رہے دم نکلتا رہے

حضرتِ عبداللہ بن زید انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور دیدارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

مروی ہے حضرتِ عبداللہ بن زید انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو صاحبِ اِذن اور مُستجابُ الدّعوات[1] تھے۔ اُنہوں نے جب حادثۂ قیامت نُما وفاتِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی رُوح فرسا خبر سُنی، تو غمِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں بے قرار ہوگئے۔ اِسی اِضطراب کے عالَم میں اللہ (عزّوجلّ) کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کی:۔

"اے اللہ! (عزّوجلّ) تیرے پیارے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا جلوہ نگاہوں سے دُور ہوگیا، اے اللہ! (عزّوجلّ) میری آنکھیں دُنیا کے پُرفریب نظارے نہیں چاہتیں۔ مولا! دیدارِ مُصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نہ رہا تو میری یہ آنکھیں بھی لے لے۔" اُسی وقت حضرتِ عبداللہ بن زید انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نابینا ہوگئے۔ (مدارجُ النّبوّت)

[1] یعنی ایسا شخص جس کی ہر دُعا قبول ہوتی ہو۔

؎ تمہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں * کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں

؎ اِن آنکھوں کا ورنہ کوئی مَصرَف ہی نہیں ہے * سرکار! تمہارا رُخِ زیبا نظر آئے

ایک گُروہِ صحابہ (علیہم الرضوان) اور دیدارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم)

جب مدینے والے آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کا وِصالِ ظاہری ہوا تو صحابہ کرام (علیہم الرضوان) پر قیامت قائم ہو گئی۔ ان میں ایک گُروہ ایسا بھی تھا جن کو دیدارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کے بغیر صَبر و قرار ہی نہ آتا تھا۔ وہ داغِ مفارقتِ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) برداشت نہ کرسکے اور اُنہوں نے مدینۂ منورہ سے ہجرت کرکے مُسافرت اِختیار کرلی۔ (مَدارِجُ النُّبوّت)

؎ جائیں کہاں؟ پُکاریں کسے؟ کس کا مُنہ تکیں؟
کیا پُرسش اور جا بھی سگِ بے ہُنر کی ہے (حدائقِ بخشش)

حیوانات اور دیدارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم)

مدنی سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کے وِصالِ ظاہری کا جانوروں کو بھی بے حد صدمہ ہوا۔ ایک دراز گوش (گدھا) جس پر سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) اکثر سواری فرمایا کرتے تھے، فرطِ غم سے بے تاب ہو کر اُس نے ایک کُنوئیں میں چھلانگ لگا کر جان دے دی۔ آں سَرور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کی خاص اُونٹنی بھی دیدارِ مُصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کے بغیر بے قرار رہنے لگی، کھانا پینا چھوڑ دیا اور اِس طرح اُس نے بھی جان دے دی! (مَدارِجُ النُّبوّت)

؎ میں مدینے تو گیا تھا یہ بڑا شَرَف تھا لیکن * وہیں دَم جو ٹُوٹ جاتا تو کچھ اور بات ہوتی!

امامِ اہلسنّت اور دیدارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم)

امامِ اَہلِ سُنّت مُجدِّدِ دین و مِلّت مولیٰنا شاہ احمد رضا خاں بریلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) زبردست عاشقِ رسُول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) تھے، مُتبحّر عالم تھے، کم و بیش ۵۰ پچاس عُلوم پر دَسترس رکھتے تھے۔ عُلمائے حَرَمینِ طَیّبین (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے آپ کو ۱۴ چودھویں صَدی کا مُجدِّد کہا۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے دین کو

باطِل کی آمیزش سے پاک کرکے اِحیائے سُنّت کے لئے زبردست کام کیا ساتھ ہی لوگوں کے دِلوں میں جو شمعِ عشقِ رسُول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) مدّھم پڑتی جارہی تھی اُسے از سرِ نو فروزاں کیا۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بِلاشک فَنافِی الرَّسُول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کے اعلیٰ مَنصَب پر مُتمکّن تھے۔ بارہا مدنی سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) کی زیارت سے خواب میں مُشرّف ہوئے تھے۔

دُوسری بار جب مدینۂ پاک کی حاضِری ہوئی تو بیداری میں زیارت کی حسرت لئے مُواجَہہ شریف میں پُوری رات حاضِر ہو کر دُرُود پاک کا وِرد کرتے رہے۔ پہلی رات کی قسمت میں یہ سَعادت نہ تھی۔ دُوسری رات آگئی۔ مُواجَہہ شریف میں حاضِر ہوئے اور دَردِ فِراق سے بے تاب ہو کر ایک نَعتیہ غَزَل پیش کی جس کے چند اَشعار یہ ہیں ؎

وہ سُوئے لالہ زار پھِرتے ہیں	تیرے دن اے بہار! پھِرتے ہیں
ہر چراغِ مَزار پر قُدسی	کیسے پروانہ وار پھِرتے ہیں
اُس گلی کا گدا ہوں میں جس میں	مانگتے تاجدار پھِرتے ہیں
پُھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں	دَشتِ طَیبہ کے خار پھِرتے ہیں
کوئی کیوں پُوچھے تیری بات رضا (رحمۃ اللہ علیہ)!	تجھ سے شَیدا ہزار پھِرتے ہیں

"مَقطَع" میں اعلیٰ حضرت عَلَیہِ الرَّحمَۃ نے اَز راہِ تَواضُع اپنے آپ کو "کُتّا" فرمایا ہے۔ لیکن میں نے اَدَباً اِس جگہ "شَیدا" لکھ دیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بارگاہِ رِسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) میں دُرُود و سلام پیش کرتے رہے۔ آخِرِ کار راحَتُ العاشِقین مُرادُ المُشتاقین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) نے اپنے عاشِقِ حقیقی کے حالِ زار پر خاص کرم فرمایا، اِنتظار کی گھڑیاں خَتم ہوئیں اور...... قسمت انگڑائی لے کر اُٹھ بیٹھی۔۔۔ نِقابِ رُخ اُٹھ گیا۔ خوش نصیب عاشِق نے عَین بیداری

(صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا بچشمانِ سر سے دیدار کرلیا۔

اپنے محبوب

شربتِ دید نے اِک آگ لگائی دل میں — تپشِ دل کو بڑھایا ہے بجھانے نہ دیا
اب کہاں جائیگا نقشہ ترے میرے دل سے — تہ میں رکھا ہے اِسے دل نے گمانے نہ دیا
سجدہ کرتا اگر اس کی اجازت ہوتی — کیا کروں اِذن مجھے اس کا خدا نے نہ دیا

(سامانِ بخشش)

پیارے اسلامی بھائیو! ہم سب کو چاہیئے کہ ہم بھی اپنے دل میں سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی محبت بڑھائیں اور دیدار کی تمنّا اپنے دِل میں پیدا کریں اور دیدار کی جستجو کرتے رہیں۔ اِنْ شَاءَ اللہ کبھی تو ہماری بھی قسمت چمک اُٹھے گی۔ کبھی تو وہ کرم فرما ہی دیں گے۔

سُنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں — کبھی میرے بھی گھر میں ہو چراغاں یارسُولَ اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

مدینہ منوّرہ (۱۴۰۵ھ) کی حاضری میں میرے ایک پیر بھائی جن کا تعلق ہندوستان سے ہے مگر سالہا سال تک مدینہ پاک میں اقامت پذیر رہے ہیں اُنہوں نے مجھے یہ ۲ دو ایمان اَفروز واقعات سُنائے، آپ بھی سُنئے اور جھومئے!

ایک بڑھیا اور دیدارِ مصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

۸۵

دو یا تین سال پہلے کا واقعہ ہے ایک پچاسی سالہ بُڑھیا حج کے لئے آئی تھی۔ مدینہ منوّرہ میں سُنہری جالیوں کے سامنے صلوٰۃ و سلام کیلئے حاضر ہوئی اور اپنے ٹُوٹے پُھوٹے الفاظ میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنا شروع کیا۔ ناگاہ ایک خاتون پر نظر پڑی جو ایک کتاب میں سے دیکھ دیکھ کر بڑے ہی عُمدہ اَلقاب کے ساتھ صلوٰۃ و سلام عرض کر رہی تھی۔ یہ دیکھ کر بےچاری اَن پڑھ بُڑھیا کا دِل ڈُوبنے لگا۔ عرض کیا، یارسولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں تو پڑھی لکھی نہیں۔ آپ کے شایانِ شان اَلقاب کے ساتھ سلام عرض کرنا آتا ہی نہیں۔ آپ کی عظمت و شان واقعی بہت ہی بلند و بالا

ہے۔ آپ تو اُنہیں کا سلام قبول فرماتے ہوں گے جو بہترین انداز میں سلام پیش کرتے ہوں گے۔ ظاہر ہے مجھ اَن پڑھ کا سلام آپ کو کہاں پسند آئے گا! دِل بھر آیا، رو دھو کر چُپ ہو رہی۔ رات کو جب سوئی تو قسمت انگڑائی لے کر جاگ اُٹھی کیا دیکھتی ہے کہ سرہانے اُمّت کے والی سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تشریف لائے ہیں۔ لب ہائے مُبارکہ کو جُنبش ہوئی، پھول جھڑنے لگے الفاظ کچھ یُوں ترتیب پائے:-

"مایُوس کیوں ہوتی ہو ہم نے تمہارا سلام سب سے پہلے قبول فرمایا ہے۔"

تم اُس کے مددگار ہو تم اُس کے طرفدار — جو تم کو نِکمّے سے نِکمّا نظر آئے
لگاتے ہیں اُس کو بھی سینے سے آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) — جو ہوتا نہیں مُنہ لگانے کے قابل

ایک افریقی کے دیدارِ مُصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا عجیب واقعہ

چند سال پہلے کا واقعہ ہے ایک افریقی مِسکین سرکارِ ابدِ قرار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بےکسوں کے مددگار، اُمّت کے حال سے خبردار، محبوبِ پروردگار، شفیعِ روزِ شمار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے رَوضۂ پُرانوار پر حاضر ہوا اور قدمین شریفین کی سیدھ میں دھرنا مار کر بیٹھ گیا اور عرض کی "یارسولَ اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) جب تک شربتِ دیدار نہیں پیوں گا، کھانا نہیں کھاؤں گا" یہی رٹ لگاتا رہا۔ پُورا دن گزر گیا۔ دُوسرا دن آگیا۔ وہیں جم کر بیٹھا رہا۔ مُطالبۂ دیدار جاری رہا۔ دوسرا دن بھی یُوں ہی گُزر گیا۔ کھانا نہیں کھایا۔ تیسرا دن آگیا، بھوک سے نِڈھال ہو چکا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد نقاہت سے غَشی طاری ہو گئی۔ بے ہوش ہو گیا۔ آنکھیں تو کیا بند ہوئیں، دِل کی کھڑکیاں کُھل گئیں۔ بِالآخر بےکسوں کے آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو رحم آہی گیا۔ رحم تو شروع ہی سے تھا مگر مرضی! دیوانے کو ٹھونک

بجا کر دیکھا جا رہا ہوگا، ہو سکتا ہے تڑپنے والے کی ادا پسند آگئی ہو اور مزاجِ یار میں آیا ہو کہ ذرا اور تڑپنے دو۔ بہرحال پردے اُٹھا ہی دیئے۔ سرکار نے تشریف لے آئے۔ اپنے دیوانے کیلئے روٹی بھی ساتھ لیتے آئے۔ نہایت ہی شفقت سے اپنے بھوکے عاشق کو اپنے رحمت بھرے ہاتھ سے روٹی کھلائی۔ شربتِ دیدار بھی پلایا، پھر تشریف لے گئے۔ ابھی روٹی کا ٹکڑا مُنہ میں ہی تھا کہ آنکھ کُھل گئی۔ اتنے میں ایک عَرب صاحِب تشریف لائے روٹی کا بقیہ ٹکڑا مانگ لیا۔ دے دیا، اُس نے کھا لیا۔ کہا چلئے۔ چلدیئے۔ باہر کار، کھڑی تھی۔ بیٹھنے کا اِشارہ کیا۔ بیٹھ گئے۔ کار فرّاٹے بھرنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد کار ایک عالیشان عمارت کے پاس آکر رُک گئی۔ عمارت کے اندر داخِل ہوئے۔ بیٹھے۔ اب عَرب صاحِب دَست بَستہ عَرض کر رہے ہیں، عالی جاہ! جو کچھ حاجت ہو فرمائیے۔ کہا، اللّٰہ (عزّوجلّ) نے بہت کچھ دے رکھا ہے۔ ایک تمنّا تھی وہ بھی سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) نے پوری فرمادی، سرکار سے سرکار کو مانگا تھا مِل گئے ؎

تُجھ سے تجھی کو مانگوں تو سب کچھ مل جائے
سَو سُوالوں سے یہی ایک سُوال اچھا ہے

عَرب صاحِب نے بتایا کہ بات یہ ہے کہ ابھی کچھ ہی دیر قبل میری آنکھ لگ گئی اور مجھے سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کی زِیارت ہوئی اور سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) نے مُجھ سے فرمایا،

"میرے قَدمَین شریفَین میں جلد پہنچو، وہاں میرا ایک دیوانہ ملے گا۔ اُس کے پاس روٹی کا ٹکڑا ہوگا۔ اُس سے لے کر تم کھا لینا۔ اور پھر اپنے گھر لا کر اُس کی خدمت کرنا۔" ؎

بھر کے جھولی میری میرے سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) نے
مُسکرا کر کہا "اور کیا چاہیئے؟"

ایک حاجی اور دیدارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم)

مدینۂ مُنوَّرہ (سنہ ۱۴۰۰ھ) کی حاضِری میں سگِ مدینہ کی برادری کے ایک اسلامی بھائی نے اپنا ایمان افروز واقِعہ سُنایا، مگر اپنا نام ظاہر کرنے سے روک دیا ہے۔ اُس نے بتایا کہ میں مسجدِ نبوی شریف (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) میں سبز جالیوں کی طرف سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کی پُشتِ اَطہر کی جانب بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اندر سے سچ مُچ سرکارِ عالی وَقار (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) باہر تشریف لے آئے میں بالکل بیداری کے عالَم میں ہوش وحَواس کے ساتھ سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کو دیکھ کر چونک پڑا، بدن پر رَعشہ طاری ہوگیا۔ نِگاہیں جُھک گئیں۔ سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) مجھ سے فرما رہے تھے،

"مانگ کیا مانگتا ہے؟"

مگر مجھ میں حَوصلہ ہی کہاں رہا تھا جو لَب کُشائی کرتا۔ آہ! میں کچھ مانگ نہ سکا۔ سرکار۔۔۔ میرے پیارے سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) پھر اندر تشریف لے گئے۔

؎ آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دِیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے!

پیارے اسلامی بھائیو! حقیقت یہی ہے کہ آج بھی ہمارے سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کے جلوے عام ہیں۔ جس پر چاہتے ہیں کرم فرما دیتے ہیں۔ جس کو چاہتے ہیں جلوہ دکھا دیتے ہیں ؎

ویراں ہوں جب آباد مکاں صُبحِ قیامت
اُجڑا ہوا دل آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کے جلووں سے بسا ہو

مَوقوف نہیں صُبحِ قیامت ہی پہ یہ عَرض
جب آنکھ کُھلے سامنے تو جلوہ نُما ہو

سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کا دیدار کیسے ہو؟

حضرتِ شیخ اَبُو المَواہِب شاذلی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں:۔

جو شخص نبیِ کریم (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی زیارت کرنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ حضور سیّدِ عالم (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا کثرت سے ذِکر کرتا رہے اور ساداتِ اَولیاء سے مَحبّت رکھے وَرنہ خواب کا دروازہ اِس پر بند ہے۔ کیونکہ وہ نُفُوسِ قُدسیہ تمام لوگوں کے سردار ہیں۔ یہ جن سے ناراض ہوتے ہیں اللہ (عزّوجلّ) اور اُس کا پیارا حبیب (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) بھی اُن سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ (اَفضلُ الصّلوٰۃ)

بَعض اَوقات اِسلامی بھائیوں کے ذِہن میں یہ سُوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں پتہ کس طرح چلے گا کہ ہم نے خواب میں سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی زِیارت کی!

اس کا جواب یہ ہے کہ خواب میں پتہ چلنے کی تین۳ صُورتیں ہیں:

1. جس شخصیت کی خواب میں آپ زِیارت کر رہے ہیں اِن کے بارے میں دل ہی دل میں اِلقا ہوتا ہے کہ یہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) ہیں۔
2. کوئی دوسرا تعارُف کرائے کہ یہ مدنی آقا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) ہیں۔
3. خود سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) بہ نفسِ نفیس اپنا تعارُف کرا دیں۔

اور یاد رکھئے جس نے سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو خواب میں دیکھا۔ اُس نے سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) ہی کی زیارت کی۔ آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی صُورتِ مُبارکہ میں شیطان نہیں آسکتا۔

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا اِرشادِ گرامی ہے:۔

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ۔ یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حق دیکھا۔ (شفاء السقام)

ایک دُوسرے مقام پر مَزیدِ وضاحت کے ساتھ اِرشاد فرماتے ہیں:۔

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِیْ یَقْظَۃٍ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ۔ (بُخاری، مُسلم) یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میرا ہم شکل نہیں ہوسکتا۔

دیدار کی کئی صُورتیں ہوتی ہیں۔ ہر ایک زائر اپنی اپنی اِیمانی حیثیت کے مُطابِق زیارت کرتا ہے۔ حضرتِ سیّدی شیخ محمّد اسمٰعیل حقّی (علیہ الرّحمۃ) نے تفسیر رُوحُ البیان میں سُورۂ نجم کی تفسیر میں رَوْضُ الْاُنُف کے حوالے سے حضرتِ امام سُہَیلی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے اَقوال اِس ضِمن میں نَقل کئے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"جس شخص نے ہمارے پیارے مُصْطَفٰے (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی خواب میں زِیارت کی اور کوئی ناپسندیدہ بات نہیں تھی (یعنی سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) ناراض وغیرہ نہیں تھے) تو وہ ہمیشہ عُمدہ حال میں رہے گا۔ اگر ویران جگہ میں دِیدار کیا تو وہ وِیرانہ سبزہ زار میں بدل جائے گا۔ اگر مظلُوم قوم کی سرزمین میں دیکھا تو اُن مظلُوموں کی مَدد کی جائے گی۔ اگر مغموم (غم زدہ) نے زیارت کی تو اُس کا غم جاتا رہے گا، اگر مقرُوض تھا تو اللہ تعالٰی اُس کے قرض کو ادا فرمائے گا۔ اگر مغلُوب تھا تو اُس کی مدد کی جائے گی، اگر غائب تھا تو اللہ تعالٰی (عزّوجلّ) گھر صحیح وسلامت لَوٹا دے گا۔ اگر تنگدست تھا تو اللہ (عزّوجلّ) اُس کے رِزق میں کُشادگی عطا فرمائے گا، اگر مریض تھا تو اللہ (عزّوجلّ) اُسے شِفا عطا فرمائے گا۔ (رُوحُ البیان)

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خِرمنِ عِصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے

وُسعتیں دی ہیں خُدا (عزّوجلّ) نے دامنِ محبوب (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو
جُرم کُھلتے جائیں گے اور وہ چُھپاتے جائیں گے

آنکھ کھولو غمزدو! دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
لَوحِ دل سے نقشِ غم کو اب مِٹاتے جائیں گے

اب دُرُودِ پاک کے چند صِیغے پیش کئے جاتے ہیں جن کی بَرَکت سے سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے دِیدار ہونے کی اُمّید ہے۔

1. اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْجَامِعِ الْاَسْرَارِکَ

ترجمہ: اے اللہ! (عزّوجلّ) اپنی رحمت و سلامتی فرما، ہمارے سردار محمد (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم)

وَالدَّالِ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ ط
بر جو جامع ہیں تیرے اَسرار کے اور دَلالت کرنے والے ہیں تیری ذات پر اور سلام ہو ان کے آل واصحاب پر (علیہم الرضوان)

مذکورہ بالا دُرودِ پاک کے بارے میں حضرتِ علّامہ سیّد احمد دحلان (علیہ رحمۃ الرحمٰن) اپنے "مجموعہ" میں فرماتے ہیں کہ جو روزانہ ایک ہزار بار یہ دُرود شریف پڑھے گا اُس کو نبیِ پاک (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زِیارت ہوگی۔ علّامہ نبہانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) "اَفضلُ الصَّلوٰۃ" میں فرماتے ہیں کہ

"یہ نہیں فرمایا کہ خواب میں زِیارت ہوگی یا بیداری میں ظاہِر یہ ہے کہ خواب میں زِیارت ہوگی۔"

۳ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰى جَسَدِهٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰى قَبْرِهٖ فِی الْقُبُوْرِ ط
ترجمہ: اے اللہ! (عزوجل) رحمت نازِل فرما، محمدِ کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی رُوح پر عالَمِ اَرواح میں اور ان کے جسمِ پاک پر عالَمِ اَجسام میں اور قبرِ اَنور پر قُبور میں۔

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا، جو شخص مُندرجۂ بالا دُرودِ پاک پڑھے گا اُس کو خواب میں میری زِیارت ہوگی اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے قِیامت کے دِن بھی دیکھے گا اور جو مجھے قِیامت کے دِن دیکھے گا میں اُسکی شَفاعت کروں گا اور جس کی میں شَفاعت کروں گا وہ حوضِ کوثر کا جام پیئے گا اور اُس کے جسم کو اللہ تعالیٰ (عزوجل) دوزخ پر حرام کر دے گا۔ (کَشْفُ الْغُمَّۃ، اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع)

۴ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ط
ترجمہ: اے اللہ! (عزوجل) محمدِ اُمّی لقب نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پر رَحمت نازِل فرما۔

مُندرجۂ بالا دُرود شریف کے فضائل میں شیخ عبدُالحق مُحدِّثِ دہلوی (علیہ الرحمۃ)

مفاخرُ الاسلام کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص جُمعہ کے دن ایک ہزار بار یہ دُرود شریف پڑھے گا تو وہ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی خواب میں زِیارت کرے گا یا جنّت میں اپنی منزِل دیکھ لے گا۔ اگر پہلی بار میں مقصد پورا نہ ہوا تو دوسرے جُمعہ کو بھی اِس کو پڑھ لے۔ اِنْ شَآءَ اللہ پانچ جُمعوں تک اِس کو سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زِیارت ہوجائے گی۔ (جذبُ القلوب)

۲ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ وَسَلِّمْ ط
ترجمہ: اے اللہ! (عزوجل) اُمّی لقب محمدِ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پر اور ان کی آل پر رَحمت وسلامتی نازِل فرما۔

"جذبُ القلوب" میں ہے کہ جو شبِ جُمعہ (یعنی جُمعرات اور جُمعہ کی درمیانی شب) دو ۲ رکعت نفل ادا کرے ہر رکعت میں سُورۂ فاتحہ کے بعد آیتُ الکرسی گیارہ ۱۱ بار پھر گیارہ ۱۱ بار سُورۂ اِخلاص پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد مذکورہ بالا دُرود شریف سو ۱۰۰ بار پڑھے۔ اِنْ شَآءَ اللہ تین جُمعہ نہیں گزریں گے کہ زِیارتِ (صلی اللہ علیہ وسلم) فیضِ بشارت سے سرفراز ہوگا۔ (جذبُ القلوب)

دیدار کی بھیک کب بٹے گی؟ منگتا ہے اُمّیدوار آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)
(ذوقِ نعت)

۵ صَلَّی اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ط
ترجمہ: اللہ (عزوجل) کی رحمت ہو نبیِ اُمّی پر۔

جو شخص شبِ جُمعہ دو ۲ رکعت نفل ادا کرے، ہر رکعت میں سُورۂ فاتحہ کے بعد پچیس ۲۵ بار سُورۂ اِخلاص پڑھے، سلام پھیرنے کے بعد ایک ہزار مرتبہ مُندرجۂ بالا دُرود شریف پڑھے اِنْ شَآءَ اللہ خواب میں دیدارِ فیض آثار (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مُشرف ہوگا۔ (فضائلِ اعمال)

۶ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْهِ ط
اے اللہ! (عزوجل) رحمت نازِل فرما محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پر جیسے تُو نے ہمیں حُکم دیا اُن کیلئے رحمت مانگنے کا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ
اے اللہ عزوجل ہمارے سردار محمد پر ایسا دُرود بھیج جس کے آپ حقدار ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ ط	اے اللہ (عزوجل)! دُرود پہنچا محمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) پر جیسے تو چاہتا ہے اور اُن کے لئے پسند کرتا ہے۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ ط	اے اللہ (عزوجل)! رُوحِ محمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) پر عالمِ اَرواح میں دُرود پہنچا۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ ط	اے اللہ (عزوجل)! جسمِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) پر عالمِ اَجسام میں رَحمت نازِل فرما۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ ط	اے اللہ (عزوجل)! ہمارے سردار محمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی قبرِ انور پر رَحمت نازِل فرما عالَمِ قُبور میں۔
صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ط	اللہ (عزوجل) کی رَحمت ہو ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) پر۔

حُجَّۃُ الْاِسلام شہزادۂ اعلیحضرت مولانا حامد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے اعلیحضرت عظیمُ المرتبت مولانا احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان کے بعض معمولات ووظائف کو ایک کتابچہ میں جمع کیا ہے۔ جس کا نام "اَلْوَظِیْفَۃُ الْکَرِیْمَہ" ہے۔ اِس میں مندرجۂ بالا دُرودِ پاک کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ حُصُولِ زِیارتِ اَقدس کیلئے اس سے بہتر کوئی صیغہ نہیں ہے۔ روزانہ عِشاء کی نَماز کے بعد مدینۂ طَیِّبَہ کی طَرَف مُنہ کرکے یہ تصوُّر کرے۔ "روضۂ انور کے حُضُور حاضِر ہُوں اور یقین جانے کہ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) مجھے دیکھ رہے ہیں، میری آواز سُن رہے ہیں، میرے دل کے خطرات پر مُطّلع ہیں"۔ دَست بَستہ (ہاتھ باندھ کر) ۴۱ بار یا ۱۰۱ بار یا ۱۰۰۱ بار غرض طاق بار روزانہ جتنا نبھا سکے پڑھے اور ہاں خاص تعظیمِ شانِ اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے لئے پڑھے۔ اِس نیّت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے پڑھنے سے زیارت نصیب ہوگی۔ آگے اُن کا کرم بے حد، بے اِنتہا ہے۔ ؎ "فِراق ووَصل چہ خواہی رِضائے دوست طلب"

؎ جلوۂ یار اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا   حسرتیں آٹھ پہر تکتی ہیں رَستہ تیرا

پیارے اسلامی بھائیو! زِیارتِ اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کیلئے جتنے بھی دُرودِ پاک کے صیغے ملیں جب پر چاہیں عمل کریں۔ لیکن اِس نیّت سے پڑھنا کہ "میں دُرودِ پاک پڑھوں گا تو سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) تشریف لائیں گے" مناسب نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ عمل خاص تعظیمِ اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) اور حُصُولِ ثواب کی نیّت سے کیا جائے۔ آگے اُن کا کرم بے شمار ہے۔ ؎

کُشادہ دامنِ رَحمت ہے ہر کسی کیلئے   تُلا ہُوا ہے کرم بندہ پروری کیلئے

اگر زِیارت میں تاخیر ہوجائے یا کسی کو زِیارت ہوتی ہی نہیں تو اس میں بھی دِل بَرداشتہ ہونے کی ضَرورت نہیں۔ یہ اُن کی مرضی ہے۔ تاخیر میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ہوگی۔ ہمیں اِس شعر کا مِصداق بن جانا چاہیئے۔ ؎

وہ سُنیں یا نہ سُنیں اُن کی بہرحال خوشی   وِردِ دل ہم تو کیے جائیں گے اِن شاءَ اللہ (عزوجل)

تاخیر سے دل بَرداشتہ ہونیوالے اسلامی بھائی اِس واقِعہ سے دَرس حاصل کریں:

حضرتِ مالک بن دِینار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، میں مُتواتر چودہ ۱۴ سال تک حج کی سعادتِ عُظمٰی سے سَرفراز ہوتا رہا اور ہر سال ایک دُرویش کو کعبۂ مُعظّمہ کا دروازہ پکڑے دیکھا۔ جب وہ "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" کہتا تو غیب سے آواز سُنائی دیتی "لَا لَبَّیْکَ"۔ میں نے چودھویں ۱۴ سال اُس شخص سے پوچھا:-

اے دُرویش! تو بہرہ تو نہیں؟

اُس نے جواب دیا، "میں سب کچھ سُن رہا ہُوں"۔

میں نے کہا، پھر یہ تکلیف کیوں اُٹھاتا ہے؟

اُس نے کہا، یا شیخ! میں حَلفیہ بیان کرتا ہوں کہ اگر بجائے چودہ ۱۴ سال کے چودہ ۱۴

ہزار سال میری عُمر ہو اور بجائے سال بھر کے، ہر روز ہزار بار یہ جواب "لَا لَبَّیْکَ" سُنائی دے تو پھر بھی اِس دروازے سے سَر نہ اُٹھاؤں گا۔

آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ ابھی ہم مَصروفِ گُفتگو تھے کہ اچانک آسمان سے ایک کاغذ اُس کے سینے پر گِرا۔ اُس نے وہ کاغذ میری طرف بڑھایا۔ میں نے پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا:

"اے مالِک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! تو میرے بندے کو مجھ سے جُدا کرتا ہے کہ میں نے اِس کے چودہ[14] سال کے حج قبول نہیں کئے، ایسا نہیں بلکہ اِس مُدّت میں آنے والے تمام حاجیوں کے حج بھی اس کی پُکار ہی کی بَرَکت سے قَبول کئے ہیں تاکہ کوئی میری بارگاہ سے واپس نہ جائے۔"

(آیئے حج کریں)

پیارے بھائیو! زِیارت ہو یا نہ ہو، کثرتِ دُرود شریف کا سلسلہ جاری رکھیں مَقصُود صِرف اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اُس کے محبوب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی رِضا ہونی چاہیئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ کبھی نہ کبھی زیارت ضَرور ہوگی۔

دیدار کی بھیک کب بٹے گی؟ منگتا ہے اُمیدوار آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! (ذوقِ نعت)

الٰہی (عَزَّوَجَلَّ)! مُنتظِر ہُوں وہ خِرامِ ناز فرمائیں (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بِچھا رکھا ہے فرشِ آنکھوں نے کمخوابِ بصارت کا (ثمرِ نعت)

اے ہمارے پیارے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں بار بار ہمارے پیارے سرکار، سیِّدِ اَبرار، شَفیعِ روزِ شُمار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے دیدارِ فَیض آثار کا شَرَف نصیب فرما۔ آمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

تُو ہی بندوں پہ کرتا ہے لُطف و عَطا، ہے تُجھی پہ بھروسہ تُجھی سے دُعا
مجھے جلوۂ پاکِ رسُول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) دِکھا، تُجھے اپنے ہی عِزّ و عُلا کی قسم!

(حدائقِ بخشش)

اَمْرِ بِالْمَعْرُوْف وَنَہْیِ عَنِ الْمُنْکَر

اَمْرِ بِالْمَعْرُوْف وَنَہْیِ عَنِ الْمُنْکَر کے معنیٰ ہیں، "بھلائی کا حُکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔"

پیارے اِسلامی بھائیو! اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ہر چیز پر قادِر ہے۔ وہ کسی بھی مُعاملہ میں ہرگز ہرگز کسی کا مُحتاج نہیں۔ اُس نے اپنی قُدرتِ کامِلہ سے اِس دُنیا کو بنایا پھر اِس کو طرح طرح سے سجایا اور پھر انسانوں کو اِس میں بسایا۔ اور انسانوں کی ہدایت کیلئے وَقتاً فَوقتاً رُسُل و اَنبیاء (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو مبعوث فرمایا۔ وہ اگر چاہے تو اَنبیاء (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے بغیر بھی بگڑے ہوئے اِنسانوں کی اِصلاح کر سکتا ہے۔ لیکن اُس کی مَشِیّت ہی کچھ اس طرح ہے اور اُس نے یہی پسند فرمایا کہ میرے بندے ہی اَمْرِ بِالْمَعْرُوْف وَنَہْیِ عَنِ الْمُنْکَر کریں اور اِس طرح وہ میری راہ میں مَشقّتیں جھیلیں اور میری بارگاہِ عالی سے دَرَجاتِ رَفیعہ حاصل کریں۔

چُنانچِہ اَمْرِ بِالْمَعْرُوْف وَنَہْیِ عَنِ الْمُنْکَر کے مَنصبِ عالی کی بجا آوری کیلئے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اپنے رسُولوں اور نبیوں کو دُنیا میں بھیجتا رہا اور آخر میں اپنے پیارے حبیب محمدِ مُصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو بھیجا اور آنسَروَر (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر سِلسِلۂ نُبُوّت کو خَتم فرمایا۔ اور پھر یہ عظیمُ الشّان مَنصَب اپنے پیارے مَحبُوب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اُمّت کے سُپُرد کیا تاکہ اِسلامی بھائی خود ہی آپس میں ایک دُوسرے کی اِصلاح کرتے رہیں اور اَمْرِ بِالْمَعْرُوْف کے اِس اَہم فَرِیضہ کو اَنجام دیتے رہیں۔ اور اب اِس طرح رہتی دُنیا تک ہر مُسلمان اپنی

اپنی جگہ پر مبلغ ہے۔ وہ جس کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھتا ہو۔ یعنی خواہ وہ عالم ہو یا امام مسجد، پیر ہو یا مرید، تاجر ہو یا ملازم، افسر ہو یا مزدور، حاکم ہو یا محکوم، الغرض جہاں جہاں وہ رہتا ہو، کام کاج کرتا ہو۔ اپنی صلاحیت کے مطابق اپنے گرد و پیش کے ماحول کو سنتوں کے سانچہ میں ڈھالنے کے لئے کوشاں رہے اور صلوۃ و سنت کی تحریک جاری رکھے۔

اللہ (عزوجل) نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ترغیب دلائی ہے۔ چنانچہ اللہ (عزوجل) کا فرمان عالیشان ہے :۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؕ (پ ۴ ع ۲)

ترجمہ : اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ (کنز الایمان)

اس آیت مقدسہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مفسر شہیر حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) "تفسیر نعیمی" میں فرماتے ہیں :۔

"اے مسلمانو! تم سب کو ایسی جماعت ہونا چاہیئے یا (ایسی جماعت بنو یا ایسی جماعت بن کر) رہو جو تمام ٹیڑھے لوگوں کو خیر (یعنی بھلائی) کی دعوت دے، کافروں کو ایمان کی، فاسقوں کو تقوے کی، غافلوں کو بیداری کی، جاہلوں کو علم و معرفت کی، خشک مزاجوں کو لذت عشق کی، سونے والوں کو بیداری اور اچھی باتوں، اچھے عقیدوں، اچھے عملوں کا زبانی، قلمی، عملی، قوت سے، نرمی سے (اور حاکم محکوم کو) گرمی سے حکم دے، اور بری باتوں، برے عقیدے، برے کاموں، برے ارادوں، برے خیالات سے لوگوں کو زبان، دل، قلم، تلوار سے (اپنے اپنے

منصب کے مطابق) روکے۔ مزید فرماتے ہیں،

چھوٹے بڑے سبھی مبلغ ہیں!

"سارے مسلمان مبلغ ہیں سب پر یہ فرض ہے کہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔"

مطلب یہ ہے کہ جو شخص جتنا جانتا ہے اتنا دوسرے اسلامی بھائیوں تک پہنچائے جس کی تائید میں حضرت قبلہ مفتی صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تفسیر نعیمی میں نقل کرتے ہیں۔ کہ حضور تاجدار مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا :۔

بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً۔ ترجمہ : میری طرف سے پہنچادو اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔

آہ! مسلمان! تیری بدنصیبی!

پیارے اسلامی بھائیو! قرآن پاک میں اللہ (عزوجل) نے ہمیں تاکید فرمائی ہے کہ تم میں سے ایک ایسا گروہ اور مبلغین کی ایک ایسی تنظیم ہونی چاہیئے۔ جو لوگوں کو نیکیوں کا حکم کرتی رہے اور برائیوں سے منع کرتی رہے۔ آج دنیا میں عیسائی مشنریز اور یہودیوں کی مذموم تحریکیں تو ہر جگہ اپنے مذہب کی سالمیت و بقا کیلئے سرگرداں ہیں۔ مگر آہ! بے چارہ ستم رسیدہ مسلمان!! اسے تو دنیا کے دھندوں سے ہی فرصت کہاں؟ اس دور کے مسلمان نے تو "کھاؤ پیو اور جان بناؤ" کے نعرہ ہی کو مقصد حیات سمجھ رکھا ہے۔ اسے کہاں پڑی ہے کہ یہ بھی صلوۃ و سنت کی دوسروں کو تلقین کرے۔ اسے تو خود نت نئے فیشن اپنانے ہی سے کہاں فرصت ہے بلکہ اس کے پاس تو اتنا وقت بھی کہاں جو اطمینان سے نماز ہی پڑھ سکے اور وہ ذرہ بھرا دل بے چارہ کہاں سے لائے جو سنت کی محبت سے لبریز ہو۔

کیا انگریز بھی مسلمان کی نقل کرتا ہے؟

آہ! آج مُسلمان اَغیار کے فَیشَن کے مُطابِق چلنے میں فَخر محسُوس کرتا ہے۔ انگریزی لِباس میں مَلبُوس ہونا ہی اِس کے نزدیک شاید عَین سَعادت ہے! کیا کسی انگریز کو بھی دیکھا ہے جو مُسلمان کی حقیقی وَضع قَطع (یعنی پُوری ایک مُٹھی داڑھی اور عمامہ شریف وغیرہ) اپنائے ہوئے ہو! ہرگز نہیں دیکھا ہوگا۔

انگریز بڑا عیّار و مکّار ہے وہ اپنا باطِل مَذہب چھوڑ کر مُسلمانوں کی نقل ہرگز نہیں کرتا۔ مگر اَفسوس غیروں کی نَقل کرنے والی حَماقَت تو اب مُسلمانوں کا مُقَدَّر بنتی جارہی ہے۔ اب مُسلمان انگریزوں کی طرح ننگے سر، اِنہیں کی طرح داڑھی مُونچھ صاف، اِنہیں کی طرح پتلون کے اندر قَمیص، گلے میں کالَر بلکہ مَعاذَ اللہ پھندا (ٹائی) ڈالنے میں اپنی عِزّت تَصَوُّر کرتا ہے۔ بلکہ اب تو بدقسمتی سے نَوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ سُنّت کے مُطابِق لِباس، اِسلامی وَضع قَطع اور سُنّتوں کی چلتی پھرتی تصویر بھی بَعض نام نِہاد مُسلمانوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ آہ! ؎

وہ دَور آیا کہ دیوانۂ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کیلئے ہر ایک ہاتھ میں پتّھر دکھائی دیتا ہے

اے میرے غَفلَت کی نیند سونے والے اِسلامی بھائیو! خُدارا ہوش کرو!! اِس سے پہلے کہ مَوت کا فِرِشتہ تمہارا رِشتۂ حَیات اِس دُنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مُنقَطِع کردے، جاگ اُٹھو! اور دُوسرے اِسلامی بھائیوں کو بھی جگادو!! ورنہ یاد رکھو ؎

نہ سمجھو گے تو مِٹ جاؤ گے اے مسلمانو! ✻ تمھاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

مُحترم اِسلامی بھائیو! اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) اِس اُمّت کی خُصُوصیّت بَیان کرتے ہوئے قُرآنِ مجید میں اِرشاد فرماتا ہے کہ

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَرجَمہ: تم بہتر ہو اُن سب اُمّتوں میں، جو تم لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حُکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حُکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پر ایمان رکھتے ہو۔ (کنزُ الایمان)

اَلحمدُ للہ ہم خوش نَصیب ہیں

اَللہُ اَکبر! ہم کتنے خُوش نَصیب ہیں کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے پیارے حَبیب (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا دامَنِ کرم ہمارے ہاتھوں میں آیا۔ یقیناً ہمارے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) تمام اَنبیاء (عَلَیہِمُ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام) میں سب سے اَفضَل ہیں اور آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے صَدقے میں آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اُمّت بھی تمام اُمَمِ سابِقہ (یعنی پچھلی اُمّتوں) سے اَفضل ہے اور اَفضَلِیّت کا سَبَب ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ اِس اُمّت میں کثرت سے سرمایہ دار لوگ ہوں گے یا یہ لوگ بُہت زیادہ دُنیوی تعلیم حاصِل کرنے میں ماہِر ہوں گے، اِن میں اِنجنیئر اور ڈاکٹر کثیر تعداد میں ہوں گے، نہ ہی فضیلت کی یہ وجہ ہے کہ یہ جنگجو اور بہادُر اور قوی ہوں گے یا یہ اِس لئے اَفضل ہیں کہ نہایت ہی چالاک و زِیرَک ہوں گے بلکہ اِن کی اَفضلیّت کی وجہ تو یہ ہے کہ یہ اَمرِ بالمعرُوف وَنَہی عَنِ المُنکَر کے اَہم مَنصَب پہ فائِز ہیں۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کرے کہ ہم اپنے اِس مَنصَبِ عالی کو سمجھنے میں کامیاب ہوجائیں۔

اَمرِ بالمعرُوف وَنَہی عَنِ المُنکَر کی تعرِیف

اِن آیاتِ مُقَدَّسہ کی تفسیر بَیان کرتے ہوئے مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الاُمّت مولانا مُفتی احمد یار خان نَعیمی (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) تفسیرِ نعیمی میں فرماتے ہیں، "اَلْمَعْرُوْف" اور "اَلْمُنْكَر"، میں ساری بھلائیاں، از مُستَحَبّات تا ایمانیات (یعنی سُنّتوں سے لے کر عقائد تک) داخِل ہیں، اور ساری بُرائیاں، از مکرُوہات تا

کُفریات (یعنی ناپسندیدہ باتوں سے لے کر ہر قسم کے کُفر تک) شامل ہیں۔ اور "اَمر" یعنی ہر قسم کا حُکم دے کر، زبانی ہو یا قلمی یا طاقت سے، خواہ بڑوں سے عَرض کر کے ہو یا ساتھیوں کو مشورہ دے کر یا چھوٹوں کو دباؤ سے حُکم دے کر۔ یعنی تمھاری شان یہ ہے کہ ہر بھلائی کا ہر طرح حُکم دو، اور ہر خُوبی ہر طرح پھیلاؤ اور ہر بُرائی کو ہر طرح مِٹادو اور لوگوں کو اِس سے باز رکھو۔

مزید فرماتے ہیں۔ اِس آیتِ مُقدّسہ میں اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کا فرمان ہے کہ اے محبُوب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اُمّت! تم میری صِفتِ ہدایت کے مَظہر ہو۔ لہٰذا تم بہترین اُمّت ہو۔ تمہارے دَم سے تمام لوگ فائدہ اُٹھاتے رہیں گے۔ میں تمہارے ذریعے لوگوں کو ایمان، قرآن اور عِرفان بخشوں گا۔ اور تمھاری ہی رَوشنی سے اُنہیں راہِ جنان (یعنی جنّت کا راستہ) دکھلاؤں گا۔ جو مجھ تک پہنچنا چاہے تمہارے زُمرہ میں آجائے۔

وَلی نگاہوں سے تبلیغ کرتا ہے

صُوفیائے کرام (عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ) فرماتے ہیں کہ عام مُسلمان تو عَمَل سے اچھی باتوں کا حُکم کرتے ہیں اور بُری باتوں سے منع۔ عُلَماء قَلَم سے، غازی تلوار سے، سُلطان طاقت سے، مگر دِل و نظر والے نِگاہوں سے تبلیغ کرتے ہیں۔ دُوسروں کی تبلیغ کان و دماغ تک پہنچتی ہے۔ اور اِن (اَولیائے کِرام) کی تبلیغ قُلُوب کی گہرائیوں میں اُتر جاتی ہے۔ پھُولوں کی صُحبت تِل کا رَنگ بَدل دیتی ہے۔ مگر اَنبیاء (عَلَیْہِمُ السَّلام) اور اَولیائے کِرام (عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ) کی صُحبت دِل کا رَنگ بدل دیتی ہے۔ اَلغَرَض اَمر بِالمعرُوف اور نَہی عَنِ المُنکَر چیز ایک ہے۔ لیکن نوعیّتیں اِس کی مُختلف ہیں۔

نِگاہِ وَلی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

طیبہ سے منگائی جاتی ہے، سینوں میں چُھپائی جاتی ہے
توحید کی مے پیالوں سے نہیں، نظروں سے پِلائی جاتی ہے

حضرتِ پیرانِ پیر روشن ضَمیر حضُور غَوثُ الاَعظم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی مُؤثّر تبلیغ کا ایک رِقّت انگیز واقِعہ پڑھیئے اور جُھومیئے کہ ہمارے پیر و مُرشِد، سرکارِ بغداد (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کس طرح نِگاہوں ہی سے اور اپنی خُداداد کرامات سے تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔

تم نے ٹھوکر سے ہے مُردوں کو جِلایا یا غوث!

قُربان جائیے ہمارے آقا غوثِ پاک (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) پر۔ "مناقِبُ الغَوثِ الاَعظم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ)" میں نَقل کیا گیا ہے کہ تاجدارِ بغداد پیرِلاثانی قُطبِ رَبّانی حضرتِ سَیِّدُنا حُضُورِ غوثُ الاَعظم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) اپنے چند مُرِیدین کے ساتھ عِراق کے کُردِستانی عِلاقہ میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ پُوری بَستی کئی لاکھ اَفراد پر مُشتَمِل تھی اور اُن کا مَذہب عیسائیت تھا۔ طبیعت کے لحاظ سے بہُت سَخت قوم تھی۔ اِسلام کا پیغام آنے کے باوُجود سینکڑوں برس گُزر جانے کے بعد بھی اُس قوم کے لوگ عِیسائیت پر قائِم تھے۔ آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے اُن کے مرکز میں پہُنچ کر اُن کے بڑے بڑے سرداران قبائِل کو دینِ اِسلام کی دعوت دی۔ آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی اِس دعوتِ اِسلامی پر اُن کا ایک پادری سامنے آیا۔ اور وہ اُس قوم کا بہُت بڑا عالِم مانا جاتا تھا۔ وہ کچھ عرصہ بغداد شریف اور مِصر میں بھی رہ چکا تھا۔ اُس نے مُسلمان عُلمائے کِرام سے کچھ حدیثیں بھی سُن رکھی تھیں۔ آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے مخاطِب ہو کر کہنے لگا، کیا آپ کے نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا یہ فرمان ہے:-

عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ط   ترجمہ: میری اُمّت کے عُلَماء بنی اسرائیل کے اَنبیاء (علیہم السلام) کی طرح ہوں گے۔

آپ نے فرمایا، کیا تم کو اِس میں شک ہے؟ وہ کہنے لگا، حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللہ، علیٰ نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے پیغمبر تھے اُن کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے یہ مُعجِزَہ دیا تھا کہ وہ ٹھوکر سے مُردہ کو زندہ کردیتے تھے۔ اب اِس حدیث کی رُو سے آپ کے نبی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اُمّت کے عُلَمائے کرام میں سے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔ لہٰذا بنی اِسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہوئے۔ وہ تو ٹھوکر سے مُردہ کو زِندہ کردیتے تھے تو ہم تو جب جانیں کہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی مُردہ کو زِندہ کرکے دِکھائیں۔

آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اِرشاد فرمایا، بِلاشُبہ ہمارے آقا سُلطانِ مدینہ، سُرورِ سینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اُمّت کے عُلَمائے رَبّانی یعنی اَولیاءُ اللہ (رَحِمَہُمُ اللہ) کی شان یہی ہے۔ یہ تو کوئی مُشکِل بات نہیں، تم کون سے مُردے کو زِندہ دیکھنا چاہتے ہو؟

چُنانچہ قریب ہی ایک قبرِستان میں آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُن کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اُنھوں نے ایک پُرانی سی قبر کی طرف اِشارہ کرکے کہا، کہ اِس مُردہ کو زِندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُس قبر کے قریب تشریف لے گئے اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اُس قبر کو ٹھوکر مارتے ہوئے اِرشاد فرمایا،

قُمْ بِاِذْنِ اللہِ ! یعنی "اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے حُکم سے اُٹھ!"

فوراً ہی قبر شَق ہوئی اور مُردہ باہر سَر نِکال کر کھڑا ہوگیا اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خِدمت میں "اَلسَّلامُ عَلَیْکُم" عَرض کرنے کے بعد کہنے لگا، "کیا قِیامت آگئی؟"

آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا، نہیں، یہ تو صِرف اِس پادری کے اِستِفسار کی بِناء پر ایسا کیا گیا

ہے۔ اب اِس کو بتا کہ تُو کِس دَور کا آدمی ہے۔ وہ کہنے لگا، "میں حضرتِ سَیِّدُنا دانیال علیٰ نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے وقت کا ہوں اور اُنھیں کے مَذہب پر مجھے موت آئی۔ میں حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللہ علیٰ نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے مُبارک زمانہ سے بھی بہُت پہلے کے دَور سے تعلُّق رکھتا ہوں۔"

آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اِرشاد فرمایا کہ اِس کو ہمارے دِینِ پاک کی حدیثِ مُبارکہ کے سِلسِلہ میں یہ صَداقت دِکھانی تھی اور وہ حدیث غَوثِ پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اِرشاد فرمائی۔ یہ سُن کر اُس نے عَرض کی، "یہ حدیثِ مُبارکہ حق ہے، دِینِ اِسلام حق ہے، تمام اَنبِیاء (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) اِسی دِین کی بِشارت دیتے رہے اور دو جہاں کے سُلطان، رَحمتِ عالمیان (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی بِشارت دیتے رہے۔" پھر آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اِرشاد فرمایا، "اچھّا تم واپس قبر میں چلے جاؤ، تمھیں قیامت تک وہیں رہنا ہے۔" وہ قبر میں واپس چلا گیا۔ اور قبر حُکمِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) سے بند ہوگئی۔

آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ شانِ کرامت دیکھ کر وہ پادری اور اُس کی ساری کُرد قوم جو کئی لاکھ پر مُشتمِل تھی، عِلاوہ چند گھرانوں کے سب کی سب مُسلمان ہوگئی۔ اور یہ ایسی جنگجو قوم تھی کہ جس سے آس پاس کے مُسلمان سَلاطین بھی جنگ وجَدَل کے خطرات سے دوچار ہی رہتے تھے۔ فوجی طاقت کے ذَرِیعے اِس قوم کو زیر کرنا آسان نہ تھا عبّاسی حُکمران بھی اِس قوم کے ہاتھوں تنگ تھے۔ مگر شہنشاہِ بغداد حُضور غَوثُ الاعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی رُوحانی کرامت نے انہیں اِسلام کی صَداقت کا ایسا عَملی ثبوت دیا کہ وہ ساری کی ساری کئی لاکھ پر مُشتمِل نصرانی قوم حلقہ بگوشِ اِسلام ہوگئی ؎

تم نے ٹھوکر سے ہے مُردوں کو جِلایا یا غوث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)!
قلبِ مُردہ کو بھی ٹھوکر سے جِلادو مُرشِد

مصنف "مناقب الغوث الاعظم" (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مزید آگے فرماتے ہیں،

اس کے بعد اس قوم میں سے ایسے مجاہدین پیدا ہوئے جنہوں نے اسلام کے لئے بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔ ان میں سے ایک فاتح، مجاہد اسلام حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بھی اسی کرد قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد بھی اسی دوران اپنی برادری کے ساتھ مسلمان ہوکر حضور غوث پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بیعت ہوئے تھے۔ اور بعد میں ملک شام کے زنگی سلاطین کے بہت بڑے فوجی جرنیل بنے۔ ایک بار بغداد معلّٰی حاضر ہوکر اپنے دس سالہ بیٹے حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت بابرکت میں پیش کردیا اور عرض کی، یا حضرت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! اس بچے کے سر پر اپنا نورانی ہاتھ رکھ دیں اور اس کے لئے دعا فرماویں کہ یہ اسلام کا عظیم مجاہد اور فاتح بنے۔ چنانچہ حضور غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس بچے کے سر پر دست مبارک پھیرا۔ اور دعا فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا، کہ یہ بچہ تاریخ عالم کی ایک عظیم نامور شخصیت ہوگا۔ اور اللہ (عزوجل) اس کے ہاتھ سے بہت بڑی اسلام کی فتح کرائے گا۔

چنانچہ پھر دنیا نے دیکھا کہ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جو سلطان نور الدین زنگی کی افواج میں ترقی پاکر جرنیل بنے۔ اور پھر صلیبی جنگوں کے دوران سلطان کی اچانک وفات کے بعد سلطان بنائے گئے اور پھر سلطان بن جانے کے بعد حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے جو عظیم کارنامے انجام دیئے وہ تاریخ اسلام کا زرین باب ہیں۔

صلیبی جنگوں میں بیت المقدس کی تاریخی فتح انہیں کے ہاتھ سے ہوئی۔ اور یورپ کے بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کا لشکر بھی ان کی مجاہدانہ شان کے سامنے

[illegible] کا حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جنگ میں سارے [illegible] کردیا۔ اور یہ سارا فیض تاجدار بغداد حضرت سیدنا غوث الاعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شان کرامت اور دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ اور اب بھی بغداد معلّٰی کی پر نور فضاؤں سے آپ کا فیض پوری دنیا میں جاری ہے اور ان شاء اللہ تاقیامت دنیا میں آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا فیض جاری وساری رہے گا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

فیضانِ اولیاء (رحمہم اللہ)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ کس شان سے ہمارے غوث پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تبلیغ فرماتے تھے۔ اور آپ کی تبلیغ سے کس قدر زبردست نتائج حاصل ہوئے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ سب فیضان اولیاء (رحمہم اللہ) ہی ہے کہ آج دنیا بھر میں اسلام کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور ان حضرات قدسیہ (رحمہم اللہ) کی مساعی جمیلہ سے لاکھوں نہیں کروڑوں کی آخرت سنور گئی۔ اور آج بھی ان مقدس ہستیوں (رحمہم اللہ) کا فیض جاری وساری ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی اتباع سنت میں گزاری اور ہر حال میں امر بالمعروف کرتے رہے۔ کہتے ہیں کہ سرکار بغداد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت بابرکت میں عرض کیا گیا کہ عالی جاہ! آپ قطب کس طرح بنے؟ فرمایا،

"دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا" یعنی "میں علم کا درس دیتا رہا حتی کہ مقام قطبیت پر فائز ہوگیا"

کسی کی دینی الجھن دور کرنا نوافل پڑھنے سے بہتر ہے!

مذہب مہذب مالکیہ کے عظیم المرتبت پیشوا اور زبردست عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

جنہوں نے اپنی تمام تر زندگی اَمر بالمعروف وَنہی عنِ المنکر میں بسر کی۔ بستر مَرگ پر بھی اِس اَہم فریضہ کو نہ بھولے۔ آخری وَقت میں بھی اِسلامی بھائیوں کو جو وَصیّت فرمائی اِس میں اَمر بالمعروف وَنہی عنِ المنکر پر زور دیا۔ چُنانچہ آپ کے آخری کلمات نقل کرتے ہوئے حضرتِ یحییٰ بن یحییٰ صمہودی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں:

اس کے بعد حضرتِ امام مالِک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رَبیع (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ایک روایت بیان کی ۔۔۔ کہ کسی شخص کو نماز کے مَسائل بتانا رُوئے زمین کی تمام دَولت کو صَدَقہ کرنے سے بہتر ہے۔ اور کسی شخص کی دینی اُلجھن دُور کردینا ستّر حج کرنے سے افضل ہے۔ اور ابنِ شہاب زُہری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی روایت سے بتایا کہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا ستّر غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتے ہیں اِس گفتگو کے بعد امامِ مالِک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کوئی بات نہیں کی اور اپنی جان جانِ آفرین کے سُپرد کردی۔" (تذکرۃ المحدثین)

پڑوسی کو بُرائی سے نہ روکنے والا جہنّمی قرار دیا گیا!

حضرتِ امام اَحمد بن حَنبل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: قیامت کے دن ایک شخص اپنے پڑوسی کے خِلاف بارگاہِ خُداوندی میں دعویٰ کرے گا، یا اللہ! (عزوجل) دُنیا میں یہ میرا پڑوسی تھا اور اس نے میرے ساتھ خیانت کی، دُوسرا شخص جواب میں عَرض کرے گا۔ اے اللہ! (عزوجل) تیری عزّت اور تیرے جَلال کی قسم! میں نے نہ کبھی اِس کے مال میں کوئی خیانت کی اور نہ اِس کے اَہل میں۔ مُدّعی (دعوےٰ کرنے والا) عَرض کرے گا، کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ اِس نے میرے مال اور اَہل کے بارے میں کوئی خیانت نہیں کی، لیکن یہ مجھے گناہوں اور بُرائیوں میں مُبتلا دیکھتا تھا مگر پھر بھی مجھے سنبھالنے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) مزید فرماتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) اِسی جُرم (یعنی پڑوسی کی اِصلاح نہ کرنے) کی سزا میں اُس مُدّعا علَیہ کے لئے دوزخ کا فیصلہ فرمادے گا۔ (رسالہ الصلوٰۃ وَاحکام تارکہا)

اللہ تبارَکَ وتعالیٰ کا قُراٰنِ مجید میں فرمانِ عالیشان ہے:۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (پ ۲۴ ع ۱۹)

ترجمہ: اور اُس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ (عزوجل) کی طرف بُلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔ (کنزالایمان)

اِس آیتِ مقدّسہ میں فرمایا گیا ہے کہ اُس خوش نصیب کی بات اللہ (عزوجل) بے حد پسند کرتا ہے جو خیر و بھلائی کی طرف بُلانے پر مبنی ہو۔ جب کوئی مسلمان نیکی کا حُکم کرتا ہے تو اللہ (عزوجل) کی رَحمت جوش میں آتی ہے۔ چُنانچہ سیّدُنا امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں:۔

ہر بات پر ایک سال کی عبادت کا ثواب!

حضرتِ مُوسیٰ علَیہِ السّلام نے عرض کیا، اے اللہ! (عزوجل) جو اپنے بھائی کو بُلائے۔ اُسے نیکی کا حُکم کرے اور بُرائی سے روکے۔ اُس کی جزا کیا ہے؟ فرمایا، "میں اُس کی ہر بات پر ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہوں اور اُسے جہنّم کی سزا دینے میں مجھے حیا آتی ہے۔" اَمر بالمعروف کرنے والوں کو اللہ (عزوجل) قیامت کے روز عظیم الشّان اِنعامات مَرحمت فرمائے گا۔ امام محمد غزالی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نقل کرتے ہیں۔

تین ۳ لاکھ حُوروں سے نکاح!

حضرتِ سیّدُنا ابُوذر غِفاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، حضرتِ سیّدُنا ابُوبکر صِدّیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عَرض کیا، یارسُولَ اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کیا

مُشرِکین سے جنگ کے بِغیر بھی جِہاد ہے ؟ آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، ہاں ۔ اے ابوبکر ! (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اللہ تعالیٰ کے ایسے مُجاہدین بھی زمین پر ہیں جوکہ اُن شُہَدَاء سے اَفضل ہیں جو زِندہ ہیں، اُنہیں روزی ملتی ہے ۔ یہ زمین پر چل رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اِن کے ساتھ آسمان کے فِرِشتوں کے سامنے فَخر فرماتا ہے ۔ اُن کے لئے جنّت سجائی جاتی ہے ۔ حضرتِ ابوبکر صِدّیق (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے عَرض کیا ۔ یا رسُولَ اللہ ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) وہ کون ہیں ؟ آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، نیکی کا حُکم کرنے والے، بُرائی سے روکنے والے ، اللہ تعالیٰ کی خاطِر مَحبّت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی خاطِر دُشمنی رکھنے والے ۔ پھر ارشاد فرمایا، اُس ذات کی قسم ! جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے کہ بندہ بُلند ترین مکان میں ہوگا جو شُہداء کے مکانات سے بُلند ہوگا ۔ ہر مکان کے تین سو (۳۰۰) دروازے ہوں گے ۔ یاقُوت اور سبز زُمرّد کے ہر دروازے پر روشنی ہوگی ۔ ایسا آدمی تین (۳) لاکھ حُوروں سے نکاح کرے گا، جو اِنتہائی پاک باز اور خُوبصُورت ہوں گی، جب بھی وہ کسی ایک کی طرف دیکھے گا ، تو وہ کہے گی ، آپ نے فُلاں دن اللہ تعالیٰ کا ذِکر کیا اور آپ نے اس طرح نیکی کا حُکم دیا اور بُرائی سے منع کیا ۔ اَلْغَرَض جب بھی کسی حُور کی طرف دیکھے گا ، تو وہ نیکی کا حُکم کرنے اور بُرائی سے روکنے کی وجہ سے اِس کا ایک اعلیٰ مقام بتائے گی ۔ (مُکَاشَفَۃُ الْقُلُوْب)

حضرت سَیِّدُنا کَعبُ الْاَحْبار (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں کہ جَنَّتُ الْفِردَوس خاص اُس شَخص کے لئے ہے جو اَمْرٌ بِالْمَعْرُوف وَنَہِی عَنِ الْمُنْکَر کرے ۔ (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

مُبلّغ کی بھی بخشش ہوگئی !

سُلَیم بِن مَنصُور (رَحِمَہُمَا اللہ) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد مَنصُور بِن عَمّار (رَحِمَہُمَا اللہ) کو خواب میں دیکھ

کر یہ پُوچھا، مَا فَعَلَ اللہُ بِکَ ؟ یعنی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے آپ کے ساتھ کیا مُعامَلہ فرمایا ؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ میرے ربّ (جَلَّ جَلَالُہٗ) نے کرم کرنے کے بعد مجھ سے فرمایا، اے بَدعَمل بُڈّھے ! تجھ کو مَعْلُوم ہے کہ میں نے تجھے کیوں بَخش دیا ؟ میں نے عَرض کیا کہ نہیں اے میرے مَعْبُود (عَزَّوَجَلَّ) ۔ تو میرے رَبّ (جَلَّ جَلَالُہٗ) نے اِرشاد فرمایا کہ تم نے ایک اِجتِماع میں اپنے رِقّت اَنگیز بَیان سے حاضِرین کو رُلا دیا تھا ۔ اور اُس بیان میں میرا ایک ایسا بندہ بھی تھا جو تمام عُمر کبھی بھی میرے خوف سے نہیں رویا تھا ۔ مگر تمہارا بَیان سُن کر وہ بھی رونے لگا ۔ تو میں نے اُس بندے کی گِریہ وزاری پر رَحم فرما کر اُس کو اور تمام شُرکائے اِجتِماع کو بَخش دیا ۔ اِسی لئے تمھاری بھی مَغفِرت ہوگئی ۔ (شَرْحُ الصُّدُوْر)

پیارے اِسلامی بھائیو ! اِس میں کوئی شک نہیں کہ اُن مُبَلِّغِین کا دَرجہ بہُت ہی بُلند و بالا اور عَظمت والا ہے جو اپنے رِقّت انگیز اور عِبرت خیز بَیان سے اِسلامی بھائیوں کے قُلُوب میں رِقّت پیدا کرتے ہیں ۔ اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی بارگاہِ عَظمت سے بِچھڑے ہوئے بندوں کو اپنے پُرسوز بیان کی کَشِش سے کھینچ کھینچ کر دربارِ اِلٰہی (عَزَّوَجَلَّ) میں لاتے ہیں ۔ یقیناً یہ لوگ " اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ " کا وہ خُوش نَصِیب سَعادَت مَند گُروہ ہیں جن کے بارے میں اللہ تَبارَکَ وَتعالیٰ کا وَعدہ ہے، اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ یعنی جو لوگ اچھّی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں وہ فَلاح پانے والے ہیں ۔

مَولیٰ (عَزَّوَجَلَّ) ایسے نیک مُبَلِّغِین کے کلام میں ایک ایسی کَشِش اور جاذِبیّت پیدا فرما دیتا ہے، کہ اُن کے مُنہ سے نِکلا ہوا ہر کلمۂ حق سامِعین کے کانوں میں اگرچہ لَفظ بن کر پہنچتا ہے مگر کراماتی تاثیر کا تیر بن کر اُن کے دِل کی گہرائیوں میں پیوَست ہوجاتا ہے اور بڑے بڑے سنگدِل اور قَسِیُّ الْقَلب اِنسان جذباتِ تاثُّر سے تڑپ

تڑپ کر مُرغِ بِسمِل بن جاتے ہیں۔

ناپَسندِیدہ اَعمال

حضرتِ سَیِّدُنا قَتادَہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) فرماتے ہیں کہ ایک آدمی بارگاہِ نُبُوَّت میں حاضِر ہوا۔ آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) مکّہ شریف میں تھے۔ کہنے لگا" آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہی ہیں جو اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کا رَسُول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں؟" آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا،"ہاں"۔ سائل نے پُوچھا، اللّٰہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زِیادہ مَحبوب عَمَل کیا ہے؟ اِرشاد فرمایا، اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) پر ایمان لانا۔ پُوچھا، پھر کون سا؟ اِرشاد ہوا۔ صِلہ رِحمی کرنا (یعنی رشتہ داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا)۔ عرض کیا، پھر کون سا؟ اِرشاد فرمایا، بھلائی کی تلقین کرنا اور بُرائی سے روکنا۔ پھر پُوچھا، کہ حق تعالیٰ کے یہاں سب سے ناپسند عَمَل کون سا ہے؟ اِرشاد فرمایا، شِرک کرنا۔ سائل نے عرض کیا، پھر کون سا؟ آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، قَطعِ رِحمی کرنا (یعنی رِشتہ داروں سے تَعَلُّقات توڑ ڈالنا)۔ سائل نے پُوچھا، اِس کے بعد کون سا عَمَل بُرا ہے؟ آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا،" اَمرِ بِالمَعرُوف وَنَہیِ عَنِ المُنکَر کو چھوڑ دینا۔" (تَنبِیہُ الغَافِلِین)

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالی شان ہے:

بُرائی کو کم اَز کم بُرا تو جانو!

تم میں جو شَخص بُری بات دیکھے اُسے اپنے ہاتھ سے بَدل دے اور اگر اِس کی اِستِطاعَت نہ ہو تو زَبان سے بَدل دے اور اِس کی بھی اِستِطاعَت نہ ہو تو دِل سے۔ یعنی اُسے دِل میں بُرا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے۔ (مُسلِم)

کون، کِس طرح نیکی کا حُکم کرے؟

پیارے اِسلامی بھائیو! مُحَدِّثِین

کِرام (عَلَیہِمُ الرِّضوان) اِس حَدیثِ مُبارَکہ کی شَرح اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ اُمَراء و حُکّام قُوَّت کے ساتھ بُرائیوں کو روکیں، عُلمائے کِرام زبان سے نیکیوں کا پرچار کریں اور بُرائیوں سے باز رہنے کی لوگوں کو تلقین کریں۔ اور عَوامُ النّاس کم اَز کم دل میں بُرائی کو بُرا ضرور جانیں۔

اس کے معنیٰ ہرگز یہ بھی نہیں ہیں کہ زبان سے اَمرِ بِالمَعرُوف کرنا صِرف اور صِرف عُلماء ہی کا مَنصَب ہے دُوسرا کوئی اب کِسی کو صلوٰۃ وسُنّت کی ترغیب دے ہی نہیں سکتا۔ بلکہ یہ بات ذہن نشین رکھیں۔ جب کوئی گُناہ کر رہا ہو اور ہمیں یہ ظَنِّ غالب ہو کہ اگر منع کریں گے تو گُناہ کرنے والا گُناہ سے باز آجائے گا تو ہم پر یہ واجِب وضروری ہے کہ ہم اُس کو سمجھائیں۔ مَثلاً کِسی اِسلامی بھائی نے سونے یا کسی اور دھات کی زَنجیر گلے میں پہن رکھی ہے اور ہمیں مَعلُوم بھی ہے کہ یہ ناجائز کام ہے۔ اب اگر ہمارا خیال غالِب ہے کہ ہماری بات یہ مان لے گا تو ہم پر واجِب ہے کہ ہم اس کو اَحسن طریقے پر اس گُناہ سے باز رہنے کی تلقین کریں۔ اگر ہم نہیں سمجھائیں گے تو واجِب کا تَرک ہوگا اور واجِب کا تَرک کرنا گُناہ ہے۔ چُنانچِہ "بہارِ شَرِیعت" میں "فَتاویٰ عالمگیری" کے حوالہ سے لکھا ہے،

" اَمرِ بِالمَعرُوف کی کئی صُورتیں ہیں، اگر غالِب گُمان یہ ہے کہ ہم اُس سے کہیں گے تو وہ شَخص بات مان جائے گا۔ اور بُری بات سے باز آجائے گا۔ تو اَمرِ بِالمَعرُوف واجِب ہے۔ اب ہمیں اَمرِ بِالمَعرُوف سے رُکنا جائز نہیں۔ اور اگر گُمان غالِب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تُہمت باندھے گا اور گالیاں دے گا تو تَرک کرنا افضل ہے اور اگر مَعلُوم ہو کہ ہمیں مارے گا اور ہم صَبر نہ کر سکیں گے یا اِس کی وجہ سے فِتنہ وفَساد پیدا ہوگا۔ آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی۔ جب بھی چھوڑنا افضل ہے اور اگر مَعلُوم ہو کہ مجھے

مارے گا تو صَبر کرلوں گا تو جو ایسے شخص کو بُرے کام سے منع کرے تو یہ شخص مُجاہِد ہے اور اگر معلوم ہے کہ وہ مانے گا نہیں، مگر نہ ہی مارے گا، نہ گالیاں دے گا تو اُسے اِختیار ہے اور اَفضل یہ ہے کہ اَمر بالمعروف کرے۔"

بہرحال اگر ہم بُرائی کو روک نہیں سکتے تو کم از کم دل میں بُرا تو جاننا ہی چاہیے۔

کیا ہم بُرائی کو دِل میں بُرا جانتے ہیں؟

پیارے اِسلامی بھائیو! کیا ہم نے یہ اپنی عادت ڈالی ہے کہ جب کبھی بُرائی کو دیکھیں تو اسے کم از کم دِل ہی میں بُرا جانیں۔ ہرگز نہیں۔ ہم رات دِن گُناہوں کی کثرت دیکھتے ہیں۔ مَثَلاً لوگ ایک دُوسرے کو گالیاں دے رہے ہوتے ہیں اور ہمارے بھائی دلچسپی سے سُن رہے ہوتے ہیں۔ دو۲ مسلمان لڑ رہے ہوتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اِس لڑائی کو بیچ میں پڑ کر ختم کرا دیا جائے اور صُلح کرا دی جائے ہم اسے تماشہ بنا دیتے ہیں۔ ہم اگر صُلح نہ کرا سکیں تو یہ تو کر سکتے ہیں کہ اِس کو دِل میں بُرا جانتے ہوئے وہاں سے چلے جائیں۔ بسوں میں، ہوٹلوں میں دُھوم دھام سے فلمی گانے بجائے جاتے ہیں۔ کیا ہمارے دِل میں بھی کبھی اِس سے نفرت پیدا ہوئی؟ آج ہمارے گھروں میں ٹی وی پر ڈرامے، وی. سی. آر پر فلمیں دیکھی اور دکھائی جاتی ہیں۔ کیا ہمارے دِل پر کبھی اِس کا رنج گزرا؟ سرِعام تاش، شطرنج اور لُڈّو وغیرہ ناجائز کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ کیا ہم نے کبھی اِسے دِل میں بُرا جانا؟ بعض اِسلامی بھائی صرف وقت گزارنے کے لئے جھوٹ موٹ تاش، شطرنج وغیرہ کھیلتے ہیں، وہ بھی جان لیں کہ بغیر جُوا کے بھی یہ کھیل ناجائز ہیں۔ اِسی طرح آج کل گلی گلی وِڈیو گیمز اور ٹیبل فٹبال کا سلسلہ چل نکلا ہے۔ اِن سے بھی بچیں۔ اعلیٰ حضرت مولٰینا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن "احکامِ شریعت" میں فرماتے ہیں کہ پتنگ اُڑانا اور اُس کی

ڈور لُوٹنا ناجائز ہے۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ پتنگ کی لُوٹی ہوئی ڈور سے سِلے ہوئے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکرُوہِ تحریمی ہے (یعنی وہ کپڑے اُتار کر نماز کو دوبارہ لَوٹانا واجب ہے) آہ! اگر ہمارا لعل کبھی ایک دِن اِسکول کا ناغہ کر دے تو ہم اُسے تھپّڑ رسید کر دیں، مگر صاحبزادہ نے نماز قضاء کر دی تو ہم نے کم از کم اِحتساب ہی کیا؟ اُس کے مُنہ سے گالی نکلی، ہمارے ماتھے پر شکن ہی آئی؟ اُس نے تاش کھیلا، وِڈیو گیمز کھیلے، پتنگ اُڑائی، اِس کا ہمیں افسوس بھی ہوا؟ اپنے اَہلِ خانہ کو صَلٰوۃ وسُنّت کی کبھی تاکید کی؟ اِنہیں جھوٹ، غیبت، چُغلی، وَعدہ خِلافی، پتنگ بازی، کسی کی حق تلفی و دِل آزاری، گانے، باجے اور فلموں، ڈراموں وغیرہ گُناہ کے کاموں سے نفرت دِلانے کی کوشش کی؟ یاد رکھئے! اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے قُرآنِ مجید میں عَلَی الْاِعلان تنبیہ فرمائی ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۠ (پ۲۸ ع۱۹)	ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اُس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھّر ہیں۔ (کنزُ الایمان)

اپنے اَہل وعیال کو نیکیوں کی ترغیب نہ دلانے والے یہ دِل ہِلا دینے والی رِوایت بار بار پڑھیں جسے فقیہ ابُو اللَّیث سمرقندی (رَحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیہ) نے نقل کیا ہے۔ چُنانچہ فرماتے ہیں کہ

اولاد کی تربِیّت نہ کرنے پر عذاب

منقول ہے قیامت کے روز مَرد اللہ تعالیٰ کی جناب میں کھڑا کیا جائے گا۔ اُس کی بیوی اور اولاد اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی جناب میں شِکایت کرتے ہوئے عرض کرینگے اے ہمارے ربّ (عَزَّوَجَلَّ)! اِس مَرد کو ہمارے حق کے بارے میں مُواخذہ (پوچھ گچھ) کر۔

کیونکہ اِس نے ہمیں ہمارے دِین کی باتیں نہ سکھائیں، اور ہمیں حرام روزی کھلاتا تھا، اور ہم بے علم تھے۔ لہٰذا اُس (بدنصیب) کو حرام روزی کمانے کے سبب پیٹا جائے گا۔ یہاں تک کہ اُس کا گوشت جھڑ جائے گا۔ اِس کے بعد انہیں میزان پر لے جایا جائے گا۔ اور فرشتے پہاڑ کے برابر مرد کی نیکیاں لائیں گے، تو عیال (اولاد وغیرہ) میں کا ایک شخص بڑھے گا، اور کہے گا، میرا وزن کم ہے اور وہ اس کی نیکیوں میں سے لے لیگا۔ پھر دوسرا عیال کا شخص آئے گا وہ بھی اُس کی نیکیوں سے اپنی کمی پوری کرلے گا۔ غرضیکہ وہ سب (اہلِ خاندان) اُس کی نیکیاں لے جائیں گے۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کی طرف رُخ کر کے کہے گا۔ "آہ! میری گردن پر اب وہ گناہ رہ گئے ہیں جو تمہارے لئے میں نے اُٹھائے!"، اور فرشتے کہیں گے، "یہ وہ (بدنصیب) شخص ہے جس کے گھر والے اِس کی تمام نیکیاں لے گئے اور یہ اُن کی وجہ سے جہنّم میں چلا گیا۔" (قُرَّۃُ العُیُون)

اپنے بیٹے کو بُرائی پر سزا نہ دینے کے جُرم میں بنی اِسرائیل کے ایک عالِم کا دردناک انجام اِس واقعہ میں اپنی اولاد کو بُرائی سے نہ روکنے والے کے لئے عبرت ہی عبرت ہے۔ چُنانچہ

ایک عالِم باپ کا عبرتناک انجام!

حضرتِ سیّدُنا مالک بن دینار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں، منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عالِم صاحب لوگوں کو گھر پر جمع کر کے بیان سُنایا کرتے تھے۔ اُس عالِم صاحب کا ایک نوجوان لڑکا تھا۔ ایک دِن اُس نے ایک خوبصورت لڑکی کی طرف اِشارہ کیا جو اُس عالِم صاحب نے دیکھ لیا اور کہا، "اے بیٹے! صبر کر۔" راوی کہتا ہے کہ وہ اپنے تخت سے فوراً مُنہ کے بل گر

پڑا۔ یہاں تک کہ اُس کے بعض جوڑ بھی ٹوٹ گئے۔ اللہ (عزّوجلّ) نے اُسوقت کے نبی (علیہ السلام) کو وحی فرمائی کہ فلاں عالِم کو خبر کر دو کہ میں اُس کی نسل سے کبھی صدّیق پیدا نہیں کروں گا۔ کیا میرے لئے صرف اتنا ہی ناراض ہونا تھا کہ وہ بیٹے کو کہہ دے "اے بیٹے صبر کر۔" مطلب یہ کہ اپنے بیٹے پر سختی کیوں نہیں کی اور اُس کو اِس بُری حرکت سے اچھی طرح باز کیوں نہ رکھا۔ (تنبیہ المغترین)

۳ منزلہ سفینہ

حضرتِ سیّدُنا نُعمان ابنِ بشیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، میں نے اپنے میٹھے آقا، مدینے کے تاجدار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو فرماتے سُنا کہ اللہ (عزّوجلّ) کے حُقُوق میں نرمی یا سُستی کرنے والے، اور اِن حُقُوق کو ضائع کرنے والے، اور اِن کی حفاظت کرنے والے، اُن ۳ تین قسم کے لوگوں کی طرح ہیں جو بحری جہاز میں سوار تھے، اُنہوں نے اُس کی منزلیں باہم تقسیم کرلیں۔ ۱ ایک کو بالائی (یعنی اُوپر والی)، ۲ دوسرے کو درمیانی اور ۳ تیسرے کو پہلی منزل ملی۔ سفر جاری تھا کہ (نچلی منزل والا) ایک شخص کلہاڑا لے آیا۔ ساتھی کہنے لگے، کیا کرتا ہے؟ کہنے لگا، "اپنی منزل میں سُوراخ کرنا چاہتا ہوں، اِس سے پانی بھی قریب ہو جائے گا اور دیگر حاجات کے لئے بھی آسانی رہے گی۔" یہ سُن کر بعض نادان لوگ تو یُوں کہنے لگے، "اِسے دفع کرو! اپنے حصّہ کی منزل میں جو چاہے کرے!" دُوسرے (سمجھدار لوگ) بولے "ہرگز ایسا نہ کرنے دو۔ ورنہ یہ ہمیں بھی ڈبوئے گا اور خود بھی غرق ہوگا۔" پس اگر وہ لوگ اُس شخص کا ہاتھ پکڑتے ہیں تو وہ خود بھی بچتا ہے، اور یہ لوگ بھی بچتے ہیں۔ اگر اُسے چھوڑتے ہیں تو وہ خود بھی ہلاک ہوگا اور انہیں بھی ہلاک کرے گا۔ (تنبیہ الغافلین)

یاشیخ، اپنی اپنی دیکھ!

پیارے اِسلامی بھائیو! ظاہِر ہے اگر نچلے حِصّہ والے بیوُقوف آدمی کو اگر جہاز میں سُوراخ کرنے سے نہ روکا گیا تو سُمندر کا پانی اِس سُوراخ کے ذَرِیعَہ جہاز میں داخل ہوجائے گا۔ نتیجۃً جہاز ڈُوب جائے گا۔ اور نیچے اوپر جتنے لوگ ہیں وہ سب کے سب ہلاک ہوجائیں گے۔ اسی طرح نیک اور پرہیز گار لوگ "یاشیخ! اپنی اپنی دیکھ" کے تحت صرف خود اپنی اصلاح کی فِکر میں لگے رہیں اور دُوسروں کی اِصلاح کی طرف کوئی توجُّہ نہ دیں تو بُرائیاں بڑھتے بڑھتے اِن کو بھی گھیر لیں گی اور یہ بھی تباہ و برباد ہوجائیں گے۔ جیسا کہ اَحادیثِ مُبارَکہ سے پتہ چلتا ہے چُنانچِہ

سرکارِ مدینہ سُرورِ سینہ (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا تو تم اچھی بات کا حُکم کروگے اور بُری بات سے منع کروگے، یا اللّٰہ تعالٰی تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا۔ پھر دُعا کروگے اور تمہاری دُعا قبول نہ ہوگی۔" (تِرمِذی)

ایک اور حدیث میں آتا ہے،

گناہوں سے نہ روکنے والے بھی عذاب میں گرِفتار ہوسکتے ہیں

"جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور نیک لوگ بدلنے پر قادِر ہوں پھر بھی نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللّٰہ تعالٰی (عَزَّوَجَلَّ) سب پر عذاب بھیجے۔" (ابوداؤد)

حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دِینار (رحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں، مَروی ہے کہ اللّٰہ تعالٰی نے فرشتوں کو حُکم فرمایا، کہ فُلاں فُلاں گاؤں پر عذاب کرو۔ تو فرشتوں نے بڑی عاجزی سے اِلتجا کی، اے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ)! اِس میں فُلاں فُلاں تیرا نیک بندہ بھی ہے۔ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) نے فرمایا، اِسے عذاب دے کر مجھے اِس کی چیخ و پکار

سُناؤ۔ کیونکہ اِس کا چہرہ میری نافرمانیوں کو دیکھ کر کبھی مُتغیّر نہیں ہوا۔ (تنبیہُ المغترین)

دُعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟

حضرتِ اَبُوالدَّرداء (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) سے مَروی ہے کہ تم نیکی کا حُکم کرو۔ ورنہ تم پر کسی ظالِم بادشاہ کو مُسلَّط کردیا جائے گا۔ جو تمہارے چھوٹے پر رَحم نہیں کرے گا اور تمہارے نیک لوگ دُعا کریں گے مگر اُن کی دُعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ وہ مُعافی مانگیں گے۔ مگر اُن کو مُعافی نہیں ملے گی۔ (مُکاشفۃُ القلوب)

بُری باتوں سے روکو ورنہ...

خلیفۃُ المُسلمین سیِّدُنا ابوبکر صدیق (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے اِرشاد فرمایا،

اے لوگو! تم اِس آیت کو پڑھتے ہو:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ؕ (پ ۷ ع ۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنی فکر رکھو، تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو۔ (کنزُ الایمان)

(یعنی تم اِس آیت سے یہ سمجھتے ہوگے کہ جب ہم خود ہدایت پر ہیں تو گُمراہ کی گُمراہی ہمارے لئے مُضِر نہیں ہم کو کسی گُمراہ کو گُمراہی سے منع کرنے کی ضرورت نہیں)۔ میں نے میٹھے مدنی آقا (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہِ وَاٰلِہٖ وَسلَّم) کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ لوگ اگر بُری بات دیکھیں اور اُس کو نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللّٰہ تعالٰی اُن پر ایسا عذاب بھیجے گا جو سب کو گھیر لے گا۔ (ابنِ ماجہ)

ایک اور حدیث شریف میں ہے، "لوگوں کی ہَیبت حق بولنے سے نہ روکے جب معلوم ہو تو کہہ دے۔" (ترمِذی)

ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے، "چند مخصوص لوگوں کے عمل کی وجہ

سے اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو عذاب نہیں کرے گا، مگر جب کہ وہاں بُری بات کی جائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور منع نہ کریں تو اب عام وخاص سب کو عذاب ہوگا۔" (شَرْحُ سُنّۃ)

ایک اور حدیث شریف میں وارِد ہے کہ بنی اِسرائیل نے جب گُناہ کِیے۔ اُن کے عُلَماء نے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے پھر عُلَماء اُن کی مَجلِسوں میں بیٹھنے لگے اور اُن کے ساتھ کھانے پینے لگے اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) نے عُلَماء کے دِل بھی اُنھیں جیسے کر دیئے۔ اور حضراتِ سَیِّدُنا داوٗد و عیسیٰ (عَلَیْہِمَا السَّلَام) کی زَبان سے اُن پر لَعْنَت کی۔ یہ اِس وجہ سے کہ اُنھوں نے نافرمانی کی اور حد سے تَجاوُز کرتے تھے۔ اِس کے بعد غم خوارِ اُمّت (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا، "اللہ (جَلَّ جَلَالُہٗ) کی قسم! تم یا تو اچھی بات کا حُکم کروگے اور بُری بات سے روکوگے اور ظالِم کے ہاتھ پکڑ لوگے، اور اُن کو حق پر روکوگے اور حق پر ٹھہراؤگے، یا اللہ تعالیٰ تم سب کے دِل ایک طرح کے کردے گا۔ پھر تم سب پر لعنت کردے گا جس طرح اُن سب پر لعنت کی۔ (ابوداوٗد)

آہ! مُسلمانوں کی بربادی

پیارے اسلامی بھائیو! آج دُنیا میں مُسلمانوں کی جو حالت ہے وہ کسی سے مَخفی نہیں۔ ہر طرف ہی بے عَملی کا دَور دَورہ ہے اور کوئی کسی کو ٹوکنے والا نظر نہیں آتا اور مُسلمان عَملی طور پر تَنَزُّل کے عَمِیق گڑھے کی طرف تیزی سے گرتا چلا جارہا ہے۔ مُسلمان اپنے شَعائِر تک بھولتا چلا جارہا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! پاک وہند کے مُسلمانوں کی حالت تو اب بھی غنیمت ہے دُوسرے اِسلامی ملکوں میں جاکر دیکھیں تو مُسلمانوں کا حال دیکھ کر خون کے آنسو رَوئیں تب بھی کم ہے۔

اَولاد کو سُنّتیں سکھاؤ ورنہ پچھتاؤگے! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ رجبُ المُرجّب ۱۴۰۶ھ

میں سگِ مدینہ کو بغداد شریف وغیرہ مُقدّس شہروں میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ مگر آہ! وہاں کے مُسلمانوں کی حالتِ زار بیان کرنے سے زبان و قلم قاصِر ہیں۔ میں چند باتیں عَرض کرتا ہوں تاکہ ہم لوگ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے قہرو غضب سے ڈریں۔ اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کرے اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف پر کاربند ہوجائیں، ورنہ کیا عَجب ہماری آئندہ نسلیں ایسی تباہ و برباد ہوں کہ تباہی و بربادی بھی ان کو دیکھ کر تھرّا اُٹھے۔ کیوں کہ واقعی مَوجُودہ تعلیمی اِدارے اور اُن کا ماحول، والِدَین کی صِرف اور صِرف یہ دُھن کہ بچّہ پڑھ لکھ کر پُورا ماڈرن بنے اور خُوب دَھن کما کر لائے۔ اگرچہ مغرِبی تہذیب کا دِلدادہ بچّہ جوان ہوکر ماں باپ سے پِیٹھ پھیر لے یا بچّہ جوان ہونے سے پہلے ہی موت والِدَین یا بچّے کو آسنبھالے اور وَالِدَین اُس کی کمائی کھانے کے سُہانے سپنے کو شرمندۂ تعبیر ہوتا نہ دیکھ سکیں۔ نیز ہمارے ذرائعِ اِبلاغ بھی اسلام کے زرّیں اُصُولوں پر مُسلسل کاری ضربیں لگا رہے ہیں۔ اگر یہی حالات رہے تو ہماری آئندہ نسلوں کی ہلاکت سے بچنے کی کوئی صُورت نظر نہیں آتی۔

اے خاصۂ خاصانِ رُسُل (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) وقتِ دُعا ہے ۔ اُمّت پہ تری آکے عَجب وَقْت پڑا ہے

مُسلمانانِ عِراق کی دِلخراش داستان

اب عِراق کے چند روزہ سَفَر سے مُتعلّق چند وہ باتیں بیان کرتا ہوں کہ جن سے اِسلام کا دَرد رکھنے والے کا جِگر پاش پاش ہوجاتا ہے۔

ہم تین ۳ اِسلامی بھائی عِراقی طیّارہ میں کراچی کے بَینَ الاَقوامی ہوائی اڈّے سے سوار ہوئے۔ طیّارہ دو ۲ گھنٹہ لیٹ ہوا۔ اِسی دوران نَمازِ مغرِب کا وَقْت آگیا طیّارہ ہی میں اَذان دے کر ہم تینوں ۳ نے جماعت قائم کی۔ نَماز سے فَراغت کے بعد جب ہم اپنی نِشَستوں کی طرف چلے تو عراقی لوگ بڑی حَیرت سے ہمیں دیکھ رہے تھے اور نماز

پڑھنے پر مُبارکباد دے رہے تھے۔ جیسے ہم نے کوئی بہُت ہی کمال کر ڈالا ہو! اِس سے ہم پر یہ تأثّر قائم ہوا کہ غالباً یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر نماز کو پسند ضرور کرتے ہیں۔ اور عراق جا کر بھی یہی اندازہ ہُوا کہ شاید ہزار عراقی مُسلمانوں میں اِکّادُکّا مُسلمان ہی نماز پڑھتا ہوگا!!!

مسجِد میں گانے باجے!

خیر ہم عَرُوسُ البِلاد بغداد شریف کے بَیْنَ الاَقوامی ہوائی اَڈّہ پر اُترے۔ اور عِشاء کی نماز کے لئے وہیں ایک مسجِد میں داخِل ہوگئے۔ آپ مانیں یا نہ مانیں اُس مسجِد کی اَندرونی چھت میں مائِک لگا ہوا تھا اور باقاعِدہ مُوسیقی کے ساتھ گانے بج رہے تھے!!! جی ہاں، وہ مسجِد ہی تھی اور باہَر لکھا ہوا تھا " ھٰذَا بَیْتُ اللّٰہ " یعنی یہ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کا گھر ہے۔ ہم حیران رہ گئے۔ ہم مُسافِر تھے دل میں بُرا ماننے کے سوا کر بھی کیا سکتے تھے؟ ایسے موقعہ پر جو بُرائی کو دِل میں بُرا جانے وہ گُناہ سے بَری ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں اِرشادِ پاک ہے:

" جب زمین میں گُناہ کیا جائے تو جو وہاں مَوجُود ہے مگر اُسے بُرا جانتا ہے۔ وہ اُس کی مِثل ہے جو وہاں نہیں ہے اور جو وہاں نہیں ہے مگر اُس پر راضی ہے وہ اُس کی مِثل ہے جو وہاں حاضِر ہے۔" (ابُوداؤد)

ع کیا تماشہ ہے کہ اب ناقہ سوارانِ عرب پَیروی کرتے ہیں یورپ کے حُدی خوانوں کی

کُوفہ کی جامِع مسجِد میں جُمُعہ نہیں ہوتا!

آہ! کُوفہ کی وہ تاریخی مسجِد جہاں حضرتِ مولیٰ علی (کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الکَرِیم) پر عَین نماز کی حالت میں قاتِلانہ حَملہ ہوا تھا۔ وہاں ہم جُمُعہ کی نماز کے وَقت زیارت کے لئے پہنچے۔ زائرین کا بے پناہ ہُجُوم تھا۔ معلُوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہاں کوئی نماز نہیں پڑھائی جاتی، حتّٰی کہ جُمُعہ کی نماز بھی نہیں ہوتی!!!

سبھی داڑھی مُنڈے!

بغدادِ معلّٰی میں ہمیں اِس بات کا شِدّت سے اِحساس ہوا کہ یہاں کے مُسلمان، مسلمانی شعائر سے بالکل نابلد ہو چکے ہیں۔ کیوں کہ وہاں عُموماً کوئی مَقامی باشِندہ داڑھی رکھتا ہی نہیں! حتّٰی کہ آئمّہ و مُؤذِّنین وغیرہ سب کے سب داڑھی مُنڈے!! چُونکہ ہم تینوں باریش اور باعِمامہ تھے۔ بغدادِ مُعلّٰی کی گلیوں میں جب ہم نِکلتے تو لوگ ہمیں اِنتہائی حیرت سے تکتے رہتے اور چند بار تو نوبت یہاں تک آئی کہ ہمیں گھیر کر مُتعَجّبانہ سُوال کیا گیا، " ھَلْ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْن؟ " (کیا تم لوگ مُسلمان ہو؟) جب ہم اِقرار کرتے کہ " اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نَحْنُ مُسْلِمُوْن " (یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہم مسلمان ہیں) تو وہ خوش ہو کر آگے گُزر جاتے۔

شہادت کی خُوشی میں خواتین کا رَقص!

ایک بار بابُ الشَّیخ، حُضُورِ غوثِ پاک، پیرانِ پیر (رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہ) کے مزارِ پُراَنوار والی گلی میں ایک نِہایت ہی بیہُودہ اور شرمناک منظر تھا۔ خُوب طَبلہ پر تھاپ پڑ رہی تھی اور شہنائیاں بج رہی تھیں اور کافی لوگوں کا ہُجُوم تھا اور بیچ میں بے پردہ عورتیں رَقص کر رہی تھیں۔ کچھ لوگوں نے میِّت کو اُٹھایا ہوا تھا۔ ہم لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی۔ دریافت کرنے پر پتہ چلا، یہاں یہ دستُور ہے کہ جب کوئی مُسلمان عراق و ایران کی حالِیہ جنگ (اُن دِنوں جنگ جاری تھی) میں شہید ہوتا ہے۔ اُس کے اَعِزَّہ اُس شہید کی لاش کو حُضُور سیّدُنا غوثِ اعظم (رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہ) کے روضۂ پاک پر حاضِری کے لئے لاتے ہیں اور یقیناً یہ فعل نہایت ہی عُمدہ ہے مگر پھر یہ لوگ عقل سے پیدل ہو جاتے ہیں اور اُس مَردِ مُجاہِد کی " شہادت کی خوشی میں " اُس کے گھر کی عورتیں (بیوی، ماں، بہنیں وغیرہ) اِس طرح سڑکوں پر رَقص کرتی ہوئی جنازہ کے ساتھ ساتھ جاتی ہیں!!!

؎ دَرسِ قرآن اگر ہم نے نہ بُھلایا ہوتا　　یہ زمانہ نہ زمانے نے دِکھایا ہوتا

پیارے اسلامی بھائیو! عِراقی مُسلمانوں کا حال دیکھ کر کلیجہ مُنہ کو آتا ہے۔ کاش! کوئی ایسی تحریک وہاں بھی اُٹھ کھڑی ہو جو اَمرِ بِالمَعرُوف کرے اور ایک بار پھر سے سُنّتوں کا دَور دَورہ ہو جائے۔

اِسپین میں مسجِد پر تالے!

مُحترم اسلامی بھائیو! غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ! اَندَلُس (اِسپین) کی تباہ کاری سے دَرسِ عِبرت حاصِل کرو۔ وہ اُندَلُس جسے طارِق بن زِیاد (رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیہ) نے فتح کیا تھا، سینکڑوں سال اِسلامی حُکُومت رہی تھی۔ رَفتہ رَفتہ مُسلمانوں نے اَمرِ بِالمَعرُوف چھوڑا، سُنّتوں سے مُنہ موڑا تو عیسائیوں نے آہِستہ آہِستہ قدم جمانے شُروع کر دیئے۔ اور آہ! صد آہ! آج وہاں اِسلام کا نام لینا بھی جُرم ہے۔ مسجِدوں کو شہید کر دیا گیا اور قُرطُبہ کی شُہرَۂ آفاق جامِع مسجِد کو تاریخی آثار کی حیثیّت سے باقی تو رکھا گیا ہے۔ لیکن وہاں تالے پڑے ہوئے ہیں۔

بعض سابِقہ ممالِکِ اِسلامیہ میں اَب نَماز پر پابندی ہے!

اِسی طرح اور بھی بَعض سابِقہ اِسلامی ممالِک ہیں جو کبھی اِسلام کے عظیم مراکز تھے۔ آہ! مُسلمانوں کی عَیش کوشیوں، دولت کمانے کی ہَوَس، مغرِبی تہذیب سے قَلبی لگاؤ، انگریزی فیشن سے اُلفت، سُنّتوں سے رُوگردانی (اللہ عَزَّوَجَلَّ خیر کرے، پاک و ہند میں بھی اب یہ سب کچھ ہو رہا ہے) اَمرِ بِالمَعرُوف میں کوتاہی کے سَبَب موقعہ پا کر یہُود و نَصارٰی نے مُسلمانوں کی آبادیوں کو خُرد بُرد کر ڈالا اور آپ کو تعجُّب ہو گا کہ اب وہاں پر،

"نَماز پڑھنے پر پابندی ہے اور قُرآنِ پاک رکھنا، اِس کی تِلاوت کرنا حتّٰی کہ

کلمہ تک پڑھنا سخت مَمنُوع ہے۔"

؎ آہ! اِسلام ترے چاہنے والے نہ رہے　　جن کا تُو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

آپ کا دِل نہیں لرزتا!

جنّت کی اَبدی و سَرمَدی نعمتوں کے طلبگار اِسلامی بھائیو! آپ کا دِل نہیں لرزتا؟ آپ پر خوف طاری نہیں ہو جاتا؟ کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) تو بے نیاز ہے، اُسے پرواہ ہی کب ہے کہ لوگ اُسے سَجدہ کریں ہی کریں۔ یقیناً اگر ساری مخلوق اُس مالِکِ حقیقی (عَزَّوَجَلَّ) کے خِلاف باغی بھی ہو جائے تو اُس کی شان میں ذرّہ برابر کمی نہیں آسکتی اور اگر ساری ہی مخلوق اُس کی بارگاہ میں جُھک جائے، اُس کی ذات پر کوئی اِحسان نہیں کر سکتا۔ بس خود ہمیں اُس کی بے نیازی اور اُس کی گرِفتِ شدید سے پناہ مانگنی چاہیئے۔ آخر دُنیا میں کب تک گُل چَھرّے اُڑائینگے۔ ایک نہ ایک دِن موت ضَرور ہم سب کو آلے گی۔ یاد رکھئے ؎

اَلْمَوْتُ بَابٌ کُلُّ نَفْسٍ دَاخِلُوْھَا　　اَلْمَوْتُ قَدَحٌ کُلُّ نَفْسٍ شَارِبُوْھَا

یعنی موت ایک ایسا دروازہ ہے جس میں سے ہر جاندار نے گُزرنا ہے

اور موت ایک ایسا جام ہے جسے ہر شخص نے پینا ہے۔

مرنے سے قبل نوجوان کی داڑھی گھر والوں نے قطع کر ڈالی!

آہ! اب ہمارے یہاں بھی حالات دِن بہ دِن بگڑتے چلے جا رہے ہیں مغرِبی تہذیب کی یلغار، فیشن کی طُومار، گھر گھر ٹی۔ وی اور وی۔ سی۔ آر اور بَدقسمتی سے مُسلمان کہلانے والے سُنّتوں سے بیزار نظر آرہے ہیں کراچی ہی کا ایک نوجوان اِسلامی بھائی جس کی عُمر بمشکل بیس سال ہو گی۔ داڑھی جب سے آئی تھی رکھ لی۔ بیچارہ خُون کے سرطان (بلڈ کینسر) میں مُبتَلا ہو گیا۔ میں (سگِ مدینہ) اُس کی عِیادت کیلئے اِسپتال پہنچا۔ بیچارہ بسترِ مرگ پر پڑا تھا... زبان بند ہو چکی تھی... داڑھی چہرے سے اُتار لی گئی تھی۔ میں چونکا... اُس مظلُوم نے چہرہ کی طرف

بمشکل تمام ہاتھ اُٹھایا اور اشارہ سے فریاد کی۔۔ میں اِتنا سمجھ سکا گویا وہ کہہ رہا تھا "میں نے مَعَاذَاللہ داڑھی نہیں مُنڈوائی میرے گھر والوں نے نیند یا بے ہوشی کی حالت میں میری داڑھی صاف کرڈالی ہے!" آہ! چند ہی دِنوں کے بعد وہ مظلُوم دُنیا سے چل بسا۔

ے رُوح میں سوز نہیں قلب میں اِحساس نہیں　　کچھ بھی پیغامِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کا تمہیں پاس نہیں

مُسلمان کہلانے والوں کی سُنّتوں سے نفرت!

آہ! صد آہ!! پہلے تو مسلمانوں کو کُفّار ظُلم وستم کا نِشانہ بناتے تھے۔ اب خُود مُسلمان کہلانے والے اپنی اَولاد کو بِالجَبر سُنّتوں سے دُور رکھتے ہیں اور سُنّتوں پر عَمل کرنے پر طرح طرح کی سزائیں دیتے ہیں۔ ایسے ایسے دِلخراش واقِعات دیکھے گئے۔ کہ پناہِ خُدا (عزوجل)۔ کئی نوجوان اِسلامی بھائیوں نے اِسلامی ماحول سے مُتأثِّر ہوکر داڑھی رکھ لی تو خاندان بھر میں گویا زلزلہ آگیا۔ اگر مار پیٹ، دھونس دھمکی سے باز نہ آئے تو داڑھی رکھنے کے "جُرم" میں بے چارے گھر سے نِکال دیئے گئے۔ آہ! نیند کی حالت میں سُنّتوں کے دِیوانوں کی داڑھیوں پر قینچیاں چلادی جاتی ہیں۔ ایک نوجوان ہمارے یہاں کے سُنّتوں کے ماحول میں آنے، جانے، اُٹھنے، بیٹھنے لگا، ظاہِر ہے ماحول کا اثر پڑنے لگا۔ اُس نے گھر پر جاتے آتے "اَلسّلامُ علیکُم"، کہنا شُروع کردیا۔ بعض اوقات دورانِ گُفتگو اس نے "اِنْ شَاءَ اللہ"، کہنے کا "مُقدّس جُرم"، کرلیا۔ مُسلمان کہلانے والے وَالِدَین کے کان کھڑے ہوگئے۔ باز پُرس شُروع ہوگئی چنانچہ اُس سے گھر میں سُوال ہوا،

بیٹا! آج کل تُو یہ کون سی بُولی بُولنے لگا ہے کہ سَلام کرنے اور اِنْ شَاءَ اللہ کہنے لگ گیا ہے۔ اُس غریب نے سُنّتوں کے اَدنیٰ خادِم سگِ مدینہ کا نام لے ڈالا۔ بس کھیل خَتم۔ سختی سے روک دیا گیا۔ خبردار اگر کسی "مُلّا"، (مَعاذَاللہ) کی صُحبت میں

رہا۔ آخِرکار وہ بے چارہ ماڈرن بن گیا۔

کیا فیشن پرست ہی مُعزّز ہے؟

آہ! سُنّتوں سے نَعُوذُ بِاللہ نفرت اور فیشن کی یہ مَحبّت آخر اِس مُعاشَرہ کو کہاں لے جائے گی؟ ہائے افسوس! آج اِس مُعاشَرہ میں سرتاپا فیشن میں ڈُوبا ہوا، پتلون کے اندر قمیص ڈال کر کَسا کَسایا، سونے کی انگوٹھی اور گلے میں سونے کی زنجیر ڈالے، بُوٹ پہن کر پَٹاخ پَٹاخ چلنے والا فَرد تو مُعزّز سمجھا جاتا ہے، مُعاشَرہ میں عِزّت کی نِگاہ سے دیکھا جاسکتا ہے۔ مگر کوئی مدینے کا دِیوانہ سُنّت کے مُطابِق سفید سادہ لِباس میں مَلبُوس بارِیش، سُنّت کے مُطابِق زُلفوں والا سر پر عِمامہ پہنے شرم وحَیا سے نیچی نِگاہیں کئے جارہا ہو تو اُسے عِزّت کی نِگاہ سے دیکھنے کے لئے کوئی تیار نہیں۔ اُس غریب کی طرح طرح سے دِل شِکنی کی جاتی ہے، مذاق اُڑایا جاتا ہے، پھبتیاں کسی جاتی ہیں۔ مُعاشَرہ کے لئے وہ ایک عجُوبہ سمجھا جانے لگا ہے۔

ے وہ دَور آیا کہ دِیوانہ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) لے لئے　　ہر ایک ہاتھ میں پتھر دِکھائی دیتا ہے

پیارے اسلامی بھائیو! ہوش میں آؤ! مرنے سے پہلے سنبھل جاؤ!! یہ ساری تباہی دُنیا کی مَحبّت ہی نے مچائی ہے۔ حُبِّ دُنیا کے سبب آج لوگ سُنّتوں سے دُور جاپڑے ہیں۔ سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) فرماتے ہیں، "دُنیا کی مَحبّت تمام گُناہوں کی جڑ ہے۔" (کیمیائے سعادت)

اِسلام کی وُقعت دِلوں سے نِکلنے کا سَبَب

حضرتِ سیِّدُنا ابُوہُریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رِوایت کرتے ہیں، تاجدارِ مدینہ، سُرورِ سینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جب میری اُمّت دُنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت و وُقعت اس کے قُلوب سے نِکل جائے گی اور جب اَمر بِالمعرُوف اور نَہی عَنِ المُنکَر کو چھوڑ بیٹھے

گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ تبارکَ وتعالیٰ کی نگاہ سے گر جائے گی۔ (ترمذی)

ہمارے بزرگانِ دین حق بات میں کسی کی رعایت نہیں کرتے تھے نہ ہی کسی سے ڈرتے تھے۔ ہر وقت اُن کے دلوں میں جذبۂ اَمْر بِالْمَعْرُوف کار فرما رہتا تھا اور اَرباب اقتدار کو بھی اُن کی غلطی پر ٹوک دیا کرتے تھے۔ چنانچہ علّامہ جلالُ الدّین سُیُوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) "تاریخُ الخُلَفاء" میں نقل کرتے ہیں کہ

حکایت

خلیفہ بغداد منصور کے دورِ حکومت میں قاضی سوّار بن عبدُاللہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بصرہ کے قاضی تھے۔ کچھ لوگوں نے دربارِ خلافت میں چغلی کھائی کہ قاضی صاحب لوگوں کی شخصیت سے متأثر ہو کر اور مُنہ دیکھ کر فیصلہ دیا کرتے ہیں۔ خلیفہ منصور نے آپ کو دربارِ خلافت میں جواب دہی کے لئے طلب کیا۔ قاضی صاحب جیسے ہی دربار میں منصور کے سامنے کھڑے ہوئے منصور کو ایک دم چھینک آگئی۔ قاضی صاحب نے منصور کی چھینک پر "یَرْحَمُکَ اللہ" نہیں کہا۔ منصور نے ڈانٹ کر پوچھا کہ آپ نے میری چھینک پر "یَرْحَمُکَ اللہ" کیوں نہیں کہا؟ قاضی صاحب نے برجستہ جواب دیا، اس لئے نہیں کہا کہ آپ نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" نہیں کہا۔ منصور نے کہا کہ میں نے دل میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ لیا تھا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ میں نے بھی دل میں یَرْحَمُکَ اللہ کہہ دیا تھا۔

خلیفہ منصور قاضی سوّار کی بے خوفی اور حاضر جوابی سے بیحد متأثر ہوا اور کہا کہ آپ جائیے اور اپنے عہدہ پر برقرار رہیے۔ جب آپ مجھ سے مرعوب نہیں ہوئے اور میری ہاں میں ہاں نہیں ملائی۔ تو پھر مجھے یقین ہے کہ آپ کسی کی شخصیت سے مرعوب نہیں ہو سکتے اور ہرگز ہرگز کسی کا مُنھ دیکھ کر یا کسی کے دباؤ سے کوئی غلط فیصلہ نہیں کر سکتے۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب چھینک آئے تو آواز کے ساتھ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہنا چاہیے تاکہ سُننے والا جواباً "یَرْحَمُکَ اللہ" (یعنی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) تجھ پر رحم کرے) کہہ سکے۔ اور سُننے والے کے لئے یہ واجب بھی ہے۔

ہمارے اسلاف نہایت ہی مؤثر انداز میں تبلیغ کرتے اور بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی موقع ملنے پر نصیحت کرنے سے نہ چوکتے۔ اسی طرح کا ایک ایمان افروز واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

پُوری سلطنت کی قیمت پانی کا ایک گلاس!

منقول ہے ایک مرتبہ حضرت سیّدُنا ابنِ سمّاک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) خلیفہ بغداد ہارون رشید کے دربار میں تشریف لے گئے۔ ایک دم ہارون رشید کو پیاس لگی اور اُس نے پانی طلب کیا۔ خادِم نے پانی کا گلاس ہارون رشید کے ہاتھ میں دیا۔ تو حضرت ابنِ سمّاک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا، عالیجاہ! ذرا ٹھہر جائیے اور مجھے بتائیے کہ اگر پیاس کے وقت کہیں پانی نہ ملے اور آپ پیاس سے بے قرار ہو جائیں تو یہ ایک گلاس پانی آپ کتنی قیمت دے کر خریدیں گے؟ ہارون رشید نے جواب دیا کہ آدھی سلطنت دے کر۔ پھر سیّدُنا ابنِ سمّاک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے پُوچھا کہ اگر یہ پانی آپ کے پیٹ میں پہنچ جائے اور آپ کا پیشاب بند ہو جائے اور یہ پانی آپ کے بدن سے نہ نکل سکے تو آپ اس کے علاج پر کتنی رقم خرچ کر دیں گے؟۔ ہارون رشید نے کہا کہ پُوری سلطنت۔ یہ سُن کر سیّدُنا ابنِ سمّاک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ "اے امیرُ المؤمنین! وہ سلطنت جس کی قیمت ایک گلاس پانی اور اُس کا پیشاب ہو! بھلا کب اس قابل ہے کہ اُس کی رغبت کی جائے اور اُس پر گھمنڈ کیا جائے!!" سیّدُنا ابنِ سمّاک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ان کلمات کو سُن کر ہارون رشید چیخ مار مار کر رونے لگا،

اور کچھ جواب نہیں دیا۔

(تَارِیْخُ الْخُلَفَاء)

کوئی گُل باقی رہے گا نَے چمن رہ جائے گا
پر رسُولُ اللہ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا دینِ حَسَن رہ جائے گا

ہمصفیرو! باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بُلبلیں اُڑ جائیں گی سُونا چمن رہ جائے گا

اَطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اِس تنِ بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

(ذوقِ نعت)

آہ! نیکی روتی ہوئی چلی گئی

حضرتِ مالِک بن دِینار (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے تھے، نیکی روتی ہوئی چلی گئی اور بُرائی ہنستی ہوئی آئی۔ پھر یہ اَشعار پڑھے، جن کا ترجمہ یہ ہے :۔

"جن لوگوں کے اَفعال کی پیروی ہوتی تھی اور جو بُری بات کو بُرا سمجھتے تھے۔ سب گُزر گئے۔ اُن کے بعد ایسے لوگ رہ گئے ہیں جو ایک دُوسرے کی صفائی کرتے ہیں تاکہ ایک بدباطن دُوسرے سے رُکا رہے۔" (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

آج رُوئے زمین پر سے عَدل و اِنصاف اُٹھتا جا رہا ہے۔ حُکّامِ بالا کے ظُلم و سِتَم سے لوگ تنگ آچکے ہیں۔ جو کوئی نیا حاکِم آتا ہے ظُلم و سِتَم کے نئے اَنداز بھی ساتھ لیتا آتا ہے۔ اِس کی وجہ اَمْر بِالْمَعْرُوف سے کوتاہی نہیں تو اور کیا ہے؟

ظالِم حاکِم مُسلَّط کیا جائے گا

حضرتِ سَیِّدُنا اَبُو الدَّرْداء (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے مَروِی ہے۔ اُنہوں نے اِرشاد فرمایا، نیکی کا حُکم دیتے رہنا اور بُرائی سے روکتے رہنا، نہیں تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسا حاکِم مُقرّر کر دے گا جو تمہارے بُزُرگوں کا اِحترام نہیں کرے گا، تمہارے بچّوں پر رَحم نہیں کرے گا، تمہارے بڑے بُلائیں گے لیکن اُن کی بات نہیں مانی جائے گی۔ وہ مَدَد طَلَب کریں گے مگر اُن کی مَدَد نہیں کی جائے گی اور وہ بخشش طَلَب کریں گے مگر اُنہیں نہیں بخشا جائے گا۔

(مُکَاشَفَۃُ الْقُلُوْب)

خُوش نصیب لوگ

حضرتِ سَیِّدُنا اَنَس بِن مالِک (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کہتے ہیں، میٹھے آقا، مَدَنی تاجدار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بھلائی کے پھیلنے کا اور بُرائی کو روکنے کا ذَرِیعہ ہوتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بُرائی کے پھیلنے کا اور بھلائی میں رُکاوٹ کا ذریعہ ہوتے ہیں سو مُبارک ہے اُن لوگوں کے لئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خیر کے پھیلنے کا ذَرِیعہ بنایا اور ہلاکت ہے اُن لوگوں کے لئے جو بُرائی پھیلنے کا سَبَب ہو گئے۔ فَقِیہ اَبُو اللَّیْث (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) یہ حدیث نَقل کرنے کے بعد "تَنْبِیْہُ الْغَافِلِیْن" میں فرماتے ہیں :۔

" حاصِل یہ کہ اَمْر بِالْمَعْرُوف اور نَہْی عَنِ الْمُنکَر کرنے والا بھلائی کو پھیلاتا ہے اور بُرائی کے لئے رُکاوٹ ہے اور وہ مُؤمِنِین میں سے ہے۔" چنانچہ

قُرآنِ مجید میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا فرمانِ عالیشان ہے :۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ۱۰ ع۱۵)

تَرجَمہ: اور مُسلمان مَرد اور مُسلمان عورتیں ایک دُوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حُکم دیں اور بُرائی سے منع کریں۔ (کَنْزُ الْاِیْمَان)

سُنّتوں سے روکنے والا مُنافِق ہے

جو بُرائی پر لوگوں کو لگاتا ہے اور بھلائی سے روکتا ہے وہ اپنے میں مُنافِقوں والی عَلامات رکھتا ہے۔ جیسا کہ قُرآنِ مجید میں اللہ تَبارَکَ وَتَعالٰی کا فرمانِ عالیشان ہے۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ (پ۱۰ ع۱۵)

تَرجَمہ: مُنافِق مَرد اور مُنافِق عورتیں ایک تھیلی کے چٹّے بٹّے ہیں۔ بُرائی کا حُکم دیں اور بھلائی سے منع کریں۔ (کَنْزُ الْاِیْمَان)

مُنافِق کو ذلیل کرنے کا طریقہ

اَمیرُ الْمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی (کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم) فرماتے ہیں، کہ اَمْر بِالْمَعْرُوف اور نَہْیِ عَنِ الْمُنْکَر بہترین عَمَل ہے اور فاسِق کو جلانے والا ہے۔ پس اَمْر بِالْمَعْرُوف کرنے والا مُؤمن کی پُشت پَناہی کرتا ہے اور نَہْیِ عَنِ الْمُنْکَر کرنیوالا مُنافِق کو ذلیل کرتا ہے۔

آہ! بُرائی کو بُرائی کہنے والے نہ رہیں گے!

اَمیرُ الْمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی (کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم) فرماتے ہیں "لوگوں پر ایک وَقت آئے گا کہ اِس میں بُرائی کو بُرائی کہنے والے تمام لوگوں کے دسویں حصّے سے بھی کم ہوں گے۔ اِس کے بعد یہ دسواں حصّہ بھی چلا جائے گا تو پھر کوئی بُرائی کو بُرائی کہنے والا نہ رہے گا۔" (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

کٹے ہوئے کانوں والا بہرا

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالِک (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں، "جو کوئی سُنے کہ فلاں شخص فِعلِ بَد کا مُرتکب ہوا اور پھر (باوُجودِ قُدرت) وہ اُسے نہ روکے تو قیامت کے روز وہ کٹے ہوئے کانوں والا بہرا ہوگا۔" (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

عِزّت والے ذلیل کر دیئے جاتے ہیں

حضرتِ جَریر بن عبدُ اللّٰہ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں، "کسی قوم میں ذِی عِزّت لوگ اگر ایسی بُرائی کو نہ روکیں جس پر وہ قُدرت رکھتے ہوں تو اللّٰہ تعالٰی اُن کو ذلیل کر دیتا ہے۔" (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

نیک بندہ بھی تباہ۔۔۔

سرکارِ مدینہ، سُرورِ سینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللّٰہ تعالٰی (عَزَّوَجَلَّ) نے ایک فرِشتہ کو حُکْم دیا کہ فلاں شہر کو زیروزَبر کر دو۔ فرِشتے نے عَرض کی کہ اِلٰہی! فلاں

شخص جس نے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی گُناہ نہیں کیا ہے اِس شہر میں موجود ہے، پھر میں اِس شہر کو کیسے زیروزَبر کر دُوں؟ اللّٰہ تعالٰی نے اِرشاد فرمایا، کہ جاؤ اور ایسا ہی کرو کہ اُس شخص نے کبھی دُوسروں کے گُناہوں پر ناگواری کا اِظہار نہیں کیا۔ (کیمیائے سعادت)

جہاں بُرائی ہو رہی ہو وہاں سے ہٹ جاؤ!

ہمارے میٹھے مدنی تاجدار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا ہے کہ ایسی جگہ مت بیٹھو جہاں کسی کو ظُلم سے قتل کیا جائے یا ظُلم سے مارا جائے کہ ایسی جگہ لَعنت برستی ہے اُس شخص پر جو اِس حال کو دیکھے اور منع نہ کرے۔ (کیمیائے سعادت)

بَندر اور خنزیر جیسے چہرے

حضرتِ سیِّدُنا اَبُو اُمامہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں کہ اِس اُمّت میں سے بعض لوگ قیامت کو بَندر اور خنزیر کی شکل میں اُٹھیں گے کیونکہ وہ نافرمانوں سے مَیل جول رکھتے ہیں اور اُن کو روکتے نہیں، حالانکہ وہ اُنہیں روکنے کی قُدرت رکھتے ہیں۔ اِس رِوایت کو نقل کرنے کے بعد حضرت عبدُ الوھّاب شَعرانی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں، جب نافرمانوں سے مُخالَطَت (مَیل جول) کرنے والوں کا یہ حال ہو حالانکہ وہ خود غافِل نہیں ہیں تو اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کے اَعْضاء گُناہ سے نہیں رُکتے۔ ہم اللّٰہ تعالٰی سے اُس کی مہربانی طَلَب کرتے ہیں۔ (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

گُناہوں سے بچنے کے لئے ہِجرت کرنے والا جنّتی ہے

فقیہ اَبُو اللَّیث سَمَرقندی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) "تَنْبِیْہُ الْغافِلین" میں فرماتے ہیں:۔ حضرتِ سیِّدُنا حَسَن بَصری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) مدینے کے تاجدار، سرکارِ اَبَد قرار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا یہ اِرشاد نقل کرتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے دین کی حِفاظت کی غَرض سے ایک عِلاقہ سے دُوسرے

علاقہ ہجرت کی خواہ ایک بالشت ہی سفر کیا ہو تو اُس نے جنت اپنے لئے لازم کرلی اور وہ حضرتِ سیّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہِ الصلوٰۃُ والسلام اور ہمارے میٹھے مدنی آقا (صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ حضرتِ سیّدُنا ابراھیم (علیہِ السّلام) نے بھی عراق سے شام کی طرف ہجرت کی تھی۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں اللہ (جلَّ جلالُہٗ) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔

وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (پ ۲۰ ع ۱۵)

ترجمہ: اور ابراہیم (علیہِ السّلام) نے کہا، میں اپنے ربّ (عزَّوجلَّ) کی طرف ہجرت کرتا ہوں بیشک وُہی عزّت و حکمت والا ہے۔ (کنزُ الایمان)

اور اللہ (عزَّوجلَّ) کا قرآنِ مجید میں فرمان ہے:۔

اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (پ ۲۳ ع ۷)

ترجمہ: میں اپنے ربّ (عزَّوجلَّ) کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔ (کنزالایمان)

(یعنی اپنے ربّ (عزَّوجلَّ) کی اِطاعت اور رِضا کی طرف جانے والا ہوں۔)

گُناہوں کی جگہ سے ہجرت کرنے والا سرکار (صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا پڑوسی بنے گا

فقیہ ابُواللّیث سمرقندی (رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) مزید فرماتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدنی تاجدار (صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے مکّۂ مکرّمہ سے مدینۂ طیّبہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی تو جو شخص ایسی جگہ میں ہو جہاں گُناہ ہوتے ہیں اور وہاں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نکل آیا تو اُس نے حضرتِ سیّدُنا ابراہیم خلیلُ اللہ (علیہِ السّلام) اور حُضور شہنشاہِ مدینہ سُرورِ سینہ (صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی سُنّت پر عمل کیا۔ لہٰذا جنّت میں اِن مُقتدر ہستیوں کا پڑوس نصیب ہوگا۔

پڑوسی خُلد میں عطّار کو اپنا بنا لیجے ‏ جہاں ہیں اتنے اِحساں اور اِحساں یارسولَ اللہ (صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم)!

گناہوں کی جگہ سے ہجرت کرنے والے کی فضیلت اللہ تبارکَ وتعالیٰ قرآنِ مجید میں یُوں اِرشاد فرمارہا ہے۔

وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْۢ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (پ ۵ ع ۱۱)

ترجمہ: اور جو اپنے گھر سے نِکلا اللہ (عزَّوجلَّ) و رسُولُ اللہ (صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی طرف ہجرت کرتا، پھر اُسے موت نے آ لیا تو اُس کا ثواب اللہ (عزَّوجلَّ) کے ذِمّہ پر ہوگیا۔ اور اللہ (عزَّوجلَّ) بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزُ الایمان)

بُرائیوں سے نہ روکنے والا ہی اَب نیک سمجھا جانے لگا ہے!

پیارے اِسلامی بھائیو! بدقسمتی سے اب وہ دَور آچکا ہے کہ سُنّتوں پر عمل کرنے والوں کے لئے زمین تنگ ہوتی چلی جارہی ہے۔ اور خاص کر اَمرٌ بالمعرُوف کی سُنّت کو ادا کرنے والے کی لوگ طرح طرح سے دِل شکنی کرتے ہیں۔ کبھی اُس کی آواز کا مذاق اُڑاتے ہیں تو کبھی اُس کے اندازِ گفتگو پر تنقید کرتے ہیں۔ افسوس! آج عزّت تو اُس کی ہے جو لوگوں کی ہاں میں ہاں مِلاتے اور شریف تو وُہی سمجھا جاتا ہے جو دُوسروں کو گُناہ کرنے دیا کرے اور اُن کی چاپلُوسی کرتا پھرے۔ آج آپ کو بے شُمار "نیک صُورت" ایسے ملیں گے جو مالدار فاسقوں کی تعریف کرتے نہ تھکتے بلکہ گُناہوں تک میں اُن کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ایسے خُوشامد خور ہرگز ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ وہ اُن لوگوں کی نافرمانیوں پر انہیں تنبیہ کرکے اُن کی ناراضگی مول لیں۔ حضرتِ فاروقِ اعظم (رضی اللہُ تعالیٰ عنہ) نے تو پہلے ہی اِس کی پیش گوئی فرمادی تھی۔ چُنانچہ عبدُالوہّاب شعرانی (رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں، امیرُالمؤمنین حضرتِ سیّدُنا عُمر بن خطّاب (رضی اللہُ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، "عنقریب لوگوں پر ایک ایسا دَور آئے گا کہ اُن میں نیک وُہی سمجھا جائے گا جو نہ تو اَمرٌ بالمعرُوف

کرے۔ اور نہ ہی کسی کو بُرائی سے رَوکے، پس لوگ کہیں گے "ہم نے تو اِس سے نیکی ہی نیکی دیکھی ہے۔" کیوں کہ اُس نے کبھی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے لئے غَضَب کیا ہی نہ ہوگا۔ اور لوگ تو اُس پر کیچڑ اُچھالتے ہیں جو نصیحت کی بات کرے۔" (تَنبِیہُ المُغتَرِیْن)

خواہ لوگ آپ کو بُرا بھلا کہیں۔ آپ ہرگز سُنّتوں کی تبلیغ نہ چھوڑیں۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کی عزّت کیا کریں تو پھر آپ تبلیغ نہیں کرسکیں گے۔ کیونکہ مُبَلِّغِین کی تو مُخالفت ہوتی ہی رہتی ہے۔ چُنانچِہ علّامہ شَعرانی (رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ) فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ بات چاہتا ہے کہ لوگ اِس سے مَحَبَّت کریں، اِس کی تعریف کریں اور اِس سے رِضامند رہیں تو ایسا شخص اِحتساب نہیں کرسکے گا۔ (یعنی بُرائی سے نہیں روک سکے گا)۔ (تَنبِیہُ المُغتَرِیْن)

مُبَلِّغ کو لوگ رُسوا کرتے ہیں

حضرتِ سَیِّدُنا کَعبُ الاَحبار (رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنہ) نے شیخ اَبُومُسلِم خَولانی (رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ) سے دریافت کیا کہ لوگوں کا رَوِیّہ تمہارے ساتھ کیسا ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ اُن کا برتاؤ میرے ساتھ اچھا ہے۔ تو اُنہوں نے کہا کہ تَورَیت شریف میں مَذکور ہے "جو شخص اِحتساب کرے گا (یعنی دُوسروں کو بُرائی سے روکے گا) وہ اپنی قوم میں ذلیل و خوار ہوگا۔" یہ سُن کر شیخ اَبُومُسلِم خَولانی (رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ) نے کہا کہ تَورَیت شریف کی یہ بات سچی اور دُرُست ہے اور میں نے جو کچھ کہا ہے وہ دُرُست نہیں ہے۔ (کیمیائے سعادت)

نادان لوگ مُبَلِّغ سے نفرت کرتے ہیں

حضرتِ سَیِّدُنا اُوَیس قَرنی (رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنہ) فرماتے ہیں، مُؤمن کا حق پر ہونا اُس کے لئے دُنیا میں کوئی دوست نہیں چھوڑتا اور جب بھی کوئی شخص لوگوں کو نیک بات کی ہِدایت کرتا ہے اور بُرائی سے رَوکتا ہے تو دُنیادار لوگ اُس پر بڑی

بڑی تہمتیں لگا کر اُس کی عِزّت خَراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (تَنبِیہُ المُغتَرِیْن)

"مِیاں! اپنی کرو"

آج کل اگر کسی کی اِصلاح کی کوئی بات کی جائے تو بعض اَوقات جواب مِلتا ہے "مِیاں! تم اپنی کرو"، ایسا جواب نِہایت ہی مَذمُوم ہے اور گُناہ پر بڑی دَلیری ہے۔ چُنانچِہ

حضرتِ سَیِّدُنا عبدُاللہ بن مَسعُود (رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنہ) فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ایک بڑا گُناہ ہے کہ کوئی شخص دُوسرے کو بَطورِ نصیحت کہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ تو بُرائی کرنے والا اِس کا جواب دے "تو اپنے آپ کو سنبھال۔" (تَنبِیہُ الغافِلین)

حضرتِ سَیِّدُنا حُذَیفہ (رَضِیَ اللّٰہ تَعالٰی عَنہ) کا قول ہے، عنقریب ایک ایسا وقت آنے والا ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حُکم دینے والے اور بُرائیوں سے رَوکنے والے مُؤمن سے مَرا ہوا گدھا زِیادہ پسندیدہ ہوگا۔ (مُکاشَفَۃُ القُلُوب)

ناصِحا! مت کر نصیحت دل مرا گھبرائے ہے
اُس کو دُشمن جانتا ہوں جو مجھے سمجھائے ہے

پیارے اِسلامی بھائیو! مُندَرِجہ بالا اَقوالِ بُزُرگانِ دِین سے یہ ظاہِر ہوتا ہے کہ جو کوئی بھی نیکی کا حُکم کرتا، بُرائیوں سے رَوکتا ہے۔ لوگ اُس کی ضَرور مُخالَفت کرتے ہیں۔ اَنبیاء (عَلَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ اور خود ہمارے پیارے آقا مَدَنی مُصطَفٰے (صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ساتھ بھی لوگوں نے بَداَخلاقی کا مُظاہَرہ کیا اور آپ (صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو تکالیفِ شَدِیدہ پہنچائیں۔ چُنانچِہ ہمارے آقا (صَلَّی اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ایک اِرشاد کا مَفہُوم ہے۔

"میں دِین کی راہ میں سب سے زِیادہ سَتایا گیا ہوں۔"

لِہٰذا مُبَلِّغِین کو چاہئیے کہ لوگوں کی مُخالَفت سے دِل بَرداشتہ نہ ہوں اور ہِمّت نہ ہاریں۔ بلکہ مذاق اُڑانے والوں کے ساتھ بھی شَفقت کا برتاؤ کریں کہ یہ بیچارے

گناہوں کے کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں اور شیطان کی باتوں میں آکر بدسلوکی کررہے ہیں۔ اگر آپ نے بھی اُن کی بدسلوکی پہ بداخلاقی کا مُظاہرہ کرتے ہوئے اگر اینٹ کا جواب پتھر سے دیا۔ تو پھر اُن میں اور آپ میں فرق کیا رہ گیا؟ ڈاکٹر جب مریض کے زخم پر دوائی لگاتا ہے تو بسا اوقات مریض شِدّتِ دَرد کے سبب چِلّاتا ہے مگر ڈاکٹر اُس پر غُصّہ نہیں کرتا۔ کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ یہ دَرد کے سبب ایسا کررہا ہے۔ جب دَرد میں سُکون ہوگا تو خود ہی چِلّانا چھوڑ دے گا۔ اِسی طرح گُناہوں کے مریضوں کو بھی جب سمجھایا جاتا ہے تو اُن کے نَفْس پہ گراں گُزرتا ہے جس کے سبب بَعض اوقات وہ بھی چِلّاتے (گالیاں بکتے) ہیں۔ لیکن آپ شَفْقَت کرتے رہیں۔ جب آپ کی دَعْوت اُن کی سمجھ میں آجائے گی۔ خود ہی چِلّانا مَوقُوف کردیں گے۔ بلکہ اپنے کِئے پر سَخت پَشیمان ہوں گے۔ اور یہی پَشیمانی ہوسکتا ہے اُن کے لئے تَرَقّیِ دَرَجات کا سَبَب بھی بن جائے اور اگر آپ نے شَفْقَت نہ کی بلکہ شِدّت کا رَوِیّہ اِختیار کیا تو ہوسکتا ہے کہ وہ بیچارہ اپنے مَرضِ گُناہ کی وجہ سے تباہ ہوجائے۔ لہٰذا سُنّتوں کے راستے میں جتنی بھی تکالیف آئیں، اُنہیں ہنسی خوشی برداشت کرتے رہیں کہ صَبْر کرنا بھی تو ایک عظیم "سُنّت" ہے۔ آپ لوگوں کے لئے کُڑھتے رہیں۔ اُن کی بُرائیوں کو دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر گُھلتے رہیں اور اُن کی اِصلاح کی تدبیریں سوچتے رہیں کہ یہ مُوجِبِ اَجْر و ثواب ہے۔

خُون کا پیشاب

حضرت حَفْص بن حُمَید (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) سے کسی نے کہا، کہ حضرتِ سَیِّدُنا سُفیان ثَوری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کو کس بات نے اِس اَعلیٰ دَرَجے تک پہنچادیا۔ حالانکہ اُن کے زمانے میں بُہت سے لوگ ایسے تھے۔ جو عِلْم و عِبادَت میں اُن سے کم نہ تھے۔ آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے فرمایا، اللّٰہ تعالیٰ اُن پر رَحْم کرے اُن کو حق کے مُعامَلہ میں نافرمانوں کی رِعایَت نہ کرنے ہی نے اَعلیٰ دَرَجہ تک

پہنچایا ہے۔ بسا اوقات جب آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کوئی بُرائی دیکھتے اور اُسے روک نہ سکتے تو آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کو اِس قدر جلال آجاتا کہ آپ کے پیشاب میں خُون آنے لگتا! (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

پیارے اِسلامی بھائیو! مُناسِب یہی ہے کہ لوگوں کو ہم صَلوٰۃ و سُنَّت کی تَرغیب بھی دِلاتے رہیں اور خُود اپنی اِصلاح کی طرف بھی توجُّہ رکھیں۔ جب ہم خود بھی عَمَل کرتے ہوں گے اور پھر دُوسروں کو تبلیغ کریں گے تو اِس کے نتائج نہایت ہی عُمدہ آئیں گے۔ جو لوگ صِرف لمبے لمبے فَلسفے جھاڑتے رہتے ہیں۔ اور خود گُناہوں سے بچنے کی کوشش تک نہیں کرتے۔ اگر اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اُن سے ناراض ہوا تو اُن کے لئے حدیثِ پاک میں عذاب کی سَخت وَعید آئی ہے۔ چُنانچہ

بے عَمَل واعِظین کا انجام!

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، میں نے شبِ مِعراج میں دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا، جبرائیل (علیہ السّلام)! یہ کون لوگ ہیں؟ عَرض کیا، "یہ آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اُمّت کے واعِظین ہیں جو لوگوں کو اچھّی بات کا حُکم کرتے تھے اور اپنے کو بُھولے ہوئے تھے" (ابوداوٗد)

رہ گئی رَسمِ اذاں رُوحِ بِلالی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نہ رہی ※ فَلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نہ رہی

آپ اِخلاص کے ساتھ اپنی اِصلاح کی کوشش جاری رکھیں اور دُوسروں کو بھی اِصلاح کی دَعوت دیتے رہیں۔ اگرچہ آپ مُکمَّل طور پر ابھی نیک نہیں بن سکے اور بُرائیوں سے کَمَاحَقُّہٗ نہیں رُک سکے۔

ہر حال میں اَمْرِ بِالْمَعْرُوف کرتے رہیں

حضرتِ سَیِّدُنا اَنس (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کہتے ہیں ہم نے عَرض کیا، یارسولَ اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کیا ہمیں نیکی کا اُس وَقت حُکم کرنا چاہیئے

جب مکمّل طور پر نیکیوں پر عمل کریں اور برائیوں سے اُس وَقت رُوکنا چاہیئے جب ہم مکمّل طور پر برائیوں سے کنارہ کَش ہوجائیں ؟ مدینے کے سُلطان، رَحمتِ عالمیان (صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا، "تم نیکیوں کا حُکم دیتے رہو اگرچِہ تم مُکمّل طور پر عَمل نہ کرسکو، تم بُرائیوں سے رَوکتے رہو اگرچِہ تم تمام وکمال اِس سے کنارہ کَش نہ ہوسکے ہو۔" (مُکَاشفَۃُ القُلوب)

کوئی کِتنے ہی بڑے عہدے پر فائز ہو۔ کِتنا ہی بڑا سرمایہ دار ہو، گناہوں پر اُس کی ہرگز ہرگز حوصلہ افزائی مت کرو۔ بلکہ اُس کی بُرائیوں کو بُرا ہی سمجھو! چُنانچہ تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں، "میرے بعد اُمَراء ہوں گے جن کی بعض باتیں اچھی ہوں گی اور بعض بُری۔ جس نے بُری بات سے کراہت کی وہ بَری ہے اور جس نے اِنکار کیا وہ سلامت رہا، لیکن جو (اُس کی بُرائی پر) راضی ہُوا اور پیروی کی وہ ہلاک ہوا۔" (مُسلِم)

ظالِم حاکِم کے آگے حق بات کہو!

ظالِم حاکِم کے سامنے حق بات کا اِعلان کرتے ہوئے ہرگز نہ گھبراؤ بلکہ اُس کے سامنے بھی دو ٹوک بات کہو، حُضورِ اکرم (صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں، "بادشاہِ ظالِم کے پاس حق بات بولنا اَفضل جِہاد ہے۔" (اِبنِ ماجہ)

حضرتِ حَسَن بَصری (رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی عَلَیہ) کہتے ہیں کہ ہمارے میٹھے مَدَنی تاجدار (صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا، "میری اُمّت میں سب سے اَفضل شہید وہ شخص ہے جو ظالِم حاکِم کے پاس گیا، اُسے نیکی کا حُکم دیا اور بُرائی سے رُوکا اور اِسی وجہ سے اُسے قتل کردیا گیا۔ ایسے شہید کا ٹھکانہ جنّت میں حضرتِ حَمزہ اور حضرتِ جعفر (رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنہُما) کے درمیان ہوگا۔" (مُکَاشفَۃُ القُلوب)

پیارے اِسلامی بھائیو! ہمارے اَسلاف حق بات کے سلسلے میں ہرگز ہرگز کبھی بادشاہوں کے رُعب وجَلال سے مرعُوب یا خائف وہراساں نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ اِنتہائی بے خوف اور نِڈر ہوکر اُمَراء وسَلاطین کو نصیحت کرتے تھے۔ اور اَعلاءِ کلِمَۃُ الحق کے مُعاملہ میں اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرتے تھے۔ یہ دَرحقیقت اُن عُلَمائے حق کی ایمانی قُوّتوں اور رُوحانی توانائیوں کا کرِشمہ تھا کہ بڑے بڑے ظالِم و جابِر بادشاہوں کی تلواریں اِن قُدسی صِفَت عالِموں کی سَیفِ زَبانی کے مُقابلہ میں گُند ہوکر رہ جاتی تھیں۔ اور اُن باخُدا بُزرگوں کی ہر تقریرِ صداقت تاثیر کی شمشیر بن کر ظالموں کے ظالِمانہ عزائم کے پرخچے اُڑا دیا کرتی تھی۔ دَرحقیقت یہی وہ مُقدّس گروہ ہے جن کے بارے میں خُداوندِ قُدّوس (عَزَّوَجَلَّ) نے قرآنِ مجید میں اِرشاد فرمایا ہے کہ لَا یَخَافُوْنَ اِلَّا اللّٰہ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے سینوں میں اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے خوف کے سوا کسی غیرُ اللّٰہ کے خوف کی گُنجائش ہی نہیں۔ یہ لوگ صِرف خُدا (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈرتے ہیں۔ اور ساری خُدائی میں کسی سے نہیں ڈرتے۔ جس کا نتیجہ اور ثَمرہ یہ ہوتا ہے کہ خُداوندِ قُدّوس (عَزَّوَجَلَّ) اِن کے سَروں پر "لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" کا تاج رکھ کر اِن کو اَمن وبے خوفی اور مُجاہِدانہ جُراَت وہِمّت کا ایسا سُلطان بنا دیتا ہے کہ یہ لوگ صِرف خُدا (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈرتے ہیں اور ساری خُدائی اِن سے ڈرنے لگتی ہے اور اِن کی وہ شان نظر آتی ہے کہ اِن کے دُشمن بھی اِن کو دیکھ کر پُکار اُٹھتے ہیں کہ ؎

غیرِ حق کے سامنے مُؤمِن کا سَر جُھکتا نہیں
یہ وہ طُوفاں ہے پہاڑوں سے بھی جو رُکتا نہیں

ہمارے اکابِر اور اَسلاف بڑے بڑے فَرمانرواؤں سے بھی خائف نہ ہوتے تھے اور بِلا جِھجک اُنہیں اَمرِ بالمعرُوف کرتے تھے۔ چُنانچہ

حِکایت والیِٔ مِصر احمد بن طُولُون بڑا ہی سفّاک اور خُون ریز بادشاہ تھا۔

مگر اس کے باوجود اُس کو مُقدّمات میں ظالِم و مظلُوم کے درمیان عَدل کرنے کا بڑا جذبہ تھا۔ ایک دِن اُس کا لڑکا عبّاس ایک گانے والی عورت کے ساتھ چلا جارہا تھا اور اُس کا غُلام ہاتھ میں "سِتار" لئے جارہا تھا۔ ایک عالِمِ باعَمَل (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے جو یہ منظر دیکھا تو ایک دم اَمْر بِالْمَعْرُوْف اور نَہْی عَنِ الْمُنْکَر کا جذبہ سینے میں پیدا ہوگیا۔ غَضَب و جَلال میں بے قرار ہوکر دوڑ پڑے اور غُلام کے ہاتھ سے "سِتار" چھین کر زمین پر اِس طرح پٹخ دیا کہ وہ چُور چُور ہوکر بکھر گیا۔ عبّاس نے غَضَب ناک ہوکر اپنے باپ اَحمد بن طُولُون کی کچہری میں اُس حقّانی عالِم (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) پر مُقدّمہ دائر کردیا۔ جب یہ پیکرِ علم و عَمَل کچہری میں پہنچا تو اَحمد بن طُولُون نے سُوال کیا، کیا واقعی تم نے سِتار کو توڑا ہے؟ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے فرمایا کہ جی ہاں۔ اَحمد بن طُولُون نے تیوَر بدل کر بڑے غُصّہ میں پُوچھا، کیا تم کو عِلم تھا کہ وہ سِتار کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں، وہ آپ کے فرزند عبّاس کا تھا۔ اَحمد بن طُولُون نے پُوچھا کہ پھر بھی تُم نے میرے اعزاز کا کچھ بھی خیال نہیں رکھا۔ عالِم صاحِب نے نِہایت ہی بے خوفی کے ساتھ جواب دیا، عالیجاہ! یہ کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے کہ میں ایک گُناہ ہوتے ہوئے دیکھوں اور آپ کے اِعزاز کے خوف سے خاموش رہوں جبکہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا یہ فرمانِ عالیشان ہے کہ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (پ۱۰، ۷۱)	ترجمہ: اور مُسلمان مَرد اور عورتیں ایک دُوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حُکم دیں اور بُرائی سے منع کریں۔ (کنزُ الایمان)

اور میٹھے مُصطفٰے محمد رَّسُولُ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا اِرشاد ہے:۔

لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔	ترجمہ: یعنی خالق (عَزَّوَجَلَّ) کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

اِس مُحترم عالِم صاحِب (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کی یہ حق نُما تقریر تاثیر کا تیر بن کر اَحمد بن طُولُون کے دِل میں پیوست ہوگئی۔ ایک دم اُس کا غُصّہ ٹھنڈا ہوگیا۔ اور اُس نے یہ کہہ دیا کہ میں آپ کو مجاز بناتا ہوں کہ آپ پُورے شہر میں جو بات بھی خلافِ شَرع دیکھیں اُس کو برباد اور تہس نہس کردیں۔ میں آپ کو اس کا اِختیار دیتا ہوں۔ (مُستَطرَف)

پیارے اِسلامی بھائیو! اِس حِکایت سے یہ دَرس مِلا کہ اگر کوئی حق پَرست دِیوانہ واقعی جذبۂ اِخلاص اور جوشِ صَداقت سے کوئی کلمۂ حق کہے تو خُداوندِ عالَم (عَزَّوَجَلَّ) اُس کے کلام میں ایسی تاثیر پیدا کردیتا ہے کہ بڑے بڑے ظالِموں کے سینوں میں آہنی دِل بھی پگھل کر موم بن جاتے ہیں اور حق کہنے والے کی نُصرت و حمایت کے لئے آسمانوں سے قُدسِیّوں کی ایسی فوج اُتر پڑتی ہے جس کی ہیبت و جلالت سے ظالِموں کے جسم کا ہر رونگٹا اور بدن کا بال بال لرزنے لگتا ہے اور فتحِ مُبین اِنتہائی جذبۂ عقیدت کے ساتھ حق گو اور حق پَرست اِنسان کے قدموں کا بوسہ لینے لگتی ہے۔

حضرتِ سَیِّدُنا اِمام مالِک (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) زبردست عاشِقِ رسُول (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہوئے ہیں اور جس کے رگ و پے میں عِشقِ حبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی مستی اُتر جاتی ہے وہ دُنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا چُنانچہ

تعظیمِ روضۂ رسُولِ مُعظّم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

"وَفاءُ الْوَفا" میں ہے، حضرتِ علّامہ قاضی عِیاض (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں، خلیفۂ بغداد منصور مسجدِ نبوی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں حاضِر ہوا، اور سَیِّدُنا اِمامِ مالِک (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے گُفتگو کرتے ہوئے اُس کی آواز کچھ بُلند ہوگئی۔ تو حضرتِ سَیِّدُنا اِمامِ مالِک (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے ڈانٹ کر فرمایا کہ اے

منصور! اللہ (عزوجل) کا فرمانِ عالیشان ہے :-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ ۲۶ ۱۳۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اُونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (کنز الایمان)

اے خلیفہ! مدنی آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) کا اَدب و احترام اب بھی اُتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ظاہری حیاتِ مبارکہ میں تھا۔ اس لئے روضۂ انور کے پاس خبردار! ہرگز بلند آواز سے گفتگو مت کرنا۔ امام مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ڈانٹ سن کر خلیفہ منصور بالکل خاموش ہو گیا۔ پھر نہایت ہی پست آواز سے عرض کیا، عالیجاہ! میں سرکارِ نامدار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) کے دربار میں سلام عرض کر چکا۔ کیا اب میں روضۂ انور کی طرف اپنا رُخ کر کے دُعا کروں؟ حضرتِ امام مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جواب دیا،

تم اپنا چہرہ رحمتِ عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) سے کیوں اور کس طرح پھیر دگے؟ جبکہ وہ بارگاہِ خداوندی میں تمہارا اور تمہارے جدِّ امجد حضرت سیدنا آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا بھی وسیلہ ہیں۔ تم سرکارِ ابد قرار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) کی طرف ہی مُنہ کر کے پروردگار سے دُعا مانگو۔ اور اُن کو بارگاہِ الٰہی میں اپنا شفیع بناؤ تو خداوندِ کریم (جل جلالہٗ) ان کے وسیلہ سے تمہاری دُعاؤں کو قبول فرمائے گا۔ خداوندِ قدوس (عزوجل) کے اس پیغام کو یاد رکھو کہ،

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (پ ۵ ع ۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ عزوجل سے معافی چاہیں اور رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ (عزوجل) کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں (کنز الایمان)

اہلِ حق کی بے باکی کی ایک اور داستان پڑھیے اور جھومیے۔

حیاتُ النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم)

مدینۂ منورہ اُموی گورنر مروان بن الحکم روضۂ منورہ کے پاس حاضر ہوا تو یہ دیکھا کہ ایک شخص قبرِ انور سے چمٹا ہوا پڑا ہے۔ مروان نے اُس کی گردن پکڑ کر اُٹھایا اور کہا کہ اے شخص! تجھے کچھ خبر ہے؟ کہ تو کیا کر رہا ہے؟ تو اُس شخص نے سر اُٹھا کر جواب دیا کہ ہاں! میں خوب جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اے مروان! میں مٹی اور پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں۔ بلکہ میں رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) کے دربارِ گہر بار میں حاضر ہوں۔ اے مروان! جب پرہیزگار لوگ حاکم بنیں تو رونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن جب نااہل لوگ دین کے والی بنیں تو رونا چاہیئے۔ مروان یہ گرم گرم جملے سن کر خاموشی کے ساتھ چلا گیا۔ مُطّلب بن عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ یہ بزرگ جنھوں نے مروان گورنر کو جھنجھوڑ کر ڈانٹ دیا۔ یہ جلیل القدر صحابی حضرتِ سیدنا ابو ایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے۔ (دفاء الوفا)

پیارے اسلامی بھائیو! اُوپر بیان کی ہوئی دونوں حکایتوں میں بڑے بڑے ایمان افروز رُوح پرور نتائج کی تجلیاں ہیں۔ حضرتِ سیدنا امام مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلیفہ کے جاہ و جلال اور رُعب و داب سے بال برابر بھی مرعوب نہیں ہوئے اور دربارِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) میں ادب کی کمی دیکھ کر تڑپ گئے۔ اور منصور کو ڈانٹ کر چپ کرا دیا۔ اور حضرتِ سیدنا ابو ایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر بھی بنو اُمیہ کے ظالم گورنر کی ہیبت کا کوئی اثر نہیں پڑا، اور آپ نے اُس کے مُنہ پر انتہائی جرأت و بے باکی سے کلمۃُ الحق سنا کر اُس کو ڈانٹ کر جھنجھوڑ ڈالا۔ بلاشبہ اُن دونوں بزرگوں کے اُسوۂ حسنہ میں ہم سب کے لئے بہت بڑا درس

ہے۔ کہ کلمۃُ الحق کہنے اور علی الاعلان امر بالمعروف کرنے میں کسی گورنر یا بادشاہ کا خوف دامن گیر نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص کا یہ کام نہیں۔ اِس افضلُ الجہاد کی فضیلت سے وُہی شخص سرفراز ہوسکتا ہے جس کے سر پر ربُّ العزت (عزوجل) خوش نصیبی کا تاج رکھ دے اور جذبۂ ایمانی و جوشِ اسلامی اور سُنّتوں کی محبّت کی دولتِ لازوال سے مالامال ہوجائے۔ اور کلمۃُ الحق کہہ دینے کی پاداش میں اپنا سر کٹا دینے کو اپنے سر کی معراج سمجھتا ہو ؎

یہ رُتبۂ بلند ملا جس کو مِل گیا　　ہر مدّعی کے واسطے دار و رَسَن کہاں ؟

حضرتِ سیّدُنا امامِ مالک (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے فرمایا کہ اے منصور! تم سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) کی طرف مُنہ کر کے اور اُن کو دربارِ خداوندی میں اپنا شفیع بنا کر خُدا سے دُعا مانگو۔ کیوں کہ رحمتِ عالم (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) کی ذاتِ محترم تم تو کیا تمہارے جدِّ اعلیٰ حضرتِ سیّدُنا آدم علیہ السّلام کا بھی بارگاہِ خُداوندی (عزوجل) میں وسیلہ ہے۔ سُبحانَ اللہ! کس قدر ایمان افروز تعلیم آپ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے خلیفہ منصور کو دی اور اہلِ محبّت کو قیامت تک کے لئے بتا دیا کہ مسجدِ نبوی (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) میں روضۂ انور کے مُواجہہِ اقدس میں دُعا مانگنے کا مُؤدّب طریقہ یہی ہے کہ سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) ہی کی طرف مُنہ کر کے دُعا مانگیں۔ کیوں کہ اس جگہ کعبۂ مکرّمہ کی طرف مُنہ کرنے سے قبرِ انور کی طرف پُشت ہوجاتی ہے جس کو محبّتِ رسُول (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) سے بھرا ہوا دِل کبھی گوارا نہیں کرسکتا۔ ؎ اُسی جانب کو جھک جاتا ہے کعبہ، مِرے محبوب (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) رُخ تیرا جدھر ہو!

حضرتِ سیّدُنا ابُو ایّوب انصاری (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے مَروان گورنر کو جھڑک دیا۔ اور یہ فرمایا کہ میں مٹّی اور پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں بلکہ میں رسولُ اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوا ہوں۔ صحابیِ رسُول

(صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) نے یہ فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اِس مسئلہ پر مُہرِ تصدیق ثبت فرمادی کہ روضۂ انور پر حاضری دینے والا یہ یقین و ایمان رکھے کہ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا ہوں اور حُضُور سیّدِ عالَم (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) اپنی قبرِ انور میں زندہ ہیں اور میں اور میرے تمام اعمال اُن کے پیشِ نظر ہیں۔ اِس لئے ہر زائرِ قبرِ انور کے پاس وُہی ادب و احترام اور تعظیم و تکریم ملحوظ رکھے جو صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) بارگاہِ نُبوّت (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) میں حاضر ہونے کے وقت ملحُوظ رکھتے تھے۔ کیوں کہ آج بھی حُضُورِ انور محبوبِ داوَر (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) اپنے تمام لوازمِ حیات کے ساتھ زِندہ ہیں۔ اور اپنی اُمّت کے اعمال و اَحوال سے باخبر ہیں۔

؎ تُو زِندہ ہے وَاللہ تُو زِندہ ہے وَاللہ　　مِری چشمِ عالَم سے چُھپ جانے والے (حدائقِ بخشش)

ہمارے اکابر اور بُزُرگانِ دِین ہر حال میں حق بات کہتے۔ چاہے اُن کا مُخاطب بڑے سے بڑا سفّاک بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ظالِم حاکِم کے سامنے حق بات کہنے سے ہرگز نہ چُوکتے خواہ جان ہی کیوں نہ جائے۔ اِسی قِسم کے ۲ دو مظلُوم شُہدا کی حکایات پڑھیئے اور ایمان تازہ کیجئے۔

حکایت

حضرتِ مولانا شیخ شہابُ الدّین (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) بن مولانا فخرُ الدّین زاہدی کا لقب "حق گو" ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ بادشاہِ دہلی محمد تُغلُق بڑا ہی ظالِم تھا۔ مگر ایک دم اُس کے سر پر یہ خبط بھُوت بن کر سوار ہوگیا کہ سب مجھے "محمّد عادِل" کہیں۔ چُنانچہ اُس نے حضرتِ مولانا (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کو دربار میں بُلایا اور حُکم دیا کہ آپ مجھے "محمّد عادِل" کے لقب سے پُکاریں۔ یہ سُن کر آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے نہایت ہی مجاہدانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ میں ایک ظالِم کو ہرگز ہرگز کبھی عادِل نہیں کہہ سکتا۔ بادشاہ نے غضب ناک ہوکر جلّادوں کو حُکم دے دیا کہ اِن کو قلعہ کی دِیوار سے نیچے پھینک

دو۔ چنانچہ جلّادوں نے آپ کو دیوار سے نیچے پھینک دیا۔ اور آپ شہید ہوگئے۔ آپ کی قبر شریف قلعہ کے نیچے بنی ہوئی ہے۔ اس واقعہ کے بعد لوگ آپ کو شہاب الدین حق گو کہنے لگے۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ۔ (اَخبارُ الاَخیار)

حکایت

بادشاہِ دہلی محمد تغلق ظالم ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی گستاخ و بے ادب بھی تھا۔ اور اپنی سلطنت کے غرور اور گھمنڈ میں کبھی کبھی مسائلِ شریعت پر بھی جرح و قدح کرنے لگتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ اُس نے یہ کہہ دیا کہ خدا (عزوجل) کا فیض منقطع نہیں ہوتا۔ پھر فیضِ نبوّت کیوں کر منقطع ہوسکتا ہے؟ اگر اب کوئی نبوّت کا دعویٰ کرے اور معجزہ دکھائے تو اُس کی تصدیق کروگے یا نہیں؟ مولانا عماد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اُسی وقت بھرے دربار میں یہ کہہ دیا کہ "گہ مخور چہ می گوئی" (پائخانہ مت کھا، کیا بک رہا ہے؟) محمد تغلق نے حکم دیا کہ اِن کو ذبح کرکے زبان کھینچ لی جائے۔ چنانچہ جلّادوں نے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو ذبح کرکے آپ کی زبان کھینچ لی۔ (اَخبارُ الاَخیار)

پیارے اسلامی بھائیو! مولانا شہاب الدین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور مولانا عماد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) وغیرہ سینکڑوں علماءِ سلف (رحمہم اللہ) ایسے ہوئے جنہوں نے کلمۂ حق کہنے کی وجہ سے جامِ شہادت نوش کیا۔ بلاشبہ یہ مقدس ہستیاں "شہدائے حق" ہیں۔ جو خود کٹ گئے مگر حق کو کٹنے نہیں دیا۔ خود مٹ گئے مگر حق کو مٹنے نہیں دیا۔ یقیناً اُن کی قربانیوں کی بدولت سارے عالَم میں حق کا بول بالا ہوگیا۔ ظالم بادشاہوں کی تلواروں سے اُن حقّانی شہیدوں کی گردنیں تو کٹ گئیں لیکن اُن کی حقّانیت کی شہ رگ نہ آج تک کٹی نہ قیامت تک کٹ سکتی ہے۔ بلکہ قیامت تک اُن کی حقّانیت زندہ رہے گی۔ اور اُن کی حقّانیت کا پرچم ہمیشہ فضاءِ آسمانی میں لہراتا ہوا زبانِ حال سے یہ وجد آفریں اور رُوح پرور پیغام نشر کرتا رہے گا۔

غلامانِ محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) جان دینے سے نہیں ڈرتے ۔۔۔ یہ سر رہ جائے یا کٹ جائے وہ پرواہ نہیں کرتے

مُبلّغ کے پانچ آداب

"فتاوی عالمگیری" میں ہے، اَمر بالمعروف کے پانچ ضروری آداب ہیں۔ اوّل علم، کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ دُوم اس سے مقصود رضائے الٰہی (عزوجل) اور دین کی سربلندی ہو۔ سوم جس کو حکم دیتا ہے۔ اُس کے ساتھ شفقت و مہربانی کرے۔ نرمی کے ساتھ کہے۔ چہارم اَمر کرنے والا صابر اور بُردبار ہو۔ پنجم یہ شخص خود اُس بات پر عمل بھی کرتا ہو۔

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ مُبلّغ کے لئے پانچ آداب ہیں اور یہ پانچوں ہی ضروری ہیں۔

اب مُبلّغ کے لئے پہلے ضروری "اَدب" کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

① مُبلّغ کو علم ہونا ضروری ہے

مُبلّغ کے لئے سند یافتہ عالِم ہونا ضروری نہیں۔ "الملفوظ" میں اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان (علیہ رحمۃ الرحمٰن) فرماتے ہیں، "افواہِ رجال (یعنی لوگوں سے سُن سُن کر) اور کُتب بینی (یعنی کتابوں کے مطالعہ سے) بھی علم حاصل ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اہلِ علم و تقویٰ کی صحبت حصولِ علم کا بہترین ذریعہ ہے۔ جتنا آپ کو علم ہے اُتنا دوسرے اسلامی بھائیوں تک پہنچائیں۔ جیسا کہ "تفسیرِ نعیمی" کے حوالے سے آگے گزرا کہ

"سارے مسلمان مُبلّغ ہیں۔ سب پر ہی فرض ہے کہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔"

اور "تفسیرِ نعیمی" کے حوالے ہی سے یہ حدیث بھی نقل کی گئی ہے کہ،

"بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً" ترجمہ: میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔

معلُوم ہوا کہ ہم جو کچھ بھی سُنّتیں وغیرہ جانتے ہیں اُسے اَحْسَن طریقے سے دُوسرے اِسلامی بھائیوں تک پہنچانا چاہیئے۔ ہاں آیاتِ مُقدَّسہ کی تفسیر اور احادیثِ مُبارکہ کی شرح عامی مُبلِّغ اپنی طرف سے نہیں کرسکتا۔ یہ مُفسِّرین و مُحدِّثینِ کرام کا کام ہے مُبلِّغ کے لئے یہ بات نہایت ہی ضروری ہے کہ وہ علم حاصل کرتا رہے۔ اور اِس مَصْرُوفیّت کے دور میں حُصُولِ عِلْم کا آسان ذَرِیعَہ سُنّتیں سیکھنے سکھانے کے اِجتماع میں شرکت اور عُلمائے حقّہ کی تصانیف کا مُطالعہ ہے۔

علمِ دین کے بے شُمار فضائل ہیں:

اللہ عزوجل سے ڈرنے والے

اللہ تعالیٰ کا قرآنِ مجید میں فرمانِ عالیشان ہے:۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ (پ ۲۲ ع ۱۶)

ترجمہ: اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے اُس کے بندوں میں سے وُہی ڈرتے ہیں جو عِلْم والے ہیں۔ (کنزُ الایمان)

ایک اور جگہ فرمایا:۔

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ ۙ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ (پ ۲۸ ع ۲)

ترجمہ: اللہ (عَزَّوَجَلَّ) تمہارے ایمان والوں کے اور اُن کے جن کو عِلْم دیا گیا ہے درجے بُلند فرمائے گا۔ (کنزُ الایمان)

اور فرماتا ہے:۔

قُلْ ہَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (پ ۲۳ ع ۱۵)

ترجمہ: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور اَنجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔ (کنزُ الایمان)

صِرف ایک حدیث سُننے کیلئے بہُت ہی طَوِیل سَفَر

مسجدِ دِمشق میں ایک شخص حضرتِ اَبُودَرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں مدینۂ مُنوّرہ

سے آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس ایک حدیث کو سُننے آیا ہوں۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اسے بَیان کرتے ہیں، میں کسی اور کام کے لئے نہیں آیا۔ حضرتِ اَبُودرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے رسُولُ اللہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ جو شخص عِلْم کی طَلَب میں کسی راستہ کو چلے اللہ تعالیٰ اُس کو جنّت کے راستہ پر لے جاتا ہے اور طالِبِ عِلْم کی خُوشنُودی کے لئے فرشتے اپنے بازُو بچھا دیتے ہیں اور عالِم کے لئے آسمان والے اور زمین میں بسنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں یہ سب اِسْتِغْفار کرتے ہیں اور عالِم کی فضیلت عابِد پر ایسی ہے کہ جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمام سِتاروں پر اور بے شک عُلَماء وارِثِ اَنبیاء (علیہم السلام) ہیں۔ (ابوداؤد)

طالِبِ عِلْمِ دین اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی راہ میں ہے

سرکارِ مدینہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔ جو شخص طَلَبِ عِلْم کے لئے گھر سے نِکلا تو جب تک واپس نہ ہوا اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی راہ میں ہے۔ (ترمذی)

سیکھنے کیلئے سَفَر کرنا بُزُرگوں کی سُنّت ہے

پیارے اسلامی بھائیو! دونوں احادیثِ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عِلْم حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا بُزُرگانِ دین کی سُنّت ہے۔ اور وہ نُفُوسِ قُدسِیّہ تو اُس کٹھن دَور میں عِلْم حاصل کرنے کے لئے سَفَر کرتے تھے جبکہ سَفَر اُونٹ پر، گھوڑے پر، یا پیدل کیا جاتا تھا۔ اور منزِل تک پہنچنے میں کئی روز اور کبھی کبھی کئی ماہ صَرْف ہو جاتے تھے۔ جبکہ آج کل تو مہینوں کا سَفَر دِنوں میں اور دِنوں کا سَفَر گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔ اُس دَور میں اِس قَدَر دُشواریاں ہونے کے باوُجُود لوگوں میں جذبہ تھا کہ وہ

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی راہ میں نکل جاتے تھے اور سُنّتوں کے راستے میں آنے والی ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے تھے۔ مگر افسوس! آج حالانکہ سفر کرنا نہایت ہی آسان ہو چکا ہے۔ پھر بھی اِس آسانی سے فائدہ اُٹھانے کے لئے کوئی تیار نہیں۔ ہاں! حُصُولِ دُنیا کیلئے اِس آسانی کا پُورا پُورا فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ دولت کمانے کے لئے لوگ ہزاروں میلوں کا سَفر طے کر کے نہ جانے کہاں کہاں پہُنچ جاتے ہیں۔ مال کمانے کی غرض سے ماں باپ، بال بچے، سب سے فُرقت اور جُدائی گوارا کر لیتے ہیں۔ خُوب کماتے ہیں، بینک بَیلنس بڑھاتے ہیں، خوب خُوش ہوتے ہیں، ہر وقت مال و دولت کے ڈھیر کے سُہانے سپنے دیکھتے رہتے ہیں۔ دولت بڑھانے کی نئی نئی ترکیبیں سوچتے رہتے ہیں۔ شب و روز مال ہی کے جال میں پھنسے رہتے ہیں۔ انہیں مال کے وَبال سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ اِن بے چارے مال کے مَتوالوں، دولت کے پُرستاروں، اور دُنیا کے دِیوانوں کی بگڑی ہوئی لاشیں بذریعۂ کارگو اُن کے وطن میں اُن کے وُرثاء کے سُپُرد کی جاتی ہیں۔

آہ! حُبِّ مال میں ہر ایک آج سفر کرنے کے لئے بے قرار اور سر دھڑ کی بازی لگا دینے کے لئے تیار نظر آتا ہے۔ اِسلام کی سَربلندی کے لئے، صلوٰۃ و سُنّت کی تبلیغ کے لئے کون اپنے گھر سے نِکلے۔ آہ! صد آہ! ؎

وہ مردِ مُجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو ہو جس کی رگ رگ میں فقط مستیِ کِردار

اب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں پاؤں گرد آلود ہونے کی فضیلت میں ایک اِیمان افروز حِکایت بیان کی جاتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت شیخ کلیمُ اللہ شاہجہاں آبادی (عَلَیْہِ الرَّحْمۃ) حج کے لئے روانہ ہوئے۔ جب مدینۂ طیبہ پہنچے تو مسجدِ قُبا کی طرف جانے کا اِرادہ کیا۔ ایک مُریدنے

عرض کی، عالیجاہ! میں آپ کے لئے سواری کا اِنتظام کئے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، اگر مجھے سواری درکار ہوتی تو مل سکتی تھی۔ لیکن میرے مدنی تاجدار (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اِس مسجد میں پاپیادہ جا کر بھی نماز پڑھا کرتے تھے۔ اِس لئے میں بھی پیدل جانا پسند کرتا ہوں۔ اِسی طرح حضرتِ شیخ کلیمُ اللہ (عَلَیْہِ الرَّحْمۃ) جَبلِ اُحُد تک پاپیادہ جایا کرتے تھے اور فرماتے کہ میرے میٹھے مَدَنی آقا (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی راہ میں جس شَخص کے پاؤں غُبار آلود ہو جائیں اللہ تعالٰی اُس پر دوزخ کی آگ حَرام کر دیتا ہے اِسی لئے تو میں پیدل چلتا ہوں تاکہ میرے پاؤں میں مِٹّی لگ جائے اور اِس بِشارت سے مجھے بھی حِصّہ ملے۔

؎ ضُعف مانا مگر یہ ظالِم دل اِن کے رَستے میں تو تھکا نہ کرے (حدائقِ بخشش)

اب عِلمِ دین کے فضائِل پر مزید اَحادیثِ مُبارکہ اور حِکایات پیش کی جاتی ہیں۔

عالِم کے چہرہ کی زیارت عبادت ہے

حُضُور تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، والِدَین کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ کعبہ شریف پر نظر ڈالنا عِبادت ہے اور عالِم کے چِہرے پر نِگاہ کرنا تمام عِبادتوں کی اَصل ہے۔ (تذکرۃُ الواعظین)

عالِم کو سلام کرنا ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے!

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے حضرتِ عبدُاللہ ابنِ مَسْعُود (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ) سے فرمایا کہ اے ابنِ مَسْعُود! تمہارا گھڑی بھر کیلئے عِلمِ دین کے حُلقۂ دَرس میں ایسی حالت میں بیٹھنا کہ نہ کوئی قلم چھوؤ اور نہ ایک حَرف لکھو۔ تمہارے لئے ہزار غُلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور عالِم کے چہرے پر نِگاہ ڈالنا خدا (عَزَّوَجَلَّ) کی راہ میں ہزار گھوڑے دینے سے اَفضل ہے۔ اور عالِم کو سلام کرنا تمہارے حق میں ہزار برس کی عِبادت سے بہتر ہے (تذکرۃُ الواعظین)

عالِم ستّر ہزار عبادت گزاروں سے بہتر ہے

حضرتِ عبدُاللہ ابنِ عُمر (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُما) سے مَروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ ایک شَخْص نے تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خِدمَتِ بابرکت میں حاضِر ہوکر دریافت کیا کہ عالِم اَفضل ہے یا عابِد؟ آپ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) نے تَبَسُّم فرماکر ارشاد فرمایا کہ اے شَخْص! تیرے اس قَول سے فِرِشتوں کو بھی تَعَجُّب ہوگا کیونکہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نزدیک ایک سُست عالِم سَتّر ہزار مختی اور رات بھر اُٹھ کر نَماز پڑھنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے عابِد سے بہتر ہے۔ (تذکرۃ الواعظین)

عالِم کی صُحبت کی بَرَکتیں

حضرتِ فَقیہہ اَبُو اللَّیث سَمَرقَنْدی (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُ) نے فرمایا کہ جو شَخْص عالِم کی صُحبت میں بیٹھے۔ اور اگرچہ اُس سے عِلْم حاصِل کرنے کی قُدرت نہ ہو پھر بھی اُس کو سات فضائل حاصِل ہوں گے۔ (۱) دِینی طالبِ عِلْم کی سی فضیلت پائیگا۔ (۲) جب تک وہ شَخْص اُس عالِم کے پاس بیٹھا رہے گا گُناہوں اور خطاؤں سے محفُوظ رہے گا۔ (۳) جس وقت وہاں سے رُخصت ہوگا تو اُس پر رَحْمت کا نُزُول ہوگا۔ (۴) جب تک اُس کے نزدیک بیٹھا رہے گا اُس وقت تک اُس پر برابر رحمت اور برکت کا نُزُول ہوتا رہے گا۔ (۵) جب تک وہ سُنتا رہے گا اُس کے نامۂ اعمال میں برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (۶) فَرِشتے اُس کو اپنے پَروں سے ڈھانپ لیں گے۔ (۷) اُس کے ہر ایک قدم اُس کے گُناہوں کے کَفّارہ ہوجائیں گے۔ اور اُس کے دَرَجات بُلند ہو جائیں گے اور اُس کی نیکیاں بڑھادی جائیں گی۔ (تَذکِرَۃُ الْوَاعِظِین)

عالِم کی زِیارت دِیدارِ اَنبیاء (علیہم الصلٰوۃ والسلام) کی طرح ہے

حضرتِ اَنَس (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُ) سے مَروی ہے کہ سرکارِ اَبد قرار، مدنی تاجدار (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:

عَرْش کے نیچے مُشکِ اَذفر کا بنا ہوا اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا شہر آباد ہے اس کے دروازے پر فرِشتہ روزانہ اِس طرح مُنادی کرتا ہے: سُن لو! کہ جس نے عالِم کی زیارت کی اُس نے اَنبیاء (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کی زِیارت کی اور جس نے اَنبیاء (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کی زِیارت کی اُس نے اپنے رَبّ کی زِیارت کی۔ اور جس نے اپنے رَبّ کی زِیارت کی اُس کے لئے جنّت ہے۔ (نُزہَۃُ الْمجالس)

عالِم سے مُصافحہ کرنا سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) مُصافحہ کرنا ہے!

حُضور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں:۔ "جس نے عالِم کی زیارت کی گویا اُس نے میری زِیارت کی اور جس نے عالِم سے مُصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مُصافحہ کیا۔ جس نے عالِم کی صُحبت اِختیار کی اُس نے میری صُحبت اِختیار کی اور جس نے دُنیا میں میری صُحبت اِختیار کی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُس کو قِیامت کے روز جنّت میں میرا ہَمنَشین بنائے گا۔" (تَنبِیہُ الْغافِلین)

چیونٹیاں اور مچھلیاں مُعَلِّم کیلئے دُعائے مغفرت کرتی ہیں

حُضور سَیّدِ عالَم (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔ "عالِم کی فَضِیلت عابِد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے اَدنیٰ پر"۔ اِس کے بعد سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا کہ "اللہ تعالٰی اور اُس کے فرِشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں

اپنے سوراخوں اور یہاں تک کہ مچھلیاں سمندر میں اُس کی بھلائی کی خواہاں ہیں جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے۔" (ترمذی)

سُنّتیں سیکھنے کیلئے اجتماع میں شریک ہونا ہزار رکعت سے افضل ہے!

سرکار ابد قرار، شافعِ روزِ شمار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں:۔ عِلم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت اور ہزار مریض کی عیادت اور ہزار جنازوں میں شریک ہونے سے افضل ہے۔ صحابہ کرام (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِین) نے عرض کیا، یا رسول اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اور قرآن پڑھنے سے بھی؟ تو آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، کیا قرآن پڑھنا بغیرِ علم کے مفید ہوسکتا ہے؟ (نزہۃ المجالس)

فرشتے بازو بچھاتے ہیں!

حضور سیّدِ عالم (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے "طالبِ علم کے کام سے راضی ہو کر اُس کے لئے فرشتے اپنے بازو بچھا دیتے ہیں۔" (نزہۃ المجالس)

حدیث کا مذاق اُڑانے والے کے پاؤں زخمی ہوگئے!

ایک شخص نے یہ حدیث سن کر اپنے جوتے میں لوہے کی کیلیں لگائیں اور کہنے لگا، میں چاہتا ہوں کہ فرشتوں کے پر اس سے کچل دوں تو خود اس کے پیروں ہی میں زخم ہوگئے۔ (نزہۃ المجالس)

حدیث کا مذاق اُڑانے والے کے پاؤں خشک ہوگئے!

ایک شخص کسی محدِّث کے پاس جایا کرتا تھا ایک آدمی مذاق کے طور پر کہنے لگا، "اپنے قدم اٹھالو کہیں فرشتوں کے بازو نہ توڑ ڈالنا"، کہنے والا اپنی جگہ سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ اُس کے دونوں پیر خشک ہوگئے۔ (نزہۃ المجالس)

عِلم سے سیری نہیں ہوسکتی

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا، "مؤمن کبھی خیر (یعنی عِلم) سے سیر نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس کا منتہا جنّت ہوتا ہے۔" (ترمذی)

عالِم ہزار عابد سے بہتر ہے

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "ایک فقیہہ (عالِم) ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔" (ترمذی)

ہر قدم پر غلام آزاد کرنے کا ثواب

حدیثِ پاک میں سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "جس کسی کے ہاتھ سے عالِم سہارا لے۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُس کو ہر قدم پر غلام آزاد کرنے کا ثواب عنایت فرماتا ہے" (نزہۃ المجالس)

ایک گھڑی ساری رات عبادت سے بہتر!

حضرتِ عبدُاللہ ابنِ عبّاس (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا) نے فرمایا، "ایک گھڑی رات میں پڑھنا، پڑھانا ساری رات عبادت سے افضل ہے۔" (دارمی)

عُلماء کی سیاہی

حضور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "علماء کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اور اُس پر غالب ہوجائے گی۔" (بہارِ شریعت)

ایک ہزار نوسو ننانوے رحمتیں 1999

حضور شافعِ روزِ شمار ہم بے کسوں کے غم گسار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا:۔

"ہر دن اور رات میں ایک ہزار نو سو ننانوے (1999) رحمتیں علما اور طالبِ علموں کے لئے ہیں اور باقی اور لوگوں کے لئے ایک رحمت۔" (نزھۃ المجالس)

مرنے کے بعد کام آنے والے اعمال

مدنی تاجدار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) نے فرمایا:۔ مؤمن کو اُس کے عمل اور نیکیوں سے مرنے کے بعد بھی یہ چیزیں پہنچتی رہتی ہیں :۔

1. علم، جس کی اُس نے تعلیم دی اور اشاعت کی۔
2. اولادِ صالح، جسے چھوڑ کر مرا ہے۔
3. مُصحَف (قرآنِ مجید) جسے میراث میں چھوڑا۔
4. مسجد بنائی۔
5. مُسافر کے لئے مکان بنا دیا۔
6. لوگوں کے لئے نہر جاری کر دی۔
7. اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال میں سے صدقہ نکال دیا۔ جو اُس کے مرنے کے بعد اس کو ملے گا۔ (ابنِ ماجہ)

مُعلّم کیلئے رحمت کی دُعا

حضرت عبداللہ ابنِ عبّاس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) نے فرمایا، "بے شک خدا (عزوجل) اور فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے اور سمندر کی مچھلیاں لوگوں کو بھلائی سکھلانے والے پر رحمت بھیجتے ہیں۔" (نزھۃ المجالس)

حضور تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) نے فرمایا:۔

اِنسان جب مر جاتا ہے تو اُس کا عمل مُنقطع ہو جاتا ہے مگر تین (۳) چیزیں۔ (کہ مرنے کے بعد بھی یہ عمل ختم نہیں ہوتے اُس کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں)

1. صدقۂ جاریہ۔
2. علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو۔
3. اولادِ صالح، جو اُس کے لئے دُعا کرتی رہتی ہے۔ (مُسلم شریف)

ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا:۔

اُس ذاتِ پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے، جو کوئی طالبِ علم کسی عالِم کے دروازے پر عِلم سیکھنے کے لئے آمد و رفت رکھتا ہے تو اُس کے ہر ہر قدم پر اُس کے لئے ایک ایک سال کی عبادت لکھی جاتی ہے اور ہر ہر قدم کے بدلے میں جنّت میں اُس کے لئے ایک شہر آباد ہو جاتا ہے اور وہ جس زمین پر چلتا ہے وہ تمام زمین اُس کے لئے اِستغفار کرتی ہے۔ (نزھۃ المجالس)

قیامت کے روز حسرت ہوگی!

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے :۔

سب سے زیادہ حسرت قیامت کے دِن اُس کو ہوگی جسے دُنیا میں طلبِ عِلم کا موقع مِلا مگر اُس نے طلب نہیں کیا۔ اور اُس شخص کو ہوگی جس نے عِلم حاصل کیا اور اُس سے سُن کر دوسروں نے نفع نہ اُٹھایا۔ (ابنِ عساکر)

چالیس (۴۰) ہزار حج کا ثواب!

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے :۔

"جو جُمعہ کے روز حدیث میں غور و خوض کرتا ہے گویا اُس نے ستّر ہزار غُلام آزاد کئے اور گویا کہ ہزار دینار خیرات کئے اور گویا کہ چالیس (۴۰) ہزار حج کئے اور وہ خدا (عزوجل) کی رضامندی اور عفو میں رہتا ہے۔" (نزھۃ المجالس)

طَالِبِ علمِ دین کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا،
جو شخص کسی راستہ پر علم کی طلب کے لئے چلے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُس کے لئے جنّت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اُس پر سکینہ (اطمینان) اُترتا ہے اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُس کا ذِکر اُن لوگوں میں کرتا ہے جو اُس کے مُقرّب (قریب تر) ہیں اور جس کے عمل نے سُستی کی تو اُس کا نسب اُسے تیز رفتار نہیں کرے گا۔ (مُسلم شریف)

حضرتِ عبدُاللہ ابنِ مسعُود (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے فرمایا:۔
عِلم کی شان یہ ہے کہ جس چیز کو نہ جانتا ہو اُس کے مُتعلّق یہ کہہ دے، "اَللہُ اَعْلَمُ" (اللہ (عَزَّوَجَلَّ) بہتر جاننے والا ہے) (بُخاری)

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا:۔
"عُلَماء کی مِثال یہ ہے جیسے آسمان میں سِتارے جن سے خُشکی اور سمُندر کی تاریکیوں میں راستہ کا پتہ چلتا ہے اور اگر سِتارے مِٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے۔" (احمد)

چالیس دن کے لئے عذابِ قبر اُٹھ جاتا ہے!

حُضُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا:۔
"جب کوئی طالبِ عِلمِ دین کسی گاؤں میں سے گُزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہاں کے قبرِستان میں سے چالیس دن کے لئے عذابِ قبر اُٹھا لیتا ہے۔ (کَشْفُ الْغُمَّہ)

سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ہاتھوں جام ملیں گے

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ عبادت گزار حوضِ کوثر سے آبخورے (گلاس) لیں گے لیکن اہلِ عِلم کو سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بنفسِ نفیس اپنے پیارے ہاتھوں سے جام بھر بھر کر عنایت فرمائیں گے۔ (نُزہۃُ المجالس)

طَالبِ علمِ دین کیلئے سب درندے دُعائے مغفِرت کرتے ہیں!

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔
"جو شخص علم سیکھنے کے ارادے سے گھر سے نِکلتا ہے تو سُوراخوں میں چیونٹیاں، سمُندر میں مچھلیاں اور خشکی کے پرندے اور درندے سب اُس کیلئے اِستغفار کرتے ہیں۔ (نُزہۃُ المجالس)

طلبِ علم کی راہ میں موت شہادت ہے

سرکارِ اَبد قرار مَدنی تاجدار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا:۔
"جس شخص کا عِلم کی طلب میں انتِقال ہو وہ شہید کا رُتبہ پاتا ہے۔ اور علم کی طلب میں جس کے قدم خاک آلُود ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس کے بدن کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے اور اُس کے ۲ دونوں فرشتے اُس کے لئے دُعائے مغفِرت کرتے ہیں۔ اور اُس کی قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے۔ اور اُس کے پڑوسیوں کی ۴۰ چالیس قبریں دائیں چالیس قبریں بائیں اور آگے پیچھے ۴۰ چالیس ۴۰ چالیس قبریں رَوشن ہو جاتی ہیں۔" (نُزہۃُ المجالس)

حصُولِ دُنیا کیلئے علمِ دین حاصل کرنا!

حُضُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا:۔
"جو عِلم اللہ تعالیٰ کی رِضا حاصِل کرنے کیلئے ہے

(یعنی علم دین) اس کو جو شخص اس لئے حاصل کرے کہ اُسے دُنیا کی دَولت مل جائے اس کو قیامت کے دن جنّت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی" (احمد۔ ابوداؤد۔ ابنِ ماجہ)

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہٖ وسلّم) کی میراث

حضرتِ ابُوہُریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک مرتبہ بازار میں تشریف لے گئے اور بازار کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ یہاں پر ہو اور مسجد میں تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہٖ وسلّم) کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔ یہ سُن کر لوگ بازار چھوڑ کر مسجد کی طرف گئے اور واپس آکر حضرتِ ابُوہُریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ ہم نے میراث تقسیم ہوتے تو دیکھا نہیں۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا، کہ پھر تم لوگوں نے کیا دیکھا؟ اُن لوگوں نے بیان کیا کہ ہم نے ایک گروہ دیکھا جو اللہ (عزّوجلّ) کا ذِکر اور تلاوتِ کلامِ پاک میں مصروف ہے اور علمِ دین کی تعلیم میں مصروف ہے۔ حضرت ابُوہُریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہٖ وسلّم) کی یہی تو میراث ہے۔ (تذکرۃ الواعظین)

اللہ (عزّوجلّ) جس کے ساتھ بھلائی کا اِرادہ فرماتا ہے

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔

"جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا اِرادہ کرتا ہے اُس کو دِین کا فقیہہ (عالِم) بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اللہ (عزّوجلّ) دیتا ہے۔" (بُخاری ومُسلِم)

صاحبِ علم اللہ (عزّوجلّ) کی خوشنودی حاصل کرتا رہتا ہے

حضرتِ عبداللہ ابنِ مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا:۔

"دو حریص آسودہ (یعنی سیر) نہیں ہوتے

(۱) صاحبِ علم اور (۲) صاحبِ دُنیا۔" مگر یہ دونوں برابر نہیں۔ صاحبِ علم اللہ (عزّوجلّ) کی خوشنودی زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے اور صاحبِ دُنیا سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے۔ (دارمی)

علم حاصل کرنے کیلئے اِخلاص ضروری ہے

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔

"جس نے علم کو اس لئے حاصل کیا کہ علماء سے مقابلہ کرے گا، جاہلوں سے جھگڑا کرے گا اور لوگوں کو اپنی طرف متوجّہ کرے گا۔ اللہ (عزّوجلّ) اُسے جہنّم میں داخل کر دے گا۔" (ترمذی۔ ابنِ ماجہ)

نااہل کو علم کی بات نہ بتانی چاہیئے

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہٖ وسلّم) نے فرمایا:۔

"علم کی طلب ہر مُسلمان پر فرض ہے اور علم کو نااہل کے پاس رکھنے والا ایسا ہے جیسے خنزیر کے گلے میں جواہر اور موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا۔" (ابنِ ماجہ)

سات ہزار سال کے روزے اور قیامِ شب کا ثواب!

حُضور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَالہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔

"جس نے علمِ دین کے ایک باب کا علم حاصل کیا وہ علم اُس کو دُنیا اور آخرت میں نفع پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے دُنیاوی عُمر کے ایسے سات ہزار سال کی نیکیاں عطا فرمائے گا جن سالوں کے دن روزے میں اور راتیں قیام میں مقبول وغیر مردود گزری ہیں۔" (موعظۂ حسنہ)

عالِمِ قیامت میں گنہگاروں کی شفاعت کرے گا

حضرتِ ابُواُمامہ باہِلی (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے رِوایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا کہ مَیدانِ قیامت میں عالِم اور عابِد لائے جائیں گے۔ عابِد کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) حُکم دے گا کہ تم جنّت میں داخِل ہوجاؤ۔ اور عالِم سے کہا جائے گا کہ تم ابھی ٹھہرو اور گناہگاروں کی شَفاعت کرو۔ (تَذکِرَۃُ الواعِظِین)

پیارے اِسلامی بھائیو! عِلْمِ دِین و عُلَمائے حَقّہ کے فَضائِل بے شُمار ہیں۔ مگر افسوس کہ آج کل عِلْمِ دِین کی طرف ہمارا رُجحان بِالکل کم ہوتا چلا جارہا ہے۔ آج اپنے ہونہار بچّوں کو مَغرِبی تعلیم تو ضَرور دِلائی جاتی ہے مگر سُنّتوں کی تعلیم کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ ذَہین بچّہ کے بارے میں ہر ماں کی یِہی آرزو ہوتی ہے کہ میرا بچّہ ڈاکٹر بنے، ہر باپ کی تمنّا ہوتی ہے کہ میرا لَعل اِنجینئر بن جائے۔ بچّہ اگر زِیادہ ذَہین ہو تو مزید اعلیٰ تعلیم دِلانے کے لئے امریکا، لنڈن وغیرہ کے کافِروں کے سُپُرد کرنے سے بھی گُریز نہیں کیا جاتا۔ مگر آہ! عَدَمِ دِلچسپی ہے تو اِسلامی ماحَول و دَرسگاہوں سے ہے۔ اگر بچّہ بِالفرض زِیادہ شرارتی ہے یا مَعذُور ہے تو بَعض اَوقات جان چُھڑانے کے لئے ناچار کسی دارُالعُلوم میں داخِل کرادیا جاتا ہے۔

آہ! آج عُلَمائے حق کس قَدَر مَظلُوم ہیں۔ مَغرِبی تہذیب کے پَروَردہ لوگ اُن سے دُور بھاگتے ہیں بلکہ مَعاذَ اللہ نفرت کرتے ہیں۔ عُلَمائے کِرام کو بھی چاہیئے کہ خُوب ہی محتاط زِندگی گزاریں کہ اُن کا مَنصَب نہایت ہی عالی ہے اُن کی مَعمُولی لَغزِش بھی قابِلِ گرفت ہوسکتی ہے۔ اُنہیں تو بَہُت زِیادہ سُنّتوں کی پابندی کرنا چاہیئے۔ تاکہ عام لوگوں کو بھی سُنّتوں کی ترغیب ملے۔ ان کے اخلاق تو اِس قَدَر بُلند ہونے چاہئیں

کہ جو مُلاقات کرے، گَرویدہ ہوجائے۔ کِردار اتنا سُتھرا ہو کہ لوگ کِھنچے چلے آئیں، صُحبت حاصل کریں اور سُنّتوں کے آئینہ دار بن کر اُٹھیں۔ اگر بِالفرض کوئی عالِمِ دین سُسْت بھی ہے تو اُس کے بارے میں زَبان کھولنے کی بالکل اِجازت نہیں۔ یاد رکھیئے! اگرچِہ کوئی عالِمِ دِین بے عَمَل بھی ہو وہ عام لوگوں سے بہ سَبَبِ عِلْمِ دین اَفضل ہوتا ہے۔ عالِمِ دِین کا سونا جاہِل کی شَبِ بیداری سے اَفضل ہے۔

سَیِّدُنا اِمام محمّد غَزالی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) "کیمیائے سَعادت" میں نَقْل کرتے ہیں:

"عالِم کا ۲ دو رَکعت نَفْل پڑھنا جاہِل کی سال بھر کی عِبادت سے اَفضل ہے۔"

لیکن اَفسوس! آجکل بے دھڑک عُلَمائے حق کے خِلاف زَبان دَرازی کی جاتی ہے۔ اِمام محمد غَزالی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) "مُکاشَفَۃُ القُلُوب" میں نَقْل کرتے ہیں:

عالِمِ دِین کی غِیبَت کرنے والا قِیامَت کے روز اِس حال میں آئے گا کہ اُس کی پیشانی پر لکھا ہوگا، "اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رَحْمت سے دُور"۔

بَہَر حال یہ تمام فضائِل عُلَمائے حق ہی کو حاصِل ہیں۔ عُلَمائے سُوء (یعنی بد عقیدہ عُلَماء) کا اِن میں کوئی حِصّہ نہیں۔ عُلَمائے سُوء کو نہ کوئی فَضِیلَت حاصِل ہے نہ ہی اُن کی تعظیم و توقِیر کی جائے گی۔ بَہَر حال عُلَمائے حق کی تعظیم و توقیر کرنی چاہیئے اور جِتنا مُمکِن ہو ہمیں بھی عِلْمِ دِین حاصِل کرتے رہنا چاہیئے اور یہ مُبَلِّغ کے لئے نہایت ہی اَہَم و ضَروری ہے۔

اب مُبَلِّغ کے ۲ دُوسرے ضَروری "اَدَب" پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

۲ مُبَلِّغ صِرف اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رِضا اور دِین کی سَربُلندی کی نِیّت سے اَمْر بِالْمَعْرُوف کرے

پیارے اسلامی بھائیو! فَقِیہ ابُواللَّیث سَمَرقَندی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) "تَنْبِیہ

العالمین میں فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف کرنے والے کو چاہیئے کہ اس عمل سے اللہ (عزوجل) کی رضا اور دین کی سربلندی کا قصد کرے۔ اپنی کوئی غرض پیشِ نظر نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور دین کی سربلندی مقصود ہوگی تو اس عمل کی توفیق اور نصرتِ خداوندی حاصل ہوگی۔ اگر کوئی نفسانی غرض آگے رکھی تو اللہ عزوجل اُسے اپنی مدد سے محروم فرمادے گا۔ اس ضمن میں ایک عبرتناک حکایت پڑھئے۔ چُنانچہ

حکایت حضرتِ سیدنا عکرمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک نیک شخص ایک درخت کے پاس سے گزرا، جس کی لوگ پُوجا کرتے تھے۔ اُس کو طَیش آیا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اِس درخت کی پُوجا کر رہے ہیں۔ ایک دِن کلہاڑا لے کر گدھے پر سوار ہوا تاکہ اُس درخت کو کاٹ ڈالے۔ راستے میں اِبلیسِ لَعِین انسانی شکل میں مِلا اور پُوچھنے لگا، کِدھر جارہے ہو؟ اُس نے جواب دیا، "ایک درخت ہے جس کی لوگ پُوجا کرتے ہیں اُسے کاٹنے جارہا ہوں۔ میں نے اللہ (عزوجل) سے یہ عہد کیا ہے کہ اِس نیک کام کو ضرور کروں گا۔" شیطان نے کہا، بھلا تجھے اِس سے کیا غرض۔ جا، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، اُس درخت کا خیال چھوڑ اور اُس کے پُجاریوں کو دَفع کر۔ اُن کو اللہ تعالیٰ خود ہی سزا دے گا۔ لیکن اُس نیک شخص نے کہا کہ یہ نیک کام میں ضرور کروں گا۔ شیطان نے کہا، یہ کام میں تجھے نہیں کرنے دوں گا۔ بات بڑھی اور دونوں دست و گریبان ہوگئے۔ اُس شخص نے ایک ہی وار میں شیطان کو زمین پر پچھاڑ دیا، اور شیطان کے سینے پر سوار ہوگیا۔ شیطان نے اب دُوسری چال چلی اور کہنے لگا، میری ایک بات سُنو! اُس نیک شخص نے کہا، کہہ، کیا کہتا ہے؟ اِبلیس نے کہا اللہ (عزوجل) کے ہزاروں انبیاء (علیہم السّلام) ہیں۔ اگر اُس درخت کا کاٹنا اللہ (عزوجل) کو منظور ہوتا تو اپنے کسی برگزیدہ نبی کو حکم دیتا۔ اور اُس نے تم کو حکم بھی تو نہیں دیا پھر

یہ کام کیوں کرتے ہو؟ نیک شخص نے جواب دیا، "میں ضرور یہ نیک کام کروں گا۔" شیطان نے کہا، میں تجھے نہیں جانے دوں گا۔ دونوں میں پھر لڑائی ہوئی۔ نیک شخص نے اِبلیس کو پھر پچھاڑ دیا۔ اِبلیس نے کہا، مجھے چھوڑ دے۔ میں ایک کام کی بات بتاتا ہوں اگر پسند نہ آئے تو پھر جو جی چاہے کرنا۔ یہ سُن کر نیک شخص نے ہاتھ روک لیا۔ شیطان نے کہا، اے نیک شخص، تم تنگ دست ہو۔ اگر تمھارے پاس کچھ رقم زیادہ ہو تو خود بھی کام میں لاؤ اور فُقراء پر بھی خرچ کرو۔ تم نے درخت کو کاٹ بھی دیا تو لوگ دُوسرے درخت کی پُوجا کریں گے۔ اور اگر تم نے درخت نہیں کاٹا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ صُبح تمہارے سرہانے دو دینار رکھ دیا کروں گا۔ نیک شخص نے سوچا کہ یہ ٹھیک ہی تو کہتا ہے۔ میں اِن دو دیناروں میں سے ایک خود خرچ کروں گا اور دُوسرا صدقہ کروں گا۔ اور یہ درخت کاٹنے سے زیادہ اچھا ہے۔ اور مجھے درخت کاٹنے کا حُکم بھی تو نہیں مِلا ہے۔ لہٰذا وہ واپس آگیا۔

حسبِ وعدہ تین دن تک تو اُسے سرہانے دو دینار ملتے رہے۔ مگر چوتھے دن کچھ نہ مِلا۔ اُسے سخت غُصہ آیا اور پھر کلہاڑا لے کر درخت کاٹنے روانہ ہوا۔ مگر راستے میں اِبلیسِ لَعِین نے آلیا اور پُوچھا، کہاں چلے؟ نیک شخص نے کہا، "درخت کاٹنے۔" اِبلیس نے کہا کہ اب تم درخت نہیں کاٹ سکتے۔ دونوں میں پھر لڑائی ہوئی۔ اب کی بار شیطان نے اُس نیک شخص کو زمین پر پچھاڑ دیا۔ اور سینے پر سوار ہوگیا۔ کہنے لگا، واپس جاؤ ورنہ ابھی تمہاری گردن تن سے جُدا کردوں گا۔ وہ شخص نہایت ہی خوفزدہ ہوگیا اور کہنے لگا، مجھے چھوڑ دو، میں واپس چلا جاؤں گا۔ اِتنا تو بتاؤ پہلے دو مرتبہ میں تم پر حاوی ہوگیا تھا مگر اب کی بار تم نے مجھے بے بس کردیا۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟ اِبلیسِ لَعِین نے جواب دیا،

"ارے بیوقوف! پہلے تیرا غضب محض اللہ (عزّوجلّ) کی رضا کے لئے تھا، اس لئے دُنیا کی کوئی طاقت تجھے اِس کام سے نہ روک سکتی تھی۔ مگر اب تیرا غصّہ دِینار نہ ملنے کی وجہ سے ہے۔ اور جو شخص اللہ (عزّوجلّ) کی رِضا کے لئے کام کرتا ہے وہ مجھ پر غالِب آجاتا ہے اور جو اپنے نفس کی خاطر کوئی نیک کام کرتا ہے وہ مجھ پر غالب نہیں آسکتا۔" (تنبیہ الغافلین)

پیارے اِسلامی بھائیو! واقعی اِنسان بڑی آزمائش میں پڑجاتا ہے کیونکہ دِین کے کاموں میں اِخلاص حاصِل ہونا یہ نہایت ہی مُشکِل اَمر ہے۔ شیطان اِسقدر مکّاری کے ساتھ مُبلّغ کی نیّت سے کھیلتا ہے کہ اُسے پتہ تک نہیں چلتا اور وہ بے چارہ شیطان کے ہاتھوں شکست کھاچکا ہوتا ہے۔ لہٰذا شیطان کے چند کامیاب ترین وار آشکار کئے جاتے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر یاسُن کر کسی کو ناگوار بھی گزر سکتا ہے۔ بلکہ غُصّہ بھی آسکتا ہے اور جب کوئی ایسی کیفیات اپنے اندر محسوس کرے تو اُسے فوراً "اَعُوذُ بِاللہ شریف" پڑھ کر اللہ (عزّوجلّ) سے شیطان کے شر سے پناہ مانگنی چاہیئے۔

مُبلّغ کو برباد کرنے کے چند شیطانی ہتھیار! (۱) مُبلّغ کے دِل میں بعض اَوقات یہ بات آتی ہے کہ میں تو بہت اچھا بیان کرتا ہوں۔ لوگ میری تعریف کیوں نہیں کرتے؟ میری "واہ واہ" کیوں نہیں کی جاتی؟ (۲) اِس کے دِل میں یہ خواہِش پیدا ہونے لگتی ہے کہ چونکہ میں مُبلّغ ہوں، لوگوں کو چاہیئے جب میں اُن کے پاس پہنچوں تو میرے اِحترام کیلئے کھڑے ہوجایا کریں۔ (۳) مجھے اچھی اور نُمایاں جگہ پر بٹھائیں۔ (۴) مُعلِن صاحِب میرا نام مع اَلقاب اچھی طرح پُکاریں۔ (۵) میرے اِستِقبال کے لئے نعرے لگنے

چاہئیں۔ (۶) سامِعین "سُبحَانَ اللہ! سُبحَانَ اللہ!" کہہ کر میرے بیان کی داد دیں۔ (۷) میرے گلے میں پھولوں کا ہار پہنائیں۔ (۸) میری آؤ بھگت ہو۔ (۹) مجھے کھانا وغیرہ پیش کیا جائے۔ (۱۰) اگر شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے تو فوراً دِل میں خیال آتا ہے کہ مجھے عام لوگوں سے زِیادہ مِلنی چاہیئے۔ (۱۱) مجھے کم از کم چائے تو مِلنی ہی چاہیئے۔ (۱۲) میری "خدمت" ہونی چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔

دُکھتی رگ پہ ہاتھ پڑگیا! پیارے اسلامی بھائیو! دُکھتی رگ پہ ہاتھ پڑ گیا ہے لیکن آپ اِنصاف کیجئے کیا یہ ساری خواہشات اس لئے پیدا نہیں ہوتیں کہ آپ کو "مُبلّغ" بننے کا شرف حاصِل ہوا ہے۔ سامِعین کے دِل میں یہ خواہشات کیوں پیدا نہیں ہوتیں؟ آخر اِس کارِ عظیم کے صِلہ اور اَجر کی عوام سے کیوں توقّع کی جارہی ہے؟ جب آپ کے اِستِقبال کو کوئی نہیں اُٹھتا، سواری پیش نہیں کی جاتی، تعظیم کی جگہ پر نہیں بٹھایا جاتا۔ چائے، پانی، کھانا وغیرہ پیش نہیں کیا جاتا تو رنجیدہ کیوں ہوجاتے ہیں؟ اور اِس طرح کے شکوہ سے آپ کیا چاہتے ہیں؟ جیسا کہ بعض مُبلّغین کہہ ڈالتے ہیں کہ میں کیا کروں مجھے تو لِفٹ ہی نہیں مِلی یا لوگوں نے پانی تک کو نہیں پُوچھا، مجھے تو آنے جانے کا کرایہ بھی پلّے سے دینا پڑا وغیرہ وغیرہ۔

دِل کا چور پکڑا گیا! پیارے اِسلامی بھائیو! کیا یہ شکوہ آپ کے دِل میں چھپے ہوئے چور کو ظاہِر نہیں کررہا کہ آپ نے بیان اللہ (عزّوجلّ) کی رِضا کیلئے نہیں اپنی "واہ واہ" کے لئے، چائے پانی کے لئے اور آؤ بھگت کرانے کے لئے کیا تھا۔ ذرا ماضی میں جھانک کر اَسلاف کا کردار دیکھئے کہ اَمرٌ بِالمَعرُوف وَنَہیٌ عَنِ المُنکَر کے لئے کیسی کیسی صُعُوبتیں برداشت کرتے تھے اور اِس کے باوجود کس

قدر عاجزی کا مظاہرہ کرتے تھے اور طلبِ جاہ (یعنی عزّت کی خواہش) سے کس قدر بچتے تھے۔ یاد رکھیے حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ تاجدارِ مدینہ، سُرورِ سینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا،

”جس کو یہ خوشی ہو کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں۔ اُس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔“

ہم اللہ (عزوجل) کی اس کے قہر و غضب سے پناہ مانگتے ہیں۔ دیکھا آپ نے! اپنی تعظیم کی خواہش کرنے پر کس قدر سخت وعید ہے۔ یہاں پر ایک سبق آموز حکایت پیش کی جاتی ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ عُلَمائے حقّہ اور بزرگانِ دین (رحمہم اللہ) ظالم حکمرانوں سے ذرہ برابر بھی خوف نہیں کھاتے تھے اور اُنہیں دو ٹوک نصیحت کرتے تھے۔ اور کسی کے اقتدار سے مرعوب ہو کر اُن کی تعظیم کے لئے کھڑے تک نہ ہوتے تھے۔

اپنی تعظیم کی خواہش کرنیوالا جہنّمی ہے

حضرتِ احمد بن علی بصری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں، ایک دن خلیفہ بغداد مُتوکّل علی اللہ نے علّامہ احمد بن مَعدِل (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور دُوسرے عُلَمائے بغداد کو اپنے دربار میں بُلایا۔ جب تمام عُلَما جمع ہو گئے تو خلیفہ اپنے پورے کرّ و فر اور شاہانہ شان و شوکت سے دربار میں آیا۔ خلیفہ کو دیکھتے ہی سب لوگ اُس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے مگر علّامہ احمد بن مَعدِل (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بدستور بیٹھے رہے۔ اور اپنی جگہ سے ہِلے بھی نہیں۔ خلیفہ نے علّامہ کی اس حرکت پر دِل میں ناراض ہو کر اپنے خادم عُبیدُ اللہ سے دریافت کیا، کیا انھوں نے میری بَیعت نہیں کی ہے؟ کیا یہ مجھے امیرالمؤمنین نہیں تسلیم کرتے؟ عُبیدُ اللہ نے عرض کیا، عالیجاہ! کیوں نہیں، مگر حضور ان کی بصارت میں کچھ کمی آگئی ہے۔ اور نظر بہت کمزور ہو گئی ہے۔ غالباً انھوں نے

نے آپ کو دیکھا نہیں۔ یہ سُن کر علّامہ احمد بن مَعدِل (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بُلند آواز سے فرمایا، نہیں اے خلیفہ! میں اندھا نہیں ہوں۔ لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے آپ کو بچایا ہے۔ کیوں کہ حُضورِ اکرم، رحمتِ مجسّم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان عالیشان ہے کہ،

”جو شخص اِس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگ اُس کے سامنے کھڑے رہیں اُس کو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنّم میں بنائے۔“

یہ سُن کر مُتوکّل علی اللہ احمد بن مَعدِل کے پہلو میں بیٹھ گیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔

پیارے اسلامی بھائیو! بس عاجزی کو اپنا شِعار بنا لو اور ہرگز ہرگز اپنے دِل میں بھی اِس بات پر رنج و غم کی کیفیّت مت پیدا ہونے دو کہ ”مجھے لِفٹ کیوں نہیں دی گئی، میری عزّت کیوں نہیں کی گئی۔“ یاد رکھو! عاجزی بہت بڑی سعادت ہے۔ اور ہمارے پیارے آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی عظیم سُنّت بھی ہے اور اس میں بڑا اجر و ثواب ہے۔

عاجِزی کی فضیلت

حضرتِ وَہب بن مُنَبِّہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں، ”وہ ساعت جس میں انسان اپنے آپ کو ذلیل خیال کرے۔ اُس کی ستّر سال کی عِبادت سے بہتر ہے۔“ (تنبیہ المغترین)

ابھی مُبلّغ کے دِل میں پیدا ہونے والی جن خواہشات کا ذِکر ہوا، ان سے اللہ (عزوجل) ہمیں محفوظ فرمائے اور اِخلاص عطا فرمائے۔ البتّہ یہ چیزیں ہماری خواہش کے بغیر ہمیں مِل جائیں تو پھر اس میں ہمارا کوئی قُصور نہیں۔ مثلاً ہمارے مطالبہ کے بغیر کوئی سواری اپنی مرضی سے پیش کرے تو قبول کر سکتے ہیں۔ اسی طرح تعظیم وغیرہ کے دیگر معاملات ہیں۔ ان معاملات میں اپنے دِل کو اللہ (عزوجل) سے ڈراتے رہیں کہ کہیں

ریاکاری نہ پیدا ہو جائے۔ حضرتِ ابراہیم ادھم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا واقعہ ہے کہ،

اپنے نفس کو سزا دلوانے کا انوکھا واقعہ!

آپ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ جب مکۂ مکرمہ کے قریب پہنچے تو آپکے استقبال کے لئے کافی لوگ جمع ہو گئے تھے۔ مگر آپ کی سادگی کی وجہ سے وہ آپ کو پہچان نہ سکے۔ آپ نے لوگوں سے دریافت کیا، کس کا استقبال کرنے جمع ہوئے ہو؟ جواب ملا، ابراہیم ادھم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کیلئے، کیوں کہ وہ زاہدِ زمانہ اور بہت بڑے ولی ہیں۔ آپ نے جب اپنی تعریف سُنی تو بے قرار ہو گئے اور اپنے نفس کو سزا دینے کی غرض سے فرمانے لگے، لوگو! تمہیں غلط فہمی ہو گئی ہے۔ ابراہیم ادھم تو کسی نیک آدمی کا نام نہیں ہے۔ یہ کہہ آپ نے ابراہیم ادھم بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے جب ایک ولیُّ اللہ کے خلاف باتیں سُنیں تو آپے سے باہر ہو گئے۔ آپکو پہچان تو پائے نہ تھے اس لئے آپ ہی کی محبت میں آپ پر جھپٹ پڑے اور آپ کو خوب دھول چپت رسید کئے اور اِس طرح اپنے نفس کو "واہ واہ" کی خواہش پر آپ نے سزا دِلوائی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

پیارے اِسلامی بھائیو! ایک بُزرگ کا واقعہ تو اس سے بھی عجیب تر ہے اُنھوں نے اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے نہایت ہی عجیب نُسخہ اِستعمال فرمایا، چُنانچہ حضرتِ علّامہ یافعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنی شُہرۂ آفاق تصنیف "رَوضُ الرّیاحین" میں نقل کرتے ہیں:۔

مسجد کا چور!

ایک بُزرگ نے اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے ایک مسجد میں عین نمازیوں کی موجودگی میں جان بُوجھ کر چوری کرنے کے انداز میں کسی کی چادر اُٹھا کر بدن پہ اوڑھ لی اور پھر اُوپر اپنی گُدڑی ڈال دی۔ اور

چلتے بنے۔ لوگ تو دیکھ ہی رہے تھے۔ اُنھوں نے پیچھے دوڑ کر آپ کو پکڑ لیا اور خُوب پِٹائی کی اور یوں آپ "مسجد کا چور" کے نام سے مشہور ہو ئے!! اِس طرح یہ بُزرگ لوگوں کی نظر میں تو "چور" مشہور ہو گئے۔ لیکن اللہ (عزوجل) کی بارگاہ عالی کے تو مقبول ولی تھے۔ رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ۔

آج تو اِستقبال، کل حشر میں؟

ایک بُزرگ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک بار لوگوں نے کسی موقع پر ان کا استقبال کیا تو زار و قطار رونے لگے۔ لوگوں نے سببِ گریہ دریافت کیا تو ایک آہِ سرد دلِ پُردرد سے کھینچ کر فرمایا، "مجھے اِس خیال نے رُلایا کہ آج تو حُسنِ ظن کے سبب آپ لوگوں کا میرے گرد ہجوم ہو گیا ہے۔ اگر خدا نخواستہ کل قیامت کے روز تم لوگوں کے سامنے میرے عیب کھول دیئے گئے تو میرا کیا بنے گا؟" رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیّدُنا مالک بن دینار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں:۔ "مُنادی کرنے والا مسجد کے دروازے پر ندا کرے کہ سب سے بُرا شخص باہر نکل آئے تو دروازے کے پاس مجھ سے پہلے کوئی نہ آئے مگر وہ جو مجھ سے طاقت میں بڑھ کر ہو،" رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (تنبیہ المغترین)

عاجزی کرنا سُنّت ہے

پیارے اسلامی بھائیو! واقعی عاجزی بہُت ہی پیاری چیز ہے اور ہمارے پیارے آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی نہایت ہی پیاری پیاری سُنّت بھی ہے۔ آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے ہمیشہ عاجزی ہی فرمائی ہے اور عاجزی کی ترغیب دیتے ہوئے آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا فرمان ہے۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ فَقَدْ

یعنی، جو اللہ عزّوجلّ کے لئے عاجزی کرتا ہے۔

رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُسے بُلندی عطا فرماتا ہے۔

سراپا عاجزی کا نمونہ بن جاؤ!

پیارے آقا (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی پیاری پیاری سُنّتوں کو عام کرنے کا جذبہ رکھنے والے دیوانو! حَتَّی الْاِمْکان اپنی رفتار میں گفتار میں اور پورے کردار میں تواضُع پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عاجزی پیدا کریں۔ اِنْ شَاءَ اللہ عظمت و سربلندی خود آپ کے قدم چُومے گی۔ جب بھی کوئی آپ کو بیان کی دعوت پیش کرے تو بغیر کسی طمع کے قبول کر لیا کریں۔ ہاں اگر کوئی عُذر ہے تو پھر دُوسری بات ہے۔ اس خواہش کو اپنے دِل میں ہرگز ہرگز جگہ نہ دیں کہ آپ کی سواری کا انتظام کر دیا جائے اور آپ کو عزت کے ساتھ لے جایا جائے بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے احکام، اُس کے پیارے حبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی سُنّتیں سیکھنے سکھانے کیلئے خود ہی پہنچ جایا کریں۔

؎ جس کا عمل ہو بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے

کوئی بُلاتا تو بُزرگانِ دین بلا تکلُّف بیان کیلئے پہنچ جاتے!

بُزرگانِ دین (رَحِمَھُمُ اللّٰہ) کی خدمت میں جب بیان وغیرہ کی درخواست کی جاتی تو یہ حضرات بلا تکلُّف تشریف لے جایا کرتے۔ چُنانچہ حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) جب رملہ میں آئے تو حضرتِ ابراہیم بِن اَدْہَم (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے اُنہیں پیغام بھیجا کہ ہمارے ہاں آؤ اور ہمیں حدیثِ مُبارکہ سناؤ۔ حضرت ابراہیم بن اَدْہَم (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) سے کسی نے کہا، آپ حضرتِ سُفیان (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) جیسے مُحدِّث اور زبردست عالِم اور بُزرگ کو کہتے ہیں کہ آپ کے پاس چل کر آئیں۔ آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے فرمایا ہاں۔ میں تمہیں حضرتِ سُفیان (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کی شدّتِ تواضُع دکھلانا چاہتا ہوں۔ پھر حضرتِ سُفیان (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) آئے اور اُن کو حدیثِ

پاک سُنائی۔ (تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن)

شیطان کی ایک خطرناک چال

پیارے اِسلامی بھائیو! مُبلِّغین کے سر پر بعض اوقات ایک اور آزمائش بھی آپڑتی ہے۔ اِس آفت سے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) جسے بچائے وُہی بچ سکتا ہے۔ اور یہ شیطان کی نہایت ہی خطرناک چال ہے اور وہ انتہائی مخفی راستے سے نیّت میں داخل ہو کر اجر و ثواب پر پانی پھیر دیتا ہے۔ وہ چال یہ ہے،

جب کسی بہت بڑے سرمایہ دار، پولیس افسر یا فوج کے افسر یا حاکم وغیرہ کے سامنے اَمْرٌ بِالْمَعْرُوف کرنے کا موقع آتا ہے تو ایسے موقع پر اُن لوگوں کے لئے بالخُصوص بڑی آزمائش ہوتی ہے جو ان سے مرعُوب نہیں ہوتے اور بے دھڑک ان کو ٹوک دیتے ہیں۔ آہ! شیطان اُس وَقت پُورے زور سے ایسے بے باک مُبلِّغ پر حملہ آور ہوتا ہے اور یہ مُبلِّغ اپنے دل میں "پھُول" جاتا ہے اور یُوں شیخی بگھارنے لگتا ہے، "دیکھا میں تو کسی سے نہیں ڈرتا، فُلاں کو بھی میں نے تو کھری کھری سُنادی" وغیرہ وغیرہ اور یُوں وہ نادان مُبلِّغ اپنے "نمبر" بنانے کے چکّر میں شیطان کے جال میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔

حکایت

حضرتِ شیخ داؤد طائی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) سے پُوچھا گیا، کہ جو کوئی شخص بادشاہ سے اِحْتِساب (باز پُرس) کرتا ہے (یعنی اُس کو بُرائی سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے) اُس کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ (اُس سے بادشاہ ناراض ہو جائے گا اور) اُس کے کوڑے مارے جائیں گے۔ کہا کہ اگر وہ ان کوڑوں کو برداشت کر لے تو؟ فرمایا، مجھے ڈر ہے اُس کو قتل کر دیا جائے گا۔ کہا کہ اگر وہ اِس کو بھی بخوشی برداشت کر لے تو؟ اِس پر اُنھوں نے فرمایا، "مجھے ڈر ہے کہ وہ ایسی

بلا میں مبتلا ہوجائے گا جو ان دونوں باتوں سے بھی عظیم ہے اور وہ بلا غرور ہے۔"
(یعنی خوف ہے کہ قتل ہونے سے پہلے اِس بات پر کہیں مغرور نہ ہوجائے کہ دیکھا میں
تو موت سے بھی نہیں ڈرتا!) (کیمیائے سعادت)

شہادت میں بھی نفسانیت کے دخل کا خوف!

حضرت شیخ ابوسلیمان دارانی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا ہے کہ میں نے چاہا، بادشاہِ وقت کی فلاں گناہ کی وجہ سے گرفت کروں اور میں سمجھتا تھا کہ وہ میری اِس بات کو برداشت نہ کرتے ہوئے مجھے مار ڈالے گا۔ میں نے موت کا خوف تو نہیں کیا۔ لیکن چونکہ اُس وقت بہت سے لوگ وہاں موجود تھے۔ لہٰذا مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ مجھے جب وہ لوگ اس راستے پر عمل پیرا دیکھیں گے اور مجھے سختی برداشت کرنے والا پائیں گے تو میرے دل میں غرور پیدا ہوگا اور اُس وقت میں بے اخلاص ہوجاؤں گا۔ اور میرا قتل میری غرضِ نفسانی کے تحت ہوگا (محض اللہ (عزوجل) کے لئے میرا قتل نہیں ہوگا)۔ (کیمیائے سعادت)

ڈینگیں مارنے سے بچو!

پیارے اسلامی بھائیو! بڑے لوگوں کو امر بالمعروف کرتے وقت ہوسکے تو اپنے دِل پر غور کرے کہ دِل کی خواہش کیا ہے۔ یعنی جو بات میں خود کہنا چاہتا ہوں وُہی بات اگر کوئی دُوسرا کہے تو میرا دل خوش ہوگا یا نہیں؟ اگر دل مطمئن ہے اور یہ اِحساس دِل میں پائے کہ کوئی بھی کہہ دے مقصود اُس کی اِصلاح ہے تو پھر حرج نہیں اور اگر دِل میں یہ خواہش ہو کہ میرے عِلاوہ کوئی نہ بولے صِرف میں ہی اِس کو سمجھاؤں گا تاکہ لوگ میری ہِمّت کی داد دیں اور مجھے حق گو اور دَلیر کہا جائے۔ یہ نہایت مذموم صفت ہے اور عام طور پر شیطان کے اِس وار کی طرف لوگوں کا دھیان نہیں

ہوتا۔ آپ نے دیکھا ہوگا اکثر لوگ موقع بے موقع اس طرح ڈینگیں مارتے رہتے ہیں:۔
"میں تو کوئی بھی ہو اُس کے سامنے حق بات بولتے ہوئے کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتا، میں کسی کا بھی لحاظ نہیں کرتا" وغیرہ وغیرہ۔
اور پھر ایسے ہی لوگوں کو وقت پڑنے پہ نہایت ہی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا "میں میں" کرنے کے بجائے وقت آنے پر کر دکھانے ہی میں سچائی ہے۔
بہرحال شیطان کے بہت ہی بڑے بڑے اور خطرناک ہتھیار ہیں۔ اللہ عزوجل ہمیں شیطان کے ہتھکنڈوں سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین

اپنی معلومات پر نازمت کرو

شیطان کا ایک بہت بڑا ہتھیار یہ بھی ہے کہ وہ مبلّغ کو بعض اوقات اُسی کے علم کے ذریعے زیر کرلیتا ہے۔ اِس کی علامت یہ ہے کہ وہ علمائے حقّہ سے خواہ مخواہ اُلجھتا اور جاہلوں سے علمی بحث کرتا ہے۔ لوگوں کے سامنے دقیق الفاظ یا جملے یا ادق مضامین اس نیّت سے پیش کرتا ہے کہ لوگوں پر اُس کی معلومات کا سکّہ بیٹھ جائے اور لوگ اُس سے مرعوب ہوجائیں اور اُس کے علم کا لوہا مان لیں اور اپنے پاکیزہ علم کو صرف اور صرف جمعِ مال کا ذریعہ بنالیتا ہے اور عُمر بھر خوش فہمی میں رہتا ہے کہ میں تو دِین کی خدمت کر رہا ہوں۔ حالانکہ شیطان اُس کا بیڑہ غرق کرچکا ہوتا ہے۔ اِس ضِمن میں چند احادیثِ مبارکہ بیان کی جاتی ہیں:۔
"جس نے علم کو اِس لئے طلب کیا کہ علماء سے مقابلہ کرے گا۔ جاہلوں سے جھگڑا کرے گا۔ اِس لئے کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجّہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے جہنّم میں داخل کردے گا۔" (ترمذی، ابنِ ماجہ)

"جو علم اللہ تعالیٰ کی رِضا حاصل کرنے کے لئے ہے (یعنی علمِ دین) اُس کو جو شخص اِس لئے حاصل کرے کہ (فانی) دُنیا کا مال مِل جائے اُس کو قیامت کے دن جنّت کی خوشبو نہیں ملے گی۔" (احمد، ابو داؤد)

علمِ دین کو دُنیا طلبی کا ذریعہ بنانے والا ذلیل ہے!

حضرتِ عبدُاللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ اگر اہلِ علم، علم کی حفاظت کریں اور اِس کو اہل کے پاس رکھیں تو اِس کی وجہ سے وہ اہلِ زمانہ کے سردار ہو جائیں مگر اُنھوں نے تو علم کو دُنیا والوں کیلئے خرچ کیا تاکہ اِن سے دُنیا حاصِل کریں لہٰذا اِن کے سامنے ذلیل ہو گئے۔ (اِبن ماجہ)

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے ؟ حُصولِ علم کا مقصد صِرف اور صِرف رضائے الٰہی (عزّوجلّ) ہونا چاہیئے۔ اگر ہم نے اِس کو طَلَبِ جاہ و مال کا ذریعہ بنایا تو پھر خسارہ ہی خسارہ ہے۔ اللہ (عزّوجلّ) ہمیں محض اپنی رِضا کیلئے علم حاصل کرنے، سُنّتیں سیکھنے اور دُوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النّبیّ الامین (صلی اللہ علیہ وسلم)

اب ایک اور عبرتناک حدیث پیش کی جاتی ہے۔ پڑھیے اور اللہ (عزّوجلّ) کے خوف سے لرزئیے۔

شہید، عالِم اور سخی بھی جہنّم میں!

حضرتِ سیّدُنا ابُو ہُریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رِوایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا، سب سے پہلے قیامت کے دِن ایک شخص کا فیصلہ ہو گا جو شہید ہوا ہے وہ حاضِر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں دریافت کریگا وہ نعمتوں کو پہچانے گا یعنی اِقرار کرے گا۔ اِرشاد فرمائے گا، کہ اِن نعمتوں کے مقابِل میں تُو نے کیا عَمَل کیا ہے ؟ وہ کہے گا، میں نے تیری راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ شہید

ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تُو جھوٹا ہے۔ تُو نے اس لئے قتال کیا تھا کہ لوگ تجھے "بہادُر" کہیں، سو کہہ لیا گیا۔ حُکم ہو گا اِس کو مُنہ کے بل گھسیٹ کر جہنّم میں ڈال دیا جائے۔ اور ایک وہ شخص جس نے عِلم پڑھا اور پڑھایا، اور قُرآن پڑھا اور پڑھایا وہ حاضِر کیا جائے گا۔ اُس سے نعمتوں کو دریافت کرے گا۔ وہ نعمتوں کو بتائے گا۔ فرمائے گا، اِن نعمتوں کے مُقابِل میں تُو نے کیا عمل کیا ہے ؟ کہے گا۔ میں نے تیرے لئے عِلم سیکھا اور سِکھایا، اور قُرآن پڑھا۔ فرمائے گا تُو جھوٹا ہے۔ تُو نے علم اس لئے پڑھا کہ تجھے "عالِم" کہا جائے اور قُرآن اِس لئے پڑھا کہ تجھے "قاری" کہا جائے سو تجھے کہہ لیا گیا۔ حُکم ہو گا، مُنہ کے بَل گھسیٹ کر جہنّم میں ڈال دیا جائے۔ پھر ایک تیسرا شخص بُلایا جائے گا جس کو خُدا نے وُسعَت دی ہے اور ہر قسم کا مال دیا ہے اُس سے اپنی نعمتیں دریافت فرمائے گا۔ وہ نعمتوں کو پہچانے گا فرمائے گا، تُو نے اِن کے مُقابِل کیا کیا ؟ عَرض کرے گا، میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے مَحبوب ہے۔ مگر میں نے اِس میں تیرے لئے خَرچ کیا۔ فرمائے گا، تُو جھوٹا ہے تُو نے اِس لئے خرچ کیا کہ "سخی" کہا جائے، سو کہہ لیا گیا۔ اُس کے مُتعلّق بھی حُکم ہو گا مُنہ کے بل گھسیٹ کر جہنّم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مُسلِم، نسائی)

اللہ (عزّوجلّ) کی بے نیازی سے لرز جاؤ!!

پیارے اِسلامی بھائیو! اللہ (عزّوجلّ) کے خوف سے لرز جاؤ اور گڑ گڑا کر خُدائے بے نیاز (جلّ جلالہٗ) کے حُضُور اِخلاص کی بھیک مانگ لو۔ دیکھو تو سہی، اللہ تعالیٰ کِس قدر بے نیاز ہے۔ شہید، عالِم اور سخی کو اِخلاص نہ ہونے کی بناء پر اَوندھے مُنہ جہنّم میں ڈال دیا جائے گا۔ آہ! ہم پھر بھی کِس قدر غافِل ہیں۔ آج عُموماً ہمارا ہر کام اِخلاص سے خالی ہوتا ہے۔ نام و نمود کی خواہِش ہماری جان کھا ڈالتی ہے۔ چند

روپے اگر مسجد کے چندہ میں دے بھی ڈالے تو خواہش یہی ہوتی ہے کہ نام کا اعلان ہونا چاہیئے یا کم از کم امام صاحب نام لے کر دعا ہی کردیں (تاکہ اس طرح بھی لوگوں کو علم ہوجائے کہ "مالدار" نے مسجد کو چندہ دینے کا احسان فرمایا ہے)۔ یاد رکھئے! حضورِ اکرم، نورِ مجسم، رحمتِ عالم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا ارشادِ پاک ہے کہ "عرش کے سایہ میں، اس روز کہ اس کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا، صرف وہ شخص رہے گا جس نے دائیں ہاتھ سے صدقہ دیا اور اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی۔ (کیمیائے سعادت)

سب سے قوی تر تخلیق

ایک اور ارشادِ گرامی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو زمین کانپنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور پہاڑوں کی میخیں اس میں ٹھونک دی گئیں۔ ملائکہ نے کہا، یا اللہ! (عزّوجلّ) ان پہاڑوں سے زیادہ قوی اور کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی؟ تب اس نے لوہا پیدا کیا اور اس نے پہاڑوں میں شگاف پیدا کردیئے۔ اس پر ملائکہ نے عرض کیا، یا اللہ! (عزّوجلّ) لوہا پہاڑوں سے قوی تر ہے، تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا فرمایا۔ آگ نے لوہے کو گلا دیا۔ پھر پانی کو پیدا کیا، پانی نے آگ کو بجھا دیا۔ پھر ہوا کو پیدا کیا۔ ہوا نے پانی کو ساکن کردیا۔ اس پر ملائکہ آپس میں الجھنے لگے کہ قوی ترین چیز کونسی ہے؟ پھر ملائکہ نے خداوندِ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا، یا اللہ! (عزّوجلّ) تیری مخلوق میں قوی ترین کون ہے؟ اللہ (عزّوجلّ) نے ارشاد فرمایا، "وہ شخص تمام مخلوق سے زیادہ قوی ہے جو اپنے داہنے ہاتھ سے خیرات دے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو، میں نے اس سے زیادہ کسی مخلوق کو قوی نہیں بنایا ہے۔" (کیمیائے سعادت)

نیکی کرنے والے کی اخبار میں تصویر!

لیکن آجکل تو صورتِ حال یہ ہے کہ کسی بھی مذہبی یا سماجی تنظیم کو چندہ

یا عطیہ دیا تو خواہش یہی ہوتی ہے کہ اخبار یا رسالہ وغیرہ میں اپنا نام شائع ہوجائے۔ بلکہ آئے دن اخبار میں یہ تصاویر بھی شائع ہوتی ہیں کہ "فلاں سیٹھ صاحب، فلاں فلاحی ادارے کے صدر صاحب کو اتنے ہزار روپے کا چیک بطورِ عطیہ پیش کررہے ہیں۔" افسوس! سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر بالفرض حلال کمائی کی رقم ہو بھی تو جب بھی عطیہ دینا ایک امرِ مستحب ہے وہ بھی اگر کسی صحیح ادارے کو پیش کیا جائے۔ تو اب اس امرِ مستحب کے لئے فوٹو جیسا حرام فعل کرنا اور ریاکاری جیسے فعل میں مبتلا ہونا جسے حدیثِ پاک میں شرکِ اصغر کہا گیا ہے۔ آخر ایسا کیوں کیا جاتا ہے؟ اور یقیناً ایسا کرنے سے عمل تو برباد ہو ہی گیا اُلٹا فوٹو کھنچوانے اور ریاکاری کرنے کا گناہ سر پہ آیا۔

صِلہ اُن سے مانگو جن کیلئے عمل کیا!

امام احمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت محمود بن لبید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، جس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے وہ شرکِ اصغر ہے۔ لوگوں نے عرض کی، شرکِ اصغر کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ریا ہے۔ بیہقی نے اس حدیث میں اتنا زیادہ کیا کہ جس دن بندوں کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ ریا کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اُن کے پاس جن کے دکھاوے کیلئے کام کرتے تھے جاکر دیکھو کہ وہاں تمہیں کوئی بدلہ اور خیر ملتا ہے؟

پیارے اسلامی بھائیو! واقعی مقامِ عبرت ہے اگر اللہ (عزّوجلّ) کی رضامندی مقصود ہے تو ہرگز ہرگز اس تمنّا کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں کہ میں "سخی کہلاؤں اور میری سخاوت کا شہرہ ہو اور لوگوں میں میری عزت قائم ہوجائے۔"

حضرت ذوالنون مصری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے پوچھا گیا کہ آدمی مخلص کس

وَقت ہوتا ہے ؟ فرمایا، جب عِبادتِ الٰہی میں خوب کوشِش کرے (یعنی خوب پرہیزگار ہونے کے باوُجُود) اُس کی خواہِش یہ ہو کہ لوگ میری عزّت نہ کریں، بلکہ میری جو عزّت لوگوں کے دلوں میں ہے وہ بھی جاتی رہے ! (اَخلاقُ الصّالِحِین)

اپنے نام کے آگے لفظِ ''سیِّد'' لگانا

میں (سگِ مدینہ) نے بعض مُتَواضِع ساداتِ کِرام ایسے بھی دیکھے ہیں جو اپنے نام کے آگے لفظِ ''سیِّد''، (جیسا کہ آجکل رَواج ہے) نہ بولتے ہیں نہ لکھتے ہیں۔ وہ حضرات یہ اِحتیاط اِس غَرَض سے کرتے ہیں کہ لوگ بسا اَوقات ''سیِّد صاحِب'! سیِّد صاحِب'' ! کہہ کر تعظیم شُروع کر دیتے ہیں اور اِس طرح پھر شیطان حملہ آور ہو جاتا ہے اور نَفس پر قابو پانا دُشوار ہو جاتا ہے۔ نیز اِس طرح لوگوں کا تعظیم اور اَدب میں مُبالغہ نَفسِ اَمّارہ کو سرکش اور ڈِھیٹ بنا دیتا ہے۔ یہاں کسی کو یہ غَلَط فَہمی نہ ہونے پائے کہ شاید ساداتِ کِرام کا اَدب کرنا کوئی گُناہ کا کام ہے۔ ہرگز ایسا نہیں، ساداتِ کِرام کا اَدب کرنا یقیناً بُہت بڑی سَعادَت ہے اور ہر حال میں ہمیں ساداتِ کِرام کا اَدب کرنا ہی چاہیے۔ مگر اُن ساداتِ کرام کی سادگی اور عاجِزی پر لاکھوں سلام جو محض رِیا کاری کے خوف سے خود کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ ہاں اگر رِیا کا خوف نہیں تو اپنے کو بطورِ سیِّد ظاہر کرنے میں حَرَج بھی نہیں اور اگر آپ سیِّد گھرانے سے تعلُّق رکھتے ہوں اور اپنے آپ کو چُھپاتے بھی ہوں تب بھی اگر کوئی حَسَب نَسَب پُوچھ بیٹھے تو اب جُھوٹ سے بھی بچنا لازمی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اِحتیاط کرنے جائیں اور مُنہ سے جُھوٹ نکل جائے اور کبیرہ گُناہ کا وَبال سر پر آپڑے۔

مَظلُوموں کی مَدد کرو تو اِحسان مَت جتاؤ!

پیارے اسلامی بھائیو! گُزَشتہ طَوِیل حدیثِ پاک میں شہیدِ غیرِ مُخلِص کا ہولناک اَنجام بھی پیش کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے اُن لوگوں کو بھی عبرت حاصِل کرنی چاہیئے کہ جو کبھی مظلُوموں کی مَدد کر بھی دیتے ہیں تو محض اپنے آپ کو دلیر و بہادُر کہلوانے کی غَرَض سے ایسا کرتے ہیں اور یُوں پھر وہ اپنی بہادُری کے قِصّے بڑھا چڑھا کر لوگوں کے سامنے بیان بھی کرتے ہیں۔ لہٰذا جِہاد میں اور مظلُوموں کی مَدد میں بھی اِخلاص ضَروری ہے۔

اپنے مُنہ سے اپنے آپ کو قاری یا حافِظ کہنا!

نیز اِسی حدیث میں اُس عالِم کا بھی دَردناک اَنجام بتایا گیا ہے جو محض اس لئے عِلم حاصِل کرتا ہے کہ لوگ اُسے ''علّامہ صاحِب'' یا ''قاری صاحِب'' کہا کریں۔ یہاں مُعامَلہ واقِعی بے حد نازُک ہے۔ آج بدقسمتی سے یہ بات عام ہو چُکی ہے۔ اور عام طور پر لوگوں میں یہ خواہِش پائی جاتی ہے کہ لوگ میری عزّت کیا کریں۔ مجھے ''قاری صاحِب'' یا ''حافِظ صاحِب'' کہہ کر پُکارا کریں۔ بلکہ سِتَم بالائے سِتَم تو یہ ہے کہ ابھی درجۂ حِفظ یا قِراَءت میں داخِلہ ہی لیا ہے کہ اپنے ہی قلم سے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے آپ کو قاری یا حافِظ بھی لکھنا شُروع کر دیا جاتا ہے۔ ابھی چند ہی پارے حِفظ ہوئے ہیں لیکن نام پُوچھنے پر جَھٹ مُنہ سے نِکل جاتا ہے، ''حافِظ فُلاں''، ارے میرے محترم بھائی! آخر اپنے فضائِل بیان کرنے کی ایسی بھی کیا جلدی ہے! پُورے حافِظ تو ہو لو۔ اور سچ پوچھو تو اِخلاص تو یہی ہے کہ حافِظ ہو بھی جائیں، پھر بھی اپنے مُنہ سے اپنے آپ کو ''حافِظ، قاری'' وغیرہ کہنا بڑا عجیب سا لگتا ہے۔ ظاہِر ہے کہ آپ کسی کو اپنے نام کے آگے ''حافِظ'' لگا کر اپنا تعارُف کرائیں گے تو لوگ آپ کی عزّت کریں گے۔ اور اِس طرح آپ کو رِیا پیدا ہونے کا پُورا اِمکان ہے، بلکہ بِلا کسی صحیح ضَرورت کے خود اپنی زبان و قلم سے اپنے آپ کو بطورِ

حافظ و قاری متعارف کرانا بھی توریا ہے۔ کہ یہاں بالکل ظاہر میں یہ خواہش نظر آرہی ہے کہ لوگ بھی مجھے حافظ یا قاری کہا یا لکھا کریں۔ اگر یہ نیت نہ تھی تو نام بتاتے وقت نام کے ساتھ "حافظ"، یا "قاری"، کا کلمہ کیوں لگایا؟ ہاں، اگر ضرورت ہے مثلاً کسی مسجد یا مدرسہ وغیرہ میں امام یا مُعلّم کے طور پر پیش ہونا ہے تو اب آپ اپنے اوصاف پیش کریں تو کون منع کرتا ہے؟ منع تو اس صورت میں ہے کہ جی چاہتا ہو کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں حافظ، قاری ہوں۔ اور حدیثِ پاک میں ایسے ہی لوگوں کے لئے نقصان ارشاد موجود ہے کہ

"تو جھوٹا ہے۔ تو نے علم اس لئے پڑھا کہ تجھے "عالم" کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا کہ تجھے "قاری" کہا جائے۔ سو کہہ لیا گیا۔ پھر حکم ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا" (وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی)

دوسرا کوئی حافظ صاحب کہہ کر پکارے تو کیا حرج ہے؟

ہاں اگر دوسرے لوگ کہ انہیں کسی طرح معلوم ہو گیا اور وہ اب اپنی مرضی سے "حافظ صاحب"، "قاری صاحب"، "علامہ صاحب" وغیرہ القاب سے اگر کسی عالم یا بزرگ کو پکاریں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ

"حضرتِ سیدنا ابوذر غفاری (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خدمتِ بابرکت میں عرض کیا گیا کہ یہ فرمائیے کہ آدمی اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ (یہ ریا ہے یا نہیں؟) فرمایا، یہ تو مومن کیلئے جلد یعنی دنیا ہی میں بشارت ہے۔

اپنے آپ کو "صوفی" کہنا یا لکھنا!

اسی طرح اس حدیثِ پاک سے وہ لوگ بھی درس حاصل کریں جو اپنے منہ سے اپنے آپ کو "صوفی"، کہتے ہیں یا لکھتے ہیں۔ اور ظاہر ہے یہ بے چارے "صوفی" ہوتے بھی نہیں ہیں اور عموماً ان لوگوں کو "صوفی"، کی تعریف بھی تو نہیں معلوم ہوتی۔ صوفیِ باصفا تو اپنے اعمال کو چھپاتا ہے اور یہ اپنے آپ کو "صوفی" کہہ کر "تصوف" کا اصول ہی توڑ ڈالتے ہیں!!

تصوف کی تعریف

پیارے اسلامی بھائیو! اپنے آپ کو صوفی کہنا، کہلوانا نہایت ہی آسان ہے اور تصوف کو اپنانا نہایت ہی مشکل امر ہے۔ پانچویں صدی ہجری کے مشہور و معروف بزرگ حضرتِ سیدنا ابو القاسم قشیری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اپنی تصوف کی مشہور زمانہ تصنیف "رسالۂ قشیریہ" میں تصوف کی تعریف کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں:۔

"خالی ہاتھ دل کی خوشی کا نام تصوف ہے"۔

یعنی اپنے پاس پھوٹی بادام بھی نہ ہو۔ اس قدر فقر و محتاجی کے باوجود اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رضا پر صابر و شاکر ہو اور اپنے اس حال پہ مطمئن و خوش ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اس نازک دور میں ایسا صوفیِ باصفا نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے صوفی کی تعریف میں امام قشیری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے "رسالۂ قشیریہ" میں متعدد بزرگوں اور صوفیائے کرام (رَحِمَھُمُ اللّٰہ) کے اقوال نقل فرمائے ہیں جن میں سے چند پیش کئے جاتے ہیں۔

(1) حضرتِ سہل بن عبد اللہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) فرماتے ہیں "صوفی وہ ہے جو اپنے خون کو رائیگاں سمجھے اور اپنی ملکیت کی چیزوں کو لوگوں کے لئے مباح سمجھے"۔ (یعنی کوئی مال لے لے خواہ جان ہی لے لے مگر اصل صوفی تو وہی ہے جو سب کو پیشگی معاف کر چکا ہو)۔

❷ حضرتِ نُوری (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں، "صُوفی کی تعریف یہ ہے کہ اُسے مُحتاجی کے وَقت سُکون ہو اور اگر کچھ پاس ہو تو اِیثار کر دے۔" (مَطلَب یہ کہ صُوفی تو وہ ہوتا ہے جو فَقر و فاقہ میں ہی خوش رہتا ہے۔ مال جمع کرتا ہی نہیں۔)

❸ حضرتِ جُنیدِ بغدادی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے فرمایا، "جب تم کسی صُوفی کو دیکھو کہ وہ اپنے ظاہِر کو دُرُست کرنے میں بڑا اِہتمام کرتا ہے تو سمجھ لو کہ اِس کا باطِن خراب ہے۔" (مَطلَب یہ ہے کہ رنگ برنگے کپڑے پہننے کا نام تَصَوُّف نہیں، بلکہ سادَگی شَرط ہے۔)

❹ نیز فرماتے ہیں، "تَصَوُّف حُضُورِ قَلب سے ذِکر کرنے اور سُن کر وَجد میں آنے اور اِتِّباعِ سُنَّت کرتے ہوئے عَمل کرنے کا نام ہے۔"

پیارے اِسلامی بھائیو! عَین ممکِن ہے کہ میری یہ تحریر پڑھ یا سُن کر کوئی "صُوفی صاحِب" ناراض ہو جائیں کیوں کہ جو برسوں سے اپنے آپ کو "صُوفی" لکھتے کہتے چلے آئے ہوں ضَروری نہیں کہ آسانی سے اُن کا نَفْس مان جائے۔ ہو سکتا ہے اِنہیں غُصّہ بھی آجائے اور ظاہِر ہے کہ ایسے مَواقِع پر شیطان طرح طرح کے حِیلے بہانے اور مَنطِقی دلائل بھی سُجھا ہی دیتا ہے۔ اور ممکِن ہے وہ "صُوفی صاحِب" اِس طرح اپنی رَوِش پر قائِم ہی رہیں۔ بہرحال مُقدَّر کی بات ہے۔ میں نے تو صَفائے قَلب اور اِصلاحِ حال کے نُسخہ جات تجویز کئے ہیں اور مَحض اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رِضا کے لئے ایسا کیا ہے اور اپنے اِسلامی بھائیوں کی بَھلائی کے لئے یہ باتیں تَحریر کی ہیں۔ میری بات مانئے اِنْ شَآءَ اللہ بے حد نفع ہوگا۔ ؎

رضاؔ جو دِل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ✲ تو پیارے قیدِ خُودی سے رَہیدہ ہونا تھا

؎ مِٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے! کہ دانہ خاک میں مِل کر گُلِ گُلزار ہوتا ہے!

تو اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رضا کے طالِب، پیارے اِسلامی بھائیو! اگر آپ میں سے کسی بھائی کی اب تک اپنے آپ کو "صُوفی" کہنے، لکھنے کی عادت تھی اور اِس کا عِلم نہیں تھا تو اب برائے کرم تَرک فرما دیں۔ یہ آپ ہی کے حق میں بہتر ہے۔

کوئی صُوفی صاحِب کہے تو کیا حَرَج ہے؟

ہاں اگر لوگ آپ کو "صُوفی" کہتے ہیں تو اِس میں آپ پر کوئی اِلزام نہیں۔ پھر لوگوں کے تعریفی اَلقاب و کلمات پر بھی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی بے نیازی سے لرزتے رہیئے کہ کہیں شیطان رِیاکاری میں نہ مُبتَلا کر دے اور لوگ تو ہر کسی کو "حاجی صاحِب"، "صُوفی صاحِب"، "حضرت صاحِب"، وغیرہ کہتے ہی رہتے ہیں۔ پھر "صُوفی صاحِب"، اور "حضرت صاحِب"، کی بسا اَوقات وہ گت بناتے ہیں کہ پناہِ خُدا (عَزَّوَجَلَّ)! بہرحال اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں "اپنے مُنہ میاں مِٹّھو" بننے سے بچائے۔ اور ہم سب کو صُوفیٔ باصَفا بنائے۔ بے جا نُمُود و نُمائِش سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

جو خُوش قِسمت حقیقت میں صُوفی ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو کس قَدَر دُنیا کی نِگاہوں سے چُھپاتے ہیں۔ اُس کی ایک ایمان اَفروز حِکایت "قُوتُ الْقُلُوب" سے پیش کی جاتی ہے۔ "قُوتُ الْقُلُوب" تَصَوُّف کی اَوَّلین کُتُب میں سے ہے۔ اِس کے مُصَنِّف حضرتِ سَیِّدُنا شیخ اَبُوطالِب مُحمّد حارِثیُّ الْمَکّی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) چوتھی صَدی کے زبردست صُوفی بُزُرگ گزرے ہیں۔ آپ کے تقوے کا یہ حال تھا کہ حرام و شُبہ کے کھانے سے بچنے کے لئے ایک طویل مُدّت تک خُودرو (خود بخود اُگ جانے والی) مُباح گھاس کھاتے رہے جس کی وجہ سے آپ کی جِلد سبز

بزرگی تھی۔ آپ نے ایک بزرگ کا نہایت ہی ایمان افروز واقعہ نقل کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:-

عجیب حکایت

ایک بزرگ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بتاتے ہیں کہ مجھے حضرتِ خِضر (علیہ السلام) سے مُلاقات کا شوق تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اُن سے مُلاقات ہوجائے۔ تاکہ وہ مجھے کچھ علم کی بات سکھائیں جو میرے لئے ضروری ہو۔ فرمایا کہ میں نے حضرتِ خِضر (علیہ السلام) کو دیکھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ اِنہیں یہ درخواست کروں۔ چُنانچہ میں نے عَرض کی، اے ابوالعبّاس (علیہ السلام)! مجھے ایسی دُعا سِکھائیں کہ جب میں وہ دُعا کروں تو مخلوق کے دلوں سے اوجھل ہوجاؤں اور مخلوق میں میری کچھ بھی قدر و قیمت نہ ہو۔ مجھے کوئی آدمی بھی نیکی اور دیانت کے ساتھ نہ پہچانے۔ (یعنی گُمنامی کی حالت میں رہوں اور لوگ مجھے بطورِ نیک شخص اور بحیثیتِ بُزرگ نہ پہچانیں) میری درخواست پر حضرتِ خِضر (علیہ السلام) نے یہ دُعا بتائی:-

اَللّٰھُمَّ اَسْبِلْ عَلَیَّ کَثِیْفَ سِتْرِكَ	ترجمہ: اے اللہ! (عزوجل) مجھ پر اپنا پردہ
وَحُطَّ عَلَیَّ سُرَادِقَاتِ حُجُبِكَ	ڈال دے اور مجھ پر اپنے حجابات کے پردے
وَاجْعَلْنِیْ فِیْ مَکْنُوْنِ غَیْبِكَ	نازل کردے اور مجھے چُھپادے اور اپنی مخلوق
وَاحْجُبْنِیْ فِیْ قُلُوْبِ خَلِیْقَتِكَ	کے دلوں میں مجھے بُھلا دے۔

یہ دُعا بتانے کے بعد سیّدنا خِضر (علیہ السلام) تشریف لے گئے اور پھر میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔ اس مُلاقات کے بعد دُوبارہ اُن سے مُلاقات کی خواہش بھی پیدا نہیں ہوئی۔ میں روزانہ یہ دُعا کرتا ہوں۔

اِمام قُشیری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ آخر کار اُن بُزرگ کی گُمنامی میں یہ

حالت ہوگئی کہ ذِمّی[1] لوگ بھی اُن سے مذاق کرتے۔ راہ چلتے [illegible] چیزیں پھینکتے۔ بچے اُن کے گرد جمع ہوجاتے۔ اِس میں اُنہیں راحت ملتی اور اُنہیں قلبی استقامت حاصل ہوتی ہے

میں عشق میں یوں گُم ہوجاؤں ہرگز نہ پتا پاؤں!
دیوانہ زمانہ کہہ کر پتھر مجھ پہ برسائے سب!

اپنے مُنہ سے اپنے آپ کو حاجی کہنا!

پیارے اسلامی بھائیو! اسی طرح ہمارے بے شمار بھولے بھالے حج ادا کرنے کے بعد اپنے آپ کو حاجی کہتے لکھتے ہیں، یہ بھی مناسب نہیں کہ اس سے اپنی عبادت کا اعلان ہے اور عجیب سا لگتا ہے۔ اس کو اس مثال سے سمجھیں کہ

عقلمند را اشارہ کافی است

ٹرین چھک چھک کرتی ہوئی اپنی منزل کی طرف جارہی تھی، دو شخص قریب بیٹھے ہوئے تھے، ایک نے سلسلۂ گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے پوچھا، جناب کا اسمِ شریف؟ جواب ملا، حاجی شفیق۔ اور آپ کا مبارک نام؟ اب دوسرے نے سوال کیا۔ پہلے نے جواب دیا "نمازی رفیق" حاجی صاحب کو بڑی حیرت ہوئی پوچھ ڈالا: آپ کا نمازی رفیق، یہ تو بڑا عجیب سا نام لگتا ہے۔ نمازی صاحب نے پوچھا، بتائیے آپ نے کتنی بار حج کا شرف حاصل کیا ہے؟ حاجی صاحب نے کہا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! پچھلے سال ہی تو حج پر گیا تھا۔ نمازی صاحب کہنے لگے۔ حاجی صاحب! آپ نے زندگی میں صرف ایک بار

---

[1] اسلامی مُلک میں جو کُفّار حاکمِ اسلام کو جِزیہ ادا کرتے ہیں وہ ذِمّی کہلاتے ہیں اور جو جِزیہ نہیں دیتے وہ حَرْبی کہلاتے ہیں۔ فی زمانہ پوری دُنیا میں جتنے بھی کافِر ہیں وہ سب کے سب حَرْبی ہیں۔ کیوں کہ بدقسمتی سے اب حاکمِ اسلام کہیں بھی نہیں۔

— سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہٗ

حج بیتُ اللہ شریف کی سعادت حاصل کی تو بہ بانگِ دُہل اپنے آپ کو "حاجی"، کہنے کہلوانے لگے۔ اور یوں اپنے حج کا سرِعام اِعلان فرماتے ہیں اور بندہ تو بلاناغہ روزانہ پانچ وقت پابندی کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے تو پھر اپنے آپ کو اگر "نمازی" کہلوائے تو اِس میں تعجّب کی کونسی بات ہے؟

سمجھ گئے نا؟ بلکہ آج کل تو نُمود و نمائش کی اِنتہا ہو گئی۔ عجیب تماشہ ہے، حاجی صاحِب جب حج کو آتے جاتے ہیں تو پُوری عمارت کو برقی قمقموں سے سجایا جاتا ہے بلکہ توبہ توبہ کہیں کہیں تو دیکھا گیا ہے کہ ریکارڈنگ بھی کی جاتی ہے، خُوب تصاویر اُتاری جاتی ہیں۔ آخر یہ کیا ہے؟ کیا بھاگے ہوئے مُجرِم کا اپنے آقا صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اِس طرح دُھوم دھام سے جانا مُناسِب ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ بلکہ روتے ہوئے اور آہیں بھرتے ہوئے لرزتے کانپتے ہوئے جانا چاہیئے۔

آنسوؤں کی لڑی بن رہی ہو — اور آہوں سے پھٹتا ہو سینہ
وِردِ لب ہو "مدینہ مدینہ" — جب چلے سُوئے طَیبہ سفینہ

جب مدینے میں ہو اپنی آمد — جب میں دیکھوں تِرا سبز گنبد
ہچکیاں باندھ کر رو دوں بے حد — کاش! آجائے ایسا قرینہ

پیدل سفرِ حج!

حضرتِ مالک بن دِینار (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) حج کے لئے بصرہ سے پاپیادہ نکلے۔ کسی نے عرض کی، آپ سوار کیوں نہیں ہوتے؟ آپ نے فرمایا، "بھاگا ہوا غلام جب اپنے مولا کے دربار میں صُلح کے لئے حاضِر ہو تو کیا اُسے سوار ہو کر آنا چاہیئے؟ خُدا کی قسم! اگر میں مکّۂ مُعظّمہ انگاروں پر چلتا ہوا پہنچوں تو بھی کم ہے!" (تَنبِیہُ المُغتَرِّین)

لڑکھڑاتے ہوئے سفرِ حج!!

حضرتِ سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا) کو جب سفرِ حج پیش آیا تو عجیب حالت تھی منقول ہے کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہا) بصرہ سے لڑکھڑاتی ہوئی روانہ ہوئیں اور نہ جانے کتنی طویل مدّت کے بعد مکّۂ مکرّمہ پہنچیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! ٹھیک ہے ہم پیدل سفر نہیں کر سکتے۔ بحری جہاز بلکہ ہوائی جہاز ہی میں سفرِ حج کریں۔ مگر حالت ایسی ہونی چاہیئے کہ ندامت سے آنکھ نہ اُٹھ سکے اور گِریہ اِس قدر طاری رہے کہ لوگوں کے دِل ہِل جائیں۔ دُوسروں کے لئے سامانِ عبرت فراہم ہو۔

نہ کوئی عمل ہے سُنانے کے قابِل — نہ مُنہ ہے تمہارے دِکھانے کے قابِل
کرم نے رکھی لاج سجدوں کی مِرزا — یہ سَر تھا کہاں آستانے کے قابِل

ظاہِر ہے جب خوف و خشیّت کا عالَم طاری ہو گا تو اپنے آپ کو "حاجی" کہنے کہلوانے کی خواہِش ہی نہ رہے گی۔ اللہ (عزّوجلّ) کی بے نیازی کے سبب ہیبت طاری رہیگی، نہ جانے میں حج کے مناسِک اُس کے شایانِ شان ادا کر سکوں گا یا نہیں؟ اور کیا یہ طے ہے کہ میرا حج قبول ہو چکا ہے اور کیا میں واقعی اللہ (عزّوجلّ) کی بارگاہ میں بھی "حاجی"، مقبُول ہو چکا ہوں؟ یقیناً حقیقی حاجی تو وُہی ہے جس کا حج اللہ (عزّوجلّ) کی بارگاہ میں قبول ہو چکا۔ ورنہ "اپنے مُنہ میاں مِٹھو" بننے سے حاصِل بھی کیا ہو گا؟ محترم اسلامی بھائیو! دِل پر چوٹ پر چوٹ تو پڑ رہی ہے۔ بات بھی بڑی عجیب سی معلُوم ہو رہی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ حقیقت ہے جو آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

اللہ (عزّوجلّ) کرے دِل میں اُتر جائے مری بات!

امر بالمعروف و نہی عن المنکر ٣٣٦

امامِ اہلِ سُنّت مولینا شاہ احمد رضا خان (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن) کے والدِ مہربان
رئیسُ المتکلّمین حضرتِ مولینا نقی علی خان (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان) نے اِس ضمن میں دو
عبرت انگیز حکایات نَقل کی ہیں۔ انہیں پڑھئے اور عبرت سے سر دُھنیئے! چُنانچہ

حج کے عوض نمک خریدنے والا نادان حاجی

(١) ایک غلام
دآقا حج کرکے

پلٹے۔ راہ میں نمک نہ رہا۔ نہ خرچ تھا کہ مول لیتے۔ ایک منزل پر آقا نے کہا، بقال
سے تھوڑا سا نمک یہ کہہ کر لے آ کہ "ہم حج سے آتے ہیں" وہ گیا۔ اور کہا، میں حج سے
آتا ہوں، قدرے نمک دے۔ لے آیا۔ دوسری منزل میں آقا نے پھر بھیجا۔ اِس
بار یوں کہا، میرا آقا حج سے آتا ہے۔ تھوڑا نمک دے۔ لے آیا۔ تیسری منزل پر آقا
نے پھر بھیجنا چاہا۔ غُلام نے کہ حقیقتاً آقا بننے کے قابل تھا، جواب دیا، پرسوں نمک
کے چند دانوں پر اپنا حج بیچا۔ کل آپ کا بیچا۔ آج کس کا بیچ کر لاؤں۔؟

(اَحسنُ الوِعاء لِآدابِ الدُّعاء)

محترم اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ غُلام کتنا دانا تھا۔ اُس نے اپنے
آقا کو اور آج اور کل کے ہر "حاجی صاحب" کو کتنی زبردست عبرت انگیز بات
بتائی۔ اور کیا خوب کہا، "اپنے حج کا اِعلان کر کے نمک حاصِل کرنے سے حج ہی
برباد ہو گئے۔ اب کس کا حج بیچ کر نمک لایا جائے"! اَللّٰہُ اکبر! یہاں ہم سب کو
غور کرنا چاہیئے کہ نہ جانے دن میں کتنی بار ہم اپنی نیکیوں کی داستانیں لوگوں کو سنا
تے ہیں۔ مثلاً "میں نے تو اتنے حج کئے ہیں"!، "ہر مہینے اِتنے روزے رکھتا
ہوں"!، "اتنے قرآن ختم کرتا ہوں"!، "میں جُھوٹ تھوڑی بولوں گا میں تو "حاجی"
ہوں"!، "میں غلط بات نہیں کر رہا میں تو جناب "حافظِ قُرآن" ہوں"!، "میں یہ ہوں

امر بالمعروف و نہی عن المنکر ٣٣٧

میں وہ ہوں"!۔ "میں یُوں کرتا ہوں، میں اُوں کرتا ہوں"! اِس طرح کہہ کہہ کر افسوس
کہ ہم لوگ اپنی ساری عِبادت پر اکثر پانی پھیر ڈالتے ہیں اور ہمیں کانوں کان خبر تک
نہیں ہوتی۔ یہ سب شیطان کے کارنامے ہیں۔ آہ! علم اُٹھتا جا رہا ہے۔ جہالت
ڈیرہ ڈال کر پڑی ہے۔ صحیح بات سُننے، سمجھنے کے لئے کوئی تیار نہیں۔ آہ!

سرورِ دیں لیجے اپنے ناتوانوں کی خبر (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)
نفس و شیطان سیدا کب تک دباتے جائیں گے

صِرف سُنا کر تُو نے دو حج ضائع کر دیئے؟

(٢) حضرتِ اِمام سُفیان ثَوری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ)
ایک شخص کے یہاں دعوت میں تشریف لے
گئے۔ میزبان نے خادِم سے کہا، "اُن برتنوں میں
کھانا کھلاؤ، جو میں دوبارہ حج میں لایا ہوں"۔ حضرتِ سُفیان ثوری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی
عَلَیْہ) نے فرمایا، "مسکین! تُو نے ایک کلمہ (جُملہ کے بدلے) میں اپنے دو حج ضائع کر دیئے"!
(جب مُجرّد اتنا) اِظہار پر یہ حال ہے! تو اُسے ذریعۂ دُنیا طلبی بنانا کس درجہ بدتر
ہوگا؟) وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی (اَحسنُ الوِعاء لِآدابِ الدُّعاء)

صِرف اپنے دو حج کا بے موقع اِظہار کرنے پر امام ثَوری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) جیسے
جلیلُ القدر محدّث کا یہ فرمانا، "مسکین! تُو نے ایک جُملے میں اپنے دو حج ضائع
کر دیئے"! کس قدر عبرت انگیز ہے! تو ہم بے چاروں کا کیا بنے گا کہ ہم تو اپنے حج
کا بورڈ چڑھا دیتے ہیں اور اپنے کو "حاجی، حاجی" کہتے، لکھتے نہیں تھکتے۔

پیارے اِسلامی بھائیو! پیارے حاجیو! قاریو! حافظو اور مُحترم صُوفیو!
برائے کرم بلاضرورت اپنے آپ کو حافظ جی، صُوفی وغیرہ کہنا ترک فرمائیں۔ ہاں اگر
لوگ آپ کے اِس وَصف سے مُطّلع ہیں اور وہ اپنی طرف سے آپ کو اِن القاب
سے اور جن جن القاب سے (مثلاً حاجی صاحب، صُوفی صاحب، حافظ صاحب

وغیرہ سے) نوازتے رہتے ہیں۔ تو اس میں آپ کا کوئی جُرم نہیں۔ البتہ ایسے موقع پر بھی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی پناہ مانگتے رہنا چاہیئے۔ کہ کہیں شیطان وَرغلا نہ دے اور لوگوں کا تعریف سے یاد کرنا ہمیں رِیاکاری اور تکبُّر میں مُبتلا نہ کر دے۔

حضرتِ اَنَس (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے رِوایت ہے کہ میٹھے مُصطَفٰے مُحمّد رَسُولُ اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، آدمی کی بُرائی کے لئے یہ کافی ہے کہ دِین و دُنیا میں اُس کی طرف اُنگلیوں سے اِشارہ کیا جائے۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔ (یعنی جسے لوگ اچھا سمجھتے ہوں اُس کو رِیا و عُجب سے بچنا بُہت مُشکل ہوتا ہے مگر خُدا کی خاص مہربانی جس پر ہو وہی بچتا ہے) (بیہقی)

اگر ہماری نیّت رِیا کی نہ ہو اور کسی پر ہماری عِبادت ظاہِر ہو گئی اور یہ بات دِل کو خوشگوار معلُوم ہوئی اِس میں کوئی حرَج نہیں۔ چُنانچِہ

حضرتِ ابُوہُریرہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں کہ میں نے عَرض کی، یارسولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں تھا۔ ایک شخص آگیا، یہ بات مجھے پسند آئی کہ اُس نے مجھے اِس حال میں دیکھا (یہ رِیا تو نہ ہُوا؟) اِرشاد فرمایا، ابُوہُریرہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ)! تمہارے لئے دو[2] ثواب ہیں۔ پوشیدہ عِبادت کرنے کا اور اِعلانیہ کا بھی۔ (یہ اِس صُورت میں ہے کہ عِبادت اِس لئے نہیں کی کہ لوگوں پر ظاہِر ہو اور لوگ عابِد سمجھیں۔ عِبادت خالِصاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ عِبادت کے بعد لوگوں پر ظاہِر ہو گئی اور طَبعاً یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دُوسرے نے اچھی حالت پر پایا۔ اِس طَبعی مَسرَّت سے رِیا نہیں) (تِرمِذی)

نیکیوں کا اِظہار کرنے کی جائز صُورتیں

اگر کوئی پیشوا ہے یا باعمل پیر ہے اور لوگ بھی اُس سے محبت

کرتے ہیں۔ ایسا شخص اپنا عَمَل اِس غَرَض سے دُوسروں کے سامنے ظاہِر کرے کہ جو لوگ ماتحت ہیں۔ اُن کو بھی عَمَل کی تَرغیب ملے گی یا تَحدیثِ نِعمت (اِظہارِ نِعمت) کے لئے یا کسی بھی صحیح مَقصَد کے لئے شَرعی اِجازت سے اپنا عَمَل ظاہِر کرے تو اِس طرح حُسنِ نیّت کی وجہ سے نیک عَمَل کو ظاہِر کرنے والے کو رِیاکار نہیں کہا جائے گا۔ جیسا کہ "مُسلِم شریف" میں ہے کہ حضرتِ سَیِّدُنا عبدُاللہ ابنِ عُمَر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما) نے اپنے خادِم کو قُربانی کے اَیّام میں اپنا قُربانی کا جانور دے کر فرمایا، "جاؤ، مدینے کی گلیوں میں اِعلان کر دو کہ یہ عبدُاللہ بِن عُمَر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما) کا اُضحِیَہ (قُربانی کا جانور) ہے۔"

ظاہِر ہے اِس سے مَقصَد یہ تھا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ "قُربانی کے دِن آگئے ہیں اور قُربانی واجِب ہے۔"

"اَلْمَلْفُوظ" میں اِمامِ اَہلِسُنّت اَعلیٰحضرت اِمام اَحمد رضا خان (عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن) کا یہ مَلفُوظ (یعنی اِرشادِ مُبارک) نَقل کیا گیا ہے:۔

"میں ہمیشہ سے روزِ عید ایک اَعلیٰ دَرَجے کا بَیش قیمت مینڈھا اپنے سرکارِ عالَم مَدار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف سے کیا کرتا ہوں اور روزِ وِصالِ حضرتِ والِدِ ماجِد قُدِّسَ سِرُّہٗ سے ایک مینڈھا اُن کی طرف سے اور اب اِس سُنّتِ کریمہ کے اِتِّباع سے یہ نیّت کر لی ہے۔ کہ اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ تا بَقائے زِندگی اپنے اُن اَہلُسنّت بھائیوں کی طرف سے کیا کروں گا، جنہوں نے قُربانی نہ کی خواہ گُزر گئے ہوں یا موجود ہوں یا آئندہ آئیں۔"

ظاہِر ہے اِس سے یہ ہی مُراد ہے کہ مُریدِین و مُعتَقِدِین کو بھی سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف سے اور اپنے فوت شُدہ عزیزوں اور سرکارِ مدینہ

(صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) کے تاقیامت آنے والے غُلاموں کی طرف سے قُربانی کرنے
کی ترغیب ملے۔ اگر حیثیّت ہو تو ایسا کرنا بھی چاہیے کہ ہمارے پیارے آقا (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ
وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) نے بھی تو ہم گُنہگاروں کی طرف سے قُربانی کی ہے۔ یہ یاد رہے کہ ہم ہمارے
پیارے سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) کے شایانِ شان قُربانی پیش کر ہی نہیں سکتے
تاہم ہوسکے تو نہایت ہی فَربہ اور بیش قیمت جانور قُربان کیا جائے بلکہ حیثیّت ہو تو بازار
میں سب سے جو بہترین جانور ہو وُہی خرید کر پیارے سرکار، رحمتِ عالمیان (صَلَّی اللہُ
تعالٰی عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) کے نام پر قُربان کر دیا جائے۔ پھر بھی ،،حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا''

؎ کیا نذر کروں آقا (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) کیا چیز ہماری ہے! یہ دِل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے!

بہرحال تحدیثِ نعمت (یعنی اظہارِ نعمت) اور مُریدوں اور شاگردوں وغیرہ کو
ترغیب دِلانے کے لئے حُسنِ نیت کے ساتھ عَمَل کا اِظہار کرنا جائز ہے۔

کوئی سُوال کرے تو جُھوٹ نہ بولے

چُھپا کر کوئی عمل کر رہے ہیں اور
کوئی اُسی عَمَل کے بارے میں
سُوال کر بیٹھے تو پھر جُھوٹ بھی نہ بولیں کہ جھوٹ بولنا تو گُناہِ کبیرہ ہے۔ مَثَلاً کسی
دعوت میں آپ نے ثواب سمجھ کر کھانا کم کھایا۔ میزبان نے اِصرار کیا تو اگر آپ اِس
طرح جواب دیں کہ میں نے تو خوب ڈَٹ کر کھالیا ہے، بھُوک باقی ہی نہیں۔ یہ جُھوٹ
ہوا۔ کیوں کہ آپ نے تو بھُوک سے کم کھایا ہے، اور بھُوک تو ابھی باقی ہے۔ اگر میزبان
کے کہنے پر مزید کھانا کھا لیتے تو کوئی مُضائقہ بھی نہیں تھا۔ لیکن ''تقویٰ'' کرنے گئے تو
جُھوٹ بولنے کا کبیرہ گناہ سرزد ہوگیا۔ یہ سب جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر علم
ہوتا تو ایسا کیوں ہوتا؟ اِسی طرح دیکھا جاتا ہے کہ بعض ''مُتّقی حضرات'' اپنے زُعمِ
فاسد میں ''تقویٰ'' نبھانے کے لئے کئی بار گُناہ کر بیٹھتے ہیں۔ مَطلب یہ کہ جہالت

کے سبب ان بے چاروں کو اَصل تقویٰ کی تعریف ہی معلوم نہیں ہوتی۔

کوئی روزے کے بارے میں پُوچھے...

روزہ دار سے کسی نے پُوچھا، کیا
تمہارا روزہ ہے؟ اُسے کہہ دینا
چاہیئے کہ ہاں ہے۔ یہ نہ کہے کہ ''دیکھتا ہوں، کیا ہوتا ہے''۔ یعنی ایسے اَلفاظ نہ کہے جن سے
معلوم ہوتا ہو کہ یہ اپنے روزے کو چُھپاتا ہے، کہ یہ بے وُقُوفی کی بات ہے، مگر اِس طرح
کہ جس سے اِظہار ہو جاتا ہے۔ یہ مُنافِقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ ایسا
تأثُّر دینا چاہتا ہے کہ گویا اپنے عمل کو چُھپاتا ہے۔ (دُرِّ مُختار، رَدُّ المُحتار)
مَطلَب یہ کہ صاف صاف ہاں کہہ دے۔ کیوں کہ ٹال مٹول کرے گا تو پُوچھنے
والے کو پتہ تو لگ ہی جائے گا کہ چُونکہ یہ صاف اِنکار نہیں کرتا اِس لئے یہ روزہ دار ہی
ہے۔ اپنے عَمَل کو اِس طرح چُھپانا کہ لوگوں کو پتہ تو لگ ہی جائے گا مگر پھر تأثُّر یہ قائم
ہوتا ہے کہ ''یہ بے چارہ اپنے عَمَل کو چُھپانا چاہتا ہے''۔ یہ مُنافقت ہے۔

دِکھاوے کے طور پر عمل کرنا حرام ہے!

پیارے اِسلامی بھائیو!
بہرحال عِبادت کوئی بھی ہو،
اُس میں اِخلاص نہایت ہی ضَروری چیز ہے۔ یعنی مَحض رِضائے اِلٰہی کے لئے عَمل
کرنا چاہیئے۔ ''دِکھاوے کے طور پر عَمل کرنا بِالاِجماع حرام ہے''۔ (رَدُّ المُحتار)
اللہ (عَزَّوَجَلَّ) شَکل و صُورت اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو ہمارے
دِلوں کو دیکھتا ہے، چُنانچہ

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) مال و جمال نہیں دیکھتا

حضرتِ سیِّدُنا ابُوہُریرہ (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہ)
سے مَروی ہے کہ میٹھے مُصطَفٰے مُحمّد
رَسُولُ اللہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا، کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) تمہاری

صورتوں اور تمہارے اَموال کی طرف نظر نہیں فرماتا وہ تو تمہارے دِل اور تمہارے اَعمال کی طرف نظر کرتا ہے۔ (مسلم)

شُہرت کے خواہش مند اور اِشتہارات میں نام چھپوانے کے آرزو مند اور اَخبارات میں بیان و تصاویر چھپوانے کے شائقین درجِ ذَیل لرزہ خیز حکایت بار بار پڑھیں اور خوفِ خُدا سے لرزیں۔

گُمنام نیک بندوں کی فضیلت

ایک روز حضرتِ سیِّدُنا عُمر فاروق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) مسجدِ نبوی (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) میں تشریف لے گئے۔ حضرتِ سیِّدُنا مُعاذ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کو نبیِ پاک صاحبِ لولاک (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے روضۂ انور کے قریب روتا ہوا پایا۔ حضرتِ سیِّدُنا عُمر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے فرمایا، کیوں روتے ہو؟ حضرتِ سیِّدُنا مُعاذ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے جواب دیا، ایک بات میں نے رسولُ اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) سے سُنی تھی، وہ مجھے رُلاتی ہے۔ میں نے اپنے میٹھے آقا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو یہ فرماتے سُنا کہ تھوڑا سا رِیا بھی شِرک ہے اور جو شخص اللہ (عزّوجلّ) کے وَلی سے دُشمنی کرے وہ اللہ (عزّوجلّ) سے لڑائی کرتا ہے، اللہ تعالٰی نیکوں پرہیز گاروں چھپے ہوؤں کو دوست رکھتا ہے کہ غائب ہوں تو ڈھونڈے نہ جائیں، حاضر ہوں تو بُلائے نہ جائیں اور اُن کو نزدیک نہ کیا جائے۔ اُن کے دِل ہدایت کے چراغ ہیں۔ ہر غُبار آلود تاریکی سے نِکل جاتے ہیں یعنی مُشکلات اور بلاؤں سے الگ ہوتے ہیں۔ (ابنِ ماجہ)

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ اللہ (عزّوجلّ) کے یہاں مقبولیت کا ہرگز یہ مِعیار نہیں ہے کہ دُنیا میں خوب شُہرت حاصِل ہوجائے۔ ہر طرف "واہ واہ"

ہو رہی ہو۔ خُوب اِشتہارات میں نام اور اَخبارات میں بیان چھپتے ہوں۔ مُلاقاتیوں کا تانتا بندھا ہُوا ہو۔ بلکہ اللہ (عزّوجلّ) کی بارگاہ میں تو مُخلِص بندے ہی مقبول ہوتے ہیں۔ اگرچہ اُن کو کوئی اپنے پاس کھڑا بھی نہ ہونے دیتا ہو۔ گُم ہوجائیں تو کوئی ڈھونڈنے والا تک نہ ہو۔ مرجائیں تو اُن پر کوئی رونے والا بھی نہ ہو۔ اگر کبھی محفل میں آپہنچیں تو بھاؤ پُوچھنے والا بھی کوئی نہ ہو۔ جیسا کہ

گُدڑی کا لعل

حضرتِ خواجہ حسن بصری (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے فرمایا کہ ایک سائل جو بظاہر بھیک مانگنے والا فقیر مگر درحقیقت خُدا رسیدہ بُزُرگ تھا، مسجد میں آیا۔ اور لوگوں سے روٹی کے ایک ٹکڑے کا سُوال کیا، مگر کسی نے بھی اُس کو روٹی کا ایک ٹکڑا نہیں دیا اور وہ غریب بھوک سے تڑپ تڑپ کر مرگیا۔ جب مُؤَذِّن نے مسجد میں اُس کو مُردہ پایا۔ تو لوگوں کو اُس کی خبر دی۔ فقیر کی موت کا حال سُن کر لوگ جمع ہوئے۔ اور آپس میں چندہ کر کے اُس کے کفن دفن کا اِنتِظام کیا۔ تدفین کے بعد جب مُؤَذِّن مسجد میں گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ جو کفن اُس فقیر کو دیا گیا تھا وہ مسجد کی محراب میں پڑا ہوا ہے اور اُس کفن پر یہ عبارت تحریر کی ہوئی ہے،

"تم لوگوں کا دِیا ہوا کفن تمہارے پاس واپس لوٹایا جارہا ہے۔ کیوں کہ تم لوگ بدترین قوم ہو۔ تم سے ہمارے وَلی نے روٹی کا ایک ٹکڑا مانگا تھا۔ مگر تم لوگوں نے نہیں دیا۔ یہاں تک کہ وہ بُھوکا مرگیا۔ ہم اپنے دوستوں کو اپنے غیر کے سُپرد ہی نہیں کیا کرتے۔" رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (مستطرف)

؎ غُبار آلُود ہیں لیکن حقارت سے نہ دیکھ اِن کو
کہ اِن کی ٹھوکروں سے سلطنت بنتی بگڑتی ہے

اِسی طرح ایک دُوسرے گدڑی کے لَعل کی حِکایت پڑھیئے اور جھُومئے۔

گُستاخ کا عبرتناک انجام!

بارِش تھم چکی تھی، موسَم ٹھنڈا ہوچکا تھا، خُنک ہوا کے جھونکے چل رہے تھے۔ پھٹے پُرانے لِباس میں مَلبُوس ایک دِیوانہ ٹُوٹا ہوا جُوتا پہنے بازار سے گُزر رہا تھا۔ ایک حَلوائی کی دُوکان کے قریب سے جب گُزرا تو اُس حَلوائی نے بڑی عقیدت سے دُودھ کا ایک گرم گرم پیالہ پیش کیا۔ اُس نے بیٹھ کر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتے ہوئے تین۳ سانس میں پی لیا، اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہتا ہوا آگے چل پڑا۔ ایک طوائف اپنے ایک یار کے ساتھ اپنے مکان کے باہَر بیٹھی تھی۔ بارِش ہونے کی وجہ سے گلیوں میں کیچڑ ہوگیا تھا۔ بے خَیالی میں اُس دِیوانے کا پاؤں کیچڑ میں پڑ گیا جس سے کیچڑ اُڑ کر طوائف کے کپڑوں پر پڑا۔ اُس کے یارِ بَد اَطْوار کو غُصّہ آیا۔ اُس نے دِیوانے کو تھپّڑ رَسید کردیا۔ دِیوانے نے مار کھا کر اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا، "یا اللّٰہ! (عَزَّوَجَلَّ) تُو بھی بڑا بے نیاز ہے، کہیں دُودھ پلاتا ہے تو کہیں تھپّڑ نَصیب ہوتا ہے۔ اچھّا! ہم تو تیری رِضا پر راضی ہیں۔" یہ کہہ کر دِیوانہ آگے چل پڑا......... کچھ ہی دیر بعد طوائف کا یار مکان کے اُوپر چڑھا، اُس کا پاؤں پھسلا، سر کے بل زمین پر گرا اور مر گیا۔

پھر جب دُوبارہ اُس دِیوانے کا اُسی مَقام سے گُزر ہوا، کسی شَخْص نے دیوانے سے پُوچھا، کہ آپ نے اُس شخص کو بد دُعا دی کہ وہ گر کر مر گیا۔ اے دِیوانے! کیا آپ نہیں جانتے کہ ہم اُس رَحْمتِ عالَمیان (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اُمّت میں ہیں، جنہیں لوگ پتّھر مارتے اور آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) جواب میں دُعائیں دیتے۔

دِیوانے نے کہا، "مجھ سے قَسم لے لیجئے میں نے بد دُعا نہیں دی۔" اُس شخص نے کہا، پھر وہ شَخْص گِر کر کیوں مرا؟ دِیوانے نے جواب دیا، "بات یہ ہے کہ انجانے میں میرے پاؤں سے طوائف کے کپڑوں پر کیچڑ پڑا تو اُس کے یار کو ناگوار گزرا، اور اُس نے مجھے تھپّڑ رَسید کیا۔ جب اُس نے مجھے تھپّڑ مارا تو میرے پروردگار (جَلَّ جَلَالُہٗ) کو ناگوار گزرا اور اُس نے مکان سے نیچے پھینک دیا۔"

خبردار! دیوانوں کے دِل نہ دُکھاؤ!

پیارے اِسلامی بھائیو! یہ دُونوں حکایات نہایت ہی رِقّت انگیز اور عبرت خیز ہیں۔ ایسے بہُت سے گُدڑی میں چُھپے ہوئے لَعل ہیں جو بظاہِر مَیلے کُچیلے اور حقیر نظر آتے ہیں۔ مگر وہ بارگاہِ اِلٰہی (عَزَّوَجَلَّ) میں مَحبُوبیّت کی ایسی بلند ترین مَنزِل پر فائز ہوتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ اُن کو اپنے قُربِ خاص کی عِزّت وعَظَمت کا تاجدار بنا دیتا ہے اور اُن کا سینہ عشقِ حبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا مدینہ بنا کر انہیں ایسا مَخزَنِ اَنوار بنا دیتا ہے کہ اُن کی نِگاہ سے بے قیمت ذَرّے رَشکِ آفتاب وغیرتِ ماہتاب بَن جاتے ہیں۔ اِس لئے اُن بظاہِر فَرسُودہ حال فُقَراء کو ہرگز ہرگز کبھی حقارت کی نظروں سے نہیں دیکھنا چاہئیے۔ بلکہ ہوسکے تو ان کی کوئی خِدمَت کردیں ورنہ کم سے کم اِتنا خَیال رکھیں کہ اُن لوگوں کی کوئی دل آزاری نہ ہونے پائے۔

> چاہیں تو اِشاروں سے اپنے کایا ہی پَلَٹ دیں دُنیا کی
> یہ شان ہے خِدمَت گاروں کی سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا عالَم کیا ہوگا!

اپنی اَنا کو فنا کردو!

پیارے اِسلامی بھائیو! اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کرے ہم سراپا اِخلاص بَن جائیں جس طرح ہمارے بُزرگانِ دین زَیورِ اِخلاص سے مُزَیَّن ہوا کرتے تھے۔ ہماری عِبادات بھی اِس زَیور سے آراستہ

ہوجائے۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کرے ہمارے دِلوں سے "مَیں"، کی مُصیبت و اَنانیت کی آفت ٹل جائے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کرے ہم حضرتِ یحییٰ بن مُعاذ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے اِس قول مُبارَک پر عمل پیرا ہوجائیں۔ جیسا کہ "اَخلاقُ الصّالحین" میں حضرتِ فقیہِ اعظم ابویوسف محمد شریف صاحب کوٹلوی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں کہ

حضرتِ سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) سے سُوال ہوا کہ اِنسان کب مُخلِص ہوتا ہے؟ فرمایا "جب شِیرخوار بچّہ کی طرح اُس کی عادت ہو۔ شِیرخوار بچّہ کی کوئی تعریف کرے تو اُسے اچھی نہیں لگتی اور مَذمّت کرے تو اسے بُری نہیں معلوم ہوتی۔ جس طرح وہ اپنی تعریف و مَذمّت سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ اِسی طرح اِنسان جب تعریف و مَذمّت کی پرواہ نہ کرے تو مُخلِص کہا جاسکتا ہے۔" (اَخلاقُ الصّالحین)

پیارے اِسلامی بھائیو! اور جو عاجِزی کرتا ہے وہی کامیاب ہے۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے وہ تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔ اِس ضِمن میں ایک اِسرائیلی عابِد کی عِبرتناک حِکایت پیش کی جاتی ہے۔

گُنہگار کے سر پر بادَل کا سایہ

بنی اِسرائیل میں ایک شَخص اپنے زمانے کا سب سے بڑا عابِد (یعنی عِبادت گُزار شَخص) تھا۔ اور ایک دُوسرا شَخص اپنے وَقت کا بَدتَرین فاسِق (یعنی سَخت گُنہگار) تھا ایک دن "فاسِق" نے دیکھا کہ وہ "عابِد" دُھوپ میں بیٹھا ہوا ہے اور بادَل کے ایک ٹکڑے نے اُس کے سر پر سایہ کر رکھا ہے۔ "فاسِق" کے دِل میں خَیال آیا کہ کیوں نہ میں بھی اِس "عابِد" کے ساتھ بادَل کے سائے میں بیٹھ جاؤں۔ کیا عَجَب کہ اِسی نیک بندہ کی بَرَکت سے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) مجھ گُنہگار کی بَخشِش فرمادے۔ چُنانچہ وہ گیا۔ اور اُس کے ساتھ

بیٹھ گیا۔ عابِد کو اُس کا پاس بیٹھنا ناگوار گزرا اور اُس کی زبان سے یہ مُتکبِّرانہ جُملہ نِکلا، "یہ رُسوائے زمانہ اور بدکار شَخص میرے ساتھ کہاں آبیٹھا!" یہ کہہ کر اُس عابِد نے اُسے اپنے پاس سے اُٹھادیا۔ وہ اُٹھ کر وہاں سے چل دیا، لیکن بادَل کا ٹکڑا بھی اُس کے ساتھ رُخصت ہوگیا۔ اور اُسی فاسِق کے سر پر سایہ فگن رہا۔ اُس وَقت کے نبی (عَلَیْہِ السَّلَام) پر وحی آئی۔

"اُن دُونوں سے فرمادو کہ اپنے اپنے اَعمال کا از سَرِ نَو آغاز کریں۔ کیونکہ فاسِق نے جو کچھ کیا ہم نے اُسے اُس کے اِیمان کی نیکی قرار دیتے ہوئے اُس کو بَخش دیا ہے (یعنی پچھلے گُناہوں کی مُعافی دے دی ہے) اور اُس عابِد کی عِبادت اُس کے تکبُّر کی وجہ سے اُس سے چِھین لی ہے۔" (کیمیائے سَعادت)

اپنے آپ کو دُوسروں سے حَقیر جانو!

پیارے اِسلامی بھائیو! تکبُّر کے سَبَب بڑے سے بڑے عِبادَت گُزاروں کی عِبادتیں اور رِیاضتیں پامال ہوجایا کرتی ہیں۔ تو ہم جیسے نکمّے اور کاہِلوں کا کیا بنے گا؟ کہ اوّل تو کچھ کرتے نہیں اور اگر کچھ معمولی سا عمل کر بھی ڈالیں تو پُھولے نہیں سماتے اور دُوسروں کو کسی شُمار میں نہیں لاتے اور سمجھتے ہیں کہ ہم جیسا نیک اور پارسا تو گویا کوئی ہے ہی نہیں۔ ہمیں اُس اِسرائیلی "عابِد" کی حِکایت سے دَرس عِبرت حاصِل کرنا چاہیئے۔

صَحابۂ کِرام (رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن) ایک شَخص کی بہُت تعریف کررہے تھے۔ اِتّفاق سے عَین اُسی وَقت وہ خود بھی وہاں آپہنچا۔ صَحابۂ کِرام (رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِم اَجْمَعِیْن) نے عَرض کیا، یارسولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) یہی وہ شَخص ہے جس کی ہم ابھی ابھی تعریف کررہے تھے۔ سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "مجھے تو

اِس میں مُنافَقَت کی عَلامات دکھائی دے رہی ہیں! سب کو اِس اِرشاد پر بَہُت تَعَجُّب ہوا۔ سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے اِرشاد فرمایا، اے شخص! تجھے خدا کی قَسَم ہے تُو سچ سچ بتادے کہ کیا تیرے دِل میں یہ خَیال نہیں آیا کرتا کہ تُو اِس قَوم کا بہترین شخص ہے؟ اُس نے جواب دیا، "سچ تو یہ ہے کہ مجھے یہ خَیال آتا رہتا ہے"، (یعنی میں ہی اِس قَوم کا بہترین شخص ہوں)۔ حضرتِ اِمام غَزَالی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کیمیائے سَعادت میں اِس حَدیث کو نَقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں، ہمارے حُضُور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے نُورِ نُبُوَّت سے اُس کی باطِنی خَباثَت کو مُلاحَظہ فرمالیا تھا، اِس لئے اُس کو مُنافَقَت سے تَعبیر فرمایا۔ (جو بِالکل صحیح نِکلا)۔

اے ہمارے پیارے اللہ! (عزّوجلّ) خُصُوصاً ہمارے ہر مُبَلِّغ بھائی کو اور عُمُوماً تمام اِسلامی بھائیوں اور بہنوں کو اِخلاص کی دولت سے مالامال فرما اور ہمیں تکبُّر اور رِیاکاری کی تباہ کاری سے بچا۔ آمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)۔

اب اَمرِ بالمعروف کرنے کے آداب میں سے تیسرے "اَدَب" کا بَیان کیا جاتا ہے۔

۳ اَمرِ بالمعروف نرمی اور شفقت اور خُوش اَخلاقی کے ساتھ کریں

پیارے اِسلامی بھائیو! اَمرِ بالمعروف کرتے ہوئے نرمی اور شَفقَت اِختیار کرنی چاہیئے۔ پیار سے بڑے بڑے نَڈر آدمی بھی زیر ہوجاتے ہیں اور شِدّت کرنے اور جذباتی بننے سے بعض اَوقات کام بنتے بنتے بگڑ جاتا ہے۔

ہے فَلاح و کامرانی نرمی و آسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

برتن میں سُوراخ

یاد رکھو! کسی کو گرمی اور غُصّہ سے سمجھانے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے برتن میں پانی بھرنے سے پہلے

ہی اُس کے پیندے میں سُوراخ کردیا! لہٰذا نہایت ہی نرمی اور مَتانَت سے اَمرِ بِالمعروف کرنا چاہیئے چُنانچِہ قرآنِ مجید میں اللہ (عزّوجلّ) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (پ ۱۴ ع ۲۲)

ترجَمہ: اپنے رب (عزّوجلّ) کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیر اور اچّھی نصیحت سے اور اُن سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔ (کنزُ الاِیمان)

کائِنات کی کایا پلٹ گئی!

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ ہمارے پیارے پروردگار (عزّوجلّ) نے ہمیں اَحسن طریقے سے دُوسروں کو اَمرِ بالمعروف کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ہمارے پیارے آقا سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن اِمامُ الْمُرسَلِین (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے اَخلاقِ حَسَنہ اور اندازِ حُسنِ تبلیغ کو دیکھئے کہ آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے اپنے پروردگار (عزّوجلّ) کی عطا کردہ توفیقِ مَوعِظہ حَسَنہ سے وَحشت و بَربَریت سے لبریز خُونریز انسان بدتر از حیوان کو کس طرح اِنسانیت کے بُلند و بالا منصب پر فائز کردیا۔ ہمارے آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) بگڑے ہوؤں کی کس حُسنِ تدبیر سے تقدیر کو بدل لیتے تھے۔ اِس کی ایک حَسین جھلک مُلاحظہ ہو۔ چُنانچِہ

مجھے گُناہ کی اجازت دیجئے!

ایک نوجوان ہم غمزدوں کے دِل کے چین سرورِ کونَین (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی خِدمتِ بابَرکت میں حاضِر ہوا اور اُس نے عَرض کیا، یا رسولَ اللہ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) مجھے زِنا کی اجازَت دیجئے! یہ سُنتے ہی تمام صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) جلال میں آگئے اور اُسے مارنا چاہا تو حُضُورِ اکرم رَحمتِ عالَم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، "اِس کو مت مارو"۔ پھر اُس کو اپنے پاس بُلا کر بٹھایا، اور نہایت ہی نرمی کے

ساتھ فرمایا۔ اے نوجواں مرد! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟ اُس نے کہا، میں اِس کو کس طرح رَوا رکھ سکتا ہوں؟ تو حُضُور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا کہ پھر دُوسرے لوگ تیرے بارے میں اِس کو کس طرح رَوا رکھ سکتے ہیں۔ پھر آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے دریافت کیا، تیری بیٹی سے اگر ایسا کریں تو تُو اِس کو پسند کرے گا؟ کہا نہیں۔ آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، تیری بہن سے، اگر کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے یا پھر پھی خالہ سے۔ اِسی طرح آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ایک ایک رِشتہ کے بارے میں سُوال فرمایا، اور وہ کہتا رہا مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی رِضامند نہیں۔ تب حُضُورِ اکرم، رَحمتِ مُجسَّم (عَزَّوَجَلَّ) (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اُس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر بارگاہِ خداوندی میں عَرض کیا، "یا اِلٰہی! اِس کے دِل کو پاک فرما دے اور اِس کی شرمگاہ کو بچالے اور اِس کا گُناہ بَخش دے۔" اِس کے بعد وہ شخص تمام عُمر زِنا سے بیزار رہا۔ (کیمیائے سعادت)

؎ اِجابت کا سہرا عِنایت کا جوڑا دُلہن بن کے نکلی دُعائے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)
؎ اِجابت نے جُھک کر گلے سے لگایا بڑھی ناز سے جب دُعائے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

پیارے آقا (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے حُسنِ اَخلاق کا ایک اور ایمان اَفروز واقِعہ مُلاحظہ فرمائیے۔

اَذان کی بَرَکت سے ایمان نصیب ہو گیا!

۸ھ ہجری میں رَحمتِ عالَم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) غَزوۂ حُنَین سے فارِغ ہو کر واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ایک مَقام پر نَماز کا وَقت آگیا۔ حُضُور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اپنے مُؤَذِّن کو اَذان دینے کا حُکم دیا۔ اِتّفاق سے وہاں مکّۂ مُکرّمہ کے چند شوخ نوجوان بھی موجود تھے جو ابھی تک شَرفِ اِسلام سے بہرہ ور نہیں ہوئے

تھے۔ حالانکہ مکّۂ مکرّمہ فتح ہو چکا تھا اور وہاں اسلام کا نُور بھی پھیلتا جا رہا تھا۔ حُضُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مُؤَذِّن اذان دے چکے تو وہ سب نوجوان تَمَسخُر کے طور پر اذان کی نَقل اُتارنے لگے۔ اُن میں سے ایک نوجوان کی آواز بُہت بُلند اور دِلکش تھی۔ سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اُن سب نوجوانوں کو بُلا بھیجا اور اُن سے اِستِفسار فرمایا، تم میں سے کون ہے جو بُلند آواز سے اذان کی نَقل اُتار رہا تھا؟ سب نے اُس خُوش اِلحان نوجوان کی طرف اِشارہ کیا۔ حُضُور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اُس نوجوان کو حُکم دیا کہ میرے سامنے اذان دو۔ وہ نوجوان حُکم کی تعمیل میں کھڑا ہو گیا لیکن اذان سے پُوری واقِفیَّت نہ تھی اِس لئے سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِنہیں خود اذان بتانی شُروع کی، سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی زَبانِ حقّ تَرجُمان سے جو کلِمات سُنتے وُہی دُہرا دیتے۔ جُوں جُوں اَلفاظ دُہراتے جاتے تھے، سینے سے کُفر و شِرک کا زَنگ دُور ہوتا جاتا تھا۔ اذان خَتم ہوئی اور ساتھ ہی اُن کے دِل کی کَیفیَّت بھی تبدیل ہو گئی۔ اُسی وَقت سچّے دل سے کلِمۂ شَہادت پڑھنے لگے۔ رَحمتِ عالَم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اُنہیں ایک تھیلی مَرحمت فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی۔ پھر آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اپنا دَستِ بابرکت اُس نوجوان کے ماتھے، چہرے، سینے اور پیٹ پر ناف کی جگہ تک پھیرا اور تین۳ مرتبہ یہ دُعا دی:۔

بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ وَ بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ۔

ترجمہ: یعنی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) تیرے مُنہ میں بَرَکت دے اور تیرے اُوپر بھی بَرَکت نازِل فرمائے۔

یہ خوش بَخت نوجوان جن کو مدینے کے سُلطان رَحمتِ عالَمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین۳ مرتبہ بَرَکت کی دُعا دی حضرتِ سیِّدُنا ابُو مَحذُورہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) جُمَحی تھے۔

؎ نگاہِ نبی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

پیارے اِسلامی بھائیو! مُلاحَظہ فرمایا آپ نے؟ اذان کا مذاق اُڑانے والا ہمارے پیارے آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے اَخلاقِ کریمہ سے مُتأَثِّر ہوکر سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی غُلامی میں آگیا۔ اِس سے ہمیں یہ دَرس ملا کہ جب بھی کوئی اِس قِسم کا واقِعہ پیش آجائے تو بے جا سختی یا ہوجانے کے بجائے حُسنِ اَخلاق کا مُظاہَرہ کرنا چاہیے۔

حِکایت

حضرتِ شیخ صَلَت بِن اَشیم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اپنے شاگردوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن کے سامنے سے ایک شخص گزرا۔ اُس کا پاجامہ زمین پر گھسٹ رہا تھا (جیسا کہ مَغرُور لوگوں اور نادان فَیشن پَرستوں کا دستُور ہے کہ اُن کے پاجاموں یا شلواروں کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے ہوتے ہیں اور یہ خِلافِ سُنّت ہے)۔ شاگردوں نے چاہا کہ اُس پر سختی کریں لیکن اُنہوں نے اپنے شاگردوں کو جھڑکنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا، میں خود اُس کی اِصلاح کی تدبیر کرتا ہوں۔ پھر آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے اُس کو پکار کر کہا کہ بھائی! مجھے تم سے کچھ کام ہے! اُس نے کہا، کیا کام ہے؟ آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے اِنتہائی نرم لہجہ میں فرمایا، ”بھائی صاحِب! اپنا پاجامہ ذرا ٹخنوں سے اُونچا کرلو۔ کیوں کہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا سُنّت کے خِلاف ہے۔“ اُس نے عَرض کیا، بہُت بہتر حُضُور! یہ کہہ کر پاجامہ اُس نے ٹخنوں سے اُونچا کرلیا۔ اور شکریہ و سلام کے ساتھ رُخصت ہوا۔ اُس بُزُرگ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے اپنے شاگردوں سے فرمایا، ”دیکھا تم نے؟ اگر میں اُس سے سختی کا برتاؤ کرتا یا اُس کو ڈانٹ دیتا تو یہ ہرگز قبول نہ کرتا۔“ (کیمیائے سعادت)

ہمارے اَسلاف سُنّت کی خِلاف وَرزی برداشت نہیں کرتے تھے

پیارے اِسلامی بھائیو! واقعی نرمی ہی سے کسی کی اِصلاح کی جاسکتی ہے۔ گرمی

سے کام خراب ہوجانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اِس حِکایت سے یہ بھی دَرس ملا کہ پہلے کے لوگ سُنّت کے مُطابِق لِباس پہنتے نیز پاجامہ کو بھی ٹخنوں سے اُوپر پہنا کرتے تھے کہ یہ بھی سُنّت ہے اور اگر کسی کو اِس سُنّت کا تارِک پاتے تو اُنہیں سخت ناگوار گزرتا بلکہ یہاں تک کہ جلال آجاتا تھا اور پہلے کے بُزُرگ بھی اِن باتوں سے لوگوں کو سمجھاتے تھے۔ مگر آہ! آج کل یہ سُنّت تو بالکل ہی مَتروک ہوتی چلی جارہی ہے عوام تو عوام خَواص تک اِس سُنّت سے غفلت برتنے لگے ہیں تو اب کون کس کو سمجھائے؟

؎ رُوح میں سوز نہیں قلب میں اِحساس نہیں کچھ بھی پیغامِ محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا تمہیں پاس نہیں

ایک بدمَعاش اور مَظلُومہ عورت

مَنقُول ہے کہ ایک شخص ایک عورت کو زبردستی پکڑے ہوئے تھا اور اُس کے ہاتھ میں چُھری تھی۔ عورت مارے دَہشَت کے چِلّا رہی تھی لیکن کسی کی ہِمّت نہ تھی کہ اُس بدمَعاش کے پاس جائے اور اُس کو روکے۔ اِتنے میں حضرتِ سیِّدُنا بِشرِ حافی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کا اچانک وہاں سے گزر ہوا۔ آپ فوراً اُس کے قریب گئے اور اُس کے شانہ سے شانہ مِلا کر کھڑے ہوگئے۔ اور اُس کے کان میں کچھ کہا۔ وہ شخص فوراً بیہوش ہوکر گر پڑا۔ اور اُس کا جِسم پسینہ پسینہ ہوگیا۔ اور وہ عورت اُس کے ہاتھ سے نِکل گئی۔ جب کچھ دیر کے بعد اُس کو ہوش آیا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ تجھ پر کیا گُزری؟ اُس نے کہا، بس میں اِتنا جانتا ہوں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنا بدن میرے بدن سے مِلا کر میرے کان میں آہِستہ سے کہا، ”اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ تو کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے!“ اِس بات کی ہَیبَت سے میں بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ لوگوں نے کہا وہ حضرتِ بِشرِ حافی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) تھے۔ اُس نے کہا کہ میں شرمسار ہوں کہ اب میں اُن کا دیدار بھی نہیں کرسکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس شخص کو بُخار چڑھنا شروع ہوگیا۔ اور ایک ہفتہ

(کیمیائے سعادت)

ہی میں مر گیا۔

بزرگوں کی زبان میں تاثیر ہوتی ہے

پیارے اسلامی بھائیو! چونکہ ہمارے بزرگانِ دین (رحمہم اللہ) کی زبان ہر وقت ذِکْرُ اللہ سے تر رہتی ہے۔ اور وہ ہماری طرح ہر وقت فضول "بک بک" نہیں کرتے۔ لہٰذا اُن کی زبانِ حق ترجمان کی تاثیر کا تیر بڑے بڑے مجرموں اور بگڑے ہوئے لوگوں کے جگر کو چیر دیتا ہے اور ان نفوسِ قدسیہ (رحمہم اللہ) کی نظرِ فیض اثر سے بڑے بڑے گنہگاروں کی تقدیر بدل جایا کرتی ہے۔

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی ۔۔۔ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے عظیم پیشوا حضور خواجہ غریب نواز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے عظیم اَخلاق اور حُسنِ تدبیر اور تبلیغِ دین کے حَسین انداز نے لاکھوں کی تقدیریں بدل کر رکھ دیں۔ اُس اَحسن طریقۂ اَمرِ بالمعروف کی ایک جھلک مُلاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ ہُوا یُوں کہ

غریب نواز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور ایک قاتل

ایک دفعہ ایک شخص حضرتِ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا۔ حضرتِ خواجہ غریب نواز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اُس کے تیوَر بھانپ لئے اور مؤمنانہ فراست سے اُس کا اِرادہ معلوم کر لیا۔ جب وہ آپ کے قریب آیا تو آپ اُس کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے اور بڑی نرمی سے فرمایا، "بھائی تم جس ارادے سے آئے ہو اُس کو پُورا کرو، میں تمہارے سامنے موجود ہوں۔" یہ سُن کر اُس شخص کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ پھر کہنے لگا کہ مجھ کو لالچ دے کر آپ کو قتل کرنے پر مامور کیا گیا تھا۔ اِسی مقصد کے لئے میں یہ چھری اپنی بغل

میں چُھپا کر لایا ہوں۔ اب میری خواہش ہے کہ اسی چھری سے آپ میرا کام تمام کر دیں تاکہ میں اپنی بدنیتی کی سزا کو پہنچوں۔ خواجہ غریب نواز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا، "مؤمنوں کا شیوہ تو یہ ہے کہ جو اُن سے بدی کرتا ہے وہ اُس کے ساتھ بھی نیکی کرتے ہیں۔" یہ فرما کر اُس کو گلے لگا لیا۔ اور اُس کے حق میں دُعائے خیر کی۔ اُس شخص پر آپ کے بلند اَخلاق کا اس قدر اثر ہوا کہ اُسی وقت آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور دن رات آپ کی خدمت میں رہنے لگا۔ حضرتِ خواجہ غریب نواز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی صُحبت نے اُس کو پتھر سے ہیرا بنا دیا اور وہ ۴۵ بار حجِ بیتُ اللہ سے مُشرَّف ہوا اور بالآخر حجازِ مُقدّس میں ہی سفرِ آخرت اختیار کیا۔

پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے مُلاحظہ فرمایا؟ حضورِ غریب نواز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے عظیم اَخلاق اور محبّت بھرے انداز اور نظرِ فیض اَثر نے کس طرح ایک قاتل کو اللہ (عزّوجلّ) کی محبّت میں گھائل کر کے پیارے مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے قدموں میں ڈال دیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

توحید کی مَے پیالوں سے نہیں نظروں سے پلائی جاتی ہے ۔۔۔ طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چُھپائی جاتی ہے

ظالم پر کرم

کہتے ہیں، ہمارے اِمامِ اعظم ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو کسی نے تھپّڑ رسید کر دیا۔ آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، میں چاہوں تو تجھے عدالت میں کھڑا کر کے اپنا حق وُصول کر سکتا ہوں۔ لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ مگر چونکہ تُو نے مجھے تھپّڑ مار کر میرے لئے صَبر کا موقع فراہم کیا ہے اِس لئے اس اِحسان کے بدلے تجھ سے وعدہ کرتا ہوں، "اگر کل قیامت میں مجھے کوئی منصبِ وجاہت مِلا تو میں تجھے لئے بغیر جنّت میں نہیں جاؤں گا۔" یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اُس تھپّڑ مارنے والے کا ندامت کے مارے کیا حال ہوا۔

اللہ! اللہ! (عزوجل) ہمارے اِمامِ اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے حُسنِ اَخلاق اور صبر و تحمّل کا یہ حال تھا۔ اور یقیناً اِنہیں با اَخلاق و باکِردار بُزُرگوں کی محنت کے طُفَیل آج ہر طرف دِین اور سُنّتوں کی بہاریں ہیں۔ اِس لئے مُبلِّغ کو چاہیئے کہ کیسا ہی کٹھن مَرحلہ ہو ہرگز غُصّہ میں نہ آئے کہ بے جاجذباتی بننے اور گرجنے برسنے سے بسا اَوقات کام بنتے بنتے بگڑ جاتا ہے جیسا کہ

ایک دانا چُوڑی فَروش اور نادان لُٹیرا

ایک چُوڑی فَروش اپنی پیٹھ پر چُوڑیوں کی گٹھڑی لاد کر چلا جارہا تھا۔ ایک لُٹیرے نے اُس کی گٹھڑی پر لٹھ مار کر پوچھا، اَبے بول! اِس میں کیا ہے؟ چُوڑی فروش نے نہایت مَتانت کے ساتھ جواب دیا کہ صاحِب! اگر اِس پر ایک لٹھ اور مار دیجئے تو پھر اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ مطلب یہ تھا کہ چُوڑیاں جب تک ٹُوٹی نہیں ہیں۔ اِن کی قدر و قیمت ہے، لیکن اگر چُوڑیاں ٹوٹ جائیں تو پھر اِن کی کوئی قیمت ہی نہیں رہتی!

دیکھا آپ نے؟ یہی کچھ حال جوشِ بے ہوش کا ہوتا ہے۔

آپ کو چاہیئے کہ آپ جس بُرائی کرنے والے کی اِصلاح کرنے کی سَعی کر رہے ہوں اُس کے لئے اپنے دِل میں رَنجیدہ اور دل سوز رہیں۔ نیز شَفقت کی نظر سے اُس کو دیکھیں اور اُس کو اِس طرح پیار سے سمجھائیں جس طرح اپنے فرزند کو سمجھایا کرتے ہیں اور اُس کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں۔

"تم دونوں نرمی سے بات کرنا!"

مَنقُول ہے کہ کسی شَخص نے مامُونُ الرّشید پر اِحتِساب کیا (یعنی کسی خطا پر ٹوکا) اور اُس سے سختی کے ساتھ گفتگو کی تو مامونُ الرّشید نے کہا، اے جَواں مرد! حق تعالیٰ

نے تجھ سے بہتر شخص کو جب مجھ سے بھی بدتر کے پاس بھیجا تو اُس کو حُکم دیا کہ اُس سے نرمی سے بات کرو۔ یعنی حضرتِ موسیٰ اور ہارُون (عَلَیْہِمَا السَّلام) کو (جو تجھ سے بہتر تھے) فِرعَون (جو مجھ سے بدتر تھا) کے پاس جب بھیجا تو فرمایا:۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (پ۱۶ ع۱۱) یعنی " تو اُس سے نرم بات کہنا " (کنزالایمان)

اپنے اِسلامی بھائیوں کی بِگڑی ہوئی حالت کو دیکھ کر اپنے جی میں کُڑھنا اور اُن کی فلاح (بھلائی) کا خواہاں رہنا یہ بھی حُسنِ اخلاق ہی کا ایک شُعبہ ہے چُنانچہ ہمارے اَولیائے کِرام (رحمہم اللہ) تمام مُسلمانوں کے لئے بھلائی کے خواہشمند رہتے اور اَمر بِالمعروف کے ساتھ ساتھ اُن کے حق میں دُعائے خیر بھی کرتے رہتے۔

خوش نصیب کفن چور

حضرتِ حاتِمِ اَصَم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک بار بَلخ شہر میں بَیان فرما رہے تھے آپ نے دَورانِ بیان فرمایا، یا اللہ (عزوجل) جو اِس اِجتِماع میں سب سے زِیادہ گُنہ گار ہے اُس پر اپنا رَحم فرما۔ اور اُس کو بَخش دے۔ ایک کفن چور بھی اُس اِجتماع میں موجود تھا۔ جب رات ہوئی۔ تو کفن چور قبرستان میں گیا اور ایک قبر کو کھودا۔ اُس نے ہاتِف سے ایک آواز سُنی، "اے کفن چور! تو تو آج دن کو حاتِمِ اَصَم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے اِجتماعِ وَعظ میں بَخش دیا گیا ہے۔ پھر آج ہی رات کو دوبارہ یہ گُناہ کیوں کرنے لگا ہے؟" کفن چور نے یہ آواز سُنی تو رونے لگا۔ اور سچّے دِل سے تائب ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

پیارے اِسلامی بھائیو! اللہ (عزوجل) والوں کے اِجتماع میں حاضِری سے اِنسان خُدا (عزوجل) کی مَغفِرت و بخشِش پالیتا ہے۔ اور گُناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اللہ (عزوجل) کے نیک بندوں کا یہ بھی حُسنِ اَخلاق ہی ہے کہ وہ گُنہگاروں اور بدکاروں کے لئے اپنے دِل میں کُڑھتے رہتے ہیں اور اُن کی فِکر یہی ہوتی ہے، کہ

گنہگاروں کی اِصلاح وبخشِش کا سامان ہوجائے۔

اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نیک بندے اپنے ہمسایوں کا بہت خیال رکھا کرتے اور جب اپنے نُورِ فِراست سے کسی کافِر میں آشنائی کی بُو پاتے تو اَمر بِالمَعرُوف وَنَہی عَنِ المُنکَر کے جذبے کے ساتھ ان کی مُشکِلات کو حل کرتے اور ان کے ساتھ خصُوصیت کے ساتھ حُسنِ اَخلاق کا مُظاہرہ کرتے۔ چُنانچِہ مَنقُول ہے،

بایزید بِسطامی (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) کا چَراغ

حضرتِ بایزید بِسطامی (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) کے پڑوس میں ایک آتَش پَرَست رہتا تھا۔ اُس کا ایک شِیر خوار بچّہ تھا۔ بچّہ رات کی تارِیکی میں روتا رہتا تھا۔ اِس لئے کہ وہ آتَش پَرَست ایک غریب شَخص تھا۔ اور چَراغ جلانے کے لئے بھی اُس کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک رات بچّہ بہُت رویا۔ حضرتِ بایزید (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) اُٹھے اور اپنا چَراغ اُس کے گھر چھوڑ آئے۔ بچّہ چُپ ہوگیا۔ دُوسری رات بھی حضرتِ بایزید (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) نے ایسا ہی کیا اور پھر تیسری رات بھی۔ آپ (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) کے اِس سُلوک کا اُس آتَش پَرَست کے دِل پر بڑا اثر ہوا۔ اور اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ جب شَیخ بایزید (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) کی روشنی ہمارے گھر میں آپہنچی۔ تو اب ہمیں زَیبا نہیں کہ ہم کُفر کی تارِیکی میں ہی بھٹکتے پھریں۔ چلو! اُٹھو، شَیخ کی خِدمَت میں حاضِر ہوں اور مُسلمان ہوجائیں۔ چُنانچِہ وہ دونوں حضرت کی خِدمَت میں حاضِر ہوئے اور کلِمہ پڑھ کر مُسلمان ہوگئے۔ (تَذکِرَۃُ الاَولِیاء)

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ حُسنِ اَخلاق کی بَرَکت سے مَجُوسیوں کا خاندان مسلمان ہوگیا۔ ہمارے اَسلاف کا اَمر بِالمَعرُوف کا یِہی طریقہ رہا ہے۔ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے مقبُول اولیاء (رَحِمَہُمُ اللّٰہ) اِخلاص کے ساتھ اپنے حُسنِ اَخلاق کے نُقُوش چھوڑ دیتے ہیں اور پھر نتائِج اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) پر چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ چُنانچِہ مَنقُول ہے،

ایک ایمان اَفروز حِکایَت

حضرت سَرِی سَقَطِی (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) نے ایک شرابی کو دیکھا۔ جو مدہوش زمین پر گِرا ہوا تھا۔ اور اپنے شراب آلُودہ مُنہ سے "اللّٰہ اللّٰہ" کہہ رہا تھا۔ حضرتِ سَرِی (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) نے وَہیں بیٹھ کر اُس کا مُنہ پانی سے دھویا۔ اور فرمایا، "اِس بے خبر کو کیا خبر؟ کہ ناپاک مُنہ سے کِس پاک ذات کا نام لے رہا ہے!" مُنہ دھو کر آپ (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) چلے گئے۔ جب شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اُسے بتایا۔ کہ تمہاری بے ہوشی کے عالَم میں حضرتِ سَرِی (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) یہاں آئے تھے اور تمہارا مُنہ دھو کر گئے ہیں۔ شرابی یہ سُن کر بڑا پَشیمان اور نادِم ہوا، اور رونے لگا۔ اور نَفْس کو مُخاطَب کر کے بولا، بے شَرم! اب تو سَرِی (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) بھی تجھے اِس حال میں دیکھ گئے ہیں۔ خُدا (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈر اور آئندہ کے لئے توبہ کر۔ رات کو حضرتِ سَرِی (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سُنا۔ "اے سَرِی! (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) تم نے شرابی کا ہماری خاطِر مُنہ دھویا۔ ہم نے تمہاری خاطِر اُس کا دِل دھودیا"۔ حضرتِ سَرِی (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) تہجّد کے وَقت مسجِد میں گئے۔ تو اُسی شرابی کو تہجّد پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) نے اُس سے پُوچھا، تم میں یہ اِنقِلاب کیسے آگیا؟ تو وہ بولا، "آپ (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں جب کہ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) نے آپ (رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ) کو بتا دیا ہے۔" (رَوضُ الفائِق)

اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) والوں کی بَرَکت ونِسبت سے کایا ہی پلٹ جاتی ہے۔ اور مَردُود بھی مَقبول بن جاتا ہے۔ اور اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) والوں کی نظرِ شَفقَت جس پر پڑ جاتی ہے اُس کا بیڑا ہی پار ہوجاتا ہے ؎

نِگاہِ وَلی میں یہ تاثِیر دیکھی | بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

دُوسروں کے سامنے کسی کو مت ٹوکو!

بلا ضَرورت کسی کو سب کے سامنے ٹوکنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے کہ

اس طرح بَعض اَوقات سامنے والے میں شیطان ضِد پیدا کردیتا ہے اور بات خراب ہوجاتی ہے اگر مُرَوَّت میں سامنے والا مان بھی لیتا ہے تب بھی اُس کے دِل میں ناگواری سی رہ جاتی ہے اور یہ اچھّی بات نہیں لہٰذا موقع محل اور سامنے والے کا مَقام و مرتبہ دیکھ کر بات کرنی زِیادہ مُناسِب ہے۔ چُنانچِہ حضرتِ اَبُودَرْداء (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں :-

"جِس کسی نے اپنے اِسلامی بھائی کو اِعلانیہ نَصیحت کی اُس نے اُسے رُسوا کیا اور جِس کسی نے چُپکے سے کی تو اُسے زِینت بخشی"۔ (تَنْبِیْہُ الْغَافِلِیْن)

عُلَمائے حق و مَشائخِ کرام کو ہرگز تَنقید کا نِشانہ نہ بنائیں۔ بِالْفرض کبھی ان مُقتدر شَخصیّات میں کوئی اَمْرِ قابِلِ اِعتراض پائیں بھی تو ایک دم ٹوک دینے کی بجائے کوئی اَحْسن تدبیر اِختیار کریں کہ بات بھی بن جائے اور بُزُرگوں کا اَدَب بھی برقرار رہے جیسا کہ

حَسَنَینِ کَرِیْمَیْن (رضی اللہ تعالٰی عنہما) اور ایک بُوڑھا

حَسَنَینِ کَرِیْمَیْن (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کے بچپن کا واقِعہ نہایت ہی مَشہور ہے۔ ایک بُوڑھے مِیاں وُضو کر رہے تھے لیکن اُس میں کچھ سُنّتیں اُن سے چھُوٹ رہی تھیں۔ وہ جب فارِغ ہوچکے تو دونوں شہزادوں نے فرمایا، چچا جان! ایک درخواست ہے وہ یہ کہ ہم دونوں وُضو کرتے ہیں آپ برائے کرم ہم دونوں کے وُضو کو غور سے دیکھیں پھر فرمائیں ہم میں سے کون زیادہ صحیح اور سُنّت کے مُطابِق وُضو کرتا ہے۔ چُنانچِہ دونوں شہزادوں نے وُضو کرنا شروع کیا۔ وہ بُوڑھے مِیاں ان دونوں کے ایمان افروز وُضو کا نظّارہ کرتے رہے اور پھر سمجھ گئے کہ خامی اِن مدینے کے ننھّے مُنّے مُبلِّغین کے وُضو میں نہیں بلکہ میرے اپنے وُضو میں فُلاں فُلاں سُنّتیں رہ گئی ہیں۔ اور اِس طرح خوشی خوشی اُس بُزُرگ (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے وُضو کی اِصلاح کرلی۔ (اَلْاِنْشاء ملخصًا)

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ شہزادہ حَسَن اور شہزادہ حُسین (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کا بے مِثال طَریقۂ اَمْر بِالْمَعْرُوف۔ اللہ! اللہ! (عزّوجلّ) یہ جس طرح بھی چاہیں سمجھائیں اِنھیں زَیب تھا کہ دِین اِنہیں کے گھر سے ہمیں مِلا۔ اِس کے باوُجُود یہ حضرات تو نرمی کریں اور ہم بے جا جذباتی بنیں! نہیں! نہیں! ہمیں بھی اِسی طرح نرمی و حُسنِ اَخلاق کے ساتھ اَمْر بِالْمَعْرُوف کرنا چاہیئے۔

سَیِّد صاحِب کی سونے کی انگوٹھی

اِمامِ اَہلسنّت اَعلیٰحضرت مولٰینا شاہ احمد رضا خان (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن) کی خِدمَتِ بابَرَکت میں ایک سیِّد صاحِب حاضِر ہوئے۔ اُنھوں نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی اور باعمل عُلَمائے حق کی ہمیشہ یہی عادَتِ مُبارَکہ رہی ہے کہ جب کسی میں کوئی بات خِلافِ سُنّت دیکھتے ہیں تو مَحَبَّت بھرے اَنداز میں اُس کی اِصلاح کرتے ہیں۔ اب مُعامَلہ سیِّد صاحِب کا تھا۔ اور اِمامِ اَہلسنّت (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) ساداتِ کِرام کا بے حد اِحترام کرتے تھے۔ چُنانچِہ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے فرمایا، "سرکارِ عالی وَقار! اگر یہ انگوٹھی آپ مجھے عِنایت فرمادیں تو عَین نوازِش ہوگی!" اَعلیٰحضرت (عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ) جیسے مُجَدِّدِ وَقت اور وَلیِٔ کامِل کا سُوال کون ٹُھکرا سکتا ہے؟ جَھٹ خوشی خوشی سیِّد صاحِب نے انگوٹھی بارگاہِ اَعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) میں نَذر کردی۔

بعد میں اَعلیٰحضرت (عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ) نے اُس انگوٹھی کے وَزن سے کچھ زِیادہ وَزن کے سونے کا زیور بنوا کر اُن سیِّد صاحِب کی زَوجۂ مُحترمہ کے لئے بھجوا دیا۔ اور ساتھ ہی تحریری طور پر شریعت کا حُکم بھی پہنچادیا کہ سونے کی انگوٹھی مَرد کے لئے حرام ہے اور سونے کے زیورات کی صِرف عورت حقدار ہے۔

دیکھا آپ نے؟ ہمارے بُزُرگانِ دِین (رحمہم اللہ) کس طرح اَمْر بِالْمَعْرُوف کیا کرتے تھے۔

لٰہذا ہمیں بھی بڑی اِحتیاط سے یہ نیک اور اَہم کام اَنجام دینا ہے اور اِس میں تھوڑی سی بھی بے اِحتیاطی ہمیں ناکامی کے گہرے گڑھے میں پھینک سکتی ہے۔

اَمرِ بالمعروف کا نرالا انداز!

اِمامِ اَہلسنّت (عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ) کا ایک اور سیّد صاحب کی اِصلاح کا ایمان اَفروز واقِعہ آپ ہی کے مَلفوظاتِ شریفہ سے مُلاحَظہ ہو۔ چنانچہ اَلملفوظ حصّۂ اوّل میں نقل کیا گیا ہے کہ اِمامِ اَہلسنّت (عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ) فرماتے ہیں:۔

"ایک صاحِب ساداتِ کرام سے اکثر میرے پاس تشریف لاتے اور غُربت واِفلاس کے شاکی رہتے (یعنی اپنی غُربت واِفلاس کا رونا روتے رہتے) ایک مرتبہ بہُت پریشان آئے، میں نے اِن سے دریافت کیا کہ جس عورت کو باپ نے طَلاق دے دی ہو کیا وہ بیٹے کو حلال ہوسکتی ہے؟ فرمایا، نہیں۔ میں نے کہا، حضرتِ اَمیرُ المؤمنین سَیِّدُنا مولا علی (کَرَّمَ اللہُ وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم) نے جن کی آپ اَولاد میں ہیں، تنہائی میں اپنے چہرۂ مُبارَک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا، "اے دُنیا! کسی اور کو دھوکا دے میں نے تجھے طَلاق دی جس میں کبھی رَجعت نہیں۔" پھر ساداتِ کرام کا اِفلاس کیا تعجُّب کی بات ہے! سیِّد صاحِب نے فرمایا، وَاللہ! میری تسکین ہوگئی۔ وہ اب موجود ہیں۔ اُس روز سے کبھی شاکی نہیں ہوئے۔"

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ سمجھانے کا کتنا دِلرُبا انداز ہے اور یہ بھی دَرس ملا کہ مُبَلِّغ کے لئے ایک اِحتیاط یہ بھی ہونی چاہیئے کہ نرمی کے ساتھ ساتھ اَگلے کی نَفسِیّات کو بھی پَرکھنے کی کوشش کرے۔ پھر اُس کی نَفسِیّات کے مُطابِق اُس کی اِصلاح کرے۔ نیز یہ بھی مَعلوم ہوا کہ اپنی غُربت اور پریشانیوں کا بار بار کسی سے تذکِرہ کرتے رہنا اچھّی بات نہیں بلکہ صَبر ہی کرنا چاہیئے۔

زباں پر شکوۂ رنج و اَلَم لایا نہیں کرتے
نبی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

میں تو آپ کے نانا جان کا ایک اَدنیٰ ڈاکیہ ہوں!

اِمامِ اَہلسنّت (عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ) کے اَمرِ بالمعروف کرنے کا ایک اور ایمان اَفروز واقِعہ یہ ہے کہ ایک بار ایک بہُت بڑا افسر جو داڑھی مُنڈا اور انگریزی لباس میں مَلبوس تھا، آپ کی زیارت کے لئے حاضِر ہوا۔ آپ کے شہزادے حضرتِ حَسنَین رضا خان (رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ) نے اُس کا تعارُف کرانا شروع کیا کہ یہ کوتوال صاحِب ہیں، اِن کا یہ نام ہے، اَعلیٰحضرت (عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ) اپنے تحریری کام میں مشغول تھے، خاص توجُّہ نہ فرمارہے تھے۔ پھر حَسنَین میاں نے جب یہ کہا کہ... اور... یہ سیِّد صاحِب بھی ہیں۔ عاشِقِ رسُول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اَعلیٰحضرت (عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ) نے جب لفظِ "سیِّد صاحِب" سُنا تو چونک پڑے اور فوراً مُتوجِّہ ہوگئے اور پھر نہایت ہی اَدَب کے ساتھ کچھ اِس طرح گُفتگو شروع فرمائی:۔

سرکار! آپ کے مَحکمۂ پولیس میں آپ کے اُوپر بھی ضرور کچھ اَفسران ہونگے ہی۔ تو یہ ارشاد فرمائیے کہ اُن اَفسران کی طرف سے جب کوئی ڈاکیہ (پوسٹ مین) آپ کو اُن کا کوئی پیغام پہنچاتا ہے تو آپ اُسے قبول فرماتے ہیں یا نہیں؟ اُس نے عرض کیا، عالیجاہ! کیوں نہیں، بڑے افسر جو ہوئے۔ اُن کی حکم عُدولی ہم کرہی نہیں سکتے۔ اِمامِ اَہلِ سُنّت (عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ) نے پھر نہایت ہی عاجِزی اور نرمی کے ساتھ اور نہایت دِلنشین پیرائے میں اِرشاد فرمایا،

سرکار! آپ کے نانا جان، رَحمتِ عالمیان (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کہ جو تمام نبیوں (عَلَیۡہِمُ السَّلَام) کے بھی افسر ہیں۔ اُن کے دربارِ گُہر بار کے ایک انتہائی اَدنیٰ ڈاکیہ کی حیثیّت سے میں تمام کائنات کے افسر اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی تمام مخلوق کے سَروَر (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

پہنچانے کی جسارت کر رہا ہوں حضور والا! آپ کے نانا جان (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا پیغام آپ کی خدمت میں عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا پیغام یہ ہے کہ "مونچھیں پست کرو، داڑھی بڑھاؤ اور آتش پرستوں کی مخالفت کرو۔"

پولیس افسر کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے اور مبلّغِ اعظم امامِ معظّم اعلیحضرت (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اسی طرح لباس وغیرہ کی سنّتیں بھی بیان فرماتے رہے۔

اُس واقعہ کے چند ماہ بعد وہ پولیس افسر پھر جب امامِ اہلسنّت (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ اُس کا نقشہ ہی بدلا ہوا تھا اور اب ماشاءَ اللہ اُس کا چہرہ پیارے مصطفٰے (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی پیاری پیاری سنّت سے جگ مگ، جگ مگ کر رہا تھا۔

ساداتِ کرام کا اَدب

پیارے اسلامی بھائیو! اَمْر بِالْمَعْرُوف کا کتنا پیارا اور مؤثر انداز تھا ہمارے پیارے اعلیحضرت (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کا۔ اللہ! اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) آپ ساداتِ کرام کی کس قدر تعظیم فرماتے تھے۔ سچ ہے جس سے بھی محبّت ہوتی ہے اُس سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبّت ہو جاتی ہے۔ چونکہ ساداتِ کرام، سرکارِ مدینہ سرورِ سینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اولاد ہیں۔ لہٰذا ہمیں اِن کا احترام کرنا ہی چاہیئے۔ اِن شہزادوں میں سے کسی سے بالفرض اگر کوئی خطا بھی سرزد ہو جائے تو اِس بنا، پر ہرگز ہرگز کسی سیّد زادے سے کراہیت نہیں کرنی چاہیئے۔ ہاں اُس فعلِ بد کو ضرور دل میں بُرا جانیں اور اَحسن طریقے سے اُس کی اِصلاح کی کوشش بھی کریں۔ اعلیحضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ساداتِ کرام کا اِس قدر احترام کرتے تھے کہ آپ فرماتے ہیں، اگر قاضی کسی جُرم کی پاداش میں اگر کسی سیّد زادے پر حدِ شرعی جاری کرے (یعنی سزا دے) بھی تو اُس وقت یہ نیّت کرے کہ

"شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ لگ گیا ہے، میں اِسے دھو رہا ہوں۔" (اَلْمَلْفُوظ)

سُبحانَ اللہ! سُبحانَ اللہ! سُبحانَ اللہ! حدائقِ بخشش میں اعلیحضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) ساداتِ کرام کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نُور کا ۔۔۔ تُو ہے عینِ نُور، تیرا سب گھرانہ نُور کا

پیارے اسلامی بھائیو! بہرحال اَمْر بِالْمَعْرُوف کرنے میں نرمی شفقت اور حُسنِ اَخلاق کا لازمی مظاہرہ ہونا چاہیئے۔ اور یقیناً ہمارا پیارا دینِ اسلام حُسنِ اَخلاق ہی کے ذریعے پھیلا ہے۔ یقیناً دِل تلوار سے نہیں حُسنِ اَخلاق ہی سے جیتے جاتے ہیں۔

اِنسانیّت کی ناگُفتہ بِہ حالت

پیارے اِسلامی بھائیو! گلشنِ رسالت کے سب سے حَسِین پھول، یعنی ہمارے پیارے آقا رسولِ مقبول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا اُسوۂ حسنہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے کہ جب تمام مُلکِ عرب ہی نہیں بلکہ دُنیا کی تمام اِنسانیّت، بداعمالیوں اور بدکرداریوں کے خوفناک سمندر میں غرق ہو رہی تھی۔ اور ہر طرف سیاہ کاریوں کے بادل گناہ اور پاپ کی موسلا دھار بارش برسا رہے تھے۔ خُدا کے بندے خُدا (عَزَّوَجَلَّ) کے باغی اور اِس قدر سرکش اور طاغی ہو چکے تھے کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اُن کی بربریّت و بہیمیّت کے شر و فساد سے لرزہ براَندام ہو رہا تھا۔ کوئی حق کو سُننے، حق کو دیکھنے حق کو سوچنے کا بھی روادار نہیں تھا۔ اور گویا ہر انسان زبانِ حال سے یہی کہہ رہا تھا۔

ناصحا! مت کر نصیحت دِل مرا گھبرائے ہے ۔۔۔ اُس کو دُشمن جانتا ہوں جو مجھے سمجھائے ہے

اَبُوطالِب کے قدم لڑکھڑا گئے

مگر رحمتِ عالَم (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جُرأَتِ ایمانی کے قُربان جایئے کہ ایسے پُر

آشوب ماحول، اور اتنے ہوش رُبا حالات میں بھی امر بالمعروف کا پرچم حق بلند کیا۔ تمام عزیزواقارب، بلکہ گھر والوں تک نے بھی آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے خلاف اعلانِ جنگ کردیا۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا بائیکاٹ کیا گیا، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کو شعب ابی طالب کی تنگ و تاریک گھاٹی میں محصور کردیا گیا۔ یہاں تک کہ اہلِ مکہ نے دانہ پانی بند کرکے اپنی دانست میں ہر طرح مجبور کردیا۔ حتیٰ کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے مشفق و شفیق چچا ابو طالب کے قدم بھی ڈگمگانے لگے۔ اور انھوں نے بھی اپنی قوم کی دھمکیوں سے مرعوب و خائف ہوکر ایک دن یہ کہہ دیا، (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

"اے میرے پیارے بھتیجے! تم برائے کرم مجھ بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کھاؤ اور چند دنوں کے لئے تبلیغ حق اور امر بالمعروف کا بیان بند کردو۔ ورنہ میں پورے ملک عرب کے علم بغاوت بلند کردینے کی تاب نہیں لاسکتا"

دُنیا کی کوئی طاقت مجھے اعلانِ حق سے نہیں روک سکتی

ایسے ہوشربا، حوصلہ شکن حالات میں بھی حبیبِ پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پیغمبرانہ استقامت کے ساتھ اپنے چچا جان کو یہ جواب دیا:۔

"اے مہربان چچا! اگر ملکِ عرب والے میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لاکر رکھ دیں۔ اور اس کے بدلے میں مجھ سے یہ مطالبہ کریں کہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی امر بالمعروف اور تبلیغِ حق بند کردوں تو یہ غیر ممکن اور محال ہے۔"

بہر کیف، ہمارے پیارے آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ (عزوجل) کے سچے دین کو پھیلانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس راہ میں طرح طرح کی مشکلات پیش آئیں جنہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔ اور حسن اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور آخر کار آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے حسنِ اخلاق اور اعلیٰ کردار کی برکت سے پوری دنیا میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا لہٰذا ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کے معاملے میں حسنِ اخلاق کو پیشِ نظر رکھا کریں کہ اس کے اندر دین و دنیا کی بے شمار بھلائیاں ہیں۔ اور ہمارے پیارے آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تو مجسمِ اخلاق ہیں۔ لہٰذا ہر حال میں حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا یہ ہمارے پیارے پیارے میٹھے میٹھے آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت ہے اور اس سنتِ کریمہ پر ہمیں عمل کرنے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

اب قرآن وحدیث اور ہمارے اسلاف کے کردار کی روشنی میں حسنِ اخلاق کی اہمیت اور فضیلت بیان کی جاتی ہے۔ اللہ (عزوجل) کرے ہم بھی با اخلاق بن جائیں۔ آمین۔ بجاہِ النبیّ الامین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

اپنے پیارے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے اخلاقِ کریمہ کی تعریف کرتے ہوئے اللہ (عزوجل) قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے :۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (پ۲۹ ع۳) ترجمہ: بے شک تمہاری خُوبُو بڑی شان کی ہے۔ (کنز الایمان)

تیرے خُلق کو حق (عزوجل) نے عظیم کہا، تیری خِلق کو حق (عزوجل) نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہُوا ہے نہ ہوگا شہا! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تیرے خالقِ (عزوجل) حسن واَدا کی قسم!

حضرتِ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے مروی ہے کہ حبیبِ پروردگار، احمدِ مختار، دوجہاں کے تاجدار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا خُلق قرآن تھا۔ (مکاشفۃ القلوب)

حُسنِ اَخلاق کی تعریف

حضرتِ سَیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بِن مُبارَک (رضی اللہ تعالٰی عنہ) حُسنِ اَخلاق کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔ "خَندہ پیشانی، اللّٰہ (عزّوجلّ) کی راہ میں خرچ کرنا اور کسی کو تکلیف نہ دینے کا نام حُسنِ اَخلاق ہے"۔

خوش اَخلاق اسلامی بھائی میں یہ صِفات ہونی چاہئیں

بُزرگوں نے فرمایا ہے خُوش اَخلاق وہ ہے جو شَرمیلا، کم گو (کم بولنے والا)، راست گو (سچّا) دُوسروں کی بھلائی چاہنے والا، جلد رنجیدہ نہ ہونے والا، بندگی بہت زِیادہ کرنے والا، کم غَلَطی کرنے والا اور بہت کم فضُول باتوں میں پڑنے والا، وہ دُوسرے تمام لوگوں کا خَیر خواہ، دُوسرے کے حقُوق کے سلسلے میں نیک کردار، شَفیق اور باوَقار ہوتا ہے۔ لمبی لمبی اُمّیدیں نہیں باندھتا اور اُس کو لالچ بھی بہت کم ہوتا ہے۔ وہ صَبر کرنے والا، مَتین، قانِع شاکِر، بُردبار، رَقیقُ القَلب کوتاہ سُخَن ہوتا ہے نہ بڑی باتیں زبان سے نِکالتا ہے اور نہ کسی کی چُغلی کھاتا ہے، نہ کسی کو گالی دیتا ہے اور نہ کسی پر لَعنت بھیجتا ہے، نہ کسی کی غیبت کرتا ہے۔ اُس میں عُجلت پسندی نہیں ہوتی اور نہ وہ کسی سے کِینہ وحسد رکھتا ہے۔ خوش رُو، کُشادہ پیشانی اور خُوش زَبان ہوتا ہے۔ اُس کی دوستی اُس کی خوشی اور اُس کی ناراضگی صِرف اللّٰہ (عزّوجلّ) کیلئے ہوتی ہے۔ (کیمیائے سعادت)

حُسنِ اَخلاق کی نعمت صِرف سَعادَت مندوں کا حِصّہ ہے اور اللّٰہ (عزّوجلّ) کا خاصُ الخاص انعام ہے اور حُسنِ اَخلاق میں حُسن ہی حُسن ہے اور بداَخلاقی میں کَراہیّت ہی کَراہیّت ہے۔ خُوب یاد رکھئے ! ؎

ہے فَلاح و کامرانی نرمی و آسانی میں　　ہر بَنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

حُسنِ اَخلاق کِسے کہتے ہیں؟

ایک شخص نے تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) سے حُسنِ اَخلاق کے مُتعلِّق سُوال کیا تو آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے یہ آیتِ مُبارکہ تلاوت فرمائی :۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ (پ ۹، ۱۳۶)

ترجمہ :۔ اے محبوب (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) مُعاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حُکم دو اور جاہلوں سے مُنہ پھیر لو۔ (کنزُ الایمان)

پھر مدینے کے سُلطان رَحمتِ عالَمیان (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، حُسنِ خُلق یہ ہے کہ تُو قطع تعلّق کرنے والوں سے صِلۂ رِحمی کرے، جو تجھے محروم کرے تُو اسے عطا کرے اور جو تجھ پر ظُلم کرے تُو اسے مُعاف کردے۔ (مُکاشفۃُ القُلوب)

پیارے اسلامی بھائیو ! واقعی ہمارے اَسلاف مدنی سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی اِس حدیثِ پاک کے آئینہ دار تھے اور ظُلم کرنے والوں کو نہ صِرف مُعاف کردیتے، بلکہ اُن پر عطاؤں کی بارِش فرمادیتے۔ چُنانچہ

چور بڑھیا

حضرتِ سَیِّدُنا مَعرُوف کرخی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) ایک دن طہارت کے لئے دریائے دِجلہ پر تشریف لے گئے۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے اپنا مُصلّٰی اور قرآنِ پاک قریبی مسجد میں رکھا اور خود طہارت میں مشغُول ہوگئے۔ اتنے میں ایک بُڑھیا آئی اور مُصلّٰی اور قُرآن بغل میں داب کر چلتی بنی۔ حضرت (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے اُسے دیکھ لیا اور پیچھا کیا۔ جب اُس کے قریب پہنچے تو سر جُھکا کر نہایت نرمی سے پُوچھا، مُحترمہ ! کیا قُرآن پڑھنے والا تیرا کوئی لڑکا ہے؟ اُس نے کہا، "نہیں"، آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے فرمایا، تو پھر یہ قرآنِ مجید مجھے دے دے۔ اور مُصلّٰی تُو رکھ لے یہ میں اپنی خوشی سے تجھے بخشتا ہوں۔ وہ بُڑھیا مارے شرم کے پانی پانی ہوگئی اور دونوں چیزیں آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کو واپس دے دیں۔ آپ نے پھر زور دے کر کہا کہ مُصلّٰی تُو اپنے پاس ہی رکھ اور صِرف قرآنِ مجید مجھے دے دے۔

لیکن بڑھیا اپنی نازیبا حرکت کے مقابلہ میں آپ کا حُسنِ اَخلاق اور حِلم دیکھ کر اس قدر شرمندہ تھی کہ دونوں چیزیں آپ کے پاس چھوڑ کر روتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

سبحان اللہ! ذاتی طور پر نقصان پہنچانے والوں اور اپنا مال چوری کرنے والوں تک پر اِس قدر شفقت! یہ حُسنِ اخلاق کا انتہائی عظیم درجہ ہے۔ اِن بزرگوں کے بلند اَخلاق، اعلیٰ کردار اور مخلوقِ خدا پر پیار ہی نے تو آج بھی اسلام کو زندہ رکھا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا مَعْروف (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) یتیموں پر بھی نہایت ہی شفقت فرماتے تھے اور یقیناً مظلوموں اور یتیموں پر شَفْقَت بھی حُسنِ اَخلاق ہی کا ایک شُعبہ ہے چُنانچِہ

یتیم بچّہ کی عید

حضرتِ سیِّدُنا سَرِی سَقطی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) سے رِوایت ہے کہ عید کے دن میں نے حضرتِ سیِّدُنا مَعْرُوف کَرخی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کو دیکھا کہ آپ کھجوریں چُن رہے ہیں اور ایک کمسن لڑکا ان کے پاس کھڑا ہے۔ میں نے پوچھا، حضرت! آپ ان کھجوروں کو کیا کریں گے؟ فرمایا، یہ لڑکا جو میرے پاس کھڑا ہے رو رہا تھا میں نے اس سے رونے کا سبب پوچھا، تو اس نے کہا، میں یتیم ہوں آج عید کے دن دُوسرے لڑکوں نے نئے نئے کپڑے پہنے ہیں، لیکن ہمارے گھر میں کچھ نہیں۔ چُنانچِہ میں کھجوریں اِس لئے چُن رہا ہوں کہ انہیں فروخت کر کے اس بچے کے لئے اَخروٹ خریدوں۔ یہ اَخروٹوں سے کھیلے گا۔ اور اس کا دل بہل جائے گا۔ میں (سَری سَقطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے کہا کہ آپ تکلیف نہ اُٹھائیں اس بچے کی دلجوئی میں کروں گا۔ یہ کہہ کر اس بچے کو میں اپنے ساتھ لے آیا۔ پہلے اُس کو نئے کپڑے پہنائے اور پھر اس کو اخروٹ لے دیئے وہ بچّہ اب خوش ہوگیا۔ اُس وقت میرے دِل میں ایسا نُور و سُرور پیدا ہوا کہ میری حالت ہی کچھ اور ہوگئی۔"

اگر اَخلاق کی بھی شکل و صُورت پیدا کی جاتی تو....!

حضرتِ عائشہ صدیقہ (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا) سے رِوایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ارشاد فرمایا: "جب اللہ تعالٰی کسی گھرانے کے لئے خیر کا اِرادہ فرماتا ہے تو اُن میں شَفْقت و مہربانی پیدا فرمادیتا ہے، اور یہ کہ مہربانی اگر کسی مخلوق کی شکل وصُورت میں ظاہر ہوتی تو دُنیا کی کوئی چیز بھی اُس سے زیادہ خوبصورت نہ ہوتی اور بداخلاقی اور سختی اگر کسی شکل و صُورت میں ظاہر کی جاتی تو اُس سے زیادہ بدصُورت کوئی چیز دُنیا میں نہ ہوتی۔"

پیش اِمام نے ڈانٹ دیا تو کیا ہوا!

حضرتِ سیِّدُنا ابراھیم بن اَدْھم (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) بڑے ہی مُتَّقی، پرہیز گار اور بااَخلاق بُزُرگ تھے۔ آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کی بُزُرگی کا دُور دُور تک شُہرہ ہوچکا تھا اور آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے فضل وکمال کا اور زُہد ووَرَع کا چرچا آپ کی زندگی ہی میں ضربُ المثَل ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ وہ مُسافرت کی حالت میں رات کے وَقت جامعِ دِمشق میں پہنچے۔ نمازِ عشاء کے بعد مسجد کا دروازہ بند کردیا جاتا تھا۔ ابراھیم (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے امامِ مسجد سے درخواست کی کہ مجھے شب کو مسجد میں رہنے دیا جائے کیوں کہ میں نے کچھ ذکر و اَذکار کرنا ہے۔ امام صاحِب کو غُصّہ آگیا اور اُنہوں نے طَنزاً کہا، "تو ابراھیم بن اَدْھم ہی تو ہے! چل یہاں سے"۔ یہ کہہ کر انہیں مسجد سے باہر کردیا۔ حضرت (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) ساری رات سخت سردی میں مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھے عبادت میں مشغول رہے۔ نمازِ فجر کے وَقت مسجد کا دروازہ کُھلا تو اندر چلے گئے۔ نماز کے بعد کچھ لوگوں نے آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کو پہچان لیا اور شور مچ گیا کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے وَلی حضرتِ ابراھیم بن اَدْھم (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) تشریف لائے ہیں۔ ہر طرف سے لوگ ان کی زِیارت کے لئے ٹُوٹ پڑے۔ امام صاحِب بُہت شرمندہ ہوئے

بار بار حضرت سے مَعذِرَت کرتے تھے اور آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے تھے کہ "مَعذِرَت کس بات کی؟ آپ نے اپنا فرض ادا کیا۔"

ہمیں کوئی ڈانٹ کر دکھائے!!!

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے وَلیوں کا اَخلاق کسی قَدر بُلند تَر ہوتا ہے۔ اگر آج کل ہم جیسے "اَہلِ ظاہر"، کو کوئی ڈانٹ دے تو ہم جب تک اُس کی سات پُشتیں نہ کھنگال ڈالیں اُس وَقت تک ہمارا غُصّہ ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ یقیناً ذِمّہ دار مسلمانوں کی بے صَبری اور بے جا جَذباتیت کی وجہ سے بھی آج دِین کا کم عِلم رکھنے والے لوگ دِین سے دُور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْھَم (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) کا حُسنِ اَخلاق اور اَعلیٰ کردار ہی تو تھا جو آج ہم اُن کا ذِکرِ خیر کرتے ہیں تو بے ساختہ زَبان سے "رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ" جاری ہو جاتا ہے۔ آپ اتنے زبردست بُزُرگ تھے کہ ہمارے امامِ اعظم (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہ) بھی آپ کا بڑا اِحترام کرتے تھے۔ چُنانچِہ منقول ہے۔

امامِ اعظم اور ابنِ اَدھم (رَحمۃُ اللہِ علیہما)

حضرتِ ابراہیم بن اَدْھَم (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) وَقتاً فوقتاً امامِ اعظم ابُوحنیفہ (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) کے یہاں مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ ایک دن آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بوسیدہ کپڑوں میں مَلبُوس وہاں گئے۔ تو حاضِرین نے آپ کو حقارت کی نظر سے دیکھا لیکن امامِ اعظم (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور "سیِّدُنا ابراہیم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)" کہہ کر مُخاطَب کیا۔ لوگ یہ دیکھ کر بہُت حیران ہوئے اور پُوچھا، یہ سَعادَت اِنہیں کیسے نصیب ہوئی؟ امامِ اعظم (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ ہم تو اور کام بھی کرتے ہیں۔ لیکن یہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طاعت وعبادت ہی میں مصروف رہتے ہیں۔

بُزُرگانِ دین کا اَخلاق سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) کے حُسنِ اَخلاق کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ان کا ذاتی طور پر خواہ کتنا ہی نقصان ہو جائے یہ حضرات (رحمہم اللہ) "اُف" تک نہیں کرتے۔ بلکہ جن کے ہاتھوں اِنہیں نقصان پَہُنچ جائے، بسا اوقات اُن نقصان پہنچانے والوں پر اِنعام واِکرام کی بارِش فرما دیتے ہیں۔ چُنانچِہ

عجیب واقِعہ

حضرتِ سیِّدُنا اَحنَف بن قیس (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہ) سے کسی نے پوچھا، آپ نے اخلاق کس سے سیکھا؟ ارشاد فرمایا حضرت سیِّدُنا قیس بن عاصِم (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہ) سے۔ مزید سُوال کیا، اُن کے اَخلاق کس حد تک پُہنچ چکے تھے؟ ارشاد فرمایا، ایک بار وہ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کی کنیز سیخ لے کر آئی۔ جس پر بُھنے ہوئے گوشت کا بڑا سا ٹکڑا تھا۔ سیخ اس کے ہاتھ سے گِر پڑی اور حضرتِ قیس (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہ) کے بیٹے کو لگی۔ جس سے بچّہ مرگیا۔ لونڈی دَہشت زدہ ہوگئی۔ آپ (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا، "تجھے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ جا تو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی ذات کے لئے آزاد ہے!"

(رسالہ قُشَیرِیہ)

ہمارا ملازِم اگر پیالہ ہی توڑ دے

سُبحانَ اللہ! سُبحانَ اللہ! قربان جائیے! حُسنِ اخلاق کی معراج اسی کو تو کہتے ہیں کہ کنیز کی لاپرواہی سے بچّہ اِنتقال کر گیا تو بجائے قتل کا مقدّمہ دائر کرنے کے کنیز کو آزاد ہی کر دیا! اَللہُ اکبر! مگر آہ! آج اگر ہمارا ملازِم ہمارا ایک آدھ روپیہ کی قیمت کا پیالہ ہی اگر بُھولے سے توڑ دے تو ہم اُس پر برس ہی پڑیں۔ اور گالیوں کی بوچھاڑ کر دیں اور شاید زیادہ غُصّہ آجائے تو ایک آدھ ہاتھ بھی لگانے سے نہ چُوکیں۔ قربان جائیے! ہمارے بُزُرگوں (رحمہم اللہ) کے حُسنِ اَخلاق پر کہ یقیناً اُنہیں کے اعلیٰ اَخلاق کے طُفیل آج ہر طرف گُلستانِ اسلام لہلہاتا نظر آرہا ہے۔

...تو میرا غلام آزاد ہے!

حضرتِ سیّدُنا عبدُ اللّٰہ بن عُمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) نے پیشگی ہی لوگوں کو اِس بات پر گواہ کرلیا تھا کہ اپنے زَرخرید غلام کو کبھی بددُعائیہ کلمات تک نہ کہوں گا۔ (گالی کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا) اگر بِالفرض کبھی بددُعائیہ کلمات زبان سے نکل جائیں تو میرا غلام آزاد ہے۔ چُنانچہ حضرتِ سیّدُنا ابُوالقاسِم قُشَیْری (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کہتے ہیں حضرتِ سیّدُنا ابنِ عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) نے فرمایا، اگر تم مجھے اپنے غُلام کو "اَخْزَاہُ اللّٰہ" (خُدا اِسے رُسوا کرے) کے الفاظ کہتے ہوئے سُن لو تو تم گواہ رہنا کہ وہ آزاد ہے۔ (رِسالۂ قُشیریہ)

اِتّباعِ سُنّت

اللّٰہ اکبر! ہمارے بُزرگوں کو اپنی ذات کیلئے غُصّہ کم ہی آتا تھا اور اگر بالفرض کبھی آبھی جاتا۔ اِتّباعِ سنّت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت سیّدُنا ابُوذر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) اپنے اُونٹوں کو ایک حوض پہ پانی پلارہے تھے۔ کچھ لوگوں نے جلد بازی کی اور حوض ٹوٹ گیا۔ یہ منظر دیکھ کر سیّدُنا ابُوذر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) پہلے بیٹھ گئے پھر لیٹ گئے۔ کسی نے وجہ پُوچھی۔ تو فرمایا، "تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے حُکم فرمایا ہے کہ جب کسی انسان کو غُصّہ آجائے تو اُسے بیٹھ جانا چاہیئے۔ اگر اِس طرح غُصّہ جاتا رہے تو بہتر ہے ورنہ لیٹ جائے۔" (رسالۂ قُشیریہ)

غُصّہ آجائے تو اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ وُضو کرلے۔ غُصّہ آجائے تو خاموش ہوجائے۔ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے۔ بیٹھا ہے تو لیٹ جائے، زمین سے چپٹ جائے۔ ان باتوں پر عمل کرنے سے اِن شاءَ اللّٰہ غُصّہ چلا جائے گا۔

لوگوں کا دِل جیتنے کا آسان نسخہ!

سرکارِ مدینہ سُرورِ سینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا، "تم اپنے مال کے ذریعہ لوگوں کو خوش نہیں کرسکتے۔ لہٰذا خندہ پیشانی اور حُسنِ اَخلاق کے ذریعہ سے انہیں خوش رکھا کرو۔" (رِسالۂ قُشیریہ)

تصوّف نام ہی اَخلاق کا ہے

رِسالۂ قُشیریہ میں حضرتِ سیّدُنا ابُوالقاسم قُشیری (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) ایک بُزرگ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں، "تصوّف نام ہی اخلاق کا ہے جو جتنا زیادہ با اخلاق ہوگا۔ اُتنا ہی تصوّف میں وہ بلند مقام رکھتا ہوگا۔" سیّدُنا قُشیری (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) ایک اور بزرگ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں، "دوسرے کی بداخلاقی پر نظر پڑنا بھی بداَخلاقی ہے۔"!

بے زبان جانوروں پر بھی ظُلم سے بچو۔ ان کے ساتھ بھی نرمی سے پیش آؤ کہ نرمی سے زینت ہے اور سختی اور بے جا جذباتیت بے رونقی ہے۔ چُنانچہ

بے زَبانوں کو بے جامت مارو!

حضرتِ سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) فرماتی ہیں، میں ایک اُونٹ پرسوار تھی جو کچھ شریر تھا جس کی وجہ سے میں اُسے مارنے لگی تو سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا، "عائشہ (رضی اللہ عنہا)! نرمی اختیار کرو کہ یہ جس شے میں ہوتی ہے اُسے زینت بخشتی ہے اور جس چیز سے جاتی رہے اسے بے رونق کردیتی ہے۔"

مُرغی سے بھی اچّھا برتاؤ کرو

حضرتِ سیّدُنا فُضَیل (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں، "اگر کوئی شخص مکمل طور پر نیکیاں کرتا ہے اور اگر اُس کی ایک مُرغی بھی ہے جس سے وہ بُرا برتاؤ کرتا ہے تو اُسے نیک کام کرنے والا نہیں کہا جائے گا۔" (رِسالۂ قُشیریہ)

مطلب یہ کہ جانوروں کے ساتھ بھی حُسنِ سلوک کرنا چاہیئے۔ جانوروں کے ساتھ بُرا سُلوک کرنے والا بھی بداَخلاق ہے خواہ بظاہر وہ کتنا ہی نیک اور پارسا ہو چُنانچہ ہمارے اَسلاف بے زبانوں کے ساتھ بھی نہایت ہی رحمدلی کا برتاؤ کرتے تھے چُنانچہ

شیخ معروف کرخی اور کتا

حضرتِ سیدنا معروف کرخی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ماموں شہر کے حاکم تھے۔ ایک روز اُس حاکم کا گزر ایک جنگل میں ہوا جہاں حضرتِ شیخ معروف کرخی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بیٹھے روٹی کھا رہے تھے۔ اور ایک کُتا بھی ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حاکمِ شہر نے دیکھا کہ حضرتِ معروف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک لقمہ اپنے منہ میں اور ایک لقمہ اُس کُتے کے منہ میں ڈالتے ہیں۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ماموں نے دیکھ کر کہا، تمہیں شرم نہیں آتی کہ ایک کُتے کے ساتھ روٹی کھا رہے ہو! آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا، "میں شرم ہی کے سبب سے تو اسے روٹی کھلا رہا ہوں۔" پھر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے سر اُٹھایا، اور ایک پرندے کو جو ہوا میں اُڑ رہا تھا۔ آواز دی۔ وہ پرندہ حکم پاتے ہی نیچے اُتر آیا۔ اور آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہاتھ پر آبیٹھا۔ لیکن اپنے پَر سے اپنا منہ اور اپنی آنکھیں چھپالیں۔ حضرتِ معروف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ دیکھ لو! "جو شخص اللہ (عزوجل) سے شرم رکھتا ہے۔ ہر چیز اُس سے شرم رکھتی ہے۔" آپ کے ماموں نے یہ شان دیکھی تو بڑا شرمندہ ہوا۔ (تذکرۃ الاولیاء)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ (عزوجل) والوں کے اخلاق نہایت ہی بلند ہوتے ہیں۔ اور ان کے دِل اللہ (عزوجل) کی مخلوق کی ہمدردی سے معمور ہوتے ہیں۔ اور وہ بھوکے کُتوں کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ مگر جس کے دِل میں کسی بھوکے انسان کا بھی خیال نہ ہو۔ تو وہ کس قدر سنگدِل اور غافِل ہے۔ اور یہ بھی دَرس ملا کہ غُرباء ومساکین سے نیک سلوک کرنا اور ہمدردی رکھنا۔ دراصل یہی شرم وحیا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ والوں (رحمہم اللہ) کی حکومت جانوروں پر بھی جاری ہے۔

نیکی کیا ہے؟ گُناہ ہے؟

حضرتِ نَوّاس بن سَمعان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے مدینے کے تاجدار (صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہٖ وسلم) سے عرض کیا، نیکی کیا ہے؟ اور گُناہ کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا۔ نیکی "اچھے اخلاق" ہیں اور گُناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تُو اس بات کو پسند نہ کرے کہ لوگ اُس پر مطّلع ہوں۔ (مشکوٰۃ)

سب سے بہترین چیز

حُسنِ اخلاق اللہ (عزوجل) کی طرف سے بہت ہی بڑا اِنعام ہے۔ چُنانچہ ایک موقع پر کچھ لوگوں نے تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) سے عرض کیا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) سب سے بہترین چیز جو انسان کو دی گئی ہے وہ کیا ہے؟ تو سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا، "اچھے اخلاق"۔ (مشکوٰۃ)

ہمارے بُزرگوں کو سرکارِ مدینہ، سُرورِ سینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ارشاداتِ عالیہ کا بے اِنتہا لحاظ تھا۔ لہٰذا یہ حضراتِ قُدسیہ کبھی بھی دامنِ اخلاق ہاتھوں سے نہ چھوڑتے تھے۔ اور یہ حُسنِ اخلاق ہی کی برکت تھی کہ اُنہوں نے اپنی "انا" کو فنا کر ڈالا تھا۔ چُنانچہ:۔

مولا علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کا حُسنِ اخلاق

حضرتِ شیخ سعدی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نقل کرتے ہیں،

ایک شخص امیر المؤمنین حضرتِ مولا علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا اور کوئی علمی سُوال کیا۔ حضرتِ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) نے کہ جو حضرت رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے فرمانِ عالیشان کے مطابق شہرِ علم کے دروازے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُس کے سُوال کا جواب مرحمت فرمایا۔ اُس وقت وہاں کچھ اور لوگ بھی حاضر تھے۔ اُن میں سے ایک نے کہا، یا امیر المؤمنین (کرم اللہ وجہہ الکریم)! آپ کا ارشاد بالکل دُرست ہے۔ لیکن اِس سُوال کا اِس سے بہتر جواب بھی دیا جاسکتا ہے۔ حضرت

علی (کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ) نے کمالِ شَفقت اور تَحَمُّل سے اُس کی یہ بات سُنی اور اجازت دی کہ اگر کوئی بہتر جواب ہے تو بے شک بیان کرے۔ چُنانچِہ اُس نے سُوال پر اظہارِ خیال کیا اور شیرِ خُدا حضرت علی (کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ) نے اِنتہائی تَواضُع اور عاجِزی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا، "تمہارا جواب واقعی بہتر ہے۔ اور ظاہِر ہے کہ سب عالموں سے بڑھ کر عالِم تو صرف اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ہی کی ذات ہے"۔

یہ حِکایت بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ سعدی (رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ شیرِ خُدا حضرتِ علی (کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ) کی جگہ اگر کوئی دُنیا پرست بادشاہ ہوتا تو اُس شخص کے بولنے کو گُستاخی قرار دے کر اُسے سزا دیتا۔ عام دُنیاوی اَخلاق کے لحاظ سے بھی بُزرگوں کے سامنے بولنے کو گُستاخی قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن حضرتِ مولا علی (کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہٗ) نے ناراض ہونے کی بجائے اُس کی تحسین فرمائی جس شخص کے دل میں غُرور بھرا ہو۔ وہ حق بات سُننا پسند نہیں کرتا اور اُسکی بھلائی سے دُور رہتا ہے۔ اُس کی مِثال تو سخت پتھر کی سی ہوتی ہے کہ کتنی بھی بارش برسے اُس پر پھُول نہیں کھلتے پھُول تو اُس زمین پر بہار دکھاتے ہیں جو عاجِز ہوتی ہے ۔

خود پسندوں کو کسی کی خوبیوں سے کیا غَرض ۔۔۔ اُن کی نظروں میں تو سب سے بڑھ کے ہے اپنا وُجود

کوئی اچھائی ملے کس طرح اُن کی ذات میں ۔۔۔ کھا گئی سب خُوبیوں کو خواہِشِ نام و نُمود

سب سے وَزنی عمل

قیامت کے روز میزان عمل میں سب سے وزنی عمل حُسنِ اَخلاق ہوگا۔ گالیاں بکنے والے بے شرم لوگوں کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ناپسند فرماتا ہے۔ چُنانچہ

حضرتِ ابُوالدَّرداء (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے روایت کی ہے کہ رَحمتِ عالَم، نُورِ مُجسَّم (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "قیامت کے دن مومِن کے میزانِ عمل میں

سب سے زیادہ بھاری عمل "اچھے اخلاق" ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فُحش کلامی کرنے والے، بے حیا آدمی کو بہُت ہی ناپسند فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

تشریف آوری کا مقصد

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "مجھے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی طرف سے بھیجا گیا ہے تاکہ اخلاقی اچھائیوں کو تمام و کمال تک پہنچاؤں"۔ (امام مالک)

پیارے اِسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقا (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی تشریف آوری کا ایک اور مقصد یہ بھی ہے کہ لوگوں کے اخلاق و معاملات کو دُرست کریں۔ اُن کے اندر سے بُرے اَخلاق کی جڑیں اُکھاڑیں، اور ان کی جگہ بہتر اخلاق پیدا کریں تاجدارِ مدینہ، سُرورِ سینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اپنے قول و عمل سے تمام اچھے اَخلاق کی فہرِست مُرتّب کی، اور پُوری زندگی پر، زندگی کے تمام شعبوں پر اُسے نافِذ کیا۔ اور ہر طرح کے حالات میں اِن پر کاربند رہنے کی ہدایت کی۔

سب میں بہترین لوگ

حضرت عبدُاللہ بن عَمرو بن العاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرماتے ہیں کہ آقائے مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نہ تو بے حیائی کی بات زبان سے نِکالتے، اور نہ بے حیائی کا کام کرتے اور نہ دُوسروں کو بُرا بھلا کہتے۔ اور پیارے آقائے مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں کہ "تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اَخلاق اچھے ہیں"۔ (بُخاری و مُسلم)

اینٹ کا جواب پتھّر سے دینا نادانی ہے!

پیارے اسلامی بھائیو! جو دُوسروں کی بھلائی کا خواہاں ہوتا ہے۔ اُس کے ساتھ بھی بھلائی کا مُعاملہ ہی ہُوا کرتا ہے۔ عُموماً لوگ جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اب تو بھلائی کا زمانہ کہاں ہے! ہم تو اچھوں کے ساتھ اچھے

ہیں اور بُرے کے ساتھ بُرے! (معاذ اللہ) ایسا ہرگز نہیں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر دُنیوی طور پر کچھ تکلیف پہنچ بھی گئی اور اگر ہم نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے بجائے صَبْر کرلیا تو اِس چند روزہ زندگی کے بعد والی اَبَدی زندگی میں اِس کا بہت ہی زبردست نفع حاصل ہو سکے گا۔ اور اگر یہیں ہم نے اِنتقام لے لیا اور اگر ہم سے اِنتقام میں کوئی زیادتی سرزد ہو گئی تو اِس کا آخرت میں عذاب بھی ہو سکتا ہے اور ثواب کی تو کوئی اُمید ہی نہیں۔ لہٰذا بس صَبْر ہی میں عافِیّت ہے۔

کر بھلا، ہو بھلا! کہتے ہیں ایک نیک سیرت شخص اپنے ذاتی دشمنوں کا ذِکر بھی بُرائی سے نہ کرتا تھا۔ جب بھی کسی کی بات چِھڑتی، اُس کی زَبان سے نیک کلمہ ہی نکلتا۔ اُس کے مرنے کے بعد کسی نے اُسے خواب میں دیکھا تو سوال کیا، مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ؟ یعنی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے تمہارے ساتھ کیا مُعاملہ فرمایا؟

یہ سُوال سُن کر اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔ اور وہ بُلبُل کی طرح شیریں آواز میں بولا، "دُنیا میں میں اِس بات سے بچتا تھا کہ میری زَبان سے کسی کے بارے میں کوئی بُری بات نہ نِکلے۔ نکیرین نے مجھ سے بھی کوئی سخت سُوال نہ کیا۔ اور یُوں میرا مُعامَلہ بہت اچّھا رہا۔" (بوستانِ سعدی (رحمۃ اللہ علیہ))

اے رِیاکار! ایک عورت نے حضرتِ شیخ مالک بن دینار (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ) کو پُکار کر کہا، "اے رِیاکار"؟ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا، "اے خاتُون! بَصرہ کے لوگ میرا نام بھول گئے تھے تُو نے اس نام کو تلاش کرلیا۔" (کیمیائے سعادت)

سُبحانَ اللہ! سُبحانَ اللہ! ہمارے اسلاف (رحمہم اللہ) نہایت ہی بُردبار اور خوش اخلاق ہوا کرتے تھے۔ کوئی کتنا ہی تنگ کرے مگر ان کو کبھی اپنے نَفس کی خاطر غُصّہ ہی نہ آتا تھا۔

اگر کبھی آ بھی جاتا تھا تو دامنِ صَبْر ہاتھوں سے ہرگز نہ جاتا۔

ایسے بھی لوگ ہُوئے ہیں جہاں میں.... حضرتِ سیّدنا ابُوعُثمان حَیری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ) کو ایک دعوت میں بُلایا گیا: تاکہ اُن کے صَبْر و تحمّل کی آزمائش کی جائے چُنانچہ جب وہ دعوت میں پہنچے تو میزبان نے اِن کو اندر نہیں جانے دیا اور کہا کہ کھانا ختم ہو چکا ہے۔ یہ سُن کر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) واپس تشریف لے آئے۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ابھی تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ میزبان آپ کے پیچھے پہنچا اور آپ کو واپس لے آیا لیکن پھر لوٹا دیا۔ اِسی طرح کئی بار آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو بلایا اور پھر لوٹا دیا۔ آخرِ کار میزبان آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے مُتأثّر ہو ہی گیا اور تعریفی کلمات اُس کی زَبان پر جاری ہو گئے، "واقعی آپ تو ایک عظیم جَواں مَرد ہیں، آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا اَخلاق نہایت ہی بُلند ہے اور آپ تو صَبْر کے پہاڑ ہیں۔" آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اُس شخص سے اِنکسارًا فرمایا، "یہ جو کچھ تم نے دیکھا یہ تو کُتّے کی عادت ہے کہ جب اُس کو بلاتے ہیں تو وہ بُلانے پر آجاتا ہے اور جب اُس کو دھتکارتے ہیں تو واپس ہو جاتا ہے۔ پَس یہ کوئی قابلِ قدر بات تو نہیں!" (کیمیائے سعادت)

اللّٰہُ اکبر! اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے وَلیوں کے اَخلاقِ کریمہ اور اُن کی عاجِزی! آج کوئی ہمارے ساتھ یہ سُلوک کر کے تو دِکھائے؟ ہمارا تو غُصّہ کے مارے بُرا حال ہو جائے اور اِس طرح سے ہماری بے عِزّتی کرنے والے کے ہم تو جانی دشمن ہو جائیں۔ مگر دَلی تو پھر دَلی ہوتا ہے۔ اِتنا ہو چکنے کے بعد بھی عاجِزی کا حال یہ ہے کہ اپنے اِس عظیم اَخلاقی کارنامے کو ایک کُتّے کے فعل سے تشبیہ دے کر شیطان کے ایک بہت ہی خطرناک وار کو ناکام کر دیا۔ کیوں کہ اگر کوئی ہماری تعریف کرے اور ہم "پھول" جائیں تو یہ بھی شیطان کی کامیابی ہے۔ حضرتِ ابُوعُثمان حَیری (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہ) کی بے مِثل عاجِزی کی ایک اور داستان پڑھیئے اور ایمان تازہ کیجیے:-

خاک اور آگ

ایک بار یہی حضرتِ شیخ ابُوعثمان حیری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سر پر ایک چھت سے بہُت سی خاک کسی نے ڈال دی۔ آپ نے اپنے کپڑوں سے اُس خاک کو جھاڑ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا کیا۔ لوگوں نے کہا، آپ شکر کس بات کا ادا کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو آگ میں ڈالے جانے کا مُستحق ہو (جس کے سر پر آگ ڈالنا چاہیئے) اگر اُس کے سر پر خاک ڈالی جانے ہی پر اکتِفا کیا جائے تو کیا یہ شُکر کا مقام نہیں؟ (کیمیائے سعادت)

اللہ (عزّوجلّ) کو نرمی پسند ہے

"اللہ تعالیٰ مہربان ہے۔ مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ کچھ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا۔" (مُسلِم)

ایک طوائِف کی توبہ

شہر بصرہ میں ایک گانے والی طوائِف شعوانہ نامی رہتی تھی۔ جس کا شہر بھر میں بڑا چرچا تھا۔ اور وہ بڑی بدکار عورت تھی۔ اُمراء کی ہر محفل میں وہ شریک ہوتی تھی۔ ایک دن وہ اپنی لونڈیوں کے ہمراہ کہیں جا رہی تھی کہ راستے میں ایک مقام سے اُسے بہُت سے لوگوں کے رونے کی آواز آئی۔ شعوانہ حیران ہوئی۔ اور سمجھی کہ شاید کوئی مَیّت ہو گیا ہے۔ پھر تحقیقِ حال کے لئے اُس مقام پر پہنچی۔ کیا دیکھتی ہے۔ کہ ایک مُبلّغ بہُت بڑے اِجتماع میں جہنّم کی صِفت اور خدا (عزّوجلّ) کے ہولناک عذاب کا ذکر کر رہے تھے۔ اور مجمع خدا (عزّوجلّ) کے خوف سے رو رہا تھا۔ شعوانہ پر بھی اِس بیان کا گہرا اثر ہوا۔ اور وہ بھی خُدا (عزّوجلّ) کے خوف سے کانپنے لگی اور پھر کہنے لگی، کیوں حُضور! اگر میں توبہ کر لوں تو کیا خُدا (عزّوجلّ) میری توبہ قبول کرے گا اور میرے گُناہ مُعاف فرما دے گا؟ وہ بولے، ہاں۔ شعوانہ نے کہا، مگر میرے گُناہ بے شُمار ہیں۔ اور میں بڑی بدکار ہوں۔ مُبلّغ نے کہا، تم تو تُم ہو۔ خُدا کی قسم! اگر شعوانہ

بھی [illegible] کرے تو خدا اسے بھی مُعاف فرما دے گا۔ شعوانہ روتے ہوئے بولی، تو جناب [illegible] میں ہی بذاتِ خود شعوانہ ہوں۔ اور آج سے سچّے دل سے توبہ کرتی ہوں کہ آئندہ کبھی کوئی گُناہ نہ کروں گی۔

اس کے بعد گھر لوٹی اور اپنی سب لونڈیاں آزاد کر کے اپنا سارا مال غُرباء میں تقسیم کر دیا۔ اور خود عبادت میں مشغول ہو گئی۔ اور چالیس سال تک [illegible] اور سارے بصرہ میں عابدہ و زاہدہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ رحمۃ اللہ علیہا۔ (روض الریاحین)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ (عزّوجلّ) کی رحمت بہت ہی بڑی ہے سچے دل کے ساتھ توبہ کر لینے سے خدا تعالیٰ بڑے بڑے گُناہ مُعاف کر دیتا ہے۔ مبلغ کو بھی چاہیئے کہ وہ نرمی و پیار کے ساتھ بیان کرے۔ اگر کوئی بیان سُن کر متاثِر ہو جائے تو اس پر خاص توجّہ کرے اور اُس کی بات دھیان سے سُنے اور انتہائی خندہ پیشانی سے اس سے مُلاقات کرے نیز نہایت ہی دِلنشین پیرایہ میں اُس کو سمجھائے اس طرح توجّہ کرنے اور حُسنِ اَخلاق کا مظاہرہ کرنے سے شعوانہ کی طرح بے شُمار اپنی سماج میں پلنے والے انسان راہِ راست پر آ سکتے ہیں۔ یاد رکھئے! آپ کی تھوڑی سی توجّہ کسی کی بلکہ اس کی تمام نسلوں کی عاقبت سنوار سکتی ہے۔ اور معمولی سی بد اخلاقی بھی کسی کا دل توڑ کر اس کی بلکہ اُس کی نسلوں کی عاقبت خطرہ میں ڈال سکتی ہے!

نرمی کو لازِم کر لو!

ہمارے پیارے مدنی آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے ایک موقع پر حضرت عائشہ صدّیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے فرمایا، "نرمی کو لازم کر لو اور سختی و فُحش سے بچو۔ جس چیز میں نرمی ہوتی ہے اُس کو زینت دیتی ہے اور جس چیز سے جُدا کر لی جاتی ہے اُسے عیب دار کر دیتی ہے۔" (مُسلم)

مزید ایک حدیث پاک میں آیا ہے:

"جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر (بھلائی) سے محروم ہوا۔" (مسلم)

ایک اور حدیثِ مبارکہ میں ارشاد ہے :۔

"جس کو نرمی سے حصّہ ملا، اُسے دُنیا و آخرت کی خیر کا حصّہ ملا اور جو شخص نرمی کے حصّہ سے محروم ہوا۔ وہ دُنیا و آخرت کی خیر سے محروم ہوا۔" (شرح سنّہ)

تاجدارِ مدینہ، سُرورِ سینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، کیا میں تم کو خبر نہ دُوں کہ کون شخص جہنّم پر حرام اور جہنّم اُس پر حرام ہے ؟ وہ شخص کہ آسانی کرنے والا نرم قریب سہل ہے۔" (احمد و ترمذی)

"مومن آسانی کرنے والے نرم ہوتے ہیں جیسے نکیل والا اُونٹ کہ کھینچا جائے تو کھنچ جائے اور چٹان پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جائے۔" (ترمذی)

حضرتِ سیّدنا فاروقِ اعظم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) حق کے مُعاملہ میں نہایت ہی جلالی تھے۔ مگر حقوقُ العباد کے مُعاملہ میں بے حد نرم تھے۔ اِس سلسلے میں "بوستانِ سعدی" کی ایمان افروز حکایت پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔

ایمان افروز حکایت

حضرتِ شیخ مُصلحُ الدّین سیّد شرفُ الدّین سعدی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) اپنی کتاب "بوستانِ سعدی" میں فرماتے ہیں کہ روایت ہے،

ایک فقیر مدینۂ منوّرہ کی ایک مُبارک گلی میں بیٹھا تھا۔ اِتّفاقاً امیرُ المؤمنین حضرتِ سیّدنا عُمرِ فاروق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اُس طرف گزرے اور بے توجہی میں فقیر کے پاؤں پر پاؤں پڑ گیا۔ فقیر ناراض ہو کر چلّایا، "اے شخص! کیا تو اندھا ہے ؟" حضرتِ امیرُ المؤمنین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے کمالِ مہربانی سے جواب دیا، "بھائی! اندھا تو نہیں ہوں لیکن مجھ سے قصور ہوا ہے۔ برائے مہربانی مجھے مُعاف کر دو۔"

یہ حکایت بیان کرتے ہوئے حضرتِ شیخ سعدی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) فرماتے ہیں،

سُبحانَ اللّٰہ! بزرگوں کا اَخلاق کس قدر پاکیزہ تھا۔ مُقابل کوئی کمزور ہوتا تھا تو اُن کے لہجے میں نرمی آجاتی تھی۔ سچ ہے کہ ہر بلند مرتبہ شخص مُنکسرُ المزاج اور دُوسروں کی دلجوئی کرنے والا ہوتا ہے۔ اِس کی مثال تو اُس درخت کی سی ہوتی ہے جس پر جتنے زیادہ پھل آتے ہیں اُس کی شاخیں اُسی قدر جُھک جاتی ہیں۔ جو خوش نصیب کمزوروں کے ساتھ نرمی اور مُروّت کا برتاؤ کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن شاداں و فرحاں ہونگے لیکن مغروروں کو شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

پیارے اسلامی بھائیو! انسان طاقت وَر ہو، بااختیار ہو اور پھر کسی کمزور کی جِھڑکی سہہ لے، یہی تو کمال درجہ کا حُسنِ اَخلاق ہے۔ اور اِسی لئے اِس نیکی کا بہُت زیادہ اَجر ہے۔ اِس حکایت میں حضرتِ سعدی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) نے حضرتِ عُمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی بُردباری اور تحمّل کی عظمت ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کی عظمت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ یہ بات حضرتِ عُمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے تمام سیرت نگاروں نے تسلیم کی ہے کہ آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی طبیعت جلالی تھی۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کسی کی معمولی سی بات بھی برداشت نہ کرتے تھے۔ لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد طبیعت کی سختی میں نرمی اور خلیفہ بننے کے بعد نرمی حلیمی میں بدل گئی، جس کی جھلک اِس حکایت میں نظر آتی ہے۔

ایک حدیثِ پاک میں آتا ہے :۔

"ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اَخلاق اچّھے ہوں۔" (ابوداؤد)

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے :۔

"مومن دھوکہ کھا جانے والا ہوتا ہے (یعنی اپنے کرم کی وجہ سے دھوکہ کھا جاتا ہے، نہ کہ بے عقلی سے) اور فاجر دھوکہ دینے والا لَئیم یعنی بد خُلق ہوتا ہے۔" (ابوداؤد)

اپنے مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی بھی حُسنِ اَخلاق کا ایک حصّہ ہے۔ ہمارے بُزرگوں کے پیشِ نظر ہر حال میں دُوسرے اِسلامی بھائیوں کی بھلائی اور خیر خواہی ہوتی تھی اور اِس جذبے کے تحت کسی بھی قسم کی قُربانی پیش کرنے سے دَریغ نہ کرتے تھے۔ چُنانچہ

کھوٹا سِکّہ

حضرتِ شیخ عبدُاللّٰہ خیّاط (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) ایک بڑے بُزُرگ شخص تھے۔ آپ درزی کا کام کرتے تھے۔ ایک آتش پَرَسْت اُن سے کپڑے سِلواتا اور ہر بار اُجرت میں کھوٹا دِرہم اُن کو دے جاتا اور وہ اُس کو لے لیتے۔ ایک بار آپ کہیں گئے ہوئے تھے۔ شاگرد نے آتش پَرَسْت سے کھوٹا سِکّہ نہ لیا جب حضرتِ شیخ عبدُاللّٰہ خیّاط (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) واپس آئے اور اُن کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے شاگرد سے کہا کہ تُو نے دِرہم کیوں نہیں لیا؟ کئی سال سے وہ مجھے کھوٹا سِکّہ ہی دیتا ہے اور میں جان بُوجھ کر خاموشی سے لے لیتا ہوں تاکہ یہ کھوٹا سِکّہ کسی دُوسرے مسلمان کو نہ دے۔ (کیمیائے سعادت)

سُبحان اللّٰہ! کیا حُسنِ اَخلاق ہے! ہم تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہمارے اَسلاف (رَحِمَہُمُ اللّٰہ) تو مُسلمانوں کو نقصان سے بچانے کی خاطِر اپنا مالی نقصان بھی برداشت کر لیتے تھے۔ اور آج ہم تو اپنے ہی بھائیوں کو لُوٹنے میں مصروف ہیں! اِسی لئے تو آج تباہی اور بربادی ہمارا مُقدّر بن چُکی ہے۔

دل کے پھپھولے جل گئے سینے کے داغ سے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

فارُوقِ اعظم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے فرمایا

امیرُ المُؤمِنین سیِّدُنا حضرتِ عُمر بن خطّاب (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) فرماتے ہیں، "اگر انسان میں نو۹ حصّہ اَخلاقِ حَسَنہ ہوں مگر ایک حصّہ بداَخلاقی ہو تو یہ ایک بُرا حصّہ نو پر غالِب آجائے گا۔ پس زبان کی لغزشوں سے بچو۔" (تَنبِیہُ المُغتَرِّین)

بداَخلاقی کا نتیجہ

حضرت بِشر بن عُمر (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں، کہ بداَخلاقی کا نتیجہ قَطعِ تعلّق کے سِوا کچھ نہیں۔ (تَنبِیہُ المُغتَرِّین)

بداَخلاقی یعنی ٹُوٹا ہُوا برتن

حضرت وَہب بن مُنَبِّہ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں، "خُلقِ بد کی مِثال مٹّی کے ٹُوٹے ہوئے برتن کی سی ہے کہ نہ اُس سے کوئی فائِدہ اُٹھا سکتا ہے اور نہ ہی پھر مٹّی بن سکتی ہے۔" (تَنبِیہُ المُغتَرِّین)

با اَخلاق اِسلامی بہن بھائی کس قَدَر خوش نصیب ہوتے ہیں کہ اگر وہ نَوافِل شب میں کوتاہی بھی کریں، نَفلی روزے بھی نہ رکھ پائیں لیکن حُسنِ اَخلاق کی بدولت اُنہیں یہ سارا ثواب بِغیر محنت کے ہاتھ آجاتا ہے چُنانچہ

حُسنِ اَخلاق کی فضیلت

حضرتِ سیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) نے کہا کہ میں نے تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مومن اپنے اچّھے اَخلاق کی بدولت اُس مسلمان کے مرتبہ کو پالے گا۔ جو رات بھر نماز میں کھڑا رہتا ہو اور دن بھر روزہ دار رہتا ہو۔ (مشکوٰۃ)

ہر وَقت خوفِ خُدا پیشِ نظر رکھو اگر بتقاضائے بَشَرِیَّت کوئی گناہ سَرزَد ہو بھی جائے تو اُس کے فوراً بعد کوئی نہ کوئی نیکی کر لو اُس کی بَرَکت سے اِنْ شَاءَ اللّٰہ وہ گُناہ زائل ہو جائے گا اور دامنِ اَخلاق تو کسی حال میں بھی نہ چھوڑو۔ چُنانچہ

تین۳ نصیحتیں

حضرتِ ابُوذَر غِفاری (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے کہا، کہ سرکارِ عالی وقار دو۲ جہاں کے تاجدار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے (نصیحت فرماتے ہوئے) مجھ سے فرمایا، (۱) تم جہاں بھی رہو خُدا سے ڈرتے رہو۔ (۲) اور ہر بدی کے بعد کوئی نیکی کر لو۔ تو یہ نیکی اُس بدی کو مٹا دے گی۔ (۳) اور تم لوگوں کے ساتھ اچّھے اَخلاق سے مِلو۔ (مشکوٰۃ)

ہمارے مَدَنی سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو سب سے زیادہ پیار کس پر ہے ؟ کیا مالدار پر ؟ عیالدار پر ؟ چالاک وہُشیار پر ؟ صاحِبِ اِقتِدار پر ؟ کسی قوم کے امیر و سردار پر ؟ اِس کا جواب حدیثِ ذَیل میں پڑھیے۔

مَحبوبِ خدا کا مَحبُوب

حضرتِ سَیِّدُنا عبدُاللہ ابنِ عُمَر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا) کہتے ہیں کہ، تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، کیا تم لوگوں کو خبر نہ دے دُوں کہ قِیامت کے دن سب سے زیادہ میرا مَحبوب اور سب سے زیادہ میرا مُقرَّب کون ہوگا ؟ یہ کہنے کے بعد ارشاد فرمایا، "وہ کہ تم لوگوں میں جس کا "اَخلاق" سب سے زیادہ اچھا ہوگا"۔ (کَنزُ العُمَّال)

اللہ کا مَحبوب بنے جو تُمھیں چاہے ‏ اُس کا تو بَیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو (ذوقِ نعت)

کوئی تمہیں دے یا نہ دے تم دیئے جاؤ۔ ظالِم کو مُعاف کردو اور جو تم سے کترائے، دُور بھاگے، نفرت کرے تم اُس سے مَحَبَّت سے ملو۔ اِنْ شَآءَ اللہ نَفرت کی دیوار ہٹ جائیگی۔

جنّت میں دَاخِلہ کے تین ۳ اَسباب

حضرتِ ابُوہریرہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مَروی ہے کہ تین ۳ باتیں جس شخص میں ہوں گی۔ اللہ تعالٰی (قِیامت کے دن) اُس کا حساب بَہُت آسان طریقے سے لے گا اور اُس کو اپنی رَحمت سے جنَّت میں داخِل فرمائے گا۔ (۱) جو تمہیں مَحروم کرے تم اُسے عطا کرو۔ (۲) اور جو تُم پر ظُلم کرے تم اُس کو مُعاف کردو۔ (۳) اور جو تم سے قَطعِ تعلُّق کرے تم اُس سے مِلاپ کرو۔ (کَنزُ العُمَّال)

کاش! ہمارے اندر یہ جذبہ پیدا ہوجائے کہ ہم اپنی ذات اور اپنے نَفس کی خاطِر ناراض ہونا ہی چھوڑ دیں۔ جیسا کہ ہمارے بُزُرگوں کا جذبہ ہوتا تھا کہ اِن پر کوئی کِتنا ہی ظُلم کرے یہ حضرات اُس ظالِم پر بھی شَفقَت ہی فرماتے تھے۔ چُنانچہ

انوکھی حِکایت!

حضرتِ سَیِّدُنا شیخ ابراھیم بن اَدْھَم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) ایک بار جنگل میں کہیں تشریف لئے جارہے تھے کہ ایک سپاہی کا وہاں سے گُزر ہوا۔ اُس نے آپ سے سُوال کیا، تم غُلام ہو ؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ اُس نے کہا، مجھے آبادی کا پتہ بتاؤ۔ آپ نے قَبرِستان کی طرف اشارہ کردیا۔ اُس سپاہی کو اِس پر بڑا غُصّہ آیا۔ اور اُس نے آپ کے سرِ اَقدس پر ڈنڈا دے مارا۔ سَرِ مُبارک سے خُون بہنے لگا۔ ظالِم سپاہی نے صِرف اسی پر اِکتِفا نہ کی بلکہ آپ کو پکڑ کر شہر میں لے آیا۔ لوگوں نے جب یہ ماجرا دیکھا تو سپاہی کو بڑی مَلامت کی اور کہا، "اے بیوُقوف! یہ کیا ؟ اِن کو تو نہیں جانتا، ارے نادان! یہ تو زمانہ کے وَلی حضرتِ سَیِّدُنا ابراھیم بِن اَدْھَم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) ہیں" یہ سُن کر وہ بے حَد نادِم ہوا۔ اور فوراً اپنے گھوڑے سے اُتر کر آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ اور آپ کی قدمبوسی کی۔ پھر نہایت ہی عاجزی کے ساتھ عَرض گُزار ہوا، "عالی جاہ! میں آپ کا غُلام ہوں۔ اپنے غلام کی خطا کو مُعاف فرمادیجئے اور یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ نے مجھے یہ کیوں بتایا تھا کہ میں غُلام ہوں"! آپ نے فرمایا، میں نے اِس وجہ سے کہا تھا کہ میں اللہ تعالٰی کا بندہ ہوں۔ سپاہی نے عَرض کیا جب میں نے آبادی کے بارے میں دریافت کیا تھا تو آپ نے قَبرِستان کی طرف اِشارہ کیوں کیا تھا ؟ آپ نے فرمایا، اس لئے کیا تھا کہ شہروں کی آبادی تو ایک دن وِیران ہو جائے گی۔ مگر اَصل آبادی تو قَبرِستان ہی ہے کہ یہیں سب کو آنا پڑتا ہے۔ سپاہی نے کہا، اچھّا یہ بتائیے کہ میں نے ڈنڈے سے آپ کا سرِ مُبارک پھوڑ ڈالا۔ اِس کے باوُجود آپ کی زَبان پر دُعائیہ کلمات کیوں جاری تھے ؟ آپ نے فرمایا، مجھے معلوم تھا کہ دُعا دینے میں دو ۲ ثواب ہیں۔ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ تم سے مجھے نیکی اور ثواب حاصل ہو اور اِس کے عِوَض مجھ سے تم کو اَبدی بَد دُعا حاصِل ہو۔ (کیمیائے سعادت)

مطلب یہ کہ تُم نے مجھے مارا تو مجھے تکلیف پہنچی اِس پر میں نے صبر کیا۔ لہٰذا تُم مجھے مار کر میرے لئے ثواب حاصل ہونے کا ذریعہ بنے۔ تو اس طرح تُم میرے مُحسن ہوئے اور ظاہر ہے مُحسن کو دُعا ہی دی جاتی ہے نہ کہ بَد دُعاء!

اِس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ایک بُزرگ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خواب میں جنّت کا منظر دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ اَہلِ جنّت کی جھولیاں موتیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اُن بُزرگ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ان اَہلِ جنّت سے اِس کی وجہ دریافت کی، اُنھوں نے جواب دیا، "ایک ناواقِف شخص نے حضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم بِن اَدْھَم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کا سَرِ اَقدس پھوڑ دیا تھا جس پر اللّٰہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حُکم دیا ہے کہ جب ابراہیم بِن اَدْھَم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) جنّت میں داخِل ہوں تو اِن پر یہ موتی نچھاور کئے جائیں۔" (تَذْکِرَۃُ الْاَوْلِیَاء)

اَللّٰہُ اَکبر! یہ ہمارے بُزرگوں (رحمہم اللہ) کا حُسنِ اَخلاق! اور جذبۂ عَفو و دَرگُزر!! اللّٰہ (عَزَّ وَجَلَّ) ان بُزرگوں (رحمہم اللہ) کے صَدقے ہمیں حُسنِ اَخلاق و دولتِ دَرگُزر نصیب فرمائے۔ آمین۔

سَر پھوڑنے والے کی دِلجوئی!

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ سَیِّدُنا بایزید بِسطامی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) قبرِستان میں حاضری دے کر واپس لوٹ رہے تھے کہ راستے میں ایک نوجوان پر نظر پڑی جو بَربَط (ایک طرح کا ساز) بجا رہا تھا۔ تو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اُس کو دیکھ کر "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" پڑھا۔ اِس پر وہ نوجوان طَیش میں آگیا اور بَربَط کو اِس زور سے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سرِ اَقدس پر مارا کہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا سَرِ مُبارک پھٹ گیا۔ اور بَربَط بھی ٹُوٹ گیا۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اُس نوجوان کو کچھ کہے بغیر تشریف لے آئے۔ اور اپنے غلام کے ذریعے بَربَط کی قیمت اور حَلوہ بھیجا۔ اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ اِس رقم سے دُوسرا بَربَط خرید لو اور چُونکہ میری وجہ سے تمہارا بَربَط ٹوٹ گیا اور اِس سے تمہارا دِل رَنجیدہ ہوا تو حَلوہ کھالو تاکہ تمہارا صَدمہ ختم ہوجائے۔ اِس اَخلاقِ حَسَنہ سے وہ نوجوان ایسا مُتأثّر ہوا کہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خِدمَت میں

حاضِر ہو کر تائِب ہوگیا۔ (تَذکِرَۃُ الاَولِیاء)

سُبحَانَ اللّٰہ! سُبحَانَ اللّٰہ! کس قَدَر حَسین انداز ہے اَمر بِالمَعروف کا! اور کتنا بلند ہوتا ہے اللّٰہ (عَزَّ وَجَلَّ) والوں کا اَخلاق! واقعی بُزرگی کا دُوسرا نام حُسنِ اَخلاق ہی ہے۔

سَب سے زیادہ جنّت میں لے جانے والے اَعمال میں سے خوفِ خُدا اور حُسنِ اَخلاق بھی ہیں اور زَبان کا بے جا استعمال اور شرمگاہ کی حفاظت نہ کرنا جہنّم میں جانے کے سب سے بڑے اَسباب ہیں۔ جیساکہ

جنّت و دوزخ میں لے جانیوالے اَسباب

حضرتِ سَیِّدُنا ابُوہُریرہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کہتے ہیں کہ سرکارِ اَبد قرار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، تم لوگ جانتے ہو کہ سب سے زیادہ کون سی چیز لوگوں کو جنّت میں داخِل کرے گی؟ سُنو! وہ یہ ہے (۱) اللّٰہ (عَزَّ وَجَلَّ) سے ڈرنا۔ (۲) اور اچھے اَخلاق۔ اور کیا تم لوگ جانتے ہو کہ کونسی چیز سب سے زیادہ لوگوں کو جہنّم میں داخِل کرے گی؟ سُنو! وہ یہ ہے (۱) مُنہ اور (۲) شرمگاہ۔ (مِشکوٰۃ) ہر وَقت فُضُول "بک بک" کرنے والوں اور شہوت سے مَغلوب ہو کر "تاک جھانک" کرنے والوں کیلئے حدیثِ بالا میں عِبرت ہی عِبرت ہے۔

خوش اَخلاق اِسلامی بھائیوں اور بہنوں کیلئے جنّت کی بِشارت!

حُسنِ اَخلاق جنّت میں لے جائے گا!

اَمیرُ المُؤمِنین حضرتِ مولا علی (کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم) نے فرمایا، "تم لوگ اچھے اَخلاق کو لازِم پکڑ لو۔ کیونکہ یہ یقیناً جنّت میں لے جائے گا۔" (مِشکوٰۃ)

بَد اَخلاق بحُکمِ حدیث بَدبخت و بدنصیب ہے۔ چُنانچہ

بداَخلاق بدبخت ہے

تاجدارِ مدینہ، سُرورِ سینہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی خدمتِ بابرکت میں عَرض کیا گیا، یارسُولَ اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) بدبختی کیا ہے؟ آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا "بداَخلاقی۔" (مِشکوٰۃ)

بداَخلاقی کی عادت نِکالنے کی بھرپُور کوشِش کیجئے کہ یہ اتنی زبردست نحُوست ہے کہ اِس سے نیک اَعمال تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ چُنانچِہ

بداَخلاقی سے نیکیاں تباہ ہو جاتی ہیں

سرکارِ مدینہ، سُرورِ سینہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے ارشاد فرمایا، "بداَخلاقی عمل کو اِس طرح خراب (برباد) کر دیتی ہے جیسے سِرکہ شَہد کو خراب کر دیتا ہے۔" (مُکاشفۃُ القلُوب)

سِیاہ فام بُزُرگ

حضرتِ سیِّدُنا علی بن مُوسٰی (رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ) اپنے زمانے کے زبردست ولیُّ اللہ تھے۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کی رَنگت سِیاہی مائل تھی۔ نَیشاپُور میں آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے گھر کے سامنے ایک حَمّام تھا۔ جب آپ حَمّام میں جاتے تو اِحتِراماً مالِکِ حَمّام، حَمّام کو خالی کرا دیا کرتا تھا۔ (کیوں کہ پہلے زمانے میں بڑے بڑے حَمّام ہوا کرتے تھے اور ایک ہی حَمّام میں بیک وَقت کئی آدمی غُسل کیا کرتے تھے) ایک روز جب آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) حسبِ معمول حَمّام میں تشریف لے گئے تو حَمّامی کی غَفلت سے ایک کِسان وہاں رہ گیا تھا۔ اُس نے جب ان کو دیکھا تو سمجھا کہ یہ شَخص حَمّام کے خدمتگاروں میں سے کوئی ہے۔ لہٰذا اُس نے تو حُکم صادِر کرنا شُروع کر دیا، کہنے لگا کہ اُٹھ، اور پانی لا۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے پانی لاکر رکھ دیا۔ پھر اُس نے کہا، مَلنے کے لئے مِٹّی لا۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے لاکر دے دی۔ اِسی طرح آپ اس کے کام کرتے رہے۔ جب حَمّامی آیا اور اُس نے

کِسان کی آواز سُنی، مُعامَلہ سمجھ گیا اور مارے شرم کے حَمّام سے بھاگ گیا کہ اب اللہ (عزَّوجلَّ) کے وَلی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے سامنے کس مُنہ سے جاؤں گا۔

جب آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) حَمّام سے باہر آئے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا، کہ حَمّامی کو روکو اِس میں ایسی شرمندگی کی بھی کیا بات ہے؟ اِس غریب کا کیا قُصُور ہے۔ پھر عاجزی کے طور پر فرمایا، خطا تو اُس شَخص کی ہے جس نے فرزند کے نُطفہ کو ایک سِیاہ فام کنیز کے رِحْم میں ڈالا۔ (کیمیائے سعادت)

مطلب یہ کہ چُونکہ میری ماں کالی تھی اور اس سَبَب سے میرا رنگ بھی کالا ہے۔ (یہ بات آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے عاجزی کے طور پر فرمائی تھی اور عاجِزی ہی میں تو بُزرگی پوشیدہ ہے)۔

پرہیزگار عورت بداَخلاقی کی وجہ سے جہنَّمی قرار دی گئی!

حضرتِ سیِّدُنا اَبُوہُریرہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے رِوایت ہے کہ ایک شَخص نے عَرض کی، یا رسولَ اللہ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) فُلانی عورت کے مُتعلِّق ذِکر کیا جاتا ہے کہ نَماز و روزہ و صَدَقہ کثرت سے کرتی ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنی زَبان سے پڑوسیوں کو تکلیف بھی پہنچاتی ہے۔ فرمایا، "وہ جہنَّم میں ہے۔" اُنھوں نے عَرض کیا کہ، یارسولَ اللہ! (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) فُلانی عورت کی نِسبت ذِکر کیا جاتا ہے کہ اُس کے روزہ و نَماز و صَدَقہ میں کمی ہے (یعنی نوافل میں) وہ پنیر کے ٹکڑے صَدَقہ کرتی ہے اور اپنی زَبان سے پڑوسیوں کو ایذا نہیں دیتی۔ فرمایا، "وہ جنّت میں ہے۔" (احمد و بیہقی)

اس حدیثِ پاک سے وہ "بُزرگ"، دَرسِ عبرت حاصِل کریں جو بات بات پر لوگوں کو جھاڑ دیتے ہیں بلکہ مَعاذَاللہ! مسجِد تک میں بھی چِلّا چِلّا کر لوگوں کو ڈانٹتے

رہتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں کی دِل آزاری کی وجہ سے آخرت برباد ہو جائے اور تمام عبادت و رِیاضت یہیں دَھری کی دَھری رہ جائے!

حُسنِ اَخلاق مِلتا ہی سَعادَت مَند کو ہے۔ چُنانچِہ

با اَخلاق جہنّم میں نہیں جائے گا

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے جس بندے کی پیدائش اور اَخلاق کو بہترین بنایا ہے اُسے وہ جہنّم میں نہیں ڈالے گا۔ (مُکاشَفَۃُ القُلُوب)

بروزِ قیامت حُسنِ اَخلاق اور سَخاوت کو سب سے پہلے ترازُو میں رکھا جائیگا۔ حُسنِ اَخلاق اور سَخاوت سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ بُخل و بَداَخلاقی تو مسلمانوں کا شَیوہ ہی نہیں۔ جیسا کہ

بد اَخلاقی کُفر کی قوّت ہے!

حضرتِ اَبُو الدَّرْداء (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ) سے مروی ہے کہ میں نے تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو یہ فرماتے سُنا کہ سب سے پہلے میزانِ عَمَل میں حُسنِ اَخلاق اور سخاوت کو رکھا جائے گا۔ جب اللہ تعالٰی نے ایمان کو پیدا فرمایا۔ تو اُس نے عَرض کی، اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) مجھے قوّت عطا فرما۔ تو اللہ تعالٰی نے اُسے حُسنِ اَخلاق اور سَخاوت سے تَقوِیَت بخشی اور جب اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے کُفر کو پیدا فرمایا تو اُس نے عرض کی، اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) مجھے قوّت بَخش۔ تو اُس نے اِسے بُخل اور بد اَخلاقی سے تَقوِیَت بخشی۔

اب حضرتِ زَید بن حارِثہ (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ) کا عجیب و غریب اور رِقّت اَنگیز واقِعہ پیش کیا جاتا ہے۔ اِسے پڑھیئے۔ سرکارِ مدینہ، سُرورِ سینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی شَفقت اور حُسنِ اَخلاق کے اَعلیٰ ترین مِعیار پر قُربان ہو جائیے۔ کہ ہمارے پیارے

آقا (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بیک وَقت ماں کی محبّت بھی عطا فرماتے ہیں۔ اور والِد کا پیار بھی۔ زید (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ) آپ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی صُحبت بابرکت میں رہ کر اِس قدر مانُوس ہو گئے۔ اور اِن کے رَگ و پے میں اِس قدر مَحبّتِ مُصطفٰے (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) رَچ بس گئی کہ ماں باپ اور اَہلِ خاندان کی محبّت سے بالکل بے نیاز ہو گئے۔ اور کسی قیمت پر بھی سرکارِ نامدار مدینے کے تاجدار (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی غُلامی چھوڑنے کیلئے تیار نہ ہوئے۔ چُنانچِہ منقول ہے کہ

چھوڑ کر آپ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا در جائیں سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کدھر؟

حضرتِ سَیِّدُنا زَید بن حارِثہ (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ) جو اپنے والِدَین سے کم عُمری میں بِچھڑ گئے تھے۔ جب اِن کے والِدَین کو پتہ چلا کہ ہمارا بیٹا شاہِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا غُلام ہے۔ تو حضرتِ زَید (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ) کے والِد اور چچا فِدیہ کی رقم لے کر اپنے بیٹے کو غُلامی سے چُھڑانے کیلئے مَکّہ مُکَرَّمہ آئے اور حُضورِ اکرم نورِ مُجسّم (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خدمتِ بابرکت میں حاضِر ہوئے۔ اور عَرض کی، ہم پر اِحسان کیجئے اور کرم فرمائیے اور فِدیہ قَبول کر کے ہمارے بیٹے کو آزاد کر دیجئے۔ سُلطانِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، کیا بات ہے؟ عَرض کی، کہ ہم اپنے صاحبزادے زَید (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ) کو ڈُھونڈتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں۔ شَہَنشاہِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، زَید (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ) کو بُلا لو۔ اگر وہ تُمہارے ساتھ جانا چاہے تو بِغیر فِدیَہ ہی لے جاؤ۔ لِہٰذا حضرتِ زَید (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ) کو بُلایا گیا اور جانے نہ جانے کا اِختیار دیا گیا۔ تو حضرتِ زَید (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ) نے عَرض کی، "یارسولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں آپ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مُقابلے میں بھلا کِس کو پسند کر سکتا ہوں!" بِلا شُبہ شَہَنشاہِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی غُلامی دونوں جہاں کی سُلطانی ہے۔ پھر بھلا حضرتِ

زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، سلطانِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) جیسے شفقت کے سمندر اور حُسنِ اَخلاق کے پیکر کو کیسے چھوڑ دیتے ؟ چنانچہ حضرتِ زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے والِدین کے مُقابلہ میں سُلطانِ دارَین (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی غُلامی کو ترجیح دی اور والِدین کے ساتھ جانے سے اِنکار کردیا۔ اور والِدین نے جب زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) سے مَحبّت اور سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر شفقت دیکھی تو وہ بھی مُطمئن ہو کر بخوشی واپس لَوٹ گئے۔ (خمیس)

سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے دامَن سے جب ہوگئے وابَستہ ☆ دُنیا کے سبھی رِشتے بے کار نظر آئے

کبھی "اُف" تک نہ فرمایا

حُضُورِ تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے مشہور و مَعرُوف خادِم حضرتِ اَنَس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال لگاتار مدینے کے تاجدار، سرکارِ اَبد قرار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی خِدمَت کی۔ مدینے کے آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے کبھی مجھے "اُف" تک نہیں فرمایا۔ جو کام میں نے کیا اُسکے مُتعلِّق کبھی یہ تک نہیں فرمایا کہ تُو نے یہ کیوں کیا ؟ اور جو کام نہیں کیا اُس کے مُتعلِّق کبھی بھی نہیں پُوچھا کہ یہ کیوں نہیں کیا ؟ (مِشکوٰۃ)

غور کیجئے کہ مدینے کے تاجدار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا اَخلاقِ حسنہ کتنا اَرفع واعلیٰ تھا اور اپنے غُلاموں کے ساتھ کس قدر حُسنِ خُلق کا سُلوک فرماتے تھے۔ بس پیارے اِسلامی بھائیو! کوشش کیجئے اور حُسنِ اَخلاق کے پیکر بن جائیے۔ پھر اَخلاقِ حَسَنہ کی بَرکتیں دیکھئے کہ کس طرح آپ کے دین و دُنیا کے مُعامَلات طے ہوتے ہیں۔ اللہ (عزّوجلّ) ہمیں اَخلاقِ مُصطفٰے کے طُفیل با اَخلاق بنائے۔ آمین بجاہِ النّبیِّ الاَمین (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)

اَمر بالمعرُوف کے آداب میں سے چوتھا ادب "صبر و تحمُّل" ہے۔ لہٰذا اب صبر و تحمُّل کا بیان کیا جاتا ہے۔

صبر و تحمّل

پیارے اسلامی بھائیو! اَمرِ بالمعرُوف کرنے والے کا صابِر اور مُتحمِّل مزاج ہونا نہایت ہی ضَروری ہے۔ جیسا کہ قرآنِ عظیم میں ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ (پ ۲۱ ع ۱۱)

ترجمہ: اور اچھی بات کا حُکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو اُفتاد تجھ پر پڑے اُس پر صَبر کر۔ (کنزالایمان)

مُبلّغ ستایا جاتا ہے

یقیناً اَمرِ بالمعرُوف کرنے کی راہ میں بسا اوقات نہایت ہی مُشکِلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ مذاق بھی اُڑایا جاتا ہے، مار پیٹ بھی کی جاتی ہے، بَعض اَوقات تو جان تک بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اِن تمام نامُساعِد حالات میں صَبر و شکیبائی کا دامَن ہاتھ سے نہیں چھُوٹنا چاہیے۔ ایسے مَواقِع تو اکثر و بیشتر آئیں گے کہ آپ کسی کو اَمرِ بالمعرُوف کریں گے تو وہ سیدھے مُنہ بات ہی نہیں کرے گا۔ بلکہ اُلٹا سیدھا جواب دے گا۔ یہ موقع بھی بڑا صبر آزما ہوتا ہے۔ اُس وَقت آپ کو غُصّہ نہیں آنا چاہیے۔ یہ اُس کا اپنا مُقدّر ہے جو ایسا جواب دے رہا ہے۔ اَمرِ بالمعرُوف کرنے والے کا دِل دُکھانے والا خود گنہگار ہوگا۔

تُو اپنے آپ کو سنبھال!

حضرتِ سیّدُنا عبدُاللہ بِن مسعُود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ایک بڑا گُناہ ہے کہ کوئی شخص دُوسرے کو بَطورِ نصیحت کہے کہ تُو اللہ (عزّوجلّ) سے ڈر، تو بُرائی کرنے والا اِس کا جواب دے، "تُو اپنے آپ کو سنبھال"۔ (تنبیہ المغترین)

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ

ترجمہ: اور اُس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو

اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ — اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی طرف بُلائے اور نیکی کرے اور کہے،

مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (پ ۲۴ ع ۱۹) — میں مُسلمان ہوں۔ (کنزالایمان)

ایک اور مقام پر ارشادِ رَبّانی ہوتا ہے :۔

وَّذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ — ترجمہ : اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مُسلمانوں کو فائدہ

الْمُؤْمِنِیْنَ (پ ۲۷ ع ۲) — دیتا ہے۔ (کنزالایمان)

مُبَلِّغ پر ظُلم کرنیوالے قابِلِ رَحم ہیں!

اَمر بالمعروف کرنے والے مُبَلِّغ پر عُموماً لوگ ظُلم وسِتم کرتے، گالیاں بکتے ہیں۔ مُناسب تو یہی ہے کہ ایسے مواقع پر ہم اِن سے ہمدردی کریں۔ خواہ یہ ہمیں جھڑکیں، گالیاں دیں یا ماریں۔ یہ بے چارے مجبُور ہیں۔ اِنہیں شَفقت کی ضرورت ہے۔ آپ جو کچھ بات کہنا چاہ رہے ہیں دَرحقیقت وہ باتیں اِن بے چاروں کی سمجھ میں نہیں آرہیں۔ آپ اِن کی زیادتیوں پر صَبر وتَحَمُّل کے ساتھ ساتھ اِن سے شَفقت ونرمی کا برتاؤ کرتے رہیں۔ اِن کے کام آتے رہیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ کبھی نہ کبھی تو ان کا دل چوٹ کھا ہی جائیگا اور وہ اپنے گُناہوں سے توبہ کر ہی لیں گے۔

پیارے اِسلامی بھائیو! حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللّٰہ (علیٰ نَبِیِّنا وعلیہِ الصَّلوٰۃُ والسَّلام) کے تین ۳ مُبَلِّغوں کا واقِعہ پڑھئے اور جُھومئے کہ اِن حضرات نے بے مِثال صَبر وتَحَمُّل کا مُظاہرہ کرکے اور مُسَلسَل جِدّ وجُہد جاری رکھ کر ایک بُت پَرَسْت بادشاہ اور اُس کی رِعایا کی بھاری اکثریّت کو کس طرح ایمان لانے پر راضی کیا۔

تین ۳ مُبَلِّغِیْن کا عجیب وغریب واقِعہ

"اَنطاکیہ"، مُلکِ شام کا ایک بہترین شہر تھا۔ جس کی

فصیلیں سنگین دِیواروں سے بنی ہوئی تھیں اور پُورا شہر پانچ پہاڑوں سے گھِرا ہوا تھا۔ اور شہر کی آبادی کا رَقبہ بارہ ۱۲ میل تک پھیلا ہوا تھا۔ حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللّٰہ علیٰ نَبِیِّنا وعلیہِ الصَّلوٰۃُ والسَّلام نے اپنے حواریوں میں سے صادِق اور مَصدُوق (رَحمۃُ اللّٰہِ علیہما) نامی دو ۲ مُبَلِّغوں کو اَمر بالمعروف کے لئے اُس شہر میں بھیجا۔

جب یہ دونوں شہر میں پہنچے تو ایک بُوڑھے چرواہے سے اِن دونوں کی مُلاقات ہوئی جس کا نام حبیب نجّار تھا۔ اُس نے پُوچھا کہ آپ دونوں کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ اور مقصد کیا ہے؟ تو اِن دونوں نے بتایا کہ ہم دونوں حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ (علیہ السّلام) کے بھیجے ہوئے مُبَلِّغِین ہیں۔ اور اِس بستی والوں کو توحید اور خُدا پرستی کی دعوت دینے آئے ہیں۔ تو حبیب نَجّار نے سُوال کیا، کیا آپ لوگوں کے پاس اِس کی کوئی نِشانی بھی ہے؟ تو اِن دونوں نے جواب دیا، جی ہاں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہم لوگ مریضوں اور مادَر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو خُدا کے حُکم سے شِفاء دیتے ہیں (یہ ان دونوں کی کرامت اور حضرتِ عیسیٰ (علیہ السّلام) کا مُعْجِزہ تھا)۔

یہ سُن کر حبیب نَجّار نے کہا کہ میرا ایک لڑکا مُدّتوں سے بیمار ہے۔ کیا آپ لوگ اِس کو تندُرست کردیں گے؟ اِن دونوں نے فرمایا، اِنْ شَاءَ اللّٰہ اِس کو ہمارے پاس لاؤ۔ چُنانچہ وہ اپنے بیمار لڑکے کو لے آیا اور ان دونوں نے اُس بیمار لڑکے پر اپنا ہاتھ پھیر دیا اور وہ فوراً ہی تندُرست ہو کر کھڑا ہوگیا۔ یہ خبر بجلی کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور بہُت سے مریض جمع ہوگئے اور سب شِفایاب بھی ہوگئے۔

اس شہر کا بادشاہ "اَنطیخا"، نامی ایک بُت پَرَسْت تھا۔ وہ اِن دونوں کی زَبان سے توحید کی دعوت سُن کر مارے غُصّہ کے آپے سے باہَر ہوگیا اور اُس نے دونوں مُبَلِّغوں کو گرِفتار کرکے سَو سَو دُرّے لگا کر جیل خانہ میں قید کردیا۔ اِس کے بعد

حضرتِ عیسیٰ (علیہ السّلام) نے اپنے حَوارِیّوں کے سردار حضرتِ شَمْعُون (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) کو انطاکیہ بھیجا۔ آپ کسی طرح بادشاہ کے دربار میں پہنچ گئے اور بادشاہ سے کہا کہ آپ نے ہمارے ۲ دو آدمیوں کو کوڑے لگا کر جیل خانہ میں قید کردیا ہے۔ کم از کم آپ اُن دونوں کی پُوری بات تو سُن لیتے۔

بادشاہ نے اُن دونوں کو بُلوا کر گفتگو شروع کی۔ تو اُن ۲ دونوں نے کہا، ہم یہی کہنے کے لئے یہاں آئے ہیں کہ تم لوگ بُتوں کی عِبادت کو چھوڑ کر اُس خُدائے (عزوجل) واحِد کی عبادت کرو۔ جس نے تم کو اور تمام کائنات کو پیدا کیا ہے۔ جب بادشاہ نے اِن ۲ دونوں سے کوئی نِشانی طَلَب کی تو اِن ۲ دونوں مُبلّغوں نے ایک ایسے مادر زاد اندھے کو جس کے سَر میں آنکھیں تھیں ہی نہیں۔ ہاتھ پھیر دیا تو اُس کی پیشانی میں آنکھوں کے ۲ دو سُوراخ بن گئے۔ پھر ۲ دونوں مُبلّغوں نے مٹّی کے ۲ دو غُلُولے (یعنی گولیاں) بنا کر اُن سُوراخوں میں رکھ کر دُعا کی تو یہ ۲ دونوں غُلُولے آنکھیں بن کر روشن ہوگئے! اور وہ مادر زاد اندھا اَنکھیارا بن گیا۔

حضرتِ شَمْعُون (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ اے بادشاہ! کیا تمہارے بُتوں میں بھی یہ قُدرت ہے؟ بادشاہ نے کہا، نہیں۔ تو حضرتِ سَیِّدُنا شَمْعُون (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا، پھر تم اُس خُدا (عزوجل) کی عبادت کیوں نہیں کرتے جو ایسی قُدرت والا ہے کہ اندھوں کو آنکھیں عطا فرما دیتا ہے۔ یہ سُن کر بادشاہ نے کہا، کیا تمہارا خُدا (عزوجل) مُردوں کو بھی زندہ کرسکتا ہے؟ اگر وہ مُردوں کو زِندہ کرسکتا ہے تو ایک مُردے کو زِندہ کردے جو میرے ایک دِہقان (کسان) کا لڑکا ہے اور وہ سات روز سے مرا ہوا پڑا ہے۔ اور میں نے اُس کے باپ کے اِنتظار میں ابھی تک اُس کو دَفن نہیں کیا ہے۔

چُنانچہ بادشاہ اِن ۳ تینوں مُبلِّغین کو لڑکے کی لاش کے پاس لے گیا۔ اِن ۳ تینوں

مُبلِّغین نے ہاتھ اُٹھا کر اللہ (عزوجل) کی بارگاہ میں دُعا مانگی۔ خُدا (عزوجل) کے حُکم سے وہ مُردہ زِندہ ہوگیا! پھر بُلند آواز سے کہنے لگا، "ہائے افسوس! کہ میں بُت پرست تھا جس کی پاداش میں مرنے کے بعد مجھے جہنّم کی وادیوں میں داخِل کیا گیا۔ میں تم لوگوں کو عذابِ اِلٰہی (عزوجل) سے ڈراتے ہوئے اللہ (عزوجل) پر ایمان لانے کی دَعوت دیتا ہوں۔ اور تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ خُدا (عزوجل) کے پیغمبر حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ (علیہ السّلام) کا کلمہ پڑھ کر اِن ۳ تینوں مُبلِّغین کی بات مان کر اِن لوگوں کے ساتھ اچّھا سُلوک کرو۔ کیونکہ یہ ۳ تینوں حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ (علیہ السّلام) کے حَوارِی اور اُن کے فِرِستادہ ہیں۔" یہ عجیب و غریب منظر دیکھ کر اور مُردہ کا بَیان سُن کر سب کے سب حیران رہ گئے۔ اِتنے میں حضرتِ حبیب نَجّار (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) بھی دوڑتے ہوئے پہنچ گئے۔ اور اُنہوں نے بھی بادشاہ اور سارے شہر والوں کو مُبلِّغین کی تصدیق کے لئے پُر زور بیان کر کے آمادہ کرلیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ اور اُس کے تمام درباریوں نے ایمان کی دعوت قَبول کرلی اور سب صاحِبِ ایمان ہوگئے۔ مگر چند مَنْحُوس لوگ جو بُتوں کی مَحبّت میں عَقْل و ہوش کھو چکے تھے وہ ایمان نہیں لائے۔ بلکہ اُن ظالموں نے حضرتِ حبیب نَجّار (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ) کو شہید کر دیا۔ جس کی بِنا پر اِن ظالموں پر عذاب آیا اور یہ لوگ عذابِ اِلٰہی (عزوجل) سے ہلاک کر دیئے گئے۔ (عجائبُ القرآن بحوالہ صاوی)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ حضرتِ سَیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللہ علیٰ نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسّلام کے ۳ تینوں مُبلِّغین صادِق، مَصْدُوق اور شَمْعُون (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے اَمر بِالمعروف کی راہ میں کس قدر دُشواریوں اور تکالیف کو برداشت کیا۔ اِن کے عَزْم و اِستِقلال کو نہ دُرّے خَتم کر سکے نہ قید و بند کی صُعُوبتیں۔ نہایت ہی نرمی سے یہ حضرات اپنے کام میں لگے رہے۔ آخرِ کار اللہ (عزوجل) نے ان کو

کامیابی سے ہمکنار کیا۔ لہٰذا ہر مُبلِّغ کو یہ بات بخوبی سمجھ لینی چاہیئے کہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں اور سُنّتوں کا پیغام پہنچاتے ہوئے خواہ کتنی ہی مُشکِلات کا سامنا کرنا پڑے اِس کے پائے ثَبات کو لَغزِش نہیں آنی چاہیئے۔ ٹُھکرانے والوں اور مذاق اُڑانے والوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ ہی رکھے۔ کیوں کہ یہ بے چارے ابھی تک آپ کے پیغام کو سمجھ ہی نہیں پائے۔ شیطان نے ان کی آنکھوں پر غفلت کی پٹّیاں باندھ رکھی ہیں۔ اِسی لئے اِنہیں کچھ سُجھائی نہیں دے رہا۔ گُناہوں کے گندے انڈے کو ہی اپنی کُل کائِنات سمجھ بیٹھے ہیں۔ ہوسکتا ہے آپ کی جہدِ مُسلسل اِن غریبوں کی ہدایت اور نجات کا ذریعہ بن جائے۔ ہمارے اَسلاف (رحمہم اللہ) بگڑے ہوئے لوگوں پر بِگڑنے کی بجائے اُن کے "بگاڑ" کا عِلاج کرنے ہی فِکر میں لگے رہتے تھے۔ چُنانچِہ

امامِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور شرابی موچی

حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللہ بن رجاءہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بیان کرتے ہیں کہ کُوفہ میں امامِ اعظم ابُوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا جو تمام دن تو محنت مزدوری کرتا اور رات کے گھر میں گوشت یا مچھلی لے کر آتا پھر اُسے بھون کر کھاتا۔ اِس کے بعد شراب پیتا جب شراب کے نشے میں مست ہو جاتا تو خوب اُدھم مچاتا اور شور کرتا۔ اِس طرح رات گئے تک سلسلہ رہتا۔ یہاں تک کہ اُسے نیند گھیر لیتی۔

کروڑوں حنفیوں کے عظیم پیشوا حضرتِ سیِّدُنا امامِ اعظم ابُوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اِس کے شور وغُل سے بے حد تکلیف ہوتی لیکن آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمام رات نماز میں مشغول رہتے۔ ایک رات اُس ہمسایہ موچی کی آواز نہ سُنی۔ صُبح کو اُس کے بارے میں اِستفسار فرمایا، آپ کو بتایا گیا کہ کل رات اُس کو سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے اور وہ قید میں ہے۔ امامِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نمازِ فجر ادا کی اور اپنی سواری پر سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچے اور اپنے آنے کی خلیفہ کو اطّلاع بھجوائی۔ خلیفہ نے حکم دیا، آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سواری کی لگام تھام کر نہایت ہی اِحترام کے ساتھ فرشِ شاہی تک لے آؤ۔ اور آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سواری سے نیچے نہ اُترنے دیا جائے۔ سپاہیوں نے ایسا ہی کیا۔ خلیفہ نے دریافت کیا، کیا حُکم ہے؟ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا، میرا ایک ہمسایہ موچی تھا جسے کل رات سپاہیوں نے پکڑ لیا ہے اُس کی آزادی کا حُکم فرمائیے۔ خلیفہ نے فرمان جاری کر دیا کہ اُس موچی کو فوراً رہا کر دو۔ اور ہر اُس قیدی کو بھی رِہا کر دو جو آج کے دِن پکڑا گیا ہے۔ چُنانچہ سب کو آزاد کرنے کا حُکم دے دیا۔ اس کے بعد امامِ اعظم ابُوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سواری پر سوار ہو کر چل دیئے۔ اور ہمسایہ موچی پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس سے فرمایا، اے نوجوان! کیا ہم نے تمہیں کوئی تکلیف دی؟ اُس نے عرض کیا، نہیں بلکہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تو میری مدد فرمائی اور میری سِفارش کی۔ اللہ تعالیٰ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بہتر جزا عطا فرمائے کہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ہمسائے کی حُرمت اور حق کی رِعایت فرمائی پھر اُس شخص نے توبہ کرلی اور آئندہ کے لئے بُری حرکتوں سے باز آگیا۔ (مناقبِ سیِّدُنا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بُروں کے ساتھ بھی بھلائی کرو!

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ ہمارے امامِ اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کس قدر عظیم صَبر و تحمُّل کا مُظاہرہ فرمایا اور اپنے شرابی ہمسائے کی اَذِیّت برداشت کرتے رہے۔ بالآخِر اُس کی قسمت کُھلنے کا سَبَب یہ ہوا کہ وہ گرفتار ہوا۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اُس کی مَدَد کی تو وہ مُتأثِّر ہو کر مَعصِیَت سے تائِب ہو گیا۔ واقِعی "نَہی عَنِ المُنکَر" کا یہ بھی ایک مُؤثِّر ترین انداز ہے کہ ہم دُوسروں کے کام آئیں۔ کوئی ہمارے ساتھ کِتنا ہی بُرائی سے پیش آئے ہم اُس کو "اینٹ" کا جواب پتھر سے دینے کی بجائے اُس کے ساتھ خیر خواہی کا مُعامَلہ کرتے رہیں اور اُس کے ساتھ بھلائی سے

پیش آتے رہیں۔ ایک نہ ایک دن اِنْ شاءَ اللہ ضرور اُس کی اِصلاح ہو جائے گی۔ اگر وہ راہِ راست پر نہ بھی آیا تب بھی ہمارا صَبر و تحمُّل کا ثواب تو کہیں بھی نہ گیا۔

پیارے اِسلامی بھائیو! اب ”اَصْحابُ الْاُخدُود“ کی لرزہ خیز داستان پڑھیے۔ اس میں مُبَلِّغین کی کرامات بھی ہیں اور مؤمنین کے اِمتحانات بھی۔ یہ واقِعہ اپنے اندر صَبر و تحمُّل کی ہزاروں داستانیں لئے ہوئے ہے۔

ایک باکرامت مُبَلِّغ کی لرزہ خیز حِکایت

”اَصْحابُ الْاُخدُود“ کے بارے میں مُفَسِّرین کا اِختِلاف ہے کہ یہ لوگ کون تھے؟ اور اُن کا کیا واقِعہ تھا؟ اِس بارے میں حضرتِ سَیِّدُنا صُہَیب رُومی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے رِوایت ہے کہ اگلی اُمّتوں میں ایک بادشاہ تھا جو خُدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ ایک جادُوگر اُس کے دربار کا بہُت ہی مُقَرَّب تھا۔ ایک دِن جادُوگر نے بادشاہ سے کہا، میں اب بُوڑھا ہو گیا ہوں۔ لہٰذا تم ایک لڑکے کو میرے پاس بھیج دو تاکہ میں اُس کو اپنا جادُو سکھادُوں۔ چُنانچِہ بادشاہ نے ایک ذَہین لڑکے کو جادُوگر کے پاس بھیج دیا۔ لڑکا روزانہ جادُوگر کے پاس آنے جانے لگا۔ راستہ میں ایک صاحِبِ ایمان راہِب رہتا تھا۔ لڑکا ایک دِن اُس راہِب کے پاس کچھ دیر کے لئے بیٹھ گیا۔ اُس راہِب کی باتیں لڑکے کو بہُت پسند آگئیں۔ چُنانچِہ لڑکا جادُوگر کے پاس آنے جانے کے دَوران روزانہ راہِب کے پاس بھی بیٹھنے لگا۔ ایک دن لڑکے نے دیکھا کہ ایک بہُت بڑا اور نہایت ہی خوفناک جانور کھڑا انسانوں کا راستہ روکے ہوئے ہے۔ لڑکے نے یہ منظر دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ آج یہ ظاہِر ہو جائے گا کہ جادُوگر افضل ہے یا راہِب! چُنانچِہ اُس لڑکے نے ایک پتھّر اُٹھا کر یہ دُعا مانگی، ”یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) اگر تیرے دربار میں راہِب کا مذہب مقبُول اور جادُوگر کا مذہب مَردُود ہو تو اِس جانور کو اسی پتھّر سے

ہلاک فرمادے“ یہ دُعا کر کے لڑکے نے جانور کو پتھّر دے مارا۔ پتھّر لگتے ہی وہ بہُت بڑا جانور مر گیا۔ اور لوگوں کا راستہ کُھل گیا۔

لڑکے نے راہِب سے یہ پُورا واقِعہ بَیان کیا۔ یہ سُن کر راہِب نے کہا کہ اے لڑکے! خُدا (عَزَّوَجَلَّ) کے دربار میں تیرا مرتبہ بُلند ہو گیا ہے لہٰذا اب تو عَنقریب اِمتحان میں ڈالا جائے گا۔ اِس لئے کسی کو میرا پتہ نہ بتانا۔ اور اِمتحان کے وقت صَبر کرنا۔

رَفتہ رَفتہ یہ لڑکا اِس قَدَر صاحِبِ کرامت ہو گیا کہ اِس کی دُعاؤں سے مادَرزاد اندھے اور کوڑھی شِفا پانے لگے۔ یہاں تک کہ خُود بادشاہ کے دربار میں بھی اِس کا چرچا ہونے لگا۔ بادِشاہ کا ایک بہُت ہی مُقَرَّب ہم نَشِین اندھا ہو گیا تھا۔ وہ اِس لڑکے کے پاس بہُت سے ہدایا اور تحائف لے کر حاضِر ہوا۔ اور اپنی بَصارت (بینائی) کے لئے دُعا کا طالِب ہوا۔ لڑکے نے کہا، اگر تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تو میں تیرے لئے دُعا کردوں گا۔ چُنانچِہ وہ ایمان لایا اور لڑکے نے اُس کے لئے دُعا کردی۔ فوراً ہی وہ اَنکھیارا ہو گیا۔ جب وہ بادشاہ کے دربار میں گیا۔ تو بادشاہ نے حیرت سے پُوچھا، تمہاری آنکھوں میں بَصارت کیسے آگئی؟ تو مُقَرَّب ہم نَشِین نے کہا، میرے ربّ (عَزَّوَجَلَّ) نے مجھے بَصارت عطا فرمادی۔ بادشاہ نے غَضَب ناک ہو کر کہا کہ کیا میرے سوا بھی تمہارا کوئی ربّ ہے؟ تو اُس نے کہا، اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) میرا اور تیرا دونوں کا ربّ ہے۔ باشاہ نے اُس کو طرح طرح کی سزائیں دے کر پوچھا کہ کِس نے تجھے یہ بتایا ہے؟ تو اُس نے اُس لڑکے کا نام بتادیا۔ پھر بادشاہ نے لڑکے کو قید کر کے اُس کو اِس قدر مار پیٹا کہ اُس نے راہِب (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کا نام بتادیا۔ بادشاہ نے راہِب کو گرِفتار کر کے اُس سے کہا کہ تم اپنے عَقیدہ کو چھوڑ دو۔ مگر راہِب نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں اپنے اِس عَقیدہ پر آخری دَم تک قائِم رہوں گا۔ یہ سُن کر بادشاہ آگ بگولہ ہو گیا۔ اور اُس نے راہِب کے سر پر آرہ چلوا کر اُس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

اِس کے بعد بادشاہ نے اپنے مُقرّب ہمنشین کے سَر پر بھی آرہ چلوا دیا اور اُس کے بھی دو۲ ٹکڑے کر دیئے گئے۔ پھر لڑکے کو سپاہیوں کے سُپرد کیا اور حُکم دیا کہ اِس کو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھا کر اُوپر سے نیچے لُڑھکا دو۔ لڑکے نے پہاڑ پر چڑھ کر دُعاء مانگی تو ایک زَلزلہ آیا۔ اور بادشاہ کے سپاہی زَلزلہ کے جھٹکوں سے ہلاک ہو گئے اور لڑکا سلامتی کے ساتھ پھر بادشاہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ پھر بادشاہ نے غَیظ و غضب میں بھر کر حکم دیا کہ اِس لڑکے کو کشتی میں بِٹھا کر سَمُندر میں لے جاؤ۔ اور بیچ سَمُندر میں لے جا کر اِس کو سَمُندر میں پھینک دو۔ چُنانچہ بادشاہ کے سپاہی اُس کو کشتی میں بِٹھا کر لے گئے۔ پھر جب لڑکے نے دُعا مانگی تو کشتی غرق ہو گئی۔ اور سب سپاہی ہلاک ہو گئے اور لڑکا صِحّت و سلامتی کے ساتھ بادشاہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ اور بادشاہ حیران رہ گیا۔ پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ اگر تُو مجھ کو شہید کرنا ہی چاہتا ہے تو اِس کی صِرف ایک ہی صُورت ہے کہ تُو مجھ کو سُولی میں لٹکا کر "بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْغُلَامِ" پڑھ کر مجھے تیر مار۔

چُنانچہ اِسی ترکیب سے بادشاہ نے اُس لڑکے کو تیر مار کر شہید کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر ہزاروں کے اجتِماع نے بُلند آواز سے یہ اِعلان کرنا شُروع کر دیا کہ ہم اِس لڑکے کے ربّ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لائے۔ بادشاہ غُصّہ میں بَوکھلا گیا۔ اور اُس نے گڑھا کھُدوا کر اُس میں آگ جلوائی۔ جب آگ کے شُعلے خُوب بُلند ہونے لگے تو اُس نے اہلِ ایمان کو پکڑوا کر اُس آگ میں ڈالنا شُروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ستّر۷۷ مُومنین کو اُس نے آگ میں جلا ڈالا۔ آخر میں ایک ایمان والی عورت اپنے بچّے کو گود میں لئے ہوئے آئی۔ اور جب بادشاہ نے اُس کو آگ میں ڈالنے کا اِرادہ کیا تو وہ کچھ گھبرائی۔ تو اُس کے دُودھ پیتے بچّے نے کہا "اے میری ماں! صَبر کر۔ تُو حق پر ہے۔" بچّے کی آواز سُن کر اُس کی

ماں کا جذبۂ ایمانی بیدار ہو گیا۔ اور وہ مُطمئن ہو گئی۔ پھر ظالم بادشاہ نے اُس مُؤمِنہ کو اُس بچّے کے ساتھ آگ میں پھینک دیا۔

بادشاہ اور اُس کے ساتھی خَندق کے کنارے مُؤمنین کے آگ میں جلنے کا منظر کُرسیوں پر بیٹھ کر دیکھ رہے تھے۔ اور اپنی کامیابی پر خوشی منا رہے تھے۔ اور قہقہے لگا رہے تھے کہ ایک دم قہرِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نے ظالموں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ اور وہ اس طرح کہ خَندق کی آگ کے شُعلے اِس قدر بھڑک کر بُلند ہوئے کہ بادشاہ اور اُس کے سب ساتھیوں کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور سب کے سب لمحہ بھر میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بقیّہ تمام مُؤمنین کو اللّٰہ تعالیٰ نے ظالم کافر کے شر سے بچا لیا۔ (عجائبُ القرآن بحوالہ صاوی)

اس واقِعہ کو اللّٰہ تعالیٰ نے قُرآنِ مجید میں اِن لفظوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ اِذْ هُمْ عَلَیْهَا قُعُوْدٌ ۙ وَّ هُمْ عَلٰى مَا یَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ شُهُوْدٌ ؕ (پ۳۰، ۴-۷)	ترجمہ: کھائی والوں پر لعنت ہو اُس بھڑکتی آگ والے جب وہ اُس کے کناروں پر بیٹھے تھے اور وہ خود گواہ ہیں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے۔ (کنزُ الایمان)

پیارے اسلامی بھائیو! اِس ایمان افروز واقِعہ سے یہ دَرس ملتا ہے کہ عُموماً خُدا عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے نیک بندوں کا اِمتحان ہُوا کرتا ہے اور بوقتِ اِمتحان مُومنوں کا بلاؤں اور مصیبتوں پر صابر و شاکر رہنا یہی اِس اِمتحان کی کامیابی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمانِ کامل کی یہی نِشانی ہے کہ مُؤمن خُدا عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں پڑنے والی تکلیفوں اور مصیبتوں سے نہیں گھبراتا اور کبھی بھی اُس میں تَذَبذُب پیدا نہیں ہوتا۔

بلکہ مومن خواہ پھولوں کے انبار کے نیچے ہو. یا تلوار کی دھار کے نیچے وہ پانی میں غرق کیا جائے یا آگ کے شعلوں میں جلایا جائے. ہر حال میں وہ اپنے ایمان پر استقامت واستقلال کے ساتھ پہاڑ کی طرح قائم رہتا ہے۔ یقیناً یہ وہ سعادتِ عظمیٰ ہے کہ جس کو نصیب ہو جائے اُس کی خوش بختیوں کی معراج ہو جاتی ہے۔ اور وہ اللہ (عزوجل) اور رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں وہ قُرب حاصل کر لیتا ہے کہ آسمانوں کے فرشتے اُس کے اعلیٰ مراتب کی سربلندیوں کے مدّاح اور ثنا خواں بن جاتے ہیں۔

اِس واقعۂ قرآنی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کراماتِ اولیاء حق ہیں۔ اور جب انبیائے سابقین (علیہم السلام) کی اُمّت کے اولیاء اِس قدر باکرامت ہوتے تھے تو پھر تمام انبیاء (علیہم السلام) کے سردار مدینے کے تاجدار (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کی اُمّت کے اولیاء کے تو کیا کہنے!

دیوانوں کی آنکھیں اُمنڈ آتی ہیں!!

دین کی راہ میں ہمارے پیارے آقا (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کے صبر وتحمل کے واقعات سے کُتبِ احادیث مالا مال ہیں۔ تبلیغِ حق کرنے کے مقدس کام میں ہمارے مشفق ومہربان آقا رحمتِ عالمیان (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کو جن جن نامساعد حالات سے دوچار ہونا پڑا، وہ کون نہیں جانتا؟ کفارِ نابکار کی طرف سے آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) پر جور وجفا کی جو آندھیاں آئیں اِس سے کون ناواقف ہے؟ سیّدتنا آمنہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) کے لاڈلے (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) اور سیّدنا عبد اللہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کے یتیم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) پر اسلام کے راستے میں جو کچھ ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ اِن کی لرزہ خیز داستانیں سُن کر دل ہل

جاتے ہیں۔ عشاق کی آنکھیں اُمنڈ آتی ہیں۔ دیوانوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ ذرا طائف کے اُس ہوشربا قیامت خیز منظر کو تصور میں لیجئے۔ جب اُمّت کی خیر خواہی کے جذبے سے سرشار ہو کر سرکارِ عالی وقار اُمّت کے غمخوار (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) نے سردارانِ طائف کو جمع کر کے پیغامِ حق دیا، اور جو کچھ جلی کٹی اُن نادانوں نے سُنائی۔ اور پھر نہ صرف اسی پر اکتفا کیا بلکہ طائف کے غنڈوں اور بدمعاشوں کو سرکارِ نامدار (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے لگا دیا اور آہ! میرے آقا، پیارے آقا، غمخوار آقا (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) پر پتھراؤ شروع کر دیا گیا۔ ذرا سرکارِ ابد قرار (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کی مظلومیت دیکھئے! چشمِ فلک نے یہ منظر کس طرح دیکھا ہوگا؟ زمین کیسے برداشت کر سکی ہوگی؟ آہ! صد آہ! نور کا پُتلا خون میں نہا گیا۔ نعلینِ شریفین خونِ مقدس سے بھر گئے۔ مگر واہ رے آمنہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) کے لعل (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) کا عزم واستقلال! اتنا اتنا ہونے کے باوجود حرفِ شکایت زبان پر نہ آیا۔ دامنِ صبر وتحمل ہاتھوں سے نہ چھوٹا۔ زبان پر بددعا کا کوئی کلمہ نہ آیا۔ اب بھی خیر خواہی کا جذبہ ہی کار فرما رہا..... آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) جانتے تھے۔ یہ ناسمجھ ہیں، انجان ہیں، اِنہیں شعور ہی نہیں۔ اللہ (عزوجل) کی جناب میں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی جا رہی ہے:-

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمَنَا۔ — اے اللہ! (عزوجل) ہماری قوم کو ہدایت عطا فرما۔

الٰہی! (عزوجل) تو ہماری قوم کو چشمِ بصیرت دے — بچارے بے خبر ہیں تو انھیں نورِ ہدایت دے

الٰہی! (عزوجل) فضل کر کہسارِ طائف کے مکینوں پر — الٰہی! پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

اور پھر دُنیا نے دیکھا کہ طائف میں بھی اسلام کا نور بالآخر پھیل کر رہا۔

پیارے اسلامی بھائیو! بہرحال کیسا ہی کٹھن وقت کیوں نہ آن پڑے سُنّت

یہی ہے کہ دامنِ صَبر ہاتھوں سے نہ چھُوٹے۔ مُبلّغ نے اگر ذراسی کوتاہی کی، غُصّہ کا مُظاہرہ کیا یا بے جا جذباتیت سے کام لیا، تو بازی اُوندھی ہوسکتی ہے۔ ہماری معمولی سی بے احتیاطی اور بے صَبری کسی کے دِین و ایمان کو برباد کرنے کا سَبَب بھی ہوسکتی ہے جبکہ تھوڑا سا صبر و تحمُّل کسی کی آخرت کو سنوار بھی سکتا ہے۔

سرکارِ مدینہ سُرورِ سینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے تحمُّل و بُردباری کا ایک عظیم الشّان واقعہ پڑھئے اور جھومیے۔

دستِ مبارک سے بستر دھویا!

آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے صبر و تحمُّل اور حُسنِ اَخلاق سے مُتعلّق حضرتِ مولانا رُوم (رحمۃ اللہ علیہ) نے مثنوی شریف میں حُضُور تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک روز آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی خدمتِ بابرکت میں چند کافر مہمان آگئے۔ سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے صحابہ (علیہم الرضوان) سے فرمایا کہ ہر شخص ان میں سے ایک ایک مہمان اپنے گھر لے جائے۔ چُنانچہ صحابہ (علیہم الرضوان) ایک ایک مہمان کو لے گئے۔ ان مہمانوں میں ایک نہایت ہی کثیرُ الغذا شخص بھی تھا۔ اُسے کوئی بھی ساتھ نہ لے گیا۔ سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ تجھے کوئی نہیں لے گیا؟ بولا: نہیں۔ فرمایا: "جس کا کوئی نہیں اُس کا میں ہوں تو میرے ساتھ چل۔" پیارے آقا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) اُسے اپنے ساتھ گھر لے آئے۔ اور اُس کے آگے روٹیاں اور بکری کا دودھ رکھا۔ وہ سب کچھ کھا گیا۔ حتّٰی کہ اہلِ بیت (علیہم الرضوان) کے حصے کا کھانا بھی چٹ کر گیا۔ حضور سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے رات کو اُسے ایک حُجرہ میں سُلایا۔

اہلِ بیت کی ایک کنیز نے اُس حُجرہ کا دروازہ بند کر کے باہر سے کنڈی لگادی۔

آدھی رات کا وقت ہوا۔ تو اُس کے پیٹ میں گڑبڑ شُروع ہوگئی اور اُسے حاجت ہوئی (کہ زِیادہ کھانے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے)۔ اُس نے باہر نِکلنا چاہا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے۔ حاجت کا زور، مگر دروازہ بند۔ اِتّفاقاً اُس کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ ایک ویران جنگل ہے۔ جنگل دیکھ کر اُس نے اِجابَت کردی۔ جب جاگا تو بستر گندہ ہوچکا تھا۔ بڑا گھبرایا اور صُبح کی اِنتِظار کرنے لگا۔ صُبح سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) تشریف لائے۔ اور دروازہ کھول کر خُود دروازے کی اَوٹ میں چُھپ گئے تاکہ وہ شرمِندہ نہ ہو۔ چُنانچِہ کافِر دروازہ کُھلتے ہی وہاں سے بھاگا۔ اُس کا گندہ بستر دیکھا تو سرکار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، لاؤ اِس کا بِستر مَیں خود دھوؤں۔ غُلاموں نے عرض کیا، حُضُور! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) ہمیں دھونے دیجئے۔ فرمایا، میرے دھونے میں کوئی حِکمت ہے۔ صَحابہ (علیہم الرِضوان) مُنتظِر رہے کہ دیکھیں اِس میں کیا حِکمت ہے! چُنانچِہ کافر دُور نِکل گیا تو اُسے یاد آیا کہ اُس کا ایک اِنتِہائی ضروری ہَیکَل (یعنی تعویذ) حُجرے ہی میں رہ گیا ہے۔ وہ اپنے نَقش کے لئے واپس آیا۔ تو یہ عجیب نظّارہ دیکھا کہ سُلطانِ مدینہ فیضِ گنجینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) اپنے مُبارک ہاتھوں سے اُس کی ناپاکی کو دھو رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ اپنا ہیکل بھُول گیا۔ اور بے قرار ہو کر عرض پیرا ہوا، "یارسُولَ اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) پہلے مجھے کلمہ پڑھا کر میرا دِل دھوئیے!" چُنانچِہ وہ کلمہ پڑھ کر مُسلمان ہوگیا۔

صَحابہ (علیہم الرِضوان) نے عرض کیا، "اب ہم سمجھے کہ آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) اِس کا بِستر نہیں اِس کا دل دھو رہے تھے۔"

ہم بھی کچھ دَرس حاصل کریں

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ ہمارے پیارے سرکار، سرکارِ اَبد قرار بے

کسوں کے غمخوار (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے کس قدر صَبر وتحمُّل اور بُلند اَخلاق کا مُظاہَرہ فرمایا اور سرکارِ نامدار (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے اَخلاقِ کریمہ کی بَرَکت دیکھی کہ کافِر جھٹ کلمہ پڑھ کر مُسلمان بَن گیا۔ اور ایک طرف ہم ناکارہ ونکمّے لوگ ہیں کہ کوئی ہمارے ساتھ ذرا سا نادانی بھرا سُلوک کر بیٹھے تو ہم بھی نادانی پر اُتر آتے ہیں۔ اور غَیرت ومُرُوَّت کے تمام سابِقہ رِیکارڈ توڑ ڈالتے ہیں۔ گالی گلوچ مار دھاڑ سب کچھ کر گُزرتے ہیں۔ اُس شخص نے بستر گندہ کر دیا۔ مگر ہمارے مُحسِن آقا سلطانِ زَمان وزَمَن (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے مُبارک ماتھے پر شِکن تک نہ آئی اور اگر ہمارے کپڑے پر بے خیالی میں کسی غریب کا تھوک یا پِیک ہی پڑ جائے تو ہم آپے سے باہَر ہو جائیں اور اُس کی سات پُشتیں کھنگال ڈالیں۔ ہمیں اِس ایمان افروز حِکایت سے دَرس حاصِل کرنا چاہیئے اور صَبر وتحمُّل کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اگر صَبر وتحمُّل کی دولت ہمارے ہاتھ آگئی تو اِنْ شَاءَ اللہ ہم نہایت ہی آسانی کے ساتھ اپنے گِرد وپیش کے ماحول کو سُنّتوں کے سانچے میں ڈھالنے میں کامیاب ہو سکیں گے اور اِس طرح اللہ (عزَّوجلَّ) کے فضل وکرم سے ہماری دُنیا بھی اور ہماری آخرت بھی سَنور جائے گی۔

ایک ایمان اَفروز واقِعہ

مدینۂ مُنوَّرہ میں ایک ہاشمی عورت (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) رہتی تھی۔ اُسے بَعض لوگ اِیذاء دیا کرتے تھے۔ ایک دِن وہ حُضُورِ سراپا نُور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے رَوضۂ پُر نُور پر حاضِر ہوئی۔ اور عَرض کرنے لگی، "یا رسُولَ اللہ! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) یہ لوگ مجھے اِیذاء دیتے ہیں۔" رَوضۂ اَنور سے آواز آئی، "کیا میرا اُسوۂ حَسنہ تُمہارے سامنے نہیں؟ دُشمنوں نے مجھے ایذائیں دِیں اور میں نے صَبر کیا۔ میری طرح تم بھی صَبر کرو۔" وہ [illegible] اتی ہیں کہ مجھے بڑی تسکین ہوئی

اور چند دن کے بعد مجھے اِیذاء دینے والے بھی مَر گئے۔ (شواہِدُ الحق)

پیارے اِسلامی بھائیو! ہمارے مَدَنی آقا، میٹھے مُصطَفٰے (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سب کی سُنتے ہیں اور ہر مظلوم کے لئے آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ہی کا دَر جائے پناہ ہے اور "یا رسُولَ اللہ"! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کہنے سے حُضُور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی جانِب سے رَحمت وتسکین حاصِل ہوتی ہے۔

غمزدوں کو رضاؔ مُژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم)
(حدائقِ بخشش)

دو۲ جہاں کے تاجدار، سرکارِ اَبد قرار (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے بے مِثال طریقۂ تبلیغ کے قُربان جائیے! کوئی کِتنا ہی تُرش رُوئی سے پیش آتا مگر آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) مُسکراتے ہی رہتے۔ کوئی کیسا ہی سخت لہجہ اِختیار کرتا مگر آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نرمی اور مہربانی سے اُس کا دِل موہ لیتے۔ چُنانچہ

ایک یہُودی عالِم کا قبولِ اسلام

حضرتِ زَید بن سَعنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو پہلے ایک یہُودی عالِم تھے۔ اُنھوں نے سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے کھجُوروں کا سَودا کیا۔ مُعاہدے کے مُطابِق کھجُوریں دینے کی مُدّت میں ابھی دو۲ دِن باقی تھے کہ اُنہوں نے بھرے مجمع میں حُضُور (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کا دامَنِ اَقدس پکڑ کر اِنتہائی تلخ وتُرش لہجے میں آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے کھجُوروں کا مُطالَبہ کیا۔ اور چِلّا چِلّا کر کہا، اے محمّد! (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) تم سب عبدُ المُطَّلِب کی اولاد کا یہی طرِیقہ ہے کہ تم لوگ لوگوں کے حُقُوق ادا کرنے میں دیر لگاتے ہو۔ یہ منظر دیکھ کر حضرتِ عُمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جَلال آگیا۔ اور نہایت ہی غضبناک نظروں سے گُھور کر دیکھا اور کہا، اے خُدا (عزَّوجلَّ) کے دُشمن! تو خُدا (عزَّوجلَّ) کے رسُول (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) سے ایسی گُستاخی کر رہا ہے۔ خُدا کی قَسم! اگر

شہنشاہِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا اَدب مانِع نہ ہوتا تو میں ابھی ابھی تیری گردن تلوار سے اُڑا دیتا۔ یہ سُن کر تاجدارِ مدینہ، سُرورِ قلب و سینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے (کمالِ اِنکساری کا مُظاہرہ کرتے ہوئے) فرمایا: "اے عُمر! (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں تو چاہیئے تھا کہ مجھے اَدائے حق کی ترغیب دے کر اور اِس کو نرمی کے ساتھ تقاضہ کرنے کی ہدایت کر کے ہم دونوں کی مدد کرتے۔" پھر سُلطانِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے حُکم دیا، اے عُمر! (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اِس کو اِس کے حق کے برابر کھجوریں دے دو۔ اور کچھ زِیادہ بھی دے دو۔

حضرتِ عُمر فاروق (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے جب اُس کو اُس کے حق سے زِیادہ کھجوریں دیں۔ تو حضرت زید بن سَعْنہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے کہا، اے عُمر! (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) میرے حق سے زِیادہ کیوں دے رہے ہو؟ آپ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے فرمایا، "چُونکہ میں نے ٹیڑھی ترچھی (یعنی غضبناک) نظروں سے دیکھ کر تجھے خوفزدہ کر دیا تھا۔ اِس لئے تاجدارِ مدینہ، سُرورِ قلب و سینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے تمہاری دِلجُوئی کے لئے تمہارے حق سے زِیادہ کھجوریں دینے کا مجھے حُکم دیا ہے۔"

یہ سُن کر حضرت زید بن سَعْنہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے کہا، "اے عُمر! (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کیا تم مجھے پہچانتے ہو کہ میں زید بن سَعْنہ ہوں۔" حضرت عُمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے فرمایا، "وُہی زید بن سَعْنہ جو یہودیوں کا بَہُت بڑا عالِم ہے؟" اُنہوں (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے کہا، "جی ہاں۔"
یہ سُن کر حضرتِ عُمر فاروق (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے کہا، "پھر تم نے شہنشاہِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے ایسی گستاخی کیوں کی؟

حضرتِ زید بن سَعْنہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے جواب دیا کہ اے عُمر! (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) دراصل بات یہ ہے کہ میں نے تَورات میں جتنی نِشانیاں نبیِّ آخِرُ الزّماں (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی پڑھی تھیں

اُن سب کو میں نے تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں موجود پایا۔ مگر دو اور نِشانیوں کے بارے میں مجھے اِمتحان کرنا باقی تھا۔ ایک یہ کہ نبیِّ آخِرُ الزّماں (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا حِلم (یعنی نرمی)، جہل (یعنی جہالت) پر غالِب رہے گا۔ اور دُوسرا یہ کہ جس قدر زِیادہ ان کے ساتھ جہل کا برتاؤ کیا جائے گا۔ اُسی قدر اِن کا حِلم (نرمی) بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ لہٰذا اس ترکیب سے میں نے اِن دونوں نِشانیوں کو بھی آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں دیکھ لیا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نبیِّ برحق ہیں اور اے عُمر! (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) میں بَہُت ہی مالدار آدمی ہوں اور تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ "میں نے اپنا آدھا مال حبیبِ پروردگار، سرکارِ اَبد قرار، اَحمدِ مُختار، دوجہاں کے تاجدار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اُمّت پر صدقہ کیا۔"

پھر آپ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) بارگاہِ رِسالت مآب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں حاضِر ہوئے اور کلمہ پڑھ کر دامنِ مُصطفوی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں آ گئے۔ (دلائلُ النّبوۃ)

دامنِ مصطفٰے (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا
جس کے حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہو گئے اُس کا زمانہ ہو گیا

دینی خوشی حاصل ہوتے وقت خیرات کرنا سُنّتِ صحابہ (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) ہے!

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ سرکارِ عالی وقار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے اَخلاقِ کریمہ اور تحمُّل و بُردباری کا ہی نتیجہ ہے کہ یہودیوں کے جیّد عالِم حضرت زید بن سَعْنہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے قدموں سے لِپٹ گئے اور ہمیشہ کے لئے غُلامی کا پٹّا گلے میں ڈال لیا۔ دولتِ ایمان سے دامن بھر لیا اور اِس خوشی میں اپنا بَہُت سارا مال بھی سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے غُلاموں پر نچھاور کر دیا۔ اِس ایمان افروز واقِعہ سے یہ بھی دَرس دیا کہ دینی خوشی حاصِل ہوتے وقت اور کسی

نعمت کے حُصول پر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی راہ میں مال خرچ کرنا سُنّتِ صحابہ (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) ہے۔

بُزرگانِ دین اور اَوْلیائے کامِلین (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہِم) کو بھی مکّے مدینے کے سُلطان، رَحمتِ عالَمیان (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے اَخلاقِ حَسَنَہ اور صَبر و تَحمُّل کے خزانے سے حِصّہ مِلا ہے۔ اور اُن کے صَبر و تَحمُّل اور بُردباری کے واقِعات سے بھی تارِیخ بھری پڑی ہے۔ چُنانچِہ

ناخُن ٹُوٹنے کی چوٹ پر ہنسنا!

حضرتِ سَیِّدُنا فتحِ مُوصَلی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ) کی اَہلیۂ مُحتَرمہ (رَحمۃُ اللہ علیہا) ایک مرتبہ اِس زور سے گِریں کہ گِرتے ہی ناخُن ٹُوٹ گیا۔ لیکن دَرد سے کَراہنے اور "ہائے"، "اُوہ"، وغیرہ کرنے کی بجائے ہنسنے لگیں!! کسی نے پُوچھا، کیا ناخُن میں دَرد نہیں ہو رہا؟ فرمایا، "صَبر کے بدلے میں ثواب کی خوشی میں مجھے دَرد کی تکلیف کا خَیال ہی نہ آسکا۔" مزید فرمایا، "اگر واقعی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو تُو بُزُرگ سمجھتا ہے تو اِس کی نِشانی یہ ہے کہ بیماری میں حَرفِ شِکایت زَبان پر نہ لائے اور مُصیبت آپڑے تو اُسے دُوسروں پر ظاہِر نہ ہونے دے۔ (کیونکہ بِلا ضَرورت اِس کا اِظہار بے صَبری کی عَلامَت ہے جیسا کہ آجکل معمُولی نَزلہ اور زُکام یا دَردِ سَر بھی ہو جائے تو لوگ ہر ایک کو کہتے پھرتے ہیں۔) (کیمیائے سعادت)

زخمی کا صَبر اور روزہ

حضرتِ سَیِّدُنا ابنِ حُذَیفہ (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہ) کے غُلام حضرتِ سَیِّدُنا سالِم (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہ) میدانِ جنگ میں زَخمی پڑے تھے۔ کسی نے پُوچھا، کیا آپ کو پیاس لگی ہے؟ فرمایا، "مجھے پاؤں سے گھسیٹ کر دُشمن کے قریب تر کردے اور میری اِس ڈھال میں پانی بھر دے، کیونکہ میں روزہ دار ہوں۔ ہاں اگر شام تک زِندہ بچ گیا تو پانی پی لُوں گا۔" (کیمیائے سعادت)

اَللہُ اکبر! بُزُرگانِ دِین (رَحِمَہُمُ اللہ) کا صَبر! بیمار ہو جاتے تو صَبر کرتے، زخمی ہو جاتے تو صَبر

کرتے، کوئی ظُلم کرتا تو صَبر کرتے، کوئی بے عِزَّتی کرتا تو صَبر کرتے، بَلائے ناگہانی آپڑتی تو صَبر کرتے، بچّہ فَوت ہو جاتا تو صَبر کرتے غَرَض یہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) والے ہر حال میں صَبر کرتے اور اَجر پاتے تھے۔

صَبر کر کے اَجر کمانے کے بَعض مَواقِع

پیارے اِسلامی بھائیو! آجکل ہماری حالت کِس قَدر بَد سے بَدتَر ہوتی جارہی ہے۔ ہم تو معمُولی سی تکلیف بھی برداشت کرنے کی کوشِش نہیں کرتے۔ یعنی اگر آسانی سے ثواب حاصِل ہو رہا ہوتا ہے جب بھی ہم اُسے ضائع کر دیتے ہیں۔ ہمیں قدم قدم پر صَبر کا ثواب کمانے کا موقع مِلتا ہے۔ مَثَلاً (۱) راستے میں پڑے ہوئے کیلے کے چِھلکے پر پاؤں پھِسل گیا یا ٹھوکر لگ گئی تو شِکوہ کرنے اور دُوسروں کو کوسنے کے بجائے اگر صَبر کریں تو اَجر مِلے گا۔ ظاہِر ہے اَوْل فَول بکنے سے نہ تو چوٹ صحیح ہو گی نہ ہی ثواب ملے گا۔ بلکہ نُقصان ہی نُقصان ہوگا۔ (۲) راہ چلتے کسی کا دَھکّا لگ گیا، بجائے اُس سے اُلجھنے کے صَبر کر لیا جائے۔ (۳) کسی گاڑی سے ٹکرا گئے۔ (۴) گاڑی چلانے والے نے کوئی بات اُلٹی سیدھی کہہ دی۔ (۵) ہم راہ چل رہے تھے، سڑک پر "ٹریفک جام" ہوگیا، سخت گرمی بھی ہے، ہارن کی آوازوں سے کان پھٹے جارہے ہیں۔ (ایسے وَقت لوگ بہت بَڑبَڑاتے، گالیاں بکتے ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنے سے ٹریفک بحال نہیں ہو جاتا۔ کاش! ذرا خاموش رہتے تو صَبر کرنے کا ثواب تو مِل جاتا۔) (۶) کسی نے آواز کَس دی۔ (۷) کنکر مار دیا۔ (۸) طَعنہ کَشی کی، (۹) گھر میں بھائی بہنوں نے مذاق اُڑایا۔ (۱۰) پڑوسی نے حُسنِ سُلُوک نہیں کیا یا کوئی زِیادَتی کی۔ (۱۱) مسجِد میں جُوتے چوری ہو گئے۔ (۱۲) جیب کٹ گئی۔ (۱۳) کسی نے اُوپر سے کوڑا ڈال دیا۔ (۱۴) کسی نے بات کاٹ دی۔ (۱۵) آپ نے سُنّتوں پر بَیان کیا، کسی نے بے جا تنقید کر دی یا آوازوانداز کی ہنسی اُڑائی۔ (۱۶) کسی کے یہاں مہمان ہوئے اور اُس نے چائے پانی کا نہیں پُوچھا،

(۱۷) سُنّت کے مُطابِق کھاپی رہے تھے تو کسی نے طنز کردیا۔ (۱۸) کبھی گھر میں بجلی چلی گئی۔ (۱۹) پانی بند ہوگیا۔ (۲۰) مالِکِ مکان یاکرایہ دار نے ظُلم کیا۔ (۲۱) بس وغیرہ میں بِھیڑ بھاڑ میں کسی نے آپ کے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ (۲۲) کوئی سگریٹ پی رہا ہے یاکسی قسم کی بدبُو سے جب بھی تکلیف پہنچی۔ (۲۳) اپنی گاڑی وغیرہ میں کوئی نُقصان ہوگیا۔ (۲۴) کوئی پُرزَہ ٹُوٹ گیا۔ (۲۵) پنکچر ہی ہوگیا۔ (۲۶) راستے میں کیچڑ کی وجہ سے پریشان ہوگئے۔ (۲۷) کھانے وغیرہ میں نمک مرچ کم وبیش ہوگیا۔ (۲۸) کوئی کڑوی چیز مُنہ میں آگئی، جیسے بادام کی کڑوی گری۔ (۲۹) کھانا گرم نہیں تھا اور طبیعت گرم کھانا چاہتی تھی۔ (۳۰) ٹھنڈے پانی کی خواہِش تھی مگر سادہ پانی مِلا۔ (۳۱) چائے یا پان وغیرہ کی خواہِش تھی مگر مُیسّر نہیں آیا جس سے طبیعت میں کچھ پریشانی ہوئی۔ (۳۲) کسی نے گالی دے دی۔ (۳۳) کوئی ایسی بات کہہ دی جو ناگوارِ خاطِر ہوئی۔ (۳۴) خرید و فروخت کے موقع پر ناگوار مُعامَلہ پیش آگیا۔ (۳۵) کاروبار کم ہوا۔ (۳۶) کسی نے دھوکا دے دیا۔ (۳۷) سیٹھ بدمزاج ہے یا نوکر بداَخلاق ہے۔ (۳۸) کسی نے تُھوک پھینکا اور اپنے اُوپر آپڑا۔ (۳۹) کسی وجہ سے پاؤں پھسل گیا یا گر گئے تو لوگ ہنسے یا خود چوٹ کھائی۔ (۴۰) کسی نے غَلَط فہمی میں کچھ تلخ باتیں سُنادیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اِس قسم کے مُعامَلات عُمُوماً روزمرّہ پیش آتے رہتے ہیں۔ ایسے مَواقِع پر صَبْر کرلیجئے۔ اور اَجْر کمائیے۔ اِن مَواقِع پر عُمُوماً بے صَبرے لوگ بڑبڑاتے، گالیاں تک بکتے سُنے جاتے ہیں۔ اب جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔ بے جا بے صَبری کا مظاہرہ کرنے سے تکلیف یا پریشانی تو دُور نہیں ہوتی۔ پھر صَبْر کرکے خزانۂ اَجْر کیوں نہ حاصِل کیا جائے۔

آدمی حوصلہ ہارے نہ پریشانی میں ہر بَنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں
ڈُوب سکتی ہی نہیں موجوں کی طُغیانی میں جس کی کَشتی ہو محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نگہبانی میں

بہرحال، خُصُوصاً جو اسلامی بھائی اپنے اندر یہ جذبہ رکھتے ہیں کہ میرے ذَرِیعہ اسلام کی روشنی پھیلے اور سُنَّتوں کی خِدمت ہو اُن کے لئے تو صابِر اور مُتَحَمِّل مزاج ہونا اَشد ضَروری ہے۔ اگر وہ بھی بے صَبرے لوگوں کی طرح بڑبڑانے کی عادت سے باز نہیں آئیں گے تو بُہت مشکِل ہے کہ لوگ اُن کے قریب آئیں اور اُن سے سُنّتیں وغیرہ سیکھیں۔ لہٰذا ہر مُبَلِّغ کو چاہئے کہ وہ مُجَسَّمۂ صَبْر وتحمُّل ہو جائے۔

پھلدار دَرَخت ہی کو پتّھر مارے جاتے ہیں!

بَیرَم خان مُغل بادشاہ اکبر کا سپہ سالار اور اَتالِیق تھا۔ یہ شخص جس قدر عالی مرتبہ، شُجاع اور بہادُر تھا۔ اُسی قدر رَحمدِل، فَیّاض اور سخی بھی تھا۔

ایک دن بَیرَم خان گھوڑے پر سوار بڑی شان وشوکت کے ساتھ کہیں جا رہا تھا کہ ایک شَخْص نے اُسے تاک کر ایک پتّھر دے مارا۔ بَیرَم خان نے گھوڑے کو روک لیا۔ اور مُلازِم کو حُکْم دیا کہ "اِس شخص کو اَشرفیوں کی ایک تھیلی دے دی جائے۔" مُلازِم نے اَشرفیوں کی ایک تَھیلی اُس شَخْص کو دے دی۔ وہ شَخْص چلا گیا تو مُلازِم نے حیران ہوکر عَرض کی، "سرکار! اِس شَخْص نے آپ کے ساتھ اِنتِہائی گُستاخی کی تھی، اسے قرارِ واقعی سزا دینے کی بجائے آپ نے اسے اِنعام سے نوازا۔ اِس میں کیا حِکمت ہے؟" تو بَیرَم خان نے مُسکرا کر جواب دیا، "پھلدار دَرَخت کو لوگ پتّھر مارتے ہیں تو دَرَخت اِنہیں پھل دیتا ہے نہ کہ سزا۔"

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مَردی، "اَحسِنْ اِلٰی مَنْ اَسا"

یعنی بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دینا آسان ہے۔ اگر تو مَرد ہے تو جو تیرے ساتھ بُرائی کرے تو اُس کے ساتھ نیکی کر۔

ایک نصیحت کی بات بتاؤں گا!

حضرتِ شیخ اَبُوطاہِر (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ)

ایک دِن گدھے پر سوار بازار سے گُزر فرما رہے تھے۔ ایک مُرِید لگام تھامے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ کسی شخص نے شَیخ کو دیکھ کر پُکارا کہ دیکھو! یہ "پیر زِندِیق" آرہا ہے! (مَعَاذَ اللّٰہ) جب مُرِید نے یہ بات سُنی تو اُس کی اِرادت وغیرت نے جوش مارا اور اُسے مارنے کے لئے دَوڑ پڑا۔ حضرتِ شیخ ابُوطاہر (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے اپنے مُرِید کو آواز دی۔ اور فرمایا۔ کہ اگر تم نے خاموشی اِختیار کی (یعنی اِس کا پیچھا چھوڑ دیا) تو ایک نصیحت آمیز چیز دکھاؤں گا۔ مُرِید نے مُرشِدِ برحق کی بات سُن کر حُکم کی تعمیل کی۔ جب قیام گاہ پر پہنچے تو مُرِید سے کہا کہ فُلاں صَندُوق اُٹھا لاؤ۔ مُرِید جب صَندُوق لایا تو اُس میں بے شُمار خطُوط تھے۔ جن کو لوگوں نے آپ کے نام لکھا تھا۔ آپ نے وہ خُطُوط نکلوائے۔ اور اپنے مُرِید سے کہا اِن کو پڑھو۔ جب مُرِید نے پڑھا۔ تو ہر خط میں ہر کسی نے آپ کو "شَیخُ الاِسلام"، کسی نے "شیخ زاہد" اور کسی نے "شَیخُ الحَرَمَین" بطورِ اَلقاب لکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا، یہ سب اَلقاب وخِطاب ہیں۔ میرا نام نہیں ہے۔ حالانکہ "میں کچھ بھی نہیں ہوں۔" ہر شخص نے اپنے اِعتقاد کے مُطابِق مجھے مُخاطَب کیا۔ اگر اُس شخص نے اپنے اِعتقاد کے مطابق مُجھے "پیرِ زِندِیق" کہا، تو اِس میں ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ (کشف المحجوب)

سُبحانَ اللّٰہ! بُزرگانِ دِین کو اپنے نَفس کی خاطِر غُصّہ ہی نہ آتا تھا۔ چُنانچِہ "المَلفُوظ" میں ہے کہ ایک بار جب ڈاک اعلیٰحضرت (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کی خِدمتِ بابرکت میں پیش کی گئی۔ تو کئی خطوط مُغلَّظات (یعنی گالیوں) سے بھرپُور تھے۔ مُعتَقِدِین برہم ہوئے کہ ہم اِن لوگوں کے خِلاف مُقدَّمہ دائر کریں گے۔ اِمامِ اَہلسنّت مولینا اَحمد رضا خان (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے ارشاد فرمایا، "جو لوگ تعریفی خُطوط لِکھتے ہیں پہلے ان کو جاگیریں تقسیم کردو، پھر گالیاں لِکھنے والوں پر مُقدَّمہ قائِم کر دو۔" مطلب یہ کہ جب

تعریف کرنے والوں کو تو اِنعام دیتے نہیں پھر بُرائی کرنے والوں سے بدلہ کیوں لیں؟

اِبنِ دِینار (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اور یہُودی

ایک مرتبہ ایک یہُودی نے حضرتِ سَیِّدُنا اِمامِ مالک بن دِینار (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے پڑوس میں مکان کِرایہ پر لیا۔ اُس یہُودی کا دروازہ آپ کے دروازے سے مُتَّصِل تھا۔ یہُودی نے بُغض وعِناد کی بُنیاد پر ایک ایسا پَرنالہ تعمیر کرایا کہ جس کے ذَرِیعے ساری غِلاظت آپ کے مکان میں ڈالتا رہتا۔ یہاں تک کہ آپ کی وہ جگہ جہاں آپ نماز پڑھتے تھے۔ وہ بھی نَجِس ہو جاتی۔ بہُت عرصہ تک وہ یہ عَمَل کرتا رہا۔ مگر آپ نے کبھی شِکایت نہ کی۔ ایک دن اُس یہُودی نے خود ہی آکر عَرض کی کہ میرے پَرنالے کی وجہ سے آپ کو کوئی شِکایت تو نہیں؟ آپ نے نِہایت ہی نرمی کے ساتھ فرمایا کہ پَرنالہ سے جو غِلاظت گِرتی ہے اُس کو جھاڑو دے کر روزانہ دھو ڈالتا ہوں۔ یہُودی نے کہا کہ کیا آپ کو اِتنی تکلیف ہونے کے باوُجُود غُصّہ نہیں آتا؟ فرمایا، اللّٰہ تعالیٰ کا یہ حُکم ہے:۔

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۚ (پ ۴ ع ۵)

ترجمہ: اور غُصّہ پینے والے اور لوگوں سے دَرگُزر کرنے والے اور نیک لوگ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے محبوب ہیں۔ (کنزُ الایمان)

یہ آیاتِ مُقدَّسہ سُن کر وہ یہُودی بے حد مُتأثّر ہوا، اور یُوں عَرض گزار ہوا، "یقیناً آپ کا دِین نِہایت ہی عُمدہ ہے۔ آج سے میں سچّے دِل سے اِسلام قبول کرتا ہوں۔" پھر اُس نے کلِمہ پڑھا اور مُسلمان ہو گیا۔ (تَذکِرَۃُ الاَولِیاء)

پیارے اِسلامی بھائیو! اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نیک بندوں کے اَخلاق نِہایت ہی عُمدہ ہوتے ہیں۔ اور وہ تکلیف پہنچنے پر بھی غُصّہ میں نہیں آتے۔ اور

صبر کا دامن نہیں چھوڑتے ہیں اور خطا کار کی خطا بھی مُعاف کر دیتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام اللہ والوں (رَحِمَہُمُ اللہ) کے اَخلاقِ حسنہ سے ہی پھیلا ہے۔

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بُزرگوں کی نظر سے پیدا

اَہلُ اللہ (رَحِمَہُمُ اللہ) اپنے دشمنوں کی بھی بھلائی کے خواہاں رہتے ہیں اور اُن کے لئے بھی دُعائیں ہی کرتے ہیں۔ چُنانچہ

حکایت

شیخ سَعدی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں، ایک بُزُرگ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ) نے عُمر کے آخری حصّے میں گوشہ نَشینی اِختیار کر لی۔ یہ بُزُرگ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ) اُن لوگوں میں سے ہرگز نہ تھے جو ہر کام دِکھاوے کے لئے کرتے ہیں اور دُنیاوی فائدے حاصِل کرنے کیلئے دِینداری کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔ لیکن بُرا چاہنے والوں کی زبان کون پکڑ سکتا ہے؟ جیسا کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے:-

کُلُّ ذِیْ نِعْمَۃٍ مَحْسُوْدٌ
یعنی ہر ذِی نعمت حَسَد کیا جاتا ہے۔

چُنانچہ اُن کا بھی ایک بَدخواہ پیدا ہو ہی گیا اور وہ جہاں بھی جاتا اُن بُزُرگ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ) کو بُرا بھلا کہنے کا کوئی نہ کوئی پہلو پیدا کر ہی لیتا۔ کبھی کہتا کہ اِن رنگے ہوئے گیدڑوں کا کیا اِعتِبار! یہ تو صِرف دِکھاوے کے لئے پرہیزگاری کی دُکان سجاتے ہیں۔ اِس طرح وہ اُن کی ذات میں طرح طرح کے عَیب نکالتا اور مَن گھڑت خامیاں تلاش کرتا۔

کسی طرح یہ بات اُن بُزُرگ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ) کو بھی معلُوم ہو گئی۔ اُس شخص کی دُشمنی کا حال سُن کر آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ) آب دِیدہ ہو گئے۔ اور دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر عَرض کیا، یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) اگر وہ بُرائیاں واقعی میری ذات میں ہیں جو وہ بَیان کرتا ہے تو مجھے توبہ کی توفیق عطا فرما! اور میری اِصلاح فرما اور اگر ایسا نہیں ہے تو اِس شخص کو توبہ کی توفیق بخش دے۔ (بوستانِ سعدی)

یہ حکایت بَیان کرتے ہوئے حضرتِ سَعدی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں کہ اگر تجھے

دُشمن کی کہی ہوئی باتوں سے دُکھ پہنچتا ہے تو تُو ایسی پاکیزہ زِندگی گُزار کہ اُس کی بات ہمیشہ غلط ثابت ہو۔ میں تو اُس شخص کو اپنا دوست خیال کرتا ہوں جو مجھے میرے عُیُوب سے آگاہ کرتا ہے۔

دوست ہے وہ تجھ پہ جو ظاہر کرے تیرے عُیُوب
اُس کو دُشمن جان جو عَیبوں کو بھی خُوبی بتائے

غور کر! تیرا مُحاسِب تجھ سے بڑھ کر کون ہے!
کیا یہ ممکن ہے کہ اَدنیٰ بات بھی خود سے چُھپائے؟

اِس حِکایت میں حضرتِ سَعدی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ) نے قُوّتِ برداشت پیدا کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ خُوشامد کرنا ایک بدترین کام ہے۔ لیکن خوشامَد پسند ہونا بھی کچھ کم بُرائی کی بات نہیں بلکہ یہ عَیب پہلے عَیب سے زِیادہ سَنگین ہے۔ کیونکہ خُوشامَد پسند لوگ ہی خُوشامَدیوں کا گُروہ پیدا کرتے ہیں۔ اُن کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اپنی حقیقی حیثیت سے غافِل ہو کر اُن لوگوں سے خوش ہوتے ہیں جو اُن کی ہاں میں ہاں مِلائیں اور اُن کی جُھوٹی سچّی تعریفیں کریں اور ہر وَقت اُن کی واہ واہ کرتے رہیں۔ اور ایسے لوگ اُن خیر خواہوں کو اپنا بدخواہ جانتے ہیں جو کسی خامی کی نِشان دَہی کر دیں جس سے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آہِستہ آہستہ اُن خوشامَد پسندوں کے گِرد خوشامَدیوں اور بے ضَمیر لوگوں کا گُروہ اِکٹھّا ہو جاتا ہے اور شُرَفاء کَنارہ کشی اِختیار کر لیتے ہیں۔ اور یُوں اُن نادانوں کی دُنیا و آخِرت کی تباہی کے اَسباب ہو جاتے ہیں۔

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نیک بندے بُرائی کرنے والوں کے حق میں بھی دُعا کرتے ہیں اور یہ حضرات جب ہاتھ اٹھاتے ہیں تو تقدیریں بدل جایا کرتی ہیں۔ اِس ضِمن میں ایک ایمان افروز حِکایت پڑھئے اور جُھومئے۔

اِس جہاں میں بھی عَیش! اُس جہاں میں بھی عَیش!

حضرتِ سَیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک روز ایک قافِلے کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ کہ آپ نے دِجلہ کے کنارے نوجوانوں کا ایک ٹولہ دیکھا جو فِسق و فُجُور میں مشغُول تھا۔ آپ کے مُعْتَقِدِین نے عَرْض کی، حُضُور! اِن کے لئے بَد دُعا کیجئے تاکہ خُدا تعالیٰ اِن سب بدمَعاشوں کو غرق کر دے اور اِن کی نَحُوست پھیلنے نہ پائے۔ حضرتِ مَعْرُوف (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے فرمایا، کہ ہاتھ اُٹھاؤ میں دُعا کرتا ہوں۔ تم سب آمین کہنا۔ چُنانچہ سب نے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ اور آپ نے دُعا کی، ”یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) جس طرح تُو نے اِن کو اِس جہان میں عیش و عِشْرَت میں رکھا ہے۔ اِسی طرح اِن کو اُس جہان میں بھی عَیش و عِشْرَت نصیب فرما“۔ آپ کی اِس دُعا پر مُعْتَقِدِین نے تَعَجُّب کیا۔ اور وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہرو، میرا مقصد ابھی ظاہِر ہوا جاتا ہے۔ چُنانچہ تھوڑی دیر کے بعد جُوں ہی اُن کی نظر شیخ مَعْرُوف کَرْخی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) پر پڑی تو فوراً اُنہوں نے اپنے باجے گاجے سب توڑ پھوڑ ڈالے اور شراب بھی پھینک دی۔ اور زار و قطار رونے لگے اور سب آ کر حضرت کے قدموں میں گر گئے۔ اور سچے دِل سے تائِب ہو گئے۔ حضرتِ مَعْرُوف کَرْخی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا، ”دیکھ لیا تم نے؟ کہ مُراد حاصِل ہو گئی، بغیر اِس کے کہ یہ غرق ہوں۔ یا اِنہیں کوئی تکلیف پہنچے“۔ (تَذْکِرَۃُ الْاَوْلِیَاء)

پیارے اِسلامی بھائیو! بُزُرگوں کی دُعاؤں سے کایا پَلَٹ جاتی ہے اور جو کام تیغ و تیر سے نہیں ہو سکتا۔ وہ کام کسی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) والے کی نظر اور دُعا سے فوراً ہو جاتا ہے۔ اِسی لئے شاعِر نے کہا ہے کہ ؎

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بُزُرگوں کی نظر سے پیدا

پیارے اِسلامی بھائیو! یہ ہے گنہگاروں کی بھی ہمدردی! کہ حقیقی طور پر اُن کے لئے دِل میں کُڑھے اور اُن کا خیر خواہ رہے۔ بگڑے ہوئے لوگوں کو کوسنا اور اُن کو بد دُعاء دینا اُن کی اِصلاح کا باعِث نہیں ہوتا۔ اُن لوگوں کیلئے دُعائیں کرنا چاہیئے۔

غیبت کرنے والے کو تُحفہ!

بُرائی کرنے والے کو بَعض اَوقات بُزُرگانِ دِین وہ اَخلاقی چوٹ دیتے ہیں کہ وہ تڑپ کر رہ جاتا ہے اور بیقرار ہو کر قدموں سے لِپٹ جاتا ہے۔ چُنانچہ

حضرتِ سَیِّدُنا حَسَن بَصْری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے کسی نے آ کر کہا، فلاں شخص نے آپ کی غِیبت کی ہے۔ حضرتِ سَیِّدُنا حَسَن بَصْری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُسی وَقْت تازہ چُھوہارے منگوائے۔ اور ایک طَباق میں رکھ کر اِنہیں اُس شَخْص کے پاس بطورِ تُحفہ بھیجا اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ میں آپ کا بڑا شکر گُزار ہوں کہ آپ نے میری غیبت کر کے اپنی نیکیوں کو میرے دفترِ اَعمال میں مُنْتَقِل کر دیا ہے۔ آپ کے اِس اِحْسان کا بدلہ میں چُکا تو نہیں سکتا۔ تاہم یہ حقیر سا تُحفہ قبول فرمائیے۔ وہ شَخْص حضرت سَیِّدُنا حَسَن بَصْری (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے اِس حُسنِ اَخلاق کو دیکھ کر بڑا شرمندہ ہوا۔ اور آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کی خِدمَتِ بابَرَکت میں حاضِر ہو کر اپنے فِعْل کی مُعافی چاہی۔ (تَذْکِرَۃُ الْاَوْلِیَاء)

پیارے اِسلامی بھائیو! ہمارے اَسْلاف کا اَخلاق کس قدر پاکیزہ ہوتا ہے اور یہ حضرات کس قدر صابِر اور مُتَحَمِّل مزاج ہوتے ہیں کہ جو اِن کی بُرائی کرتا ہے۔ اُس کے ساتھ بھی یہ حضرات بھلائی کرتے ہیں۔ نیز یہ بھی دَرْس ملا کہ کسی کی غیبت کرنے سے سراسر اپنا ہی نُقصان ہوتا ہے اور جس کی غیبت کی جائے وہ فائدہ میں رہتا ہے۔ اور وہ اِس طرح کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں اِس کو مِل جاتی ہیں۔ لہٰذا غیبت سے

بچنا ہی چاہئیے۔

دیوانۂ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم)

مشہور و معروف عاشقِ رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) حضرتِ سیّدُنا اُویسِ قَرنی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) سے کون ناواقف ہے؟ آپ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) مَدَنی سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) کے عشق میں ہمہ وقت گُم رہتے تھے۔ لہٰذا لوگ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کو دیوانہ سمجھتے تھے اور لڑکے آپ پر پتھّر برساتے تھے لیکن سُنّتوں کا دیوانہ اور دیوانۂ مصطفٰے (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) تو صبر و رضا کا پیکر ہوا کرتا ہے۔ اُسے راہِ عشق میں چوٹیں بھی پھول معلوم ہوتی ہیں اور سچّا دیوانہ ہوتا وُہی ہے جو شکوہ و شکایت سے دُور رہے اور "رضائے موٰلی از ہمہ اَولٰی" کا مِصداق ہو۔ چُنانچِہ امامِ محمّد غزالی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں:۔

مجھے چھوٹے چھوٹے پتھّر مارو!

حضرتِ سیّدُنا اُویسِ قَرنی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کو جب لڑکے پتھّر مارتے تو آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) فرماتے، "اگر تم کو پتھّر مارنے ہی ہیں تو چھوٹے چھوٹے پتھّر مارو۔ تاکہ میری پنڈلی ٹُوٹنے سے محفوظ رہے کیوں کہ اگر پنڈلی ٹُوٹ گئی تو میں کھڑے ہو کر نَماز نہیں پڑھ سکوں گا۔" (کیمیائے سعادت)

میں عشق میں یُوں گُم ہو جاؤں، ہرگز نہ پتہ اپنا پاؤں
دیوانہ زمانہ کہہ کہہ کر، پتھّر مجھ پر برساتا رہے

سُبحَانَ اللہ! سُبحَانَ اللہ! ایسا ہی ہوتا ہے دیوانوں کا اَخلاق اور ایسے ہی لوگ سرکار (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) کے دیوانے کہلانے کے حقدار بھی ہیں۔ ایک اور بزرگ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے صبر و تحمّل اور حُسنِ اَخلاق کی جھلک مُلاحظہ فرمائیے اور جھومئے۔

اور بھی گالیاں دینی ہیں تو دے دو!

ایک شخص حضرتِ سیّدُنا اَحنَف بِن قَیس (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کو گالیاں

دیتا ہوا آپ کے پیچھے آرہا تھا۔ جب سیّدُنا اَحنَف بِن قَیس (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) اپنے محلّہ کے قریب پہنچے۔ تو ٹھہر گئے اور فرمایا، "اے جوان! اگر کوئی اور بات تمہارے دِل میں رہ گئی ہے تو ابھی کہہ ڈالو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ محلّہ کا کوئی میرا واقف تمہاری گالیوں کو سُنکر تمہیں اِیذا دے۔" (رسالۂ قُشَیریہ)

اَللہُ اکبر! یہ ہے ہمارے بُزُرگوں (رحمہم اللہ) کا حُسنِ اَخلاق! گالیاں بکنے والے کی بھی خیر خواہی فرمائی جارہی ہے اور ہمدردی کی جارہی ہے کہ کہیں اِس گالیاں بکنے والے کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ اے کاش! ہمیں بھی حُسنِ اَخلاق اور توفیقِ صبر و تحمّل نصیب ہوجاتا۔ آہ! ہم تو جب تک اِینٹ کا جواب پتّھر سے نہ دے لیں ہمیں چین ہی نہیں آتا۔

اَخلاقِ حَسنہ کی تلوار سے بُرائیوں کی جڑیں کاٹ ڈالو

سُبحَانَ اللہ! ہمارے اکابِرین کی تو یہ شان ہے کہ مُسلمانوں کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اَغیار کیساتھ بھی حُسنِ خُلق کا مُظاہَرہ فرماتے تھے۔ اِسی اَخلاقِ حَسنہ کا نتیجہ ہے کہ جو بھی اُن کے اَخلاقِ حَسنہ کی تلوار کی زَد میں آگیا، اُس کا فِسق و فُجور اور کُفر و شِرک خَتم ہوگیا اور وہ پھر کامِل و اَکمل مومن بن گیا۔ آج ہماری یہ حالت ہے کہ اگر تھوڑا سا تُھوک بھی کوئی ہمارے گھر میں ڈال دے تو طرح طرح کی لَغوِیات و خُرافات ہمارے مُنہ سے نِکلنا شُروع ہوجاتی ہیں۔ بسا اَوقات تو لڑائی بھی ٹھن جاتی ہے۔ جبکہ ہمارے پیارے آقا (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) کی راہوں میں تو کانٹے بھی بچھائے گئے۔ گردنِ اَقدس پہ اُونٹ کی اَوجھڑیاں ڈالی گئیں۔ آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) پر غِلاظت و گندگی پھینکی گئی۔ بلکہ قاتِلانہ حملہ کی بھی کوششیں ہوئیں۔ لیکن کبھی بھی صَبر و شکیبائی کا دامَن نہ چھوڑا۔ اللہ (عزّوجلّ) ہمیں بھی صَبر و تحمّل کی توفیق نصیب کرے تاکہ ہم بھی اَحسن طریقے سے اِحیائے سُنّت کیلئے کام کرسکیں۔

آمین بجاہِ النّبیِّ الاَمین (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم)

اب امرِ بالمعروف کے آداب میں سے پانچویں ادب "جو بات کہے اُس پر خود عمل کرتا ہو"، کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

۵ جو بات کہے اُس پر خود بھی عمل کرتا ہو

پیارے اسلامی بھائیو! امرِ بالمعروف ونہی عن المنکر کا یہ اہم ترین "ادب" ہے۔ اور ہماری بات کا اثر اُسی وقت ہوسکتا ہے کہ جب ہم خود بھی اچھے عمل کرتے ہوں گے۔ جس بات پر ہم عمل نہیں کرتے ہونگے اور دوسرے کو کہیں گے تو اس کا اثر پڑنا بہت مشکل ہے۔ جیسا کہ عموماً باپ اپنے بچے کو سگریٹ پینے سے روکتا ہے اور خود اُسی کے سامنے سگریٹ پیتا ہے۔ نتیجتاً بچہ اگر سامنے نہیں تو چھپ کر ضرور سگریٹ پینا شروع کر دیتا ہے۔ اللہ (عزّوجلّ) قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (پ ۲۸ ع ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے۔ (کنز الایمان)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:۔

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (پ ۱ ع ۵)

ترجمہ: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں؟ (کنز الایمان)

باعمل با اثر ہوتا ہے

بزرگانِ دین (رحمہم اللہ) فرماتے ہیں کہ اُس مبلغ کے بیان میں اثر نہیں ہوتا جو خود عمل نہیں کرتا۔ لہٰذا ہم جو بھی اچھی بات دوسرے کو بتائیں یا بُرائی سے روکیں تو ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی اُس اچھی بات پر عمل پیرا ہوں اور اُس بُرائی سے بچتے ہوں۔

جو لوگ باعمل ہوتے ہیں اُن کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

خاموش مبلغ!

ایک بار دعوتِ اسلامی کے قافلے کے ساتھ میں (سگِ مدینہ) پاکستان کے صوبۂ پنجاب کے دورے پر تھا۔ مجھے پنجاب کے ایک مبلغ نے بتایا کہ فلاں مقام پر ایک بزرگ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جو اب صاحبِ مزار ہیں اُن کی یہ خصوصیت تھی کہ لوگ اُن کو مدعو کرتے تو فرماتے کہ میں بیان وغیرہ نہیں کرسکوں گا صرف آکر بیٹھ جاؤں گا۔ اور ایسا ہی ہوتا وہ بزرگ جب اجتماع میں تشریف لاتے اُن کے چہرے کی نورانیت اور کشش دیکھ کر لوگوں کی چیخیں بلند ہوجاتیں۔ وہ بیٹھے رہتے اور لوگ روتے رہتے اور کافی لوگ گناہوں سے تائب ہوجاتے۔

اِسی لئے تو حدیثِ پاک میں بھی کہا گیا ہے کہ

جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے!

"اچھا ہم نشین وہ ہے کہ اُس کے دیکھنے سے تمہیں خدا (عزّوجلّ) یاد آئے اور اُس کی گفتگو سے تمہارے عمل میں زیادتی ہو اور اُس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔"

ایک اور حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ

"اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا (عزّوجلّ) کو یاد کرے وہ تیری مدد کرے۔ اور جب تو بھولے تو وہ یاد دِلا دے۔"

؎ صحبتِ صالح تُرا صالح کُند صحبتِ طالح تُرا طالح کُند

یعنی اچھے کی صحبت تجھے اچھا بنا دے گی اور بُرے کی صحبت تجھے بُرا بنا دیگی۔

جہنم میں چکی پیسنے والا!

مبلغین کے لئے لازم ہے کہ وہ خود بھی اپنے اعمال و افعال کو سنت کے مطابق درست رکھیں۔ اور بخاری شریف کی اُس حدیث پر نظر رکھیں جو نہایت ہی عبرت خیز ہے کہ حضورِ اکرم نبیِ محترم

(صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص جہنّم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور وہ اِس طرح جہنّم میں چکّی پیستا ہوگا جس طرح گدھا چکّی چلایا کرتا ہے یہ دیکھ کر جہنمی لوگ اُس کے پاس آئیں گے۔ اور اُس سے کہیں گے کہ اے فُلاں! ارے تُو بھی جہنّم کے اندر عذاب میں مبتَلا ہے؟ حالانکہ تُو تو وہ شخص ہے کہ دُنیا میں لوگوں کو اچھی باتوں کا حُکم دیا کرتا تھا۔ اور بُری باتوں سے منع کیا کرتا تھا۔ تو وہ شخص یہ جواب دیگا، "میں لوگوں کو تو اچھی باتوں کا حُکم دیا کرتا تھا۔ مگر خُود اچھے کام نہیں کرتا تھا اور میں دُوسروں کو تو بُری باتوں سے منع کرتا تھا۔ مگر میں خُود اُن بُرے کاموں کو کرتا تھا"۔

پیارے اسلامی بھائیو! یہ بھی یاد رکھیں کہ جتنا عِلْم ہو اُس پر عَمَل بھی کرنا چاہیئے۔

تین ۳ بدنصیب اَشخاص

کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ حَسرتِ قیامت کے دن تین ۳ آدمیوں کو ہو گی۔

1. ایک اُس آقا کو جس کا نیک غُلام تو جنّت میں جائے گا، اور خُود دوزخ میں۔
2. دُوسرے اُس شخص کو جو مال جمع کرتا رہا اور اُس کے حُقُوقِ واجِبہ میں خرچ نہ کرتا تھا۔ یُونہی مرگیا۔ اُس کے وارِثوں نے اُس مال کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی اِطاعت میں لگایا اور نجات پائی اور یہ جمع کرنے والا دوزخ میں گیا۔
3. تیسرے، وہ عالِم جو لوگوں کو حدیثیں سُناتا رہا۔ وہ اُن پر عمل کرکے نجات پاگئے۔ مگر یہ خُود بدعملی کی وجہ سے دوزخی ہوا۔ (تَنْبِیْہُ الْغَافِلِیْن)

ایک نہایت ہی عبرتناک حدیث پڑھیئے اور خوفِ خُدا (عَزَّوَجَلَّ) سے لرز یئے۔

قیامت کے چار ۴ سُوال

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔

اُس وقت تک بندہ قیامت کے روز قدم نہیں ہٹا سکے گا جب تک اُس سے چار ۴ سُوال نہ کرلئے جائیں۔

1. عُمر کس کس کام میں صَرف کی؟
2. جوانی کیسے گُزاری؟
3. مال کس طرح کمایا اور کس طرح خرچ کیا؟
4. اپنے عِلْم پر کہاں تک عمل کیا؟ (بَیْہقی)

آہ! ہمارے پاس جواب کہاں؟

آہ! اِن چاروں ۴ سُوالات میں سے کسی ایک سُوال کا جواب بھی ہم نے تیار نہیں کیا! افسوس! زِندگی تمام کی تمام لَغْوِیات و فُضُولِیات میں برباد ہوتی جارہی ہے۔ جوانی تو ویسے ہی دِیوانی ہوتی ہے۔ اِس میں بھلا عِبادَت کی فُرصَت کہاں؟

پیارے نوجوانو! یاد رکھو!!

جائے گی ڈھل یہ جوانی جِس پہ تجھ کو ناز ہے   تو بجالے جاہے جتنا چار دن کا ساز ہے

بس مال کماؤ!

رہا مال کمانا تو اِس میں پھر اِحتِیاط کس بات کی؟ آج لوگوں میں حَلال اور حرام کی تمیز ہی کب رہی ہے؟ بس کسی طرح بھی مال آنا چاہیئے۔ چاہے کسی کا حق تَلَف کرنا پڑے، رِشْوت دینی پڑے، سُود کا لین دین بھی گوارا۔ بس مال چاہیئے مال! یاد رکھئے! موت کہہ کر نہیں آتی۔ سب کیا کرایا یہیں دھرا رہ جائے گا۔

سیٹھ جی کو فِکر تھی اِک اِک کے دَس دَس کیجئے!   موت آپہنچی کہ صاحِب! جان واپس کیجئے!!

آہ! مالِ حرام کی نَحُوست! توبہ! توبہ! حُجَّۃُ الْاِسْلام سَیِّدُنا امام محمّد غزالی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) "مُکَاشَفَۃُ الْقُلُوْب" میں نقل کرتے ہیں:۔

حرام کے ایک لُقمہ کی تباہ کاریاں!

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، انسان کے پیٹ میں جیسے ہی حرام کا لُقمہ پڑا تو زمین و آسمان کا ہر فِرِشتہ اُس پر لعنت کرے گا جب تک کہ وہ اُس کے پیٹ میں رہے گا۔ اور اگر اِسی حالت میں مریگا تو اُسکا ٹھکانہ جہنّم ہوگا۔ (مکاشفۃ القلوب)

آہ! آج حرام مال سے کون بچتا ہے؟ سِتَم بالائے سِتَم تو یہ ہے کہ اگر کوئی بچنا چاہے بھی تو یہ ظالِم مُعاشَرہ اسے بچنے کب دیتا ہے؟ ان نامُساعِد حالات میں جو ثابِت قدمی کا مُظاہَرہ کرے وہ بہُت بڑا مُجاہِد ہے۔ ایک رِقّت انگیز حدیث پڑھیے اور اپنی عاقبت کی فکر کیجئے۔

والِدین اور بال بچّوں کے ذریعہ ہلاکت!!

مدینے کے سُلطان، رَحمتِ عالَمیان (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کا دین محفوظ نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ جگہ جگہ بھاگتا پھرے، ایک پہاڑ سے دُوسرے پہاڑ پر اور ایک سُوراخ (غار) سے دُوسرے سُوراخ (غار) میں اپنے آپ کو چُھپاتا پھرے، جیسا کہ لُومڑی اپنے آپ کو چُھپاتی پھرتی ہے۔"

صحابۂ کرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) نے عرض کی، "یارسولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ایسا زمانہ کب آئے گا؟"

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "جب روزی بغیر گناہ (حرام ذرائع) کے نہ ملے گی۔ اور اُس وقت لوگوں سے دُور (علیحدہ) رہنا حلال ہوگا۔"

صحابۂ کرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) نے عرض کی، "یارسولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) یہ کیسے ہوگا؟ آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے تو ہمیں نکاح کا حُکم فرمایا ہے!"

آقائے مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "اس وقت آدمی کی ہلاکت ماں باپ کے ہاتھ میں ہوگی۔ اگر ماں باپ مرچکے ہوں تو فرزند و عورت کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔ اگر وہ بھی نہ ہوں تو خویش و اقارِب کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔"

صحابۂ کرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) نے عرض کی، یارسولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) یہ کس طرح؟

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، اُسے غُربت و تنگ دستی پر ملامت کریں گے اور ایسی اشیاء اُس سے طَلَب کریں گے جس کی اُسے استِطاعت نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ اُن کی فرمائشیں اور مُطالبات پُورے کرنے کی خاطر ناجائز ذرائع اختیار کرے گا اور اِس طرح) وہ ہلاک ہوجائے گا۔ (کیمیائے سعادت)

حدیثِ گُزَشتہ میں چوتھی بات یہ ارشاد فرمائی کہ چوتھا سُوال یہ کیا جائے گا کہ اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟

لہٰذا علم تو حاصِل کرنا ہی چاہیئے اور ساتھ ہی ساتھ اُس پر عمل بھی کرتے رہنا چاہیئے۔

اپنی اِصلاح کی کوشش کرنیوالا دُوسرے کی اِصلاح کرسکتا ہے

پیارے اسلامی بھائیو! آپ اِخلاص کے ساتھ اپنی اِصلاح کی کوشش جاری رکھیں۔ اور دُوسروں کو بھی اِصلاح کی دعوت دیتے رہیں۔ اگرچہ آپ مُکمّل طور پر ابھی نیک نہیں بن سکے اور بُرائیوں سے کماحقّہ نہیں رُک پائے۔ کیوں کہ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو پھر مُعاشَرہ میں اَندھا دُھندی پھیل جائے گی ہر ایک اگر اس بات کا... انتظار کرنے لگ جائے کہ پہلے میری مُکمّل طور پر اِصلاح ہوجائے تب ہی میں دُوسروں کی اِصلاح کروں گا تو پھر اِصلاحِ مُعاشَرہ کا کام بالکل

ہی خطرہ میں پڑ جائے گا۔ لہٰذا جو دِل سے اپنی اِصلاح کا خواہاں ہو اُس کے لئے گُنجائش ہے، چُنانچہ

حضرتِ سیِّدُنا اَنس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کہتے ہیں، ہم نے عَرض کیا، یارسولَ اللہ! (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) کیا ہمیں نیکی کا اُسی وَقت حکم کرنا چاہیے جب مُکمَّل طور پر ہم نیکیوں پر عمل کریں اور بُرائیوں سے اُسی وَقت روکنا چاہیے جب ہم مُکمَّل طور پر بُرائیوں سے کنارہ کش ہوجائیں؟ مدینے کے سُلطان، رَحمتِ عالمیان (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا، ''تم نیکیوں کا حُکم دیتے رہو۔ اگرچِہ تم مکمّل طور پر عمل نہ کرسکو، تم بُرائیوں سے روکتے رہو اگرچِہ تم تمام وکمال اُن سے کنارہ کَش نہ ہوسکے ہو۔ (مُکاشَفۃُ القُلوب)

بَہرحال، پیارے اِسلامی بھائیو! ہماری کوشِش یِہی ہونی چاہیے کہ ہم عِلم بھی حاصِل کریں۔ سُنّتیں بھی سیکھتے رہیں اور عَمل کرنے کی کوشِش جاری رکھتے ہوئے دُوسروں تک بھی سُنّتوں کی رَوشنی پہنچانے کی کوشِش جاری رکھیں۔

اے ہمارے پیارے اللہ! (عزّوجلّ) ہمیں اَمر بِالمعرُوف ونَہی عَنِ المُنکَر کے اَحکام وآداب پر عَمل کرتے ہوئے صلوٰۃ وسُنّت کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم)

اَمر بِالمعرُوف کے آداب اور مُبلّغین کیلئے ہدایات

(۱) ''اَمر بِالمعرُوف'' یہ ہے کہ کسی کو اچھّی بات کا حُکم دینا، مَثلاً کسی سے نَماز پڑھنے کو کہنا اور ''نَہی عَنِ المُنکَر'' کا مطلب یہ ہے، بُری باتوں سے منع کرنا، مَثلاً کوئی گالی بک رہا ہے یا تاش کھیل رہا ہے اُسے اُس سے منع کرنا۔ یہ دونوں کام فَرض ہیں۔ اللہ (عزّوجلّ) کا قرآنِ مجید میں فرمانِ عالیشان ہے۔ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ (الخ) اَحادیثِ کریمہ میں بھی ان کی بے حد تاکید آئی ہے۔

(۲) مُبلّغ باعمل ہو۔ کیوں کہ باعمل کی بات جَلد اَثر کرتی ہے۔

(۳) ضَروری کتابوں کا مُطالعہ بھی کرتے رہیں۔

(۴) جب کسی کو نیکی کی تَرغیب دِلائیں تو اُس کے ساتھ مَحبّت سے پیش آئیں اور گُناہ کرتے دیکھیں تو نہایت ہی نرمی کے ساتھ اُسے منع کریں۔ اور بڑی مَحبّت کے ساتھ سمجھائیں۔

(۵) بے جا جَذباتی نہ بنیں۔ اگر جِھڑک کر سمجھانے کی کوشِش کریں گے تو اُلٹا ضِد پیدا ہوجانے کا اَندیشہ ہے۔ لوگ آپ سے نَفرت کرنے لگیں گے۔

(۶) کسی کو ڈانٹ کر سمجھانے کی مِثال یُوں سمجھیں کہ گویا جس برتن میں کچھ ڈالنا تھا اُس میں پہلے ہی سے آپ نے چھید کرڈالا!

(۷) اگر کوئی غَلَطی کردے تو اُسے سب کے سامنے ہرگز نہ ٹوکیں۔ اِس سے آپ کی بات بے اَثر ہوجائے گی اور اُس کی دِل آزاری ہوجانے کا بھی قَوی اِمکان ہے۔ لہٰذا موقع پاکر تنہائی میں سمجھائیں۔

حضرتِ اَبُو دَرداء (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں:۔

''جس نے اپنے بھائی کو سب کے سامنے نصیحت کی اِس نے اُس کو ذلیل کردیا۔ اور جِس نے تنہائی میں نصیحت کی اِس نے اُس کو مُزَیَّن (آراستہ) کردیا۔

(تَنبِیہُ الغافِلین)

(یعنی ظاہِر ہے اُسے اکیلے میں مَحبّت کے ساتھ سمجھائیں گے تو قَوی اُمّید ہے کہ وہ اپنی غَلَطی کی اِصلاح کرلے گا۔ اور یُوں وہ اِصلاح کے ساتھ مُزَیَّن ہوجائے گا۔

(۸) والِدین اپنی اَولاد کو، شوہر اپنی بیوی کو، اُستاد اپنے شاگرد کو ضرورتاً سختی بھی سمجھائیں تو حرج نہیں۔

● کوئی بُرائی میں مصروف ہے، گُناہ کر رہا ہے اور ہمارا گُمانِ غالِب ہے کہ اگر ہم سمجھائیں گے تو بُرائی سے باز آجائے گا۔ ایسی صُورت میں اَمر بالمعرُوف وَنہی عَنِ المُنکَر واجِب ہے۔ اگر ہم نے یہ نہ کیا تو گُناہگار ہوں گے۔ (بہارِ شریعت)

١٠ اَمر بالمعرُوف کرنے والے مُبلّغ کے پاس عِلم ہونا ضروری ہے ورنہ کِس طرح سمجھائے گا؟ اِس لئے اِسلامی کتابوں کا مُطالعہ کرنا ضروری ہے۔ جتنا کتاب میں پڑھیں یا عُلَمائے حقّہ سے سُنیں وُہی بَیان کریں۔ اپنی طرف سے آیات واَحادِیث کی تفسیر وتشریح نہ کریں۔

١١ مُبلّغ کی نیّت صرف رِضائے اِلٰہی (عزوجل) کا حُصُول اور اسلام کی سر بُلندی ہو۔

١٢ مُبلّغ کا با اَخلاق اور مِلنسار اور باکردار ہونا بے حد ضروری ہے۔

١٣ مُبلّغ صابر اور بُردبار بھی ہو، ہوسکتا ہے جس کو سمجھایا جارہا ہے وہ بِپھر جائے یا گالی وغیرہ بک دے۔ مُبلّغ کے لئے یہ موقع اِمتِحان کا ہوتا ہے۔ اگر دامنِ صَبر ہاتھ سے جاتا رہا اور آپ نے بھی خُدا نخواستہ غُصّہ کا مُظاہرہ کیا تو آپ بازی ہار گئے۔

١٤ مُبلّغ کے مزاج میں غُصّہ ہو ہی نہ، نرمی ہی نرمی ہونی چاہیئے؟

١٥ عوام (مُبلّغین) ہرگز مشہُور ومعرُوف عُلمائے حقّہ اور مُفتیانِ کِرام کی ٹوہ میں نہ رہیں۔ اُن کی غلطیاں نہ نِکالیں۔ اُن کو اَمر بالمعرُوف وَنہی عَنِ المُنکَر نہ کریں۔ کہ یہ بے ادَبی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ حضرات کسی خاص مَصلحت کے تحت ایسا کر رہے ہوں۔ اور عوام کی نظر وہاں تک نہ پہنچے۔
(عالمگیری)

١٦ کسی کو گُناہ کرتا دیکھیں اور معاذ اللہ خود بھی وُہی گناہ کرتے ہیں پھر بھی اسے

گُناہ سے منع کریں۔ کیونکہ آپ کے ذمّے تو دو چیزیں واجب ہیں (۱) بُرے کام سے بچنا اور (۲) دُوسرے کو بُرے کام سے منع کرنا۔ اگر ایک واجب کے تارک ہیں تو دُوسرے کے تارِک کیوں بنیں؟ (عالمگیری)

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:-

بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً — پہنچاؤ میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔

(مِشکوٰۃ)

١٧ جو کچھ دُوسروں کو کہیں سب سے پہلے اپنے آپ کو اُس کا مُخاطَب بنائیں

١٨ جن لوگوں میں اپنا پیغام پیش کرنا ہے اُن کی بے لوث خِدمت کرتے رہیں۔

١٩ اپنے ہر ہر عمل کو اَخلاق کے ساتھ مُتَّصِف فرمائیں۔

٢٠ عَیش کوشیوں سے اِجتِناب کرتے رہیں اور اپنی زندگی سادَگی کے ساتھ گُزاریں۔

٢١ خوشی، غمی اور بیماری وغیرہ کے مَواقع پر لوگوں کے ساتھ ہمدردانہ رَوِیّہ اِختیار کریں۔

٢٢ لوگوں کو اُن کی نفسیّات کے مُطابِق محبّت بھرے لہجے میں سمجھائیں۔

٢٣ دَقیق مَضامِین اور پیچیدہ مسائِل نہ چھیڑیں۔

اللہ (عزّوجلّ) کا فرمانِ عالیشان ہے:-

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ — ترجمہ: اپنے ربّ (عزوجل) کی راہ کی طرف بُلاؤ پکّی تدبیر اور اَچھی نصیحت سے۔ (کنزُ الاِیمان)

منقُول ہے:-

کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ۔ — ترجمہ: لوگوں سے اُن کی عقلوں کے مُطابق کلام کرو۔

حضرتِ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں :۔

"میں نے سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) سے کچھ باتیں ایسی بھی سُنی ہیں کہ اگر تمہارے سامنے ظاہر کردُوں تو تم میرا گَلا کاٹ دو۔" (بخاری شریف)

۲۴ سُنّتوں کی دعوت دینے کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کا خَندہ پیشانی سے اِستقبال کریں اور صَبر و اِستقامت کا پہاڑ بن جائیں۔

تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا :۔

"جس پر مُصیبت آئے اور صَبر کرنا دُشوار معلُوم ہو وہ میرے مَصائِب کو یاد کرلے۔" (تَنبِیہُ الغَافِلِین)

ظاہر ہے جب سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم) کا راہِ دین میں تکالیف اُٹھانا یاد کریں گے۔ تو ہمیں اپنی تکالیف اِس کے آگے ہیچ نظر آئیں گی۔

۲۵ اِحیائے سُنّت کی خاطِر ہر قسم کی قُربانی دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں۔

۲۶ سنّتیں سیکھنے اور سکھانے کی پاکیزہ آرزو اور اس راہ میں اِخلاص و اِیثار کا جذبہ اپنے اندر بیدار رکھیں۔

۲۷ عامی مُبلّغین کو چاہیئے کہ وہ بَحث و مُباحثہ میں نہ پڑیں بلکہ ایسے موقع پر عُلَمائے حقّہ کی طرف رُجُوع کریں کہ یہ اِنھیں حضرات کا شُعبہ ہے اَلبتّہ اپنے عقائِد و اَعمال میں پُختہ ضَرور رہیں۔

۲۸ اپنے بیان میں ہمیشہ اِس اَمر کا اِہتمام رکھیں کہ اللہ (عزّوجلّ) کی بے پایاں رحمت سے اُمّید کی کیفیّت بھی طاری رہے اور قَہر و غَضَب کی بھی۔

۲۹ اپنے بال بچّوں کی اِصلاح بھی کرتے رہیں۔

اللہ (عزّوجلّ) قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے :۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا ط

ترجمہ : اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔ (کنزالایمان)

۳۰ والِدین یا بڑے بہن بھائی اگر خطا کے مُرتکِب ہوں تو ہرگز اُن پر شِدّت نہ کریں۔ نہایت ہی عاجزی اور نرمی کے ساتھ اِصلاح کی درخواست کریں۔ اُن سے اُلجھا نہ کریں۔

۳۱ اپنے ہمسایوں اور شناساؤں میں بڑی لگن اور اُلفت کے ساتھ اَمر بِالمعروف کرتے رہیں۔

اے ہمارے پیارے اللہ! (عزّوجلّ) ہمیں اِخلاص کے ساتھ سُنّتوں پر عمل کرنے اور دیگر اِسلامی بھائیوں کو اَحسَن طریقے پر سُنّتوں کی تلقین کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ! (عزّوجلّ) ہمیں اَمر بِالمَعرُوف وَنَہی عَنِ المُنکَر کے اس عظیم فریضے کو حُسنِ خُوبی کے ساتھ سَر انجام دینے کی توفیق مَرحمت فرما۔

آمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلّم)

کسبِ حلال

پیارے اسلامی بھائیو! اپنی اور اپنے بال بچوں اور جو اپنی کفالت میں ہیں اُن کے گُزارہ کیلئے بقدرِ ضرورت رزقِ حلال کمانا فرض ہے۔ اور حسبِ ضرورت کسبِ حلال...... کی بہُت ہی فضیلت ہے۔ البتہ صِرف جمعِ مال کے لئے رات دِن محنت ومشقّت کرتے رہنا بیحد مذموم ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (پ ۲ ع) ترجمہ: اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی سُتھری چیزیں۔ (کنزُ الایمان)

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کا فرمانِ عالی شان ہے:۔

طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔ یعنی حلال روزی طلب کرنا ہر مُسلمان پر واجب ہے۔ (طبرانی)

کسبِ حلال کی فضیلت

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو شخص لگاتار حلال کی روزی کماتا ہے اور حرام کے لُقمہ کی آمیزِش نہیں ہونے دیتا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے دِل کو اپنے نُور سے روشن کر دیتا ہے اور حِکمت کے چشمے اُس کے دل سے جاری ہو جاتے ہیں۔

(کیمیائے سعادت)

کسی بُزرگ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) نے فرمایا ہے، "جب آدمی حلال غذا کا پہلا لُقمہ کھاتا ہے تو اُس کے پہلے کے گُناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو شخص حلال روزی کی تلاش میں ذِلّت کی جگہ کھڑا ہوتا ہے اُس کے گُناہ ایسے جھڑتے ہیں جس طرح دَرَخت کے پتّے جھڑتے ہیں۔ (اِحیاءُ العلوم)

صِرف مالدار بننے کیلئے مال کمانا اچّھا نہیں

حضرتِ ابُوہُریرہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے رِوایت ہے کہ حُضُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے فرمایا، جو شخص اِس لئے حلال کمائی کرتا ہے کہ سُوال کرنے سے بچے، اَہل وعیال کیلئے کچھ حاصِل کرے اور پڑوسی کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرے۔ وہ قیامت میں یُوں اُٹھے گا کہ اُس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور جو شخص حلال کمائی بکثرت مال جمع کرنے کے لئے، دُوسروں پر فخر اور بڑائی کیلئے، کرتا ہے وہ قیامت کے دن اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے اِس حال میں ملے گا کہ وہ اُس پر ناراض ہوگا۔" (تَنبِیہُ الغافِلین)

پیارے اسلامی بھائیو! مال کی مَحبّت واقعی بہُت ہی بُری ہے۔ "تَنبِیہُ الغافِلین" میں ہے کہ حضرتِ حَسَن بَصری (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) فرماتے ہیں کہ جب پہلا دِینار بنایا گیا تو شیطان نے اُسے آنکھوں سے لگا کر کہا، "جو تجھ سے مَحبّت کرے گا وہ میرا غُلام ہے۔" حضرتِ حَسَن بَصری (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) مشہور تابِعی بُزرگ ہیں۔ آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) نے اُمُّ المؤمنین حضرتِ اُمِّ سَلَمہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کا دُودھ پیا ہے اور حضرتِ مولا علی (کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم) سے خرقۂ خِلافت پہنا ہے۔ آپ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ) کا فرمان واقعی قابِلِ غَور ہے۔ مال سے جو

بھی مَحَبَّت کرنے والا ہوا ہے وہ کثرت سے گُناہوں میں مُبتَلا نظر آتا ہے اور یہی تو شیطان کی غُلامی ہے۔ لہٰذا ہمیں مال کی مَحَبَّت چھوڑ کر مولیٰ (عزوجل) کی مَحَبَّت اپنانی چاہیئے۔

تجارت میں زِیادہ بَرَکت ہے

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "تجارت کرو کیونکہ روزی کے دَس حِصّے ہیں۔ نو حِصّے فَقَط تجارت میں ہیں۔" (کیمیائے سعادت)

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ سچّا تاجِر قِیامَت کے دِن صِدّیقین و شُہَدار کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ (ابنِ ماجہ)

سب سے پاکیزہ کھانا

اُمُّ المؤمِنین حضرتِ عائِشہ صِدّیقہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہا) رِوایت کرتی ہیں کہ مدینے کے تاجدار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو تم کھاتے ہو اُن میں سب سے پاکیزہ وہ ہے جو تُمہارے کَسْب (کمائی) سے حاصِل ہے اور تُمہاری اَولاد بھی مِنجُملہ کَسْب کے ہے (یعنی ضَرورت کے وَقت اِنسان اَولاد کی کمائی سے کھا سکتا ہے)۔ (تِرمِذی)

ابنِ عُمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہما) رِوایت کرتے ہیں کہ کسی نے عَرض کی، یا رسُولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کونسا کَسْب زِیادہ پاکیزہ ہے؟ تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا، "آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور اچھی بَیع" (یعنی وہ تجارت جس میں دھوکہ اور خیانَت کا دَخْل نہ ہو)۔ (طبرانی)

مال کی بے جا تعرِیف مَت کرو!

آج کل مال خریدتے وَقت گاہک اُس مال کی خواہ مخواہ بُرائی بَیان کرتا

ہے اور بیوپاری بیچتے وقت بِلاضرورت تعریف میں مُبالغہ آرائی سے کام لیتا ہے اور اپنے مال کی خُوب خُوبیاں بیان کرتا ہے۔ یہ دونوں باتیں ممنُوع ہیں۔ چُنانچہ

حضرتِ مُعاذ بِن جَبَل (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ) رِوایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا، "تمام کمائیوں میں زِیادہ پاکیزہ اُن تاجِروں کی کمائی ہے کہ جب وہ بات کریں، جُھوٹ نہ بولیں اور جب اُن کے پاس اَمانَت رکھی جائے خِیانَت نہ کریں۔ اور جب وَعدہ کریں، اُس کا خِلاف نہ کریں۔ اور جب کِسی چیز کو خریدیں تو اُس کی مَذَمَّت (بُرائی) نہ کریں اور جب اپنی چیز بیچیں تو اُس کی تَعرِیف میں مُبالغہ نہ کریں اور اُن پر کِسی کا آتا ہو تو دینے میں ڈِھیل نہ ڈالیں۔ اور جب اُن کا کِسی پر آتا ہو تو سختی نہ کریں۔" (بیہقی)

دِیانَت دار تاجِر مُجاہِد ہے

تاجِر کو شیطان لَین دَین، ناپ تول، سَودے بازی، ہر مُعامَلہ میں بَہکاتا ہی رہتا ہے چُنانچہ

ایک بُزُرگ سے لوگوں نے پوچھا، عابِد بہتر ہے یا تاجِر اَمانَت دار؟ اُن بُزُرگ نے فرمایا، "تاجِر اَمانَت دار بہتر ہے" کہ وہ جِہاد میں ہے۔ کیوں کہ شیطان تَرازُو اور لَین دَین کے پَردے میں اُس کے دَرپے رہتا ہے لیکن وہ اَمانَت دار تاجِر اُس کے خِلاف کرتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

تجارت میں جمعِ مال کیلئے نَفْس طرح طرح کے جُھوٹے حِیلے سِکھاتا ہے۔ مگر دِیانَت دار تاجِر نَفْس و شیطان کے ہر وار کو ناکام کردیتا ہے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے، "اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَھَدَ نَفْسَہٗ" یعنی مُجاہِد وہ ہے جو اپنے نَفْس کے ساتھ جِہاد کرے۔"

پیارے اسلامی بھائیو! خود ہمارے پیارے آقا، تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) بھی کسبِ حلال کیلئے جِدّو جہد فرماتے حالانکہ ہمارے سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو کیا کمی تھی؟ پھر بھی آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے بکریاں چَرانے کا پیشہ اختیار فرمایا، تجارت بھی فرمائی۔ اس میں محنت مزدوری کرنے والوں کیلئے بڑی تسلّی ہے، حوصلہ افزائی ہے۔

ڈگمگاؤں جو حالات کے سامنے آئے ترا تصوّر مجھے سمجھائے
میری خوش قسمتی میں تیرا اُمّتی، میں تیرا اُمّتی میں تیرا اُمّتی

اللہ عزّوجلّ کے مُقرّب انبیاء (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) بھی کسبِ حلال کیلئے جِدّو جہد کرتے رہتے۔ کوئی کپڑے سی کر، کوئی تجارت کرکے، تو کوئی بڑھئی کا پیشہ اپنا کر، رزقِ حلال حاصل کیا کرتے۔ چُنانچہ منقول ہے کہ،

انبیاء (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) کے مُبارک پیشے

حضرتِ سیّدُنا آدم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کھیتی باڑی کرتے تھے۔ حضرتِ سیّدُنا نوح (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ حضرتِ سیّدُنا اِدریس (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کپڑے سی کر گزر بسر کرتے تھے۔ حضرتِ سیّدُنا ہُود (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) اور حضرت سیّدُنا صالِح (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) تجارت کرتے تھے۔ حضرتِ سیّدُنا ابراہیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) بھی کھیتی باڑی کرتے تھے۔ حضرتِ سیّدُنا شُعیب (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) جانوروں کے بالوں اور اُون وغیرہ سے اپنی روزی حاصِل کرتے تھے۔ حضرتِ سیّدُنا مُوسیٰ (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) بھیڑ بکریاں چَراتے رہے۔ حضرتِ سیّدُنا داؤد (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) زِرہ بنا کر گُزر اَوقات کرتے تھے۔ حضرت سیّدُنا سُلیمان (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) جو رُوئے زمین کے بادشاہ تھے، درختوں کے پتّوں اور چھال سے

پنکھے، بوریاں اور زنبیل (ٹوکریاں) تیار کرکے گُزارہ کرتے تھے۔ (تفسیر عزیزی)

صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) کے مُبارک پیشے

خُلَفائے ثلاثہ یعنی حضرتِ سیّدُنا ابوبکر صدیق، حضرتِ سیّدُنا عمرِ فاروق اور حضرتِ سیّدُنا عثمانِ غنی (رضی اللہ عنہم) تجارت کیا کرتے۔ حضرتِ مولا علی (کرّم اللہ وجہہ) اِذخر نامی خود رو گھاس جنگل سے کاٹ کر مدینۂ منوّرہ میں لاکر بیچتے، مزدوری بھی کرتے، نیز فتحِ خیبر کے بعد کھیتی باڑی بھی کرنے لگے۔ سیّدُنا حاطِب بن بلتعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مدینۂ منوّرہ میں نانبائی کا کام کرتے تھے۔ سیّدُنا سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چٹائیاں بُن کر بیچتے تھے۔ سیّدُنا عمرو بن عاص اور سیّدُنا زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) قصّاب تھے، گوشت بیچتے تھے۔ سیّدُنا خبّاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) لوہار پیشہ تھے۔ حضرتِ سیّدُنا طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کپڑے کا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کپڑے کے ساتھ ساتھ دُودھ کا بھی کاروبار کیا کرتے۔ سیّدُنا ابوسُفیان بن حرب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیل، اچار اور چٹنی کا کاروبار کیا کرتے۔ حضرتِ سعد بن ابی وقّاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیر بنا کر بیچتے تھے۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

(معدنِ اخلاق)

دیانت دار تاجر سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے ساتھ جنّت میں ....

ایک بار سرکارِ اَبد قرار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی بارگاہِ بے کس پناہ میں کچھ صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) حاضر تھے۔ کسی نے عرض کیا، یارسُولَ اللہ! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) میں کپڑے کی سِلائی کا کام کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا، اگر تُم نے اس میں راستبازی (دیانتداری) سے کام کیا تو حضرت اِدریس (علیہ السّلام) کے ساتھ جنّت میں داخل ہوگے۔ ایک دُوسرے[2] شخص نے عرض کیا، سرکار! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) میں معمار ہوں۔ ارشاد فرمایا، اگر تُونے راستبازی سے کام کیا تو حضرت ابراہیم (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کے ساتھ داخلِ جنّت ہوگا۔ ایک تیسرے[3] شخص نے عرض کیا، اے آقا! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) میں تجارت کرتا ہوں، ارشاد ہوا، (اگر تُونے بھی راستبازی سے کام کیا تو) تُو میرے ساتھ جنّت میں داخل ہوگا۔

امامِ اَحمد بن حَنبَل (رَحمۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیہ) سے لوگوں نے پُوچھا، آپ اُس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جو عِبادَت کیلئے مَسجِد میں بَیٹھ رہے اور کہے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) مُجھے رِزق دے گا۔ اِمام صاحِب (رَحمۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیہ) نے فرمایا، "وہ جاہِل ہے، شَرع نہیں جانتا اِس لئے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے میری روزی میرے نَیزہ کے سایہ میں رکھی ہے (یعنی جِہاد کرنے میں) بے شک اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ہر شَے پر قادِر ہے۔ مگر رِزقِ حَلال کمانا سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی سُنّت ہے۔" (کیمیائے سعادت)

حضرتِ سَیِّدُنا عُمرِ فاروق (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنہ) نے فرمایا، "کَسب نہ چھوڑو (حلال روزی کیلئے کوشش جاری رکھو) کیونکہ خُدائے تعالٰی آسمان پر سے سونا چاندی نہیں برساتا۔ یعنی اِس بات کی اُسے قُدرَت تو ہے مگر کِسی حِیلہ سے روزی دینا اُس کی عادَتِ کَرِیمہ ہے۔ (اِحیاءُ العُلوم)

پیارے اسلامی بھائیو! اِس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی گھر میں ہاتھ پر ہاتھ دَھر کے بیٹھا رہے اُس کو بھی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) رِزق دینے پر قادِر ہے لیکن قانُونِ فِطرَت ہے، "حَرکَت میں بَرکَت"، پھر بھی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) جو چاہے وہ کرسکتا ہے۔ اِس سلسلے میں ایک دِلچسپ حِکایت پیش کی جاتی ہے۔

اَپاہِج لُومڑی

ایک بُزرگ (رَحمۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیہ) کا بَیان ہے کہ وہ دِل میں روزی طَلَب کرنے کا اِرادہ کرکے گھر سے نِکلے اور ایک جنگل میں گُزرے ایک مَقام پر بیابان میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لُومڑی نِہایَت فَربہ اور تَر و تازہ بیٹھی ہوئی ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں اور آنکھوں سے بھی اَندھی ہے۔ وہ بُزرگ ایسے بے دَست و پا اور مَجبُور جانور کو اِس قَدَر تَر و تازہ دیکھ کر نِہایَت حیران ہوئے

اور وہاں بیٹھ کر حیرت سے سوچنے لگے اور اپنے دِل میں کہا کہ اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) یہ اپاہِج لُومڑی کِس حِیلے سے اپنا رِزق پاتی ہے؟ حالانکہ بہ ظاہِر کوئی ذَرِیعہ روزی حاصِل کرنے کا اِس کے پاس مَوجُود بھی تو نہیں، نہ یہ چل سکتی ہے، نہ دیکھ سکتی ہے۔ وہ بُزرگ (رَحمۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیہ) اِس قِسم کی باتیں اپنے دِل میں سوچ ہی رہے تھے کہ اِتنے میں ایک جگہ سے زمین شَق ہوئی اور دو پیالے برآمد ہوئے ایک دُودھ سے بَھرا ہوا تھا اور دُوسرا شَہد سے۔ اُن بُزرگ نے اب دِل میں یہ خَیال کیا کہ اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) اِس غِذا تک کھانے کیلئے یہ لُومڑی کِس طرح پہنچے گی؟ اَچانک کیا دیکھتے ہیں کہ اُسی مَقام پر پہاڑ سے ایک بُزرگ نہایت خُوبصُورَت اور نُورانی چہرے والے نیچے تَشریف لائے اور اُن دونوں پیالوں کو اُٹھا کر لُومڑی کے پاس لے گئے اور دونوں پیالے اُس کو پِلا دیئے۔ جب وہ نُورانی چِہرے والے بُزرگ واپس پہاڑ کی طَرف جانے لگے تو اِن بُزرگ (رَحمۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیہ) نے بڑھ کر نُورانی چِہرے والے کا دامَن تھام لیا اور پُوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا، میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے فِرِشتوں میں سے ایک فِرِشتہ ہوں اور یہی خِدمَت میرے سُپُرد ہے کہ ہر روز صُبح و شام یہاں آؤں اور اِس لُومڑی کو پیٹ بھر کر غِذا کِھلاؤں۔ یہ واقِعہ دیکھ کر اُن بُزرگ (رَحمۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیہ) نے روزی طَلَب کرنے کی تکلیف کے خَیال کو دِل سے نِکال دیا۔ اور اُسی پہاڑ پر بیٹھ گئے اور ایک چَشمے کے کَنارے رہنے لگے۔ اور نماز روزے میں مَشغُول ہوگئے۔ سات دِن گُزر گئے۔ مگر غَیب سے کوئی رِزق نہ پُہنچا۔ فاقوں کے سبب نہایت کمزور اور نڈھال ہوگئے۔ آخِرِ کار اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی بارگاہ میں دُعا کی کہ اے میرے پَروَردِگار (عَزَّوَجَلَّ)! اپنی رَحمَت سے مجھ کو کوئی لُقمۂ غِذا عِنایَت فرما، مجھ میں اب بُھوک برداشت کرنے کی طاقت نہیں

بیری رُوح کو قبض کرلے! اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی طرف سے جواب ملا، اے شخص! تو اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دے اور روزی طلب کر، میں تجھے تیرا رزق عطا کروں گا۔ خود بھی کھا اور محتاجوں کو بھی کھلا۔ اور اگر اس حالت میں اسی پہاڑ پر ستر برس تک بھی بیٹھا رہے گا۔ تو میں تجھ کو غذا کا ایک دانہ بھی نہ دوں گا، اُس وقت بزرگ کی آنکھیں کھلیں اور پہاڑ سے اُتر کر تلاشِ معاش میں مشغول ہوگئے اور جو کچھ کماتے آدھا خود کھاتے اور آدھا محتاجوں کو کھلا دیتے۔

(تذکرۃ الواعظین)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ توکّل فقط اس بات کا نام نہیں ہے کہ اپنے گھر بیٹھے رہیں اور رِزق کا اِنتظار کرتے رہیں۔ یہ دُنیا عالَمِ اَسباب ہے۔ اِس میں کچھ نہ کچھ کوشش کرتے رہنا چاہیئے اور اَسباب کا سہارا بھی لینا چاہیئے۔ جیسا کہ ایک شخص سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کی، حُضُور! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھ اُونٹ بھی ہے۔ میں اِس کو یُوں ہی چھوڑ دُوں اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) پر توکّل (بھروسہ) کروں؟ ارشاد فرمایا۔

"پہلے اِس کو باندھ لو پھر توکّل کرو۔"

پیارے بھائیو! حالانکہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) بغیر کسی رسّی کے بھی اُونٹ کی حفاظت کرنے پر قادِر ہے۔ مگر اُسی نے اس دُنیا میں اَسباب رکھے ہیں۔ وسائل و وسائط کا وہ یقیناً مُحتاج نہیں۔ مگر اُس کی اپنی مشیّت یہی ہے۔ دیکھئے وہ اگر چاہتا تو خود ہی اِسلام پھیل جاتا، لوگ راہِ راست پر رہتے۔ وہ اَنبیاء (عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کا مُحتاج نہیں ہے۔ لیکن اُس کی مرضی یہی ہے کہ اَنبیاء

(عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) اُس کے دین کے لئے محنت کریں۔ اب اگرچہ نبوّت ختم ہوگئی تاہم اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری وساری ہے اور اب یہ منصب اُمّتِ مُصطفٰے (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کو دیا گیا ہے۔ اگر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) چاہے تو ہمارے بغیر بھی لوگوں کو سُنّتوں پر چلانے پر قادِر ہے۔ مگر وہ چاہتا ہے کہ ہم مُسلمان محنت کریں، سُنّتوں کی تبلیغ کریں۔ اِحیائے سُنّت کیلئے جِدّ وجَہد کریں اور یُوں وہ ہمیں بہت سارا اَجر وثواب عطا فرمانا چاہتا ہے تو اب ہم کیوں اِس سعادت سے محروم رہیں۔

سُنّتیں عام کریں دِین کا ہم کام کریں
نیک ہو جائیں مسلمان مدینے والے (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ)

اَہل وعِیال کیلئے کمانا جہاد ہے

حضرتِ کعب بن عُجرہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں حُضُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کے پاس سے ایک آدمی گزرا، صَحابۂ کِرام (رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن) نے دیکھا کہ وہ رِزق کے حُصُول میں بہت مُتحرِّک ہے اور پُوری دِل چسپی لے رہا ہے تو حُضُور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) سے عرض کیا، اے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے رسُول! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) اگر اِس کی یہ دَوڑ دُھوپ اور دِل چسپی اللہ تعالٰی کی راہ میں ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا! اِس پر حُضُور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے فرمایا، اگر وہ اپنے چھوٹے بچّوں کی پرورِش کے لئے دَوڑ دُھوپ کر رہا ہے تب بھی یہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی راہ ہی میں شُمار ہوگی اور اگر بُوڑھے والِدَین کی خدمت کیلئے کوشش کر رہا ہے تو یہ بھی فِی سَبِیْلِ اللہ ہی شُمار ہوگی اور اگر اپنی ذات کے لئے کوشش کر رہا ہے اور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے

بچا رہے تو یہ کوشش بھی فِی سَبِیْلِ اللہ شمار ہوگی۔ البتّہ اگر اِس کی یہ محنت زِیادہ مال حاصِل کرکے لوگوں پر بَرتَری جتانے اور لوگوں کو دِکھانے کے لئے ہے تو ساری محنَت شیطان کی راہ میں شُمار ہوگی۔ (تَرغیب بحوالہ طَبَرانی)

پیارے اسلامی بھائیو! مُؤمِن کی پوری زِندگی عِبادَت ہے اور اُس کا ہر کام باعِثِ اَجر و ثَواب ہے۔ جبکہ یہ سارے کام سُنّت کے مُطابِق ہوں۔ اِسلام میں زُہد و تقویٰ اور عِبادَت کا جو وَسیع تصوُّر ہے وہ اِس حَدِیث سے بخوبی واضِح ہوتا ہے۔ ایک دُوسری حَدِیث میں حُضُور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، مُؤمِن آدمی اپنی ذات پر، اپنی بیوی پر، اپنے بچّوں پر اور مُلازِموں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ سب صَدَقہ اور عِبادَت ہے جس پر اُسے اَجر ملے گا۔ (تَرغیب وَتَرہیب)

حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ایک شخص سے پوچھا، تم کیا کام کرتے ہو؟ عَرض کی، عِبادَت کرتا ہوں۔ پُوچھا، روزی کہاں سے کھاتے ہو؟ عَرض کی، میرا ایک بھائی ہے وہ مجھے روزی مُہیّا کرتا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) نے فرمایا، "تیرا بھائی تجھ سے زِیادہ عابِد ہے" (اِحْیَاءُ الْعُلُوم)

اِس سے مَعلُوم ہوا کہ عِبادَت کرنے کیلئے صِرف دُوسروں پر بوجھ بننے کے بجائے خود بھی "ہاتھ پیر" چلانے چاہئیں۔ عِبادَت کے وَقت عِبادَت ہو اور تجارت کے وَقت سُنّت کے مُطابِق تجارت بھی ہو۔

حضرتِ سیِّدُنا عُمَرِ فارُوق (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے تھے، "میں کسی جگہ اپنی مَوت کو اِس سے زِیادہ دوست نہیں رکھتا کہ میں بھرے بازار میں اپنے اَہل و عِیال کے لئے کَسبِ حَلال میں مَصرُوف ہوں۔"

(کیمیائے سعادت)

جنّت واجِب ہوجاتی ہے

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نیک بندے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی عطا سے بہُت کچھ کرسکتے ہیں انہیں بسا اوقات دَستِ غَیب سے رِزق حاصِل ہوتا بھی ہے پھر بھی سُنّت ادا کرنے کیلئے کسبِ حَلال کیلئے جِدّوجُہد کرتے ہیں۔

حضرتِ سیِّدُنا اِمام اَوزاعی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدہم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھّا گردن پر اُٹھائے ہیں۔ پُوچھا آپ کا یہ کَسب کب تک ہوگا؟ آپ کے اِسلامی بھائی آپ کے اِس رَنج و تکلیف کو دُور کرسکتے ہیں۔ فرمایا، چُپ رہو، حَدِیث شریف میں ہے کہ "جو کوئی کَسبِ حَلال کیلئے ذلیل جگہ کھڑا ہوگا۔ اُس کیلئے جنّت واجِب ہوجاتی ہے"۔ (اِحْیَاءُ الْعُلُوم)

پیارے اسلامی بھائیو! حَلال روزی کمانے میں شرمانا کیسا؟ دُنیا کی شرم کی وجہ سے ظاہِری گھٹیا کاروبار یا مزدُوری چھوڑ کر لوگ اِسمگلنگ یا سُودی اِداروں میں سُودی حِساب کِتاب میں مُعاوَنت کی مُلازَمت اِختیار کرلیتے ہیں۔ بظاہِر دُنیا میں تو وہ مُعزَّز نظر آتے ہیں لیکن یہ دُنیا کی ظاہِری "عزّت"، آخِرت میں بہُت ہی مہنگی پڑ جائے گی۔ ہمیں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے مقبُول وَلی ابراہیم بن اَدہم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کی مُندرجۂ بالا حکایت سے دَرس حاصِل کرنا چاہیئے۔

ایک دِلچسپ واقِعہ

حضرتِ سیِّدُنا داؤد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام گھر سے لِباس بدل کر اَجنبی بَن کر نِکلتے اور جو شخص بھی مِلتا اُس سے اپنے مُتعلّق سُوال کرتے۔ ایک دِن حضرتِ جبرائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) اِنسانی صُورت میں اِنہیں مِلے۔ آپ نے حَسبِ مَعمُول اُن سے پُوچھا، اے نوجوان! تُو حضرتِ داؤد (عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے مُتعلّق کیا کہتا ہے؟

وہ بولے۔ آدمی تو بہت اچھا ہے مگر اُس میں ایک عادت ہے۔ پوچھا وہ کیا؟ کہا، مُسلمانوں کے بَیتُ المال سے کھاتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس شخص سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں جو اپنے ہاتھوں کی مَشَقَّت سے کھاتا ہو۔ آپ (علیہ السلام) روتے ہوئے واپس آ گئے اور گڑگڑا کر دُعا مانگنے لگے۔ اے اللہ! (عزّوجلّ) مجھے کوئی کام سکھا دے کہ میں اپنے ہاتھ سے کام کیا کروں اور مُسلمانوں کے بَیتُ المال سے مُستَغنِی (بے پرواہ) ہو جاؤں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ (علیہ السلام) کو زِرَہ (لوہے کا لباس جو جنگ کے وَقت پہنا جاتا ہے) بنانے کا ہُنر سکھایا اور لوہے کو آپ (علیہ السلام) کے ہاتھ میں موم کر دیا۔ جیسے گُندھا ہوا نرم آٹا۔ اور آپ (علیہ السلام) جب اُمُورِ مَملکت اور گھر کی ضَروریات سے فارِغ ہوتے تو زِرہیں بنایا کرتے اور اُنہیں بیچ کر اپنی اور اَہل وعیال کی بَسَر اَوقات کیا کرتے۔ (تَنبِیہُ الغَافِلِین)

سب سے بہترین کھانا حضرتِ سَیِّدُنا مِقدام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ کسی نے اُس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا جو اپنے ہاتھ سے کمایا ہو اور اللہ (عزّوجلّ) کے نبی سَیِّدُنا داؤد (عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام) اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔ (بُخاری شریف)

کپڑے کا تاجر خوش نصیب ہے کپڑے کی تجارت بہت ہی اچھی ہے کیونکہ کروڑوں مُسلمانوں کے مُقتَدا و پیشوا حضرتِ اِمامِ اعظم اَبُوحَنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا بھی یہی پیشہ تھا اور یہ سُنّتِ ابراہیمی (علیہ السلام) بھی ہے۔ چُنانچہ اِس ضِمن میں ایک حدیث پیش کی جاتی ہے۔

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، کہ

کپڑے کا کاروبار اِختیار کرو کہ تمہارے باپ سَیِّدُنا ابراہیم (عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام) کا یہ مَشغَلہ تھا۔ (تَنبِیہُ الغَافِلِین)

ہمارے آقا و مَولیٰ میٹھے مُصطَفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم) گھر کے کام کاج اپنے دَستِ مُبارَک سے بجالاتے، بازار سے سَودا لاتے، اپنے کپڑے خود دھو لیتے، نَعلَینِ شَرِیفَین گانٹھ لیتے، جانوروں کو چارہ ڈال لیتے، دُودھ دَوہ لیتے۔ چُنانچہ

گھر کا سَودا سَلَف خود لانا سنّت ہے حضرتِ جَعفَر بن مُحمّد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے والِد سے نَقل کرتے ہیں کہ رسُولُ اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم) بنفسِ نفیس بازار میں تشریف لے جاتے اور اَہل وعیال کے لئے ضَروریات کی اَشیاء خرید لاتے۔ کسی نے کچھ عَرض کیا، تو حُضُور سیِّدِ دوعالَم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم) نے اِرشاد فرمایا، "مجھے جبرائیل (عَلَیہِ السَّلام) نے بتایا ہے کہ جو شخص اپنے اَہل وعیال کیلئے کام کاج کرتا ہے تاکہ وہ لوگوں کے مُحتاج نہ رہیں تو ایسا شَخص مُجاہِد فِی سَبِیلِ اللہ میں شُمار ہوتا ہے۔" (تَنبِیہُ الغَافِلِین)

خرید و فروخت میں نرمی کیجئے! پیارے اسلامی بھائیو! خرید و فروخت میں اِخلاص کے ساتھ نرمی کیجئے یہ نہ ہو کہ صِرف مال بیچنے کے لئے خُوشامد کرتے رہیں، مال کی خُوبیوں میں بے جا مُبالغہ آرائی کرتے رہیں بلکہ مال دکھاتے ہوئے سُبحَانَ اللہ! سُبحَانَ اللہ! کہنا، دُرود شریف پڑھنا بھی مناسب نہیں کہ یہاں اللہ (عزّوجلّ) کی حمد وثنا اور واقعی پیارے آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم) پر دُرود وسلام بھیجنا کہاں

مُراد ہے؟ یہاں تو کسی طرح بھی گاہک کو اپنا مال تھما دینے کی فِکر ہے۔

آجکل عُمُوماً مال فَروخت کرتے وَقت تاجِر صاحِبان چِکنی چُپڑی باتیں کرکے گاہک کو پُھسلا لیتے ہیں۔ اور جہاں مال کی تنگی ہوئی یا بَیع و شرا میں کوئی کام اپنی مرضی کے خِلاف ہوا تو جسے ابھی کچھ لمحے قبل "حُضُور، حُضُور،" کہہ رہے تھے، اُسی "حُضُور" کو بڑی بے دَردی کے ساتھ دُھتکار کر نکال دیا جاتا ہے چاہے اُس کا دِل دُکھے یا ٹُکڑے ٹُکڑے ہو جائے اِس کی مُطْلَقاً پرواہ نہیں کی جاتی۔

پیارے اسلامی بھائیو! اِس طرح کرنے سے کسی کی دِل آزارِی بھی ہو جاتی ہے اور یہ سخت کَبیرہ گُناہ ہے۔ لِہٰذا ہر حال میں، ہر صُورت میں اور ہر موسم میں ہمیشہ خرید و فروخت میں نرمی سے کام لینا چاہیئے اور اِس کے بُہت ہی فَضَائِل ہیں۔

جو خُوش نَصیب خرید و فروخت میں نرمی کرتا ہے اُس کو سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) دُعائے خَیر دیتے ہیں۔ چُنانچہ حضرتِ جابِر (رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہُ) سے مَروِی ہے، حُضُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں، "اللہ تعالٰی اُس شخص پر رَحم کرے جو بیچنے اور خریدنے اور تقاضے میں آسانی کرے۔" (بُخاری وابنِ ماجہ)

کر بھلا، ہو بھلا!

حضرتِ حُذَیفہ (رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ) کہتے ہیں مَدَنی آقا (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، تم سے پہلے جو مُسلمان گزرے ہیں اُن میں سے ایک مُسلمان کے پاس مرنے کے بعد فرِشتے پہنچے۔ اُنہوں نے پوچھا، تُم نے دُنیا میں کوئی اچّھا کام کیا ہے؟ اُس نے کہا "نہیں"۔ فرِشتوں نے کہا، یاد کرو، حافِظے پر زور ڈالو، کوئی کام کیا ہو تو بتاؤ!

اُس نے کہا "میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔ اور اپنے مُلازِموں کو ہدایت کرتا تھا کہ قرض دارِ تنگ دست وَقتِ مُقَرّرہ پر قرضہ واپس نہ کر سکے تو اُسے مزید مُہلت دے دینا (یا مُعاف کر دینا) اور اگر قرض دار قرض واپس کرنے کی قُدرت رکھتا ہو تو بھی اُس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔" حُضُور (صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں، "اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے فرِشتوں سے کہا، اِس کی غَلَطیوں کو مُعاف کر دو۔" (بُخاری)

اس بیکسی میں دل کو میرے ٹیک لگ گئی ۔ شُہرہ سُنا جو رَحمتِ بیکس نواز کا (ذوقِ نعت)

پیارے اسلامی بھائیو! کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی کو بندے کا کوئی بظاہر معمُولی عَمَل بھی اِتنا پسند آجاتا ہے کہ اُس کے بُہت سے گُناہوں پر پردہ ڈال کر اُسے جَنّت کا مُستَحِق قرار دے دیتا ہے۔ اِس طرح کے واقِعات بکثرت اَحادِیث میں وارِد ہوئے ہیں۔ مَعلُوم نہیں کب کسی بندے کا کوئی عَمَل مالِک کو پسند آجائے۔ لِہٰذا ہمیں کسی بھی نیکی کو حقیر نہیں جاننا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے بظاہر جو نیکی ہمیں چھوٹی نظر آرہی ہے اِس سے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) راضی ہو جائے اور اِسی طرح ہر گُناہ سے بھی ڈرتے رہنا چاہیئے۔ کہ بعض اَوقات اِنسان کسی گُناہ کو چھوٹا سمجھ کر کرتا ہے اور اِسی میں اُس کی گرِفت ہو جاتی ہے۔

ہو سکے تو غریبوں سے مہنگے دام سے خریدیں

کیمیائے سَعادت میں اِمام غزالی (عَلَیْہِ الرَّحمۃ) فرماتے ہیں کہ فُقَراء سے جب کچھ خریدو تو مہنگے داموں خریدو اِس سے اُن کا دل خوش ہوگا اور یہ صَدَقہ کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ البتّہ دولتمند آدمی سے زیادہ قیمت پر خریدنا نہ باعِثِ ثواب ہے اور نہ ہی شُکر میں داخل۔ بلکہ دام ضائع کرنا ہے۔ اُن سے تکرار، اِصرار کرکے سستا خریدنا بہتر ہے۔ اگرچہ چھوٹے وغیرہ سے بچئے!

تاجر اپنی شے کا بھاؤ زیادہ بتائے۔ یہ جائز ہے مگر جھوٹ نہ بولے کہ میرا اِتنے کا پڑتا ہے اور اُتنے کی خرید ہے۔ جیساکہ آجکل کیا جاتا ہے۔ زیادہ دام بتاکر کمی کرنے میں کوئی مُضایقہ نہیں۔ اِسی طرح گاہک کو بھی چاہیئے کہ اچھی طرح جانچ پڑتال کرے، دام کم کرائے اور یہ حَسنین کریمَین کی سُنّت بھی ہے۔

بھاؤ کم کرانا حسنَین کی سُنّت ہے

حضرات حَسَنین کریمَین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کوشش کرتے کہ جو کچھ خریدتے سستا خریدتے اور اِس میں تکرار واِصرار کرتے۔ لوگوں نے اِن سے عَرض کی، آپ حضرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) روزانہ کئی ہزار دِرہم خیرات کر دیتے ہیں مگر معمُولی مِقدار پر اِس قدر تکرار واِصرار میں کیا نکتہ ہے؟ فرمایا، "ہم لوگ جو کچھ دیتے ہیں راہِ خُدا (عزّوجلّ) میں دیتے ہیں اور خرید وفروخت میں دھوکہ کھانا عَقل ومال کے نُقصان کا باعِث ہے۔ (کیمیائے سعادت)

کہتے ہیں، مُؤمن نہ کِسی کو دھوکا دیتا ہے نہ ہی دھوکہ کھاتا ہے"۔

حرام روزی سے بچیں!

پیارے اسلامی بھائیو! جہاں کَسبِ حلال کے بے شُمار فضائِل ہیں۔ وہاں رِزقِ حرام کمانے اور کھانے پر بہُت ہی سخت وَعِیدیں بھی ہیں۔ بدقسمتی سے آجکل کَسبِ حلال نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ ہمارے اِسلامی بھائی بلا ضَرورت جھُوٹ بول کر بلکہ مَعاذَ اللہ جھوٹی قسمیں تک کھاکر اپنا مال فروخت کرتے ہیں۔ مال کا عَیب اور نَقص اگر ہے تو اُسے بھی ظاہِر نہیں کرتے، بے دَریغ مِلاوٹ کرتے ہیں۔ رِشوت، سُود، دھوکہ بازی جِس بھی گُناہ کا سَہارا لینا پڑ جائے ضَرور لیتے ہیں اور مال کماتے ہیں اور یُوں اُن کی روزی حرام ہو جاتی ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! غور کریں۔ آپ اُتنا ہی کھاتے ہیں جتنی آپ کے پیٹ میں گُنجائش ہے۔ اُسی قدر پہنتے ہیں جس قدر آپ کی جسامت ہے۔ باقی آپ کی کمائی آپ کے اَہل وعِیال کھاتے ہیں اور وَبال آپ پر آئے گا۔ لہٰذا برائے مہربانی اپنے جسمِ ناتواں پر رحم کریں۔ خُدارا! اِسے جہنّم کا ایندھن بننے سے بچائیں۔ جس نے پیدا کیا ہے وُہی رِزق بھی عطا کرنے والا ہے۔ اور جو کچھ مُقدّر میں ہے وہ مِل کر ہی رہے گا۔ اب یہ آپ پر ہے کہ آپ اِسے کس طرح حاصِل کرتے ہیں!

دانہ دانہ پر لکھّا ہے کھانیوالے کا نام

اَعلیٰ حضرت مولٰینا شاہ احمد رضاخان بریلوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) رِزق کی تقسیم کے بارے میں ایک ایمان اَفروز رِوایت نَقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہر دانے پر قلمِ قُدرت سے یہ عبارت لکھی ہوتی ہے:۔

"بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ھٰذَا رِزۡقُ فُلَانِ بۡنِ فُلَانٍ" یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ دانہ فُلاں بن فُلاں کا ہے۔ وہ دانہ اُس کے سِوا کِسی دُوسرے کے پیٹ میں نہیں جاتا۔

اَعلیحضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اِس کی وَضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بہُت سے دانے ایسے ہوتے ہوں گے کہ آٹا پِس کر اُس کے کچھ اَجزا ایک روٹی میں گئے کہ زَید نے کھائی۔ کچھ دُوسری میں کہ عَمرو نے تو ایسے دانے کے اُس حِصّے پر زید کا نام مع وَلدِیّت لکھا ہوگا اور اُس پر عَمرو کا یُونہی اگر وہ دانہ چار شخصوں پر مُنقسِم ہوگا تو چاروں حِصّوں پر چاروں نام دَرج ہوں گے اور بَعض دانے یُونہی ضائع ہو جاتے ہیں اُن پر کِسی کا نام دَرج نہ ہوگا۔ (فتاوٰی رضویہ)

اَندھا سانپ

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ ڈاکوؤں کا ایک گُروہ ڈاکہ زَنی کے لئے ایک ایسے مَقام پر پہُنچا جہاں کھجور کے تین۳ دَرَخت تھے۔ اُن درختوں میں سے ایک دَرَخت خُشک تھا۔ اور دو۲ پھلدار تھے۔ ڈاکو وہاں آرام کرنے کے لئے لیٹے تو ڈاکوؤں کے سَردار نے دیکھا، کہ ایک چِڑیا پھل دار دَرَخت سے اُڑ کر خُشک دَرَخت پر جا بَیٹھتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد وَہاں سے پھر اُڑتی ہے اور پھل دار دَرَخت پر جا بَیٹھتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے اُڑ کر پھر اُسی خُشک دَرَخت پر آ بیٹھتی ہے۔ اِسی طرح اُس نے کئی چَکر لگائے۔ سردار نے یہ دیکھا تو تَجَسُّس پیدا ہوا اور وہ خُشک دَرَخت پر چڑھا اور اُوپر جا کر دیکھا تو حَیران و شَشدَر رہ گیا۔ کہ ایک اَندھا سانپ سب سے بُلند ٹہنی پر لِپٹا بَیٹھا ہے۔ اور مُنہ کھولے ہوئے ہے۔ وہ چِڑیا اُس کے لئے کچھ لاتی ہے اور اُس کے مُنہ میں ڈال دیتی ہے۔ جب سردار نے یہ مَنظَر دیکھا تو بیحد مُتاثِّر ہوا۔ اور وہیں کہنے لگا، اِلٰہی (عَزَّوَجَلَّ)! یہ ایک مُوذی جانور ہے جس کے رِزْق کے لئے تُو نے ایک چِڑیا مُقَرَّر فرما رکھی ہے پھر میرے لئے جو اَشرَفُ المخلُوقات میں سے ہوں، یہ ڈاکہ زَنی کب مُناسِب ہے؟ جب یہ کہا، تو اُس نے ہاتِف کی آواز سُنی،

"میری رَحمَت کا دَرْوَازہ ہر وَقت کھُلا ہے۔ اب بھی تَوبہ کر لو تو میں قبول کروں گا۔"

سردار نے یہ آواز سُنی تو اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ تلوار توڑ ڈالی اور رو رو کر بارگاہِ خُداوندی میں عَرض کرنے لگا، یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) میں اپنے گُناہوں سے باز آیا، باز آیا، اِلٰہی (عَزَّوَجَلَّ)! میری تَوبہ قَبول فرما لے۔ آواز آئی،

"ہم نے تمہاری تَوبہ قَبول کر لی۔"

سردار کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا۔ تو دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ سردار نے سارا واقِعہ سُنایا۔ تو وہ سب بھی روتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم بھی اپنے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے صُلح کرتے ہیں۔ چُنانچہ اُنہوں نے بھی سچّے دِل سے تَوبہ کی۔ اور بَاِرادۂ حَجّ یہ سب مکۂ مُکَرَّمہ کو چل پڑے۔ تین۳ دِن کی مُسافَت کے بعد ایک گاؤں میں پہُنچے تو وہاں ایک نابینا بُڑھیا دیکھی۔ جو اُس سردار کا نام لے کر پُوچھنے لگی کہ اِس قافلہ میں وہ بھی ہے؟ سردار آگے بڑھا اور کہنے لگا ہاں وہ میں ہوں۔ کہو کیا بات ہے؟ بُڑھیا اُٹھی اور اندر سے کپڑے نِکال لائی اور کہنے لگی، چَند روز ہوئے میرے بیٹے کا اِنتِقال ہو گیا ہے اور یہ اُس کے کپڑے ہیں۔ مجھے مُتَوَاتِر تین۳ دِن سے سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) خواب میں تشریف لا کر تمہارا نام اِرشاد فرماتے ہیں کہ "وہ آ رہا ہے، یہ کپڑے اُسے دے دینا" لِہٰذا اے مَرْدِ خُوش نَصِیب! یہ اپنی اَمانَت لو۔ سردار یہ سُن کر وَجْد میں آ گیا۔ اور وہی کپڑے پہن کر مکۂ مُکَرَّمہ میں حاضِر ہوا۔ اور پھر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے مَقْبُولوں میں شُمار ہونے لگا۔ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے ایک اَندھے سانپ کی روزی کا کِس شان سے اِہتمام فرمایا۔ اور ڈاکوؤں کے گُروہ نے رِزقِ حَرام سے تَوبہ کی تو اُنہیں کِس قَدر عَظیم مَراتِب سے سَرفَراز فرمایا۔ بے شک اللہ (عَزَّوَجَلَّ) غیب سے مدد فرمانے والا ہے۔

اب ذَیل میں رِزقِ حَرام کی مَذَمَّت میں بَعض رِوَایات پیش کی جاتی ہیں اِنہیں غَور سے پڑھیے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے قَہر و غَضَب سے ڈریئے۔ اگر رِزقِ حَرام

کی (مَعاذَاللّٰہ) عادت ہے تو اُس سے توبہ کرکے رِزقِ حلال کی جستجو میں لگ جائیے۔ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) مہربانی فرمائے گا۔

حلال وحرام کی تمیز ختم ہوجائے گی

حضرتِ ابُوہُریرہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مَروی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کرے گا کہ اِس چیز کو کہاں سے حاصِل کیا ہے حلال سے یا حرام سے۔

(صحیح بُخاری شریف)

آہ! واقِعی اب وہ دَور آچکا ہے۔ حلال وحرام کی تمیز اُٹھ چکی ہے۔ اِنسان مال کی مَحبَّت میں اندھا ہوچکا ہے۔ اِسے بس مال چاہیئے۔ چاہے وہ کِسی بھی راستے سے آئے۔ ؎ کہاں کا حلال اور کہاں کا حرام ٭ جو صاحب کِھلائے وہ چٹ کیجئے

مالِ حرام سے خیرات قبول نہیں ہوتی

عبدُاللّٰہ بن مَسعُود (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو بندہ مالِ حرام حاصِل کرتا ہے اگر اُس کو صَدَقہ کرے تو مقبُول نہیں اور خَرچ کرے تو اُس کے لئے اُس میں بَرکَت نہیں اور چھوڑ کر مَرے گا تو جہنَّم میں جانے کا سامان ہے (یعنی مال کی تین ۳ حالتیں ہیں اور حرام مال کی تینوں حالتیں خراب) اللّٰہ تَبارَکَ وَتعالیٰ بُرائی سے بُرائی کو نہیں مِٹاتا ہاں نیکی سے بُرائی کو مِٹا دیتا ہے۔ بے شک خَبیث کو خَبیث نہیں مِٹاتا۔

(احمد)

حرام سے پلنے والا جہنَّم میں جائے گا

حضرتِ جابِر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے رِوایت ہے کہ مَدَنی تاجدار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

نے فرمایا، ”جو گوشت حرام سے اُگا ہے (یعنی پلا بڑھا ہے) جنَّت میں داخل نہ ہوگا (یعنی اِبتداءً کیونکہ مُسلمان بِالآخِر جنَّت میں جائے گا۔) اور جو گوشت حرام سے اُگا ہے اُس کے لئے آگ زِیادہ بہتر ہے۔“

(دارِمی۔ بَیہقی)

حرام کھانیوالے کی دُعا قبول نہیں ہوگی

پیارے آقا مَدَنی تاجدار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) پاک ہے اور پاک ہی کی دوستی رکھتا ہے اور اللّٰہ تبارَکَ وتعالیٰ نے مُؤمِنین کو بھی اُسی کا حُکم دیا ہے جِس کا رَسُولوں (عَلَیْہِمُ السَّلام) کو حُکم دیا۔ اُس نے رَسُولوں (عَلَیْہِمُ السَّلام) سے فرمایا:

یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (پ۱۸ ع۴)	ترجمہ: اے پیغمبرو! پاک چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو۔ (کنز الایمان)
یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (پ۲ ع۵)	ترجمہ: اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی سُتھری چیزیں۔ (کنز الایمان)

پھر اِرشاد فرمایا، ”ایک شخص طَوِیل سَفر کرتا ہے جس کے بال پَریشان ہیں اور بَدَن گَرد آلُود ہے (یعنی اُس کی حالت ایسی ہے کہ جو دُعا کرے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یارَبّ (عَزَّوَجَلَّ)، یارَبّ (عَزَّوَجَلَّ) کہتا ہے (دُعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اُس کا کھانا حرام ہے، پینا حرام، لِباس حرام اور غِذا حرام پھر اُس کی دُعا کیونکر مقبُول ہو؟“ (مُسلِم)

(یعنی اگر قبول کی خواہِش ہو تو کَسبِ حلال اِختیار کرو کہ بِغیر اُس کے دُعا قبول نہیں ہوتی۔)

؎ رِزقِ حلال دے مجھے اے میرے کبریا (عَزَّوَجَلَّ) ٭ دیتا ہوں واسطہ تجھے تیرے حبیب کا (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)

عَیب ظاہِر نہ کرنا حَرام ہے

پیارے اسلامی بھائیو! کسی مال میں اگر کسی قسم کا نقص ہے تو اُسے ظاہِر کر دینا واجِب ہے، اُس عَیب کو چُھپانا حَرام و گُناہِ کبیرہ ہے اِس ضِمن میں چند رِوایات ذِکر کی جاتی ہیں۔

حضرتِ وَاثِلہ (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہُ) سے رِوایت ہے، حُضُور تاجدارِ دوعالَم (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے: "جِس نے عَیب والی چیز کو بیچا اور اُس کے عَیب کو ظاہِر نہ کیا وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں ہے یا فرمایا کہ ہمیشہ فِرِشتے اُس پر لَعنَت کرتے رہتے ہیں۔" (ابنِ ماجہ)

حضرت عامِر (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہُ) سے رِوایت ہے کہ مَدَنی تاجدار (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "ایک مُسلمان دُوسرے مُسلمان کا بھائی ہے۔ اور جو مُسلمان اپنے بھائی کو چیز بیچے جِس میں عَیب ہو تو جب تک بَیان نہ کرے، اُسے بیچنا حلال نہیں ہے۔" (اَحمد و اِبنِ مَاجہ وحَاکِم)

حضرتِ اَبُوہُرَیرہ (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہُ) سے مَروِی ہے کہ حُضُور سیّدِ دوعالَم (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) غلّہ کی ڈھیری کے پاس سے گُزرے تو اُس میں ہاتھ ڈال دیا۔ حُضُور (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو اُنگلیوں میں تری مَحسُوس ہوئی۔ اِرشاد فرمایا، اے غَلّہ والے! یہ کیا ہے؟ اُس نے عَرض کی، یارسولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اِس پر بارِش کا پانی پڑ گیا تھا۔ مَدَنی آقا (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا، "تُو نے بِھیگے ہوئے کو اُوپر کیوں نہیں کر دیا کہ لوگ دیکھتے۔ جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔" (مُسلِم)

کھانے کی اَشیاء پر جو لوگ پانی چِھڑک کر اُس کا وَزن بڑھاتے رہتے

ہیں۔ اس سے دَرس حاصِل کریں۔

دُودھ کا دُودھ، پانی کا پانی!

حضرتِ اَبُوہُرَیرہ (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہُ) سے رِوایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِرشاد فرمایا، "بیچنے کے لئے جو دُودھ ہو اُس میں پانی نہ ملاؤ۔ ایک شَخص (اُمَمِ سابِقہ میں سے جب کہ شراب حرام نہ تھی) ایک کَشتی میں شراب لے گیا۔ پانی مِلا کر اُسے دُگنا کر دیا۔ پھر اُس نے ایک بندر خریدا اور دریا کا سَفر کیا۔ جب پانی گہرائی میں پہنچا۔ بندر اَشرَفیوں کی تَھیلی لے کر سُتُون (یعنی کَشتی کے سُتُون) پر چڑھ گیا اور تَھیلی کھول کر ایک اَشرَفی پانی میں پھینکتا اور ایک کَشتی میں اِس طرح اُس نے اَشرَفیوں کو آدھا آدھا تقسیم کر دیا۔" (بَیْہَقِی)

خَوفناک سانپ!

"بَیْہَقِی" نے ابنِ مَحمُود سے رِوایت کی کہ میں حضرت عبدُاللہ ابنِ عَبّاس (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہُما) کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شَخص آیا اور کہا کہ ہم حج کے لئے آئے ہیں اور راستے میں ہمارا ایک ساتھی مر گیا۔ ہم نے اُس کے لئے قَبر کھودی تو لَحَد میں ایک مُہیب (خوفناک) کالا سانپ بیٹھا نظر آیا۔ ہم نے وہ جگہ چھوڑ دی اور دُوسری جگہ قَبر کھودی۔ کیا دیکھا کہ اُس قَبر میں بھی سانپ بیٹھا ہے۔ پھر ہم نے تیسری قَبر کھودی۔ تو اُس میں بھی وہی سانپ نَظَر آیا۔ ہم حیران رہ گئے اور اب آپ کے پاس آئے ہیں کہ کیا کریں؟

حضرتِ ابنِ عَبّاس (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہُما) نے فرمایا، "تُم سانپ کے پاس ہی اُسے دَفن کر دو۔ خُدا کی قَسَم! اگر تُم ساری زمین بھی اُس کے لئے کھود ڈالو گے تب بھی یہ سانپ تُمہیں ضرور نَظَر آئے گا۔" چُنانچہ ہم نے اُس کے لئے ایک قَبر

کھود کر سانپ کے پاس ہی اُسے دفن کر دیا۔ اور پھر واپسی پر اُس کی بیوی سے اُس کے حالات دریافت کیے تو پتہ چلا کہ وہ آٹے کا سوداگر تھا اور آٹے میں لکڑی کا بُرادہ ڈال کر بیچا کرتا تھا۔ (حیوٰۃ الحیوان)

تُجّار بدکار

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا، تُجّار (تاجر لوگ) بدکار ہیں! لوگوں نے عرض کی، یارسولَ اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے بَیع (تجارت) حلال نہیں کی ہے؟ فرمایا، "ہاں بَیع حلال ہے۔ لیکن یہ لوگ بات کرنے میں جھوٹ بولتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں اُس میں جھوٹے ہوتے ہیں۔" (بیہقی)

سب سے پاکیزہ کمائی

شہنشاہِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا فرمانِ مُقدّس ہے کہ تمام کمائیوں میں زیادہ پاکیزہ اُن تاجروں کی کمائی ہے کہ جب وہ بات کریں جھوٹ نہ بولیں اور جب اُن کے پاس امانت رکھی جائے خیانت نہ کریں اور جب اپنی چیزیں بیچیں تو اُن کی تعریف میں مُبالغہ نہ کریں اور اُن پر کسی کا دینا ہو تو دینے میں ڈھیل نہ ڈالیں اور جب اُن کا کسی پر نکلتا ہو تو سختی نہ کریں۔ (بیہقی)

تجارت میں قسم سے برکت زائل ہوتی ہے

پیارے مَدَنی سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا، کہ بَیع میں قسم کی کثرت سے پرہیز کرو کہ یہ اگرچہ مال کو بکوا دیتی ہے مگر برکت کو مِٹا دیتی ہے۔ (صحیح مُسلِم)

ایک غلط فہمی کا اِزالہ

پیارے اسلامی بھائیو! تجارت میں جھوٹ بولنے سے روزی حرام ہو جاتی ہے۔

اور حرام روزی میں ہزاروں آفتیں ہیں۔ البتّہ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ آٹے میں نمک برابر نفع ہونا چاہیے اِس سے زیادہ نفع لینا حرام ہے۔ یہ سراسر غلط فہمی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نفع کی کوئی مقدار شریعت نے مُقرّر نہیں کی۔ اعلیحضرت علیہ الرّحمۃ "اَلْکِفْلُ الْفَقِیہ" میں فرماتے ہیں:
"کاغذ کا ایک پُرزہ ایک ہزار روپے کا بیچ سکتے ہیں۔"
بس بَیع و شِراء کے اُصُولوں کا خیال رکھیں اور جھوٹ ہرگز ہرگز نہ بولیں مال کی تعریف میں مُبالغہ نہ کریں۔ تجارت میں سچّی قسمیں بھی کثرت سے لوگ کھاتے رہتے ہیں۔ یہ بھی اچھّی بات نہیں۔ ہاں، اُس وقت زیادہ مَنافِع لینا منع ہے، جب کسی چیز کی قِلّت ہو جائے اور وہ ضروریاتِ زندگی سے تعلّق رکھتی ہو جیسے غلّہ وغیرہ۔ اور ہمیشہ مُسلمانوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کرتے ہوئے اَشیائے ضروریاتِ زندگی کم مَنافع پر بیچنا بہُت ہی پسندیدہ ہے۔ اِس سے غریبوں کا دِل خُوش ہو گا۔ اللہ (عزّوجلّ) اِحسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

نظرِ کرم سے مَحرُوم

ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا، تین شخصوں سے اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دِن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ اُن کی طرف نظرِ کرم کرے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا اور اُن کے لئے تکلیف دِہ عذاب ہو گا۔ ابُوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی۔ یارسولَ اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) وہ خائب و خاسِر (سَراسَر نُقصان میں) کون لوگ ہیں۔ فرمایا کہ (١) کپڑا لٹکانے والا، اور (٢) دے کر اِحسان جتانے والا، اور (٣) جھُوٹی قسم کے ساتھ اپنا سودا چلا دینے والا۔ (صحیح مُسلِم)

پائی پائی کا حساب دینا ہوگا!

پیارے اسلامی بھائیو! جتنا مال زیادہ ہوگا، اُتنا وبال زیادہ اور سب کا حساب دینا ہوگا۔ کسی بُزُرگ نے ایک تاجر کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے تجھ سے کیسا سُلوک کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ اللہ تبارَکَ وَتعالیٰ نے پچاس ہزار صَحیفے میرے سامنے رکھے۔ میں نے عَرض کی، باری تعالیٰ! یہ پچاس ہزار صَحیفے کِن کِن کے ہیں! تو اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ نے فرمایا، "تُو نے دُنیا میں پچاس ہزار اَفراد سے لین دین کیا۔ یہ اُن میں سے ہر ایک سے مُتَعَلِّق اَعمال نامہ ہے"۔ چُنانچہ میں نے ہر صَحیفہ میں اَوّل سے آخر تک ہر ایک کے ساتھ کئے ہوئے لین دین کو دیکھا۔ اِمامِ غَزالی (رَحمَۃُ اللہِ تَعَالیٰ عَلَیہ) یہ واقِعہ نَقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں، "تو مُختَصَر بات یہ ہے کہ اگر کِسی کا ایک ٹکہ بھی اُس کے ذِمّے ہوگا تو جس سے اُس نے حِیلہ و فَریب سے لیا ہوگا۔ اُس کے عِوَض پکڑا جائے گا۔ اور کوئی چیز اُسے فائِدہ نہ دے گی، جب تک اُس کی ادائیگی سے بَرِیُّ الذِّمَّہ نہ ہوگا"۔

(کیمیائے سَعادت)

تاجر روزانہ کچھ صَدَقہ و خیرات کر دیا کرے

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "اے گُروہِ تُجّار! بَیع میں لَغو اور قسم ہو جاتی ہے اُس کے ساتھ صَدَقہ کو مِلا لیا کرو"۔ (اَبُوداؤد، تِرمِذی)

پیارے اسلامی بھائیو! تجارت بُہت عُمدہ اور نَفیس کام ہے مگر اکثر تُجّار کِذب بَیانی (یعنی جُھوٹ) سے کام لیتے، بلکہ جُھوٹی قسمیں کھا لیا کرتے ہیں۔ اِس لئے اکثر اَحادیث میں جہاں تجارت کا ذِکر آتا ہے جُھوٹ بولنے اور جُھوٹی قسم کھانے کی ساتھ ہی ساتھ مُمانَعت بھی آتی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اگر

تاجِر اپنے مال میں بَرَکت دیکھنا چاہتا ہے تو اِن بُری باتوں سے گُریز کرے۔ تاجروں کی اِن بَدعُنوانیوں ہی کی وجہ سے بازار کو بدترین بُقعہ زمین (زمین کا ٹکڑا) فرمایا گیا۔ اور شیطان ہر صُبح اپنا جھنڈا لے کر بازار میں پہنچ جاتا ہے۔ اور اِسی لئے بے ضَرورت بازار میں جانے کو بُرا بتایا گیا ہے کیونکہ بازار کی گہما گہمی، مال کی حِرص و طَمَع اِنسان کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی یاد سے غافِل کر دیتی ہے۔ لیکن جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نیک بندے ہوتے ہیں۔ وہ ہر حال میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا ذِکر کرتے ہی رہتے ہیں۔ چُنانچہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:-

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ (پ۱۸ ع۱۱)

ترجمہ: وہ مرد جِنہیں غافِل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی یاد سے (کنزُالایمان)

قُرآنِ مجید کا یہ اِرشاد اِس بات کی طَرف اِشارہ کرتا ہے کہ تجارت و بَیع اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی یاد سے غافِل کرنے والی چیز ہے اور اِس سے دِلچسپی غَفلت لانے والی ہے۔

اور مزید قُرآنِ مجید میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے فرمایا:

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا (پ۲۸ ع۱۲)

ترجمہ: اور جب اُنھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اُس کی طرف چل دیئے اور تمھیں خطبے میں کھڑا چھوڑ گئے۔ (کنزُالایمان)

لِہٰذا ضَروری ہے کہ تجارت میں اِتنا اِنہِماک نہ ہو کہ اللہ کی یاد سے غَفلَت کا مُوجِب ہو۔

صَحابۂ کِرام (رِضوَانُ اللہِ تعالیٰ عَلَیھِم اَجمَعِین) خرید و فروخت و تجارت کرتے

تھے مگر جب حُقُوقُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) میں سے کوئی حق پیش آجاتا تو خرید و فروخت اُن کو ذِکرُ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے نہ روکتی وہ اُس حق کو ادا کرتے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہیئے کہ جب ہم بازار جائیں تو ذِکر و دُرُود اور یادِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) سے غافِل نہ رہیں۔ اور حتَّی الْاِمکان دِل و زَبان کو بے کار نہ رہنے دیں۔ اور یہ یقین کریں کہ جو آخرت کا نَفع ذِکر و تَسبیح نہ کرنے سے ضائع ہو جاتا ہے سارے جہاں کا نَفع بھی اُس کا بدلہ نہیں بن سکتا۔ اور غافِل لوگوں کے درمیان (کیوں کہ بازار میں اکثر لوگ غافِل ہی ہوتے ہیں) یادِ الٰہی کرنے والے کی مثال ایسی ہے۔ جیسے خُشک دَرختوں میں ہرا بھرا دَرخت اور مُردوں میں زِندہ اور بھگوڑوں میں غازی۔ نیز جب اَذان کی آواز سُنیں، فوراً اپنا کام کاج چھوڑ کر اَذان کا جواب دیں۔ اور نَماز کا اِہتمام کریں۔ ہمارے اَسلاف اس مُعاملہ میں نہایت ہی چاک وچوبند ہوا کرتے تھے۔ صَحابۂ کِرام (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن) جیسے ہی اَذان سُنتے دُکانوں پر پردہ ڈال کر مَسجِد کا رُخ کرتے۔ اِمامِ غزالی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) "کیمیائے سَعادت" میں بَعض بُزُرگوں (رَحِمَہُمُ اللّٰہ) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ تھے کہ اُن میں سے کوئی لَوہے کا کام کرنے والے نے اگر ہتھوڑا لَوہے پر مارنے کے لئے اُٹھایا ہوتا اور اُدھر سے کان میں اَذان کی آواز پہنچتی تو اُسے نیچے نہ لاتا یعنی لَوہے پر نہ مارتا بلکہ رکھ دیتا اور نَماز کے لئے چل پڑتا۔ اور چَمڑے کا کام کرنے والا اگر سُوئی چَمڑے میں چُبھوتا، اُدھر سے اَذان کی آواز سُنائی دیتی تو اُسے باہَر نہ نکالتا اُسی طرح چھوڑ کر نَماز ادا کرنے چل پڑتا۔

یہ تھے ہمارے اَسلاف، اَذان تو کیا ہوتی گویا دنیا کا سارا نِظام بَدل جاتا ہر ایک مَسجِد ہی کی طَرف رَواں دَواں نظر آتا اور جُمعہ کا اِتنا اِہتمام ہوتا تھا کہ دُور

دَراز سے لوگ مُنہ اَندھیرے ہی چَراغ لے کر مَسجِد کی طَرف چل پڑتے تاکہ اگلی صَف میں جگہ مِل سکے۔ اور آج، آہ! مَسجِدیں ویران دیکھ کر دِل جل کر رہ جاتا ہے۔

جنّت میں گھر بنوائیے

حضرتِ ابنِ عُمَر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) سے رِوایت ہے کہ حُضُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، جو کوئی بازار جائے وہ یہ دُعا پڑھے اور جو شخص بازار میں داخِل ہوتے وَقت یہ دُعا پڑھے گا۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اُس کے لئے دس لاکھ نیکی لکھے گا اور دس لاکھ گُناہ مِٹا دے گا اور دس لاکھ دَرجات بُلند کرے گا اور اُس کے لئے جنّت میں ایک گھر بنائے گا۔ (ابنِ ماجہ، تِرمذی)

وہ دُعا یہ ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ

ترجمہ: کوئی مَعبود نہیں سوائے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اُس کی بادشاہی ہے اور وہی حمد وثَناء کے لائق ہے وُہی زِندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ ہمیشہ زِندہ ہے، موت اُس پر طاری نہیں ہوگی، اُس کے ہاتھ میں خیر وبَرَکت ہے اور وہ ہر بات پر قادِر ہے۔

کیمیائے سَعادت میں ہے:۔

" حضرتِ جُنَیدِ بَغدادی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں کہ میں ایک شَخص کو جانتا ہوں کہ ہر روز بازار میں تین سَو (۳۰۰) رکعت نَماز اور تیس (۳۰) ہزار تَسبیح اُس کا وِرد و وَظیفہ ہے۔ (یہ خود حضرتِ جُنَیدِ بَغدادی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کا اپنا ہی واقعہ ہے) یہ تو اُن خوش نَصیبوں کا حال ہے جو حَسبِ ضَرورت روزی کمانے پر اِکتِفا کرتے تھے۔ اُنہیں

دُنیا کا مال جمع کرنے کی طَمع اور خواہش نہ ہوتی تھی۔ اور جو کوئی زیادہ دُنیا طلب کرنے بازار جائے گا۔ اُسے یہ بات نصیب نہ ہوگی۔ وہ اگر مسجد میں جاکر فرض نماز بھی ادا کرے گا تو بھی اُس کا دِل پَراگندہ اور دُکان کے حساب میں مَصروف رہے گا۔ لوگوں کو چاہیئے کہ بازار میں زِیادہ دیر ٹھہرنے کی حرص و خواہش نہ کریں مثلاً یہ کہ سب سے پہلے بازار جائے اور سب کے بعد آئے۔ (کہ یہ لالچی ہونے کی عَلامَت ہے)۔ یا دُور دَراز پُرخطر سَفر اِختیار کرے یا دریا کا سَفر کرے۔ یہ اُمور کمالِ حرص کی دَلیل ہیں۔" (کیمیائے سعادت)

آج سُنّتیں سِیکھنے کے لئے اگر کہا جائے تو ہمارے بھائیوں کے پاس کوئی وَقت نہیں ہوتا۔ ایک آدھ گھنٹے کے اِجتماع کی دعوت پیش کی جائے تو کہتے ہیں، اِجتماع گاہ بہُت دُور ہے، ہمیں فُرصت نہیں ہوتی اور یِہی لوگ دو ٹکے کی نوکری اور چند سِکّوں کے حُصُول کے لئے ہزاروں میل کا سَفر کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ آہ! لوگوں کی نَظروں میں دِین کے مُقابلہ میں دُنیا بہُت ہی قیمتی ہے۔

بازار کا نگران شیطان!

حضرت مُعاذ بن جَبَل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ اِبلیس کا ایک بیٹا ہے۔ اُس کا نام زلنبور ہے وہ اپنے باپ کا خلیفہ اور نائِب بَن کر بازاروں میں موجود رہتا ہے۔ اِبلیس اُسے سِکھاتا رہتا ہے کہ تُو بازار میں جاکر جھُوٹ، مَکرو فَریب، دَغابازی اور قسَم کھانے کی رَغبت دِلایا کر۔ اور ایسے لوگوں سے چمٹا رہ جو سب سے پہلے بازار جاتے ہیں اور سب کے چلے جانے کے بعد آخر میں واپس آتے ہیں۔ (اِحیاءُ العُلوم)

بدترین بیوپاری

حدیث شریف میں وارِد ہے کہ سب جگہوں سے بُری جگہ بازار ہے۔ اور بازار کے لوگوں میں سب سے بدتر

وہ ہے جو سب سے پہلے کاروبار کے لئے بازار پہنچ جائے اور سب کے بعد واپس آئے۔ تو دکاندار کو چاہیئے کہ یہ بات اپنے اوپر لازم و ضروری قرار دے کہ جب تک مَجلسِ عِلم، صُبح کے اَوراد و وظائف اور نمازِ صُبح سے فارِغ نہ ہو، بازار کا رُخ نہ کرے۔ اور جب اُس دن کی روزی کَمالے تو واپس آجائے۔ اور مسجد میں جا کر عُمرِ آخرت کی روزی کمانے میں مَصروف ہوجائے۔ کیونکہ آخرت کی مُدّت بڑی دَراز اور اُس کی روزی کی بہت زیادہ ضَرورت ہے۔ اور اِنسان آخرت کے توشے سے بالکل مُفلِس اور تنگدست ہے۔ (کیمیائے سعادت)

اِمامِ اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے اُستادِ مُکرّم

حضرتِ اِمام ابُو حَنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اُستاد حضرتِ حمّاد بن سَلَمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دوپٹّے بیچتے تھے۔ جب دو حَبّہ (یعنی معمولی) نَفع کمالیتے تو گٹھڑی اُٹھاکر گھر آجاتے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرتِ سَعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بزرگ صَحابہ (علیہم الرضوان) میں سے تھے۔ اُنہوں نے رسُولُ اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی خِدمتِ اَقدس میں عَرض کی، یارسولَ اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) دُعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ میری ہر دُعا قبول کرلیا کرے۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا کہ حَلال خُوراک کھایا کرو تاکہ تمہاری دُعا مُستَجاب (قبول) ہو اور حُضُور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا ہے بہُت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا کھانا اور کپڑا حَرام کا ہوتا ہے۔ یہ لوگ ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دُعا کرتے ہیں۔ مگر اُن کی دُعا قَبول کیسے ہو؟ اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا ہے کہ بَیتُ المقدّس میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرِشتہ ہے۔ جو ہر شَب آواز دیتا ہے "جو حَرام کھاتا ہے اللہ (عزّوجلّ) نہ اُس کا فرض قَبول کرتا ہے نہ سُنّت۔" اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا ہے، جو شخص دس درہم سے

کپڑا خریدے۔ اُن میں ایک بھی دِرْہم حرام کا ہو تو جب تک کپڑا اُس کے بدن پر رہتا ہے اُس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے جس کا گوشت حرام خُوراک سے بنا ہو آتشِ دوزخ اُس کے زیادہ لائق ہے۔ (کیمیائے سعادت)

ناپ تول میں کمی کرنا حرام ہے

پیارے اسلامی بھائیو! آج کل ناپ تول میں کمی کرنا بالکل عام ہو گیا ہے اور مَعاذَاللہ اِس کو عَیب ہی تصوُّر نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ یہ حرام و گُناہِ کبیرہ ہے، بندوں کی حق تلفی ہے۔ اِس طرح کرنے سے مال میں بظاہر وقتی طور پر اضافہ ہو بھی جائے تو کیا ہوا! نتیجتہً ہلاکت ہی ہلاکت ہے، دُنیا میں بھی خسارہ اور آخرت میں عذابِ اَلیم کی وَعید ہے۔ دُنیا میں بھی تو حرام مال بسا اَوقات، بیماریوں، مُقدَّمہ بازیوں، اور بعض اَوقات ڈاکوؤں کی نَذر ہو ہی جاتا ہے۔

بعض حرام کام

اِمام غزالی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں، بزّاز (کپڑے کا تاجر) کپڑا لیتے وَقت ڈِھیلا رکھ کر ناپے اور دیتے وَقت سخت کر کے اور کھینچ کر دے۔ وہ بدترین فاسِق لوگوں کے گروہ میں داخِل ہے۔ اور جو قصّاب اُس ہڈّی کو گوشت میں رکھ کر فروخت کرے جس کی فروخت کا رَواج نہیں، وہ بھی بدترین فاسِقین میں داخِل ہے۔ اور جو شخص غَلّہ فروخت کرے اور عُرف و عادت سے زِیادہ مِقدار میں مِٹّی اور خاک پڑی رہنے دے وہ بھی اِن میں داخِل ہے اور یہ سب باتیں حرام و ناجائز ہیں اور ہر قِسم کے کاروبار اور مُعامَلات میں لوگوں کے ساتھ عَدْل و اِنصاف کرنا فرض و ضروری ہے۔

(کیمیائے سعادت)

اِسی طرح دُودھ میں پانی مِلانا، اچّھا مال اُوپر اور گھٹیا مال نیچے رکھنا جبکہ

مقصُود دھوکہ دینا ہو، اچّھا مال دِکھا کر گھٹیا مال دھوکہ سے پکڑا دینا، پھل وغیرہ پر پانی چھِڑک کر وَزن بڑھا دینا یہ سب حرام ہے (البتّہ یہ عُیوب گاہک کو دِکھانے کے بعد مال فروخت کیا جائے، پھر گُناہ نہیں)۔

۲ حج اور ۲ عُمرہ سے اَفضل!

حضرتِ فُضَیل (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ کسی کو دینے کیلئے دِینار تول رہا ہے۔ اور اُس کے نَقش سے (وَزن میں فرق نہ آئے اس لئے) میل کُچیل صاف کر رہا ہے۔ فرمایا، "بیٹے! تیرا یہ کام ۲ حج اور ۲ عُمروں سے اَفضل ہے"۔ (کیمیائے سعادت)

ناپ تول میں کمی کرنا نِہایت ہی سنگین جُرم ہے اور اِس سے اللہ (عزّوجلّ) بَہُت ناراض ہوتا ہے چُنانچِہ اللہ (عزّوجلّ) کا فرمانِ عالیشان ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(پ ۳۰ ع ۸)

ترجمہ: کم تولنے والوں کی خرابی ہے۔ وہ کہ جب اَوروں سے ماپ لیں پُورا لیں اور جب اُنھیں ماپ تول کر دیں کم کر دیں۔ کیا اُن لوگوں کو گمان نہیں کہ اُنھیں اُٹھنا ہے ایک عَظمت والے دِن کیلئے جِس دن سب لوگ رَبُّ الْعٰلَمِین (عزّوجلّ) کے حُضُور کھڑے ہونگے (کنز الایمان)

کم تولنے والے کا دَرْدناک عذاب

رِوایت میں ہے کہ جو شخص ناپ تول میں خیانت کرتا ہے، قیامت کے دِن اُسے دوزخ کی گہرائیوں میں ڈالا جائے گا اور ۲ آگ کے پہاڑوں کے درمیان بِٹھا کر حُکم دیا جائے گا "اِن پہاڑوں کو ناپو اور تولو"، جب تولنے لگے گا تو آگ

اُس کو جلا دے گی۔ (تفسیرِ حسینی)

پیارے اسلامی بھائیو! کم تولنے والوں کا انجام بہت بُرا ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم میں مَدْیَن شہر کے رہنے والوں کا واقعہ کم تولنے والوں کیلئے باعثِ عبرت ہے۔

اہلِ مَدْیَن پر عذاب

مَدْیَن شہر کے لوگ تجارت پیشہ اور آسودہ حال تھے لیکن بُت پرست تھے اور کم تولنے اور کم ناپنے والے تھے یعنی اُن کا عقیدہ بھی غلط تھا اور اعمال بھی غلط۔ تو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے اُن کی ہدایت کیلئے حضرتِ سیّدُنا شُعَیب عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ (عَلَیْہِ السَّلَام) نے اُن سے فرمایا، "اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ بیشک میں تمہیں آسودہ حال دیکھ رہا ہوں اور مجھے تم پر یومِ مُحیط کے عذاب کا ڈر ہے۔ اے میری قوم! ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا کرو۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور دین میں فساد نہ کرو۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے دئیے ہوئے سے جو بچے وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تمہیں یقین نہ ہو تو میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا نہیں سکتا۔" اِس پر قوم نے حضرتِ شُعَیب (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو جواب دیا:

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُاؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ (پ ۱۲ ع ۸)

ترجمہ: بولے اے شُعَیب (علیہ السلام)! کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے خُداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ہاں جی تمہیں بڑے عقلمند نیک چلن ہو۔ (کنز الایمان)

حضرتِ سیّدُنا شُعَیب (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) نے اپنی قوم کو کافی مدّت تک سمجھایا لیکن وہ اِن حرکتوں سے باز آنے والے نہ تھے۔ آپ (عَلَیْہِ السَّلَام) نے جب انہیں عذابِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈرایا تو بولے،

فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (پ ۱۹ ع ۱۴)

ترجمہ: تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو اگر تم سچے ہو۔ (کنز الایمان)

جب حضرتِ شُعَیب (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) اُن سے بالکل مایوس ہو گئے تو بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی:

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ (پ ۹ ع ۱)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ کے سچّے نبی (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) نے دُعا فرمائی اور نبی (عَلَیْہِ السَّلَام) کی دُعا کبھی خطا نہیں جاتی۔ حضرتِ شُعَیب (عَلَیْہِ السَّلَام) کا دُعا فرمانا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فوراً دُعا کو قبول فرما لیا۔ چنانچہ ارشادِ قرآنی ہے:

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (پ ۱۹ ع ۱۴)

ترجمہ: تو اُنہوں نے اُسے جھٹلایا تو اُنہیں شامیانے والے دن کے عذاب نے آ لیا بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔ (کنز الایمان)

آگ کا بادل

اہلِ مَدْیَن پر آگ کا بادل مسلّط کر دیا گیا جس سے آگ برسی، اور یہ سب تباہ و برباد ہو گئے۔

حضرتِ عبدُاللہ ابنِ عبّاس (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) نے اُس عذاب کی تفصیل یُوں بیان فرمائی کہ اللہ تبارکَ وتعالیٰ نے اُس قوم پر جہنّم کا دروازہ کھول دیا اور

دوزخ کی شَدِید گرمی بھیجی۔ وہ وہاں سے نِکل کر جنگل کی طَرَف رَوانہ ہوگئے
اللّٰہ تعالیٰ نے ایک سَرد خُوشگوار بادَل بھیجا۔ مَرد، عورت اور بچّے سب کے سب
اُس بادَل کے نیچے جمع ہوگئے۔ جب وہ سب کے سب بادَل کے نیچے جمع ہوئے
توبادَل سے آگ برسنے لگی اور سب جل کر راکھ ہوگئے۔ نَعُوْذُ بِاللہ۔ اللّٰہ تعالیٰ
اپنے غَضَب سے مَحْفُوظ رکھے۔ آمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)
کم تَولنے والے کوموت کے وَقْت کلِمہ بھی نَصِیب نہیں ہوتا۔ ہائے! کم
تَولنے والوں کی بدبختی۔ لیکن آجکل اکثر مُسلمان ان سب حراموں کو شِیرِ مادَر
خَیال کرتے ہیں۔ آج تو یہ تَر نِوالے بڑی آسانی کے ساتھ حَلْق سے نیچے اُتر جاتے
ہیں۔ مرنے کے بعد ساری عَیش کوشِیاں نِکل جائیں گی۔ وَاللہ! بے حَد
نَدامَت ہوگی۔ خُدارا کچھ ہوش کیجئے! چند روزہ زِندگی میں آخر حرام کھا کھا
کر بھی کِتنا کھا ڈالیں گے؟ آخِرِ کار یہ سب چھوڑ کر دُنیا سے چلنا ہوگا۔ کب تک
روپے ہی گنتے رہیں گے؟ کیا عُمر بھر پیسے ہی جوڑتے رہیں گے؟ یاد رکھئے!
دیکھتے ہی رہ جائیں گے اور موت آپہنچے گی۔

؎ سیٹھ جی کو فکر تھی اِک اِک کے دَس دَس کیجئے   موت آپہنچی کہ "حضرت! جان واپس کیجئے!"

آگ لپکتی ہے

حضرتِ مالِک بن دِینار (رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) ایک روز
ایک بیمار کی بیمار پُرسی کے لئے تَشرِیف لے گئے جو قریبُ
الْمرگ تھا۔ حضرتِ مالِک بِن دِینار (رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے اُسے کلِمہ پڑھنے
کی تَلقِین کی مگر بڑی کوشِش کے باوُجُود کلِمہ کی بجائے "دس گیارہ"، "دس گیارہ" ہی
کہتا رہا۔ جب اُس سے اِس کی وَجہ پُوچھی گئی تو اُس نے کہا، "میرے سامنے آگ
کا پہاڑ ہے جب میں کلِمہ پڑھنے کی کوشِش کرتا ہوں تو یہ آگ مجھے جلانے کو لپکتی

ہے" پھر آپ (رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے پوچھا، تم دُنیا میں کیا کام کرتے تھے؟ اُس نے کہا "میں کم
تولا کرتا تھا۔" (تَذکِرَۃُ الْاَولِیاء)

اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) صِرف پاک مال قَبُول فرماتا ہے

توبہ توبہ مالِ حَرام کا کِس قَدَر عذاب ہے! اللّٰہ تعالیٰ مَحْفُوظ رکھے ایسے کَسْب سے۔ لیکن
اَفسوس اُن پر جو اِس بات کو نہیں سمجھتے اور
حَرام پیشوں کی کمائی کھاتے ہیں۔ اِس کمائی سے کپڑے بناتے ہیں، پہنتے ہیں،
نَماز بھی پڑھتے ہوں گے اور صَدَقہ خیرات بھی کرتے ہوں گے۔ لیکن اُنہیں یہ جان
لینا چاہیئے کہ یہ مَحض اُن کا گُمان ہے کہ وہ اِس کا ثواب پاتے ہوں گے۔ کیونکہ
تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:۔
اِنَّ اللہَ طَیِّبٌ لَّا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا۔ ترجمہ: اللّٰہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ مال کو ہی قبول
فرماتا ہے (حرام مال کو قبول نہیں فرماتا)
(مشکوٰۃ شریف)

حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری (رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں کہ جو مالِ حَرام
سے صَدَقہ دیتا ہے اور خیرات کرتا ہے وہ ایسے شخص کی مِثْل ہے جو ناپاک کپڑے کو
پیشاب سے دھوتا ہے اِس طرح وہ کپڑا اور بھی زِیادہ پلید ہوجاتا ہے۔ (اِحیاءُ العلوم)
تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے جو اِنسان مالِ
حَرام کماتا ہے اور پھر صَدَقہ کرتا ہے۔ اُس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور اُس سے
خَرچ کرے گا تو اُس کے لئے اُس میں بَرَکت نہیں ہوگی اور اُسے اپنے پیچھے
چھوڑے گا تو یہ اُس کے لئے دَوزخ کا زادِ راہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

حرام کھانے والوں کی دُعا قبول نہیں ہوتی

حضرتِ وَہْب بِن مُنَبِّہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں کہ حضرتِ

موسیٰ کلیمُ اللہ (عَلَیۡہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام) نے ایک شخص کو بڑی تضرّع وزاری سے دُعا مانگتے دیکھا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی، اے پروردگار (عَزَّوَجَلَّ)! تو اِس بندے کی دُعا قبول نہیں فرماتا؟ تو حضرتِ موسیٰ (عَلَیۡہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام) کی طرف وحی آئی کہ اے موسیٰ! (عَلَیۡہِ السَّلَام) اگر یہ شخص اِتنا روئے کہ اپنے آپ کو ہلاک کر دے اور اپنا ہاتھ اِتنا اُٹھائے کہ آسمان تک پُہنچ جائے تب بھی میں اِس کی دُعا قبول نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس کے پیٹ میں حرام ہے، اِس کی پُشت پر حرام ہے اور اس کے گھر میں حرام ہے۔" (مجالس السّنیہ)

پیارے اسلامی بھائیو! آج کل ہر ایک یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ میری دُعا قبول نہیں ہوتی، میری پریشانیاں دُور نہیں ہوتیں "نہ جانے کیا خطا مجھ سے ایسی ہوئی ہے جس کی مجھ کو سزا مل رہی ہے" یاد رکھئے: شیطان کا یہ بھی کامیاب ترین وار ہے کہ اِنسان گُناہ کرتا ہے پھر بھی اُس کے ذِہن میں بِٹھا دیا ہے کہ تیری تو کوئی خطا ہی نہیں، حالانکہ اُس کا مال حرام کا، نَماز کی توفیق نہیں، جھوٹ کی بروقت عادت، بدگمانی، چُغلی اور غیبت محبوب مشغلہ، چہرہ آتش پرستوں جیسا یعنی پیارے مصطفےٰ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی سُنّتِ کریمہ کا نُور (داڑھی مُبارک) چہرے پر سے غائب۔ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "داڑھی بڑھاؤ، مُونچھیں پَست (ہلکی) کرو اور آتش پرستوں کی مُخالفت کرو۔" (یعنی اُن جیسا چہرہ مت بناؤ) یاد رکھئے! ٹھوڑی کے نیچے سے کم از کم ایک مُٹھی داڑھی واجب ہے اور مُنڈانا یا کترواکر ایک مُٹھی سے کم کر دینا حرام ہے۔ یہ حرام فِعل بھی نظر نہیں آتا۔ پیارے بھائیو! یہ سب سنّتوں کے ماحول سے دُور رہنے کا نتیجہ ہے۔ اگر ہم سُنّتوں کا دَرد رکھنے والے اسلامی بھائیوں

کے ماحول میں رہتے تو کم از کم ہمیں اپنے گناہ تو نظر آنے لگ جاتے۔ واقعی جو نیک لوگ ہوتے ہیں وہ خود اپنے آپ کو گُنہگار ہی تصوّر کرتے ہیں۔ اور ہم بھی خوب ہیں! اِتنے گُناہ کرنے کے باوُجود کوئی خطا ہی نظر نہیں آتی!! ہم جال یہ ہرگز ہرگز نہیں کہنا چاہیئے کہ "میری نہ جانے کیا خطا ہوگئی ہے جس کی سزا مل رہی ہے"۔ یقین جانیں ہماری خطائیں تو اِس قدر زیادہ ہیں کہ آسمان ہم پر ٹوٹ نہیں پڑتا اور زمین ہمارے لئے پھٹ نہیں جاتی یہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اُس کے پیارے حبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا کرم بالائے کرم ہے کہ ہم اِس قدر گُناہ کرتے ہیں اور ہمیں مُہلت پر مُہلت ملتی جا رہی ہے۔ اے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں رِزقِ حلال عطا فرما اور حرام کھانے، کمانے سے بچا، اور ہر گُناہ سے بچنے کی توفیق کے ساتھ ساتھ عاجزی کی بھی توفیق نصیب فرما۔ آمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

شُبہ کے مال سے بھی پرہیز

پیارے اسلامی بھائیو! مالِ حرام سے تو بہر حال بچنا ہی چاہیئے کہ مالِ حرام کا ایک لُقمہ چالیس دِن کی عِبادَت کو برباد کر دیتا ہے اور یہ لُقمہ جب تک پیٹ میں رہتا ہے کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی بلکہ لعنت برستی رہتی ہے اور اگر اسی حال میں موت آگئی تو جہنّم میں داخل کیا جائے گا۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نیک بندے حرام کے مال سے پرہیز کرنے کے ساتھ ساتھ شُبہے کے مال سے بھی اِجتناب (پرہیز) کرتے ہیں۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شُبہ کا مال کھاتے کھاتے حرام مال کھانے کی نوبت آجائے۔ شُبہ کے مال سے مُراد وہ مال ہے جس کا حلال ہونا معلوم نہ ہو اور اُس کے حرام ہونے کی بھی کوئی دَلیل نہ ہو۔

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے:

"حلال کُھلا ہے اور حرام بھی کُھلا ہے۔ ان دونوں کے بیچ میں اُمورِ مشتبہ جن کو بہُت سے لوگ نہیں جانتے۔ تو جو کوئی شُبُہات سے بچا، اُس نے اپنے دین اور اپنی عزّت کو صاف کرلیا اور جو کوئی شُبُہات میں پڑا وہ حرام میں مُبتَلا ہوا ر جیسے حِمیٰ (حاکِم کا ممنوعہ علاقہ) کے گرد چَرانے والا کہ غالِباً اُسی میں جا پڑتا ہے۔"

(بُخاری ومُسلِم)

پیارے اسلامی بھائیو! اگر کسی کو بریانی کی رکابی بھر کر کھانے کیلئے دی جائے اور اُس سے کہہ دیا جائے کہ سنبھال کر کھانا کیوں کہ اِس کے بیچوں بیچ چاندی کے روپیہ کی گولائی کے برابر جو چاول ہیں اُس میں زہر مِلا ہوا ہے۔ تو یقیناً وہ کھانے والا ایک روپیہ کیا چار روپیہ کے برابر دائرہ چھوڑ کر ہی ڈرتے ڈرتے کَنارہ کَنارہ ہی سے کھائے گا۔ حالانکہ صِرف روپیہ بھر جگہ زہر ہے مگر چار روپیہ جتنی مزید جو جگہ چھوڑی گئی وہ شُبُہات کی وجہ سے ہے کہ کہیں زہر تک نہ پہُنچ جائے۔ بَس اِسی لئے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نیک اور محتاط بندے شُبُہات سے بھی کوسوں دُور بھاگتے ہیں کہ کہیں حرام میں نہ پڑ جائیں۔

بُزُرگوں (رَحِمَہُمُ اللہ) نے فرمایا ہے "جو شخص چالیس روز شُبہے کا کھانا کھاتا ہے، اُس کا دِل سیاہ اور زنگ آلُود ہو جاتا ہے۔"

(کیمیائے سعادت)

ایک لاکھ دِرہم صدقہ کرنے سے بہتر عمل

حضرتِ عبدُاللہ بن مُبارک (رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں، "شُبہے کا ایک دِرہم جو اُس کے مالِک کو واپس کردُوں وہ میرے نزدیک

ایک لاکھ دِرہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔" (کیمیائے سعادت)

سَو کے بدلے ننانوے

حضرتِ سیِّدُنا عُمر فاروق (رضی اللہُ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں، "میں نے دس حلال چیزیں چھوڑیں اِس ڈر کے مارے کہ کہیں حرام میں نہ جا پڑوں۔" اسی بِنا پر نیک لوگوں کا دستور تھا کہ اگر کسی سے سَو دِرہم لینے ہوتے تھے تو اُس سے ننانوے یعنی ایک کم سَو لیتے تھے۔ کہ کہیں زیادتی نہ ہو جائے۔ (کیمیائے سعادت)

کسی گناہ کو چھوٹا مت سمجھو

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) والے تو شُبہ سے بھی بچتے ہیں اور اگر کبھی بہ تقاضائے بشریّت بھُول ہو جائے تو گرِفت کی جاتی ہے۔ چُنانچہ حضرتِ علی بن مَعبَد (رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں، کہ میں کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ ایک روز میں نے خط لکھا اور اِرادہ کیا کہ دِیوار سے مِٹّی لے کر خشک کروں۔ پھر خیال آیا کہ دِیوار میری مِلک نہیں۔ اِس لئے مجھے ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ پھر دِل میں کہا، اتنی تھوڑی سی مِٹّی لینے میں کیا گُناہ ہے؟ تو تھوڑی سی مِٹّی لے کر ڈال لی۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے کہہ رہا ہے، "جو لوگ کہتے ہیں کہ خاکِ دِیوار کی کوئی حیثیت نہیں (اُس کے لینے میں کوئی حرج نہیں) اُنہیں کل قیامت کو اِس کا انجام معلُوم ہوگا۔" (اِحیاءُ العُلُوم)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی نافرمانی بہرِ نافرمانی ہی ہے۔ دیکھئے آگ کا شُعلہ ہو یا چِنگاری اپنے گُودام سے اُسے لوگ دُور ہی رکھتے ہیں۔ کوئی جلتی ہوئی سگریٹ ہی اگر کسی کے گُودام میں ڈال دے تو آپ کو معلُوم ہی ہے کہ کیا حَشر ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر گُناہ سے ڈرتے ہی رہنا چاہئے۔

ہوسکتا ہے کسی صَغیرہ گُناہ پر ہی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) گرِفت فرمالے اور جہنّم کی آگ میں ڈال دے۔

مالِ غَنیمت کا مُشک

حضرتِ عُمر بن عبدُالعزیز (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنہُ) کی خِدمَت میں ایک دفعہ مالِ غَنیمَت میں مُشک لایا گیا۔ تو آپ (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنہُ) نے ناک بند کرلی اور فرمایا کہ اِس کا نَفْع تو اِس کی خُوشبُو سُونگھنا ہے۔ اور یہ سب مُسلمانوں کا حق ہے۔ میں اکیلا اِس سے نَفْع اٹھانے کا مَجاز نہیں۔ (اِحیاءُ العُلوم)

اِحتیاط کی اِنتِہا

ایک بُزُرگ (رَحمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیہ) کسی بِیمار کے سَرہانے بَیٹھے ہوئے تھے۔ جب حُکمِ الٰہی آگیا اور وہ بِیمار فَوت ہوگیا تو اُس بُزُرگ نے چِراغ گُل کردیا۔ اور فرمایا، "اب اِس تیل میں وارِث کا حق بھی داخِل ہوگیا ہے۔" (کِیمیائے سعادت)

اللہ! اللہ! (عَزَّوَجَلَّ)، ہمارے اَسلاف (رَحِمَھُمُ اللہ) کس قَدَر بارِیک بِیْن ہوتے تھے اور اُن کی فِکریں کس قَدَر بُلند ہوا کرتی تھیں۔ ہم تو ایسی باتیں سوچ بھی نہیں سکتے! یہ سب اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا اُن پر کَرَمِ خاص تھا۔

؎ "اِیں قُوَّت بزورِ بازُو نیست" (یہ طاقت بازوؤں کے زور سے نہیں ہے)

شُبہ کی کھجُور نے چالیس روز کی عِبادَت بے لَذّت کردی

حضرتِ اِبراھیم بن اَدھم (رَحمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیہ) ایک رات بَیتُ المُقدَّس میں لیٹے ہوئے تھے، مَسجِد میں آپ (رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ) تنہا ہی تھے۔ جب رات کا تھوڑا حِصّہ گُزر گیا تو مَسجِد کا دروازہ کُھلا اور ایک ضَعیف اور نُورانی شَخص چالیس ہَمراہیوں کے ساتھ مَسجِد میں داخِل ہوئے اور مِحراب

کے پاس آکر سب نے نَفل پڑھے اور پھر سب مِحراب کی طَرَف پُشت کرکے بَیٹھ گئے۔ ایک شَخص اُن میں سے بولا، "آج کوئی ایسا شخص بھی اِس مَسجِد میں ہے جو ہم میں سے نہیں،" وہ ضَعیف شخص مُسکرائے اور فرمایا، "ہاں ہے اور وہ ابراھیم بن اَدھم (رَحمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیہ) ہے جو چالیس دِن سے عِبادَت میں لُطف نہیں پاتا۔" جب حضرتِ ابراھیم بن اَدھم (رَحمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیہ) نے یہ بات سُنی تو آپ کونے سے اُٹھے اور اُس مَردِ ضَعیف کی خِدمَت میں حاضِر ہوکر کہنے لگے، آپ نے سچ فرمایا۔ مگر یہ تو بتائیے کہ اِس کی وَجہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ "فُلاں روز آپ (رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ) نے بَصرے میں کھجُوریں خریدی تھیں۔ قریب ہی ایک کھجُور کسی دُوسرے کی گِری ہوئی پڑی تھی۔ آپ نے سمجھا کہ یہ آپ ہی کی گِری ہے۔ اِس لئے آپ (رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ) نے اُسے بھی اُٹھالیا اور اپنی کھجُوروں میں مِلالیا۔ بَس اُس پَرائی کھجُور کے آپ کے مال میں مِل جانے سے آپ کی عِبادَت میں جو مَزہ تھا وہ جاتا رہا۔" حضرتِ ابراھیم (رَحمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیہ) یہ سُنتے ہی بَصرہ کو رَوانہ ہوئے اور اُس شَخص کے پاس جس کی کھجُور تھی، پہنچے اور اُس سے مُعافی چاہی۔ (رحمۃ اللہ علیھم) (تَذکِرَۃُ الاَولِیاء)

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے اَسلاف (رَحِمَھُمُ اللہ) کا دِل رِزقِ حَلال کی بَرَکتوں اور رِیاضَتوں سے کِس قَدَر صاف وشَفّاف ہوا کرتا تھا۔ اُنہیں چُھپی ہوئی باتوں بلکہ دِلی کَیفِیّات تک کا عِلم ہوجایا کرتا تھا اور کیوں نہ ہو کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نیک بندوں کا کِردار بڑا ہی پاکیزہ ہوتا ہے۔ پَرائی اور مَشکُوک چیز بُھول کر بھی اُن کے اِستِعمال میں نہیں آتی۔ اور اگر آ بھی جائے تو اللہ تعالٰی اُنہیں اِس خِلافِ شان اَمر سے بچالیتا ہے اور اُن کی شان پر کوئی دھبّہ نہیں آنے دیتا۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں بھی اپنے نیک بندوں کی بَرَکتیں

نصیب فرمائے۔ آمین بجاہِ النّبیِّ الاَمین (صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وَاٰلہٖ وسلَّم)

معمولی خوشبو

امیرُالمؤمنین حضرتِ سیّدُنا فاروقِ اعظم (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے مالِ غنیمت کی مُشک اپنے گھر میں رکھی ہوئی تھی تاکہ اہلیۂ مُحترمہ (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا) اِسے مُسلمانوں کے پاس فروخت کردیں۔ ایک روز آپ گھر تشریف لائے تو آپ کو بیوی کے دُوپٹّے سے مُشک کی خوشبو آئی۔ پوچھا، یہ کیا ہے؟ بیوی صاحبہ نے جواب دیا، "میں خوشبو تول رہی تھی، اُس سے خوشبو میرے ہاتھ کو لگ گئی وہ میں نے دُوپٹّے سے مَل لی۔ حضرتِ عُمر فاروق (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے دُوپٹّہ اُن کے سَر سے اُتار لیا اور دھوتے رہے، پھر سُونگھتے رہے اور مٹّی سے مَلتے رہے اور اُس وَقت تک دھوتے رہے جب تک خوشبو بالکل ختم نہ ہوگئی۔ پھر وہ دُوپٹّہ اِستعمال کے لئے بیوی کو دیا۔ اگرچہ اِس قدر خوشبو کا لگ جانا قابلِ گرفت نہ تھا۔ لیکن حضرتِ عُمر فاروق (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) نے چاہا کہ بالکل دروازہ بند ہوجائے تاکہ وہ کسی دُوسری بُرائی تک نہ پہنچادے۔ (اِحیاءُ العُلوم)

اللّٰہُ اکبر! ہمارے خُلفائے راشِدین اللّٰہ (عزَّوَجلَّ) سے اِس قدَر ڈرتے تھے۔ اُنہوں نے عَدل و اِنصاف اور تقوٰی و پرہیزگاری کی وہ مِثالیں قائم کی ہیں کہ اُن کی مِثال مِلنا ممکن نہیں۔ اِسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ فاروقِ اعظم (رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ) کے دَور میں شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پر پانی پیتے تھے!

شاہی روشنی

ایک بُزُرگ کے غُلام نے بادشاہ کے گھر سے چراغ جلایا۔ غُلام کے مالِک نے وہ چراغ بُجھادیا۔ ایک رات ایک بُزُرگ کے جُوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ اُس وَقت نزدیک سے شاہی مشعلیں گزر رہی تھیں۔ آپ نے اُن کی روشنی میں تسمہ دُرُست کرنا اچّھا نہ جانا۔

ایک پارسا عورت سُوت کات رہی تھی۔ اِتّفاق سے سُلطانی روشن مشعلیں اُس کے پاس سے گزریں تو اُس نے سُوت کا تنا ترک کردیا تاکہ اُس کی روشنی میں کوئی تاگہ نہ کتنے پائے۔ (کیمیائے سعادت)

پیارے اسلامی بھائیو! عُموماً حکمرانوں اور وزیروں کی دولت ظُلماً حاصِل کی ہوئی ہوتی ہے۔ اِن پیسوں میں مَظلوموں، بیواؤں اور یتیموں کی آہیں اور سِسکیاں شامِل ہوتی ہیں۔ لہٰذا اللّٰہ (عزَّوَجلَّ) والے اُمَراء و سَلاطین سے دُور رہا کرتے تھے اور اُن کے مال سے معمُولی بھی اِستِفادہ کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ حتّٰی کہ اُن کی روشنی تک سے فائدہ اُٹھانا جُرم سمجھتے تھے۔ (رَحِمَہُمُ اللّٰہ اَجمعین)

آدھا آدھا سَیب

حضرتِ ابراہیم بِن اَدہَم (رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ) نے ایک روز ایک باغ میں نہر کے اندر سَیب بہتے ہوئے دیکھا۔ اور یہ سمجھ کر کہ اِس کی کیا قیمت ہوسکتی ہے! اُٹھایا اور کھالیا۔ کھا لینے کے بعد آپ مُتفکّر ہوئے اور سوچنے لگے کہ کہیں یہ سیب کھالینا ناجائز اور حرام نہ ہو۔ خُدا جانے یہ سَیب کِس کا تھا اور کیسا تھا جو میں نے کھالیا۔ قِیامَت کے روز اگر اِس کی باز پُرس ہوئی تو میں کیا جواب دُوں گا؟ اِسی فِکر میں باغ کے مالِک کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک لَونڈی باہَر نِکلی۔ حضرت ابراہیم (رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ) کہنے لگے، میں باغ کے مالِک سے مِلنا چاہتا ہوں۔ لَونڈی نے بتایا کہ باغ کی مالِکہ ایک عورت ہے۔ حضرتِ ابراہیم (رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ) نے فرمایا، اُس سے کہہ دو میں اُس سے ملنا چاہتا ہوں۔ چُنانچہ باغ کی مالِکہ باہَر نِکلی۔ اور حضرتِ ابراہیم (رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ) سے سارا قِصّہ سُن کر کہنے لگی اُس باغ کا آدھا حِصّہ میرا ہے اور آدھا بادشاہ کا۔ میں اپنا حق تو مُعاف کرتی ہوں،

لیکن بادشاہ کے حق کی میں ذِمّہ دار نہیں۔ بادشاہ بَلخ میں تھا۔ لِہٰذا حضرت اِبراھیم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) آدھا حِصّہ بَخشوا کر باقی آدھے حِصّے کو بَخشوانے کے لئے بَلخ پہنچے۔ اور بادشاہ سے بھی بَقِیّہ آدھا حِصّہ بَخشوا کر دَم لیا۔ (سچی حکایات)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے مَقبُول بندے کِتنے مُتّقی اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ وہ پَرائی چیز پر کبھی قَبضہ نہیں کرتے اور حَرام و ناجائز چیز کے اِستِعمال سے بھی ہمیشہ بچتے رہتے ہیں۔ مگر آہ! آجکل تو یہ عالَم ہے کہ ؎

کہاں کا حَلال اور کہاں کا حَرام؟ جو صاحِب کھِلائے وہ چَٹ کیجئے!

ایک دفعہ حضرتِ ذُوالنُّون مِصْری (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) گرِفتار کر لئے گئے۔ جِس کی وَجہ سے آپ کو چند دِن بُھوکا رہنا پڑا۔ ایک پارسا عورت نے جو آپ کی مُریدنی تھی۔ اپنے حَلال سُوت کے پیسوں سے کھانا پکا کر بھیجا لیکن آپ نے نہ کھایا۔ اُس عورت نے حاضِر ہو کر عَرض کی، آپ کو مَعلُوم ہونا چاہیئے کہ جو کچھ میں نے آپ کے پاس بھیجا وہ حلال ہی تھا اور آپ بُھوکے بھی تھے، پھر آپ نے وہ کھانا کیوں نہ کھایا؟ آپ نے فرمایا، "وہ کھانا ظالِم کے طَباق میں ڈال کر میرے پاس لایا گیا۔ چُونکہ وہ طَباق جیل خانہ کے مُحافِظ کا تھا۔ میں نے اِس وجہ سے پرہیز کیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ ظالِم کی قُوّت سے مُجھ تک پہنچا ہے۔ شاید وہ قُوّت حَرام سے حاصِل ہوئی ہو!" (اِحْیاءُ العُلوم)

پیارے اسلامی بھائیو! یہاں بُہت ہی باریک نُکتہ ہے اور یہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) والوں ہی کا تقوٰی ہے اور انہیں کو زیبا بھی جِس نے ظُلم و حَرام کی غِذا سے قُوّت حاصِل کی ہو۔ اُس کی مَدَد سے آیا ہوا کھانا ذُوالنُّون مِصْری (رَحْمَۃُ

اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہ) کھانے سے باز رہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ یہ آپ کا کمال دَرجہ کا تقوٰی ہے۔ شَرعاً ناجائز و گُناہ نہیں۔ اور بے نَمازی، زانی وغیرہ کے ہاتھ سے کھانا بھی شَرعاً ممنُوع نہیں۔ اگرچہ یہ لوگ سخت گُنہگار ہیں لیکن یہ اَفعال ایسے نہیں ہیں جن میں حَرام سے قُوّت حاصِل کی گئی ہو۔

چالیس ہزار دِرہم ٹُھکرا دیئے!

حضرتِ مُقاتِل بن صالِح (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کہتے ہیں کہ میں حضرتِ حَمّاد بِن سَلَمَہ (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے پاس تھا اُن کے گھر کے سامان کی ساری کائنات ایک چٹائی، ایک چمڑہ، ایک قرآنِ مجید اور وُضُو کے لئے ایک لوٹا تھا۔ کسی نے اُن کے دروازے پر دَستک دی۔ آپ نے فرمایا، کون ہے؟ بتانے والے نے کہا، محمّد بِن سُلیمان خَلیفۂ وَقت ہے۔ وہ اندر آیا اور بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا وجہ ہے کہ میں جب بھی آپ کو دیکھتا ہوں میرا دِل خَوف و ہَیبَت سے بھر جاتا ہے؟ حضرتِ حَمّاد (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے فرمایا، اِس کی وَجہ وہ ہے جو سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے بَیان فرمائی ہے کہ "جِس عالِم کا اپنے عِلْم سے مَقْصُود صِرف اور صِرف خُدائے تعالٰی کی رِضا ہوتی ہے سب اُس سے ڈرتے ہیں اور اِس کے بَرعَکس اگر اُس کا مَقْصُود و مَطْلُوب دُنیا ہو تو وہ ہر ایک سے ڈرتا ہے۔" خَلیفۂ وَقت نے چالیس ہزار دِرہم اُن کے سامنے رکھے اور کہا، اِنہیں اپنی ضَرورت میں خَرچ کریں۔ آپ (عَلَیْہِ الرَّحمۃ) نے فرمایا، اُٹھ کر چلا جا۔ اُس نے دس دَفعہ خُدا کی قَسم کھائی کہ یہ رَقَم حَلال ہے اور مجھے وِراثَت سے مِلی ہے، اِس میں حَرام کی آمیزِش نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا، مجھے اس کی کچھ ضَرورت نہیں۔ اُس نے کہا، تو اِسے آپ مُستَحِق لوگوں میں تَقسِیم کر دیں۔ آپ نے فرمایا، عَدل و اِنْصاف سے تَقسِیم کرنے کے

باوُجود ممکن ہے کوئی شخص یہ کہے کہ تقسیم کرنے میں اِنصاف نہیں کیا اور (میرے بارے میں بدگمانی کرکے) گُناہگار ہو اور میں ایسا نہیں کرنا چاہتا اور وہ چالیس ہزار دِرہم نہ لئے۔ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (کیمیائے سعادت)

بُزرگانِ دِین (رحمہم اللہ) دُنیا کی دولت سے بہُت زِیادہ دُور بھاگتے تھے اِسی لئے بادشاہوں پر بھی اُن کا سِکّہ بیٹھا ہوا تھا۔ اُن بُزرگوں کے یہاں بادشاہِ وَقت ہونا یا بہُت بڑا مالدار ہونا کوئی شَرَف ہی نہیں تھا۔

پرائی قلم لوٹانے کیلئے مُلکِ شام کا سَفر!

حضرتِ عبدُاللہ بن مُبارک (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ) سے مَنقول ہے کہ وہ مُلکِ شام میں چند روز کے لئے مُقیم ہوئے۔ وہاں رہ کر حدیث لکھتے رہے۔ ایک بار اُن کا قَلَم ٹوٹ گیا اور لکھنے کے لئے عارِیتاً (وقتی طور پر) کسی اور سے دُوسرا قلم مانگ لیا اور اُس سے کِتابتِ حَدِیث کرتے رہے۔ جب وہاں سے اپنے وَطن کو چلنے لگے تو بُھولے سے وہ مانگا ہوا قلم بھی اُن کے پاس ہی رہ گیا۔ جب آپ اپنے شہر میں پہنچے اور اَسباب کو کھولا تو وہ قلم بھی نِکلا۔ اُنہوں نے اُسے پہچانا کہ یہ تو دُوسرے کا ہے، فَوراً اپنے وَطن سے پھر مُلکِ شام جانے کی تیاری کی تاکہ مالکِ قلم کو اُس کا قلم واپس کردیں۔ (تَذکِرَۃُ الْواعِظِین)

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے اَسلاف (رحمہم اللہ) پرائی چیز سے بہُت ہی ڈرتے تھے۔ آج پرائی چیز رکھ لینا تو بہُت آسان ہے، مگر قیامت میں صاحبِ حق کو اس کا بدلہ دینا اور اُس کو راضی کرنا بہُت ہی مُشکِل ہوجائے گا۔ اِس لئے کِسی کے ایک ایک دانہ اور ایک ایک تِنکے کے بارے میں بھی اِحتیاط کرنی چاہیئے۔

اَمیر کی چادر

حضرتِ وَہب بن مُنبّہ اور حضرتِ طاؤس (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما) دونوں بُزرگ حجّاج بن یُوسُف کے بھائی کے پاس تشریف لے جاتے۔ حضرتِ طاؤس (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ) اُسے نصیحت کرتے۔ ایک روز صُبح کو سخت سردی تھی۔ حجّاج کے بھائی نے حُکم دیا کہ چادر اِن کے کندھے پر ڈال دی جائے۔ حضرتِ طاؤس (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ) اُس وَقت مَصروفِ گفتگو تھے۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے کندھوں کو جُنبِش دی یہاں تک کہ چادر آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے کندھے سے گِر پڑی۔ حجّاج کا بھائی یہ دیکھ کر غُصّہ ہوا۔ جب آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) اُس کے دربار سے باہَر تشریف لائے تو حضرتِ وَہب (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ) نے حضرتِ طاؤس (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہ) سے فرمایا، اگر آپ وہ چادر لے لیتے اور کِسی دَرویش یا مُحتاج کو دے دیتے تو یہ اِس سے بہتر تھا جو آپ نے اُسے ناراض کردیا۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے فرمایا، مجھے اِس بات کا خَدشہ تھا کہ اگر میں لے لیتا تو کوئی دُوسرا بھی میری پیروی شُروع کردے گا اور اُن سے مال لینا شُروع کردے گا۔ اور اُسے یہ عِلم نہ ہوگا کہ میں نے اُس سے لے کر دَرویش کو دے دی ہے۔ (کیمیائے سعادت)

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے نیک بندے بادشاہوں اور اُمَراء سے لینے میں بہُت زِیادہ اِحتِیاط کرتے تھے اور کِسی اور کو دینے کیلئے بھی قَبول کرنے سے بچتے تھے۔ اے ہمارے پیارے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں ہر قِسم کے حَرام کام اور حَرام مال سے بچا اور شُبہ کے مال سے بھی بچنے کی تَوفیق مَرحمت فرما۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم)

بندے پہ تیرے نفسِ لعیں ہوگیا محیط ✲ اللہ! کر علاج مِری حرص و آز کا

مانندِ شمع تیری طرف لَو لگی رہے ✲ دے لُطف میری جان کو سوز و گداز کا

(ذوقِ نعت)

قرض کی سُنّتیں اور آداب

قرض دینے کی فضیلت

حضرتِ عبدُاللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، "ہر قرض صدقہ ہے۔" (اَلتَّرغیب وَالتَّرھِیب)

پیارے اسلامی بھائیو! کتنی اچھی بات ہے کہ خوش حال آدمی کسی غریب کو قرض دے اور یہ ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالٰی (عزّوجلّ) سے اس کا اجر پائے گا۔ یہ اِس لئے کہ اُس غریب کی مشکل آسان کردی۔ اللہ (عزّوجلّ) قرض دینے والے کی مشکل کو قیامت کے دن آسان کرے گا۔

حضور تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، میں نے جنّت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقے کا ہر دِرہم دس دِرہم کے برابر ہے اور قرض کا ہر دِرہم اٹھارہ (۱۸) دِرہم کے برابر ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ قرض صِرف حاجت مند ہی لیتا ہے اور صدقے میں یہ وہم موجود ہے کہ شاید محتاج کے بجائے غیر محتاج کو پہنچ جائے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرتِ عبدُاللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت ہے کہ حضور سیّدِ دو (۲) عالَم (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا، "جو مسلمان کسی مسلمان کو ایک بار قرض دے گا۔ تو اُس کو اِتنا ثواب ملے گا۔ گویا اُس نے دو (۲) مرتبہ اِتنی رقم اللہ (عزّوجلّ) کی راہ میں دی۔" (ابنِ ماجہ)

قرضدار کا تحفہ نہ لو!

حضرتِ انس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے ارشاد فرمایا، "جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے تو اُس کا ہدیہ قبول نہ کرے۔" (بخاری)

حضرتِ انس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، "جب کوئی قرض دے اور اس کے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے اور اپنی سواری پر سوار کرے تو سوار نہ ہو۔ ہاں، اگر پہلے سے ان دو (۲) نوں میں (ہدیہ وغیرہ) جاری تھا تو اب حرج نہیں۔" (ابنِ ماجہ)

امامِ اعظم (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا تقویٰ

حضرتِ امامِ اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ایک جنازہ پڑھنے تشریف لے گئے دھوپ کی بڑی شدّت تھی اور وہاں کوئی سایہ نہ تھا۔ ساتھ ہی ایک شخص کا مکان تھا۔ اُس مکان کی دیوار کا سایہ دیکھ کر لوگوں نے حضرتِ امام صاحب (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) سے عرض کیا کہ حضور! آپ اس سائے میں کھڑے ہو جائیے حضرت نے فرمایا، کہ اس مکان کا جو مالک ہے وہ میرا مقروض ہے اور اگر میں نے اس کی دیوار سے کچھ نفع حاصل کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ عِنْدَ اللہ (اللہ عزّوجلّ کے نزدیک)، کہیں سود لینے والوں میں شمار نہ ہو جاؤں۔ کیونکہ سرورِ عالَم (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا ہے کہ جس قرض سے کچھ نفع لیا جائے وہ سود ہے۔ چنانچہ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) دھوپ میں ہی کھڑے رہے۔ (تذکرۃ الاولیاء) (رحمہم اللہ)

اللہ اکبر! ہمارے امامِ اعظم (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا یہ تقویٰ تھا۔ بزرگانِ دین کے دِل میں اللہ (عزّوجلّ) کا خوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اسی لئے

یہ حضرات مقدسہ قدم قدم پر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈرتے ہیں۔

مقروض سے ہدیہ قبول کرنے کی تفصیل

پیارے اسلامی بھائیو! جس پر قرض ہے اُس نے قرض دینے والے کو کچھ ہدیہ کیا تو لینے میں حرج نہیں جبکہ ہدیہ دینا قرض کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس وجہ سے ہو کہ دونوں میں قرابت یا دوستی ہے۔ یا اُس کی عادت ہی میں جود و سخاوت ہے کہ لوگوں کو ہدیہ کیا کرتا ہے اور اگر قرض کی وجہ سے ہدیہ دیتا ہے تو اس کے لینے سے بچنا چاہیئے اور اگر یہ پتہ نہ چلے کہ قرض کی وجہ سے ہے یا نہیں جب بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہاں جب تک یہ بات ظاہر نہ ہو جائے کہ قرض کی وجہ سے ہے اُس وقت تک قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر قرض کی وجہ سے ہے یا پتہ نہ چلے تو بچنا چاہیئے۔ اس کو یُوں سمجھنا چاہیئے کہ قرض نہیں دیا تھا جب بھی دعوت کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ دعوت قرض کی وجہ سے نہیں اور اگر پہلے نہیں کرتا تھا اور اب کرتا ہے یا پہلے مہینہ میں ایک بار کرتا تھا اور اب دو بار کرنے لگا۔ یا اب سامانِ ضیافت زیادہ کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ (عالمگیری)

قرضہ ادا کر کے شکریہ بھی ادا کرو!

حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں، مجھ سے حضورِ اقدس (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے قرض لیا تھا۔ جب حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پاس مال آیا ادا فرما دیا اور دُعا دی کہ اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) تیرے اہل و عیال میں برکت دے اور فرمایا، "قرض کا بدلہ شکریہ ہے اور ادا کر دینا۔" (نسائی)

اسی طرح جب بھی کوئی احسان کرے تو اُس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

(صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) چھوٹی چھوٹی باتوں پر کوئی شکریہ سرکارِ مدینہ ادا فرماتے تھے۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ جب آپ پر کوئی احسان کرتا (بلکہ یہ سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا احسان ہے کہ کسی کو خدمت کا موقع عنایت فرمائیں) تو آپ اُسے اس طرح دُعا دیتے۔ جزاک اللہ خیرا (اللہ (عَزَّوَجَلَّ) تجھے بہترین جزا دے)۔

قیامت کے غم سے بچنے کے لئے

حضور تاجدارِ دو عالم (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) اسے قیامت کے دن غم اور گھٹن سے بچائے تو اُسے چاہیئے کہ تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اُس کے اُوپر سے اُتار دے (یعنی معاف کر دے)۔ (مسلم)

امامِ اعظم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کا کرم

حضرتِ امامِ اعظم (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کی عادتِ کریمہ تھی کہ حصولِ ثواب کیلئے کثرت سے لوگوں کو قرض دیا کرتے تھے۔ اور اپنے مقروضوں کے ساتھ آپ کا حُسنِ سلوک بھی بے مثال تھا۔ اس حُسنِ سلوک کی ایک روشن داستان مُلاحظہ فرمائیے۔ حضرت شفیق (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ امامِ اعظم (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص نے آپ کو دیکھا اور چھپ گیا اور دُوسرا راستہ اختیار کیا۔ آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اُسے پکارا، وہ آیا تو آپ نے اُس سے پُوچھا، کہ تم نے راستہ کیوں بدل دیا؟ اور کیوں چھپ گئے؟ اس نے کہا میں آپ کا مقروض ہوں۔ دس ہزار درہم میں نے آپ کو دینے ہیں جس کو کافی عرصہ گزر چکا ہے اور میں تنگدست ہوں، آپ سے

شرماتا ہوں۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا، سُبْحٰنَ اللہ! میری وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے؟ جاؤ! میں نے سب روپیہ تم کو بخش دیا، اور میں نے اپنے آپ کو اپنے نفس پر گواہ کیا۔ اب آئندہ مجھ سے نہ چھپنا۔ اور جو خوف تمہارے دل میں میری وجہ سے پیدا ہوا، مجھے معاف کر دو!! (جواہر البیان)

قرض بہت ہی بڑا بوجھ ہے!

حضرتِ ابو سعید خُدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی خدمت میں نماز پڑھانے کے لئے جنازہ لایا گیا۔ تو حضور سیِّدِ دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے پوچھا، اِس مرنے والے پر کوئی قرض تو نہیں ہے؟ عرض کیا گیا، ہاں اِس پر قرض ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے پوچھا، اِس نے کچھ مال بھی چھوڑا ہے کہ جس سے یہ قرض ادا کیا جا سکے؟ عرض کیا گیا، نہیں، تو حضور سیِّدِ دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا، تم لوگ اِس کی نمازِ جنازہ پڑھ لو۔ (میں نہیں پڑھوں گا)۔ حضرتِ مولیٰ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے یہ دیکھ کر عرض کیا...... اے اللہ (عزوجل) کے رسول! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) میں اِسکے قرض کو ادا کرنے کی ذِمّہ داری لیتا ہوں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) آگے بڑھے اور نمازِ جنازہ پڑھائی اور فرمایا "اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ تجھے آگ سے بچائے۔ اور تیری جان بخشی ہو جیسے کہ تُو نے اپنے اِس مسلمان بھائی کے قرض کی ذِمّہ داری لے کر اس کی جان چھڑائی۔ کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے جو اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے اُس کا قرضہ ادا کرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ (عزوجل) قیامت کے دن اُس کو رہائی بخشے گا۔ (شرح السنۃ)

حضور تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے:

"وہ شخص جس نے اللہ (عزوجل) کی راہ میں جان دی ہے (یعنی شہید ہوا ہے) اُس کا ہر گناہ معاف ہو جائے گا سوائے قرض کے۔" (مسلم)

حضور تاجدارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے: "جو لوگوں کا مال بطورِ قرض لے اور وہ نیت اِس کے ادا کرنے کی رکھتا ہے تو اللہ (عزوجل) اُس کی طرف سے ادا کر دے گا۔ اور جس شخص نے مال بطورِ قرض لیا اور نیّت ادا کرنے کی نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ (عزوجل) اُس شخص کو اِس کی وجہ سے تباہ کر دے گا۔" (بخاری)

پیارے اسلامی بھائیو! اُوپر کی تینوں حدیثیں قرض ادا کرنے کی اَہمیّت کو خُوب واضح کرتی ہیں۔ جس شخص نے اپنی جان تک اللہ (عزوجل) کی راہ میں قُربان کر دی اُس کے اُوپر بھی اگر کسی کا قرضہ ہے اور وہ ادا کر کے نہیں آیا ہے تو وہ معاف نہ ہو گا کیونکہ یہ بندوں کے حُقُوق سے تعلق رکھتا ہے۔ جب تک قرض خواہ معاف نہ کرے اُس وقت تک اللہ تعالیٰ (عزوجل) بھی معاف نہیں کرے گا۔ اگر آدمی دینے کی نیّت رکھتا ہو۔ مگر ادا نہ کر سکے اور مر جائے تو قیامت کے دِن اللہ (عزوجل) صاحبِ حق کو بُلائے گا اور معاف کرنے کے لئے اُس سے کہے گا اور اِس کے بدلے اِسے جنّت کی نعمتیں دینے کا وعدہ فرمائے گا تو صاحبِ حق اپنے حق کو معاف کر دے گا۔ لیکن اگر کسی نے قُدرت رکھنے کے باوجود ادا نہیں کیا اور صاحبِ حق کو اُس کا حق نہیں لوٹایا، یا دُنیا میں اُس سے معاف نہیں کرایا تو صاحبِ حق کو مقروض کی نیکیاں دِلائی جائیں گی۔ اعلیٰحضرت (علیہ الرحمۃ) فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں کہ جس نے دُنیا میں کسی کے تین پیسے قرضہ دبا لیا۔ کل بروزِ قیامت اُن تین پیسوں کے عوض سات سو باجماعت

نمازیں دینی پڑ جائیں گی۔ پیارے بھائیو! تین پیسوں کا یہ حال ہے تو یہاں تو ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے لوگوں کے دبا لئے جاتے ہیں۔ حَشر میں کیا بنے گا؟ اگر نیکیاں دے کر حق پورا نہ ہوا تو قرض خواہ (جس کا قرضہ دبا لیا گیا تھا) کے گناہ مقروض کو دے دیئے جائیں گے۔ اسی طرح تمام حُقوقُ العِباد کے مُعامَلہ میں ہوگا۔ مگر اللہ (جَلَّ شَانُہٗ) جس پر چاہے گا اپنا فضل و کرم فرمائے گا اور ظالم و مظلوم کے درمیان صُلح کرا دے گا۔

قرض کی ادائیگی میں بلاوجہ تاخیر گناہ ہے

حُجَّۃُ الاِسلام حضرتِ سیّدُنا امام غزالی (رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں:- حدیثِ شریف میں ہے، "جو شخص قرض لیتا ہے اور یہ نیّت کرتا ہے کہ میں اچھی طرح ادا کر دوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) اُس پر چند فرشتے مقرّر فرماتا ہے جو اُس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ اور دُعا کرتے ہیں کہ اِس کا قرض ادا ہو جائے۔ اور اگر قرضدار قرض ادا کر سکتا ہو تو قرض خواہ کی مرضی کے بغیر ایک گھڑی بھر بھی اگر دیر کرے گا تو گناہ گار ہوگا اور ظالم قرار پائے گا۔ چاہے روزے کی حالت میں ہو یا نماز کی حالت میں یا نیند کر رہا ہو۔ اُس کے ذِمّہ گناہ لکھا جاتا رہے گا۔ اور بہر صورت اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) کی لعنت اُس پر پڑتی رہے گی۔ اور یہ ایسا گناہ ہے کہ نیند کی حالت میں بھی اُس کے ساتھ رہتا ہے اور ادا کرنے کی طاقت کی یہ شرط نہیں کہ نقد روپیہ ہو۔ بلکہ کوئی چیز اگر فروخت کر سکتا ہے مگر فروخت کر کے ادا نہیں کرتا تو گناہ گار ہوگا اور اگر خراب روپیہ پیسہ یا قرض کے بدلے ایسی چیز دے جو قرض خواہ کو ناپسند ہو تب بھی دینے والا گناہ گار ہوگا اور جب تک اُسے راضی نہیں کرے گا اس زیادتی سے نجات نہ پائے گا۔ کیونکہ اُس کا یہ فعل

کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ مگر لوگ اسے معمولی خیال کرتے ہیں۔ (کیمیائے سعادت)

افسوس! آج کل لوگوں کو جب قرض لینا ہوتا ہے تو خوشامد کر کے جھوٹے وعدے کر کے قرضہ حاصل کر لیتے ہیں مگر پھر دینے کا نام نہیں لیتے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ شکریہ کے ساتھ جلد قرض ادا کر دیا جاتا اِس کی بجائے، قرضخواہ کو خوب دھکّے کھلائے جاتے ہیں یہ بہت ہی بُری بات ہے۔ اور سخت ترین گناہ ہے۔

اَدائے قرض میں ٹال مٹول ظلم ہے!

حُضور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے: مالدار قرضدار (یعنی جو ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے) کا قرضہ ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور اگر قرض دار کہے کہ تم اپنا قرضہ فلاں خوش حال آدمی سے لے لو، تو خواہ مخواہ قرضدار کے سر پر سوار نہ رہنا چاہیئے۔ اُس کی یہ بات مان لے اور جس کا اُس نے حوالہ دیا ہے اُس سے جا کر لے لے۔ (بُخاری و مُسلم)

پیارے اسلامی بھائیو! اگر کسی آدمی کے پاس قرض ادا کرنے کیلئے کچھ نہیں ہے اور وہ کہتا ہے کہ جاؤ، فلاں شخص سے لے لو۔ میرے اور اُس کے درمیان بات چیت ہو چکی ہے وہ ادا کرنے پر راضی ہے تو قرض خواہ کو نہ چاہیئے کہ وہ یہ کہے کہ میں تو تجھی سے لوں گا میں کسی اور کو کیا جانوں؟ بلکہ اُس کے ساتھ نرمی کا مُعامَلہ کرے۔ جس کا وہ حوالہ دے رہا ہے اُس سے وُصول کر لے۔

اے ہمارے پیارے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں فراخ دِلی کے ساتھ بہ نیّتِ ثواب حاجتمندوں کو قرض دینے اور قرضدار کے ساتھ نرمی کرنے اور اپنے اُوپر آتا ہوا قرض دِیانتداری سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

بِجاہِ النَّبیِّ الْاَمین (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

سَفر کی سُنّتیں اور آداب

پیارے اسلامی بھائیو! اکثر و بیشتر ہمیں ایک شہر سے دُوسرے شہر بلکہ کبھی کبھی تو دُوسرے مُلک بھی جانا پڑتا ہے۔ جانے کی ضَرورت پیش آتی رہتی ہے۔ بلکہ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اُس کے پیارے حبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کا کرم ہوجائے تو مدینے کے مُقَدَّس سَفر کا بھی شَرَف حاصِل ہوتا ہے لِہٰذا ہم کوشِش کر کے سَفر کی بھی کچھ نہ کچھ سُنّتیں اور آداب سیکھ لیں، تاکہ ہمیں دُنیا اور آخرت میں اِس کی بَرکتیں حاصِل ہوں۔

جُمعرات کو سَفر کی اِبتِدا کرنا سُنّت ہے

حضرتِ سَیِّدُنا کَعْب بِن مالِک (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مَروی ہے کہ حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ غَزْوَۂ تَبوک کے لئے جُمعرات کے دِن رَوانہ ہوئے۔ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جُمعرات کے دِن رَوانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔ (بُخاری و مُسلِم)

عُمُوماً دِن میں زِیادہ لوگ سَفر کرتے ہیں۔ لِہٰذا سڑکوں پر سَواریوں کی آمَد و رَفْت بھی زِیادہ ہوتی ہے۔ اِس کے بَرعَکس رات کو سڑکیں سَواریوں سے خالی رہتی ہیں، اور زمین بھی لَپیٹ دی جاتی ہے لِہٰذا سَفر جلدی طے ہوجاتا ہے چُنانچہ

رات کو سفر جَلد طے ہوتا ہے

حضرتِ اَنَس (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں، سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے فرمایا، رات کو سَفر کیا کرو، کیونکہ رات کو زمین لَپیٹ دی جاتی ہے۔ (اَبُوداؤد)

جب تین (۳) یا زِیادہ آدمی سَفر پر رَوانہ ہوں تو ایک آدمی کو امیر بنالیں اِس سے اِنتِظامات میں سَہُولت رہتی ہے۔ مگر اَمیر ہمسَفر اسلامی بھائیوں کی خِدمت کرے یہ نہ ہو کہ اُن سے خِدمت لینا شُروع کردے۔

تین (۳) آدمی سَفر کریں تو ایک کو اَمیر بنانا سُنّت ہے

حضرتِ سَیِّدُنا اَبُوہُرَیرہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں، تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے فرمایا، "جب تین (۳) آدمی سَفر پر رَوانہ ہوں تو وہ اپنے میں سے ایک کو اَمیر بنالیں"۔ (اَبُوداؤد)

اَمیر کی نیکیاں سب سے زِیادہ

اَمیرِ قافِلہ اگر سَفر میں لوگوں کی خِدمت کرنے میں کامیاب ہوگیا جیسا کہ خِدمت کرنے کا حق ہوتا ہے تو اُس کے ہمسَفر دَورانِ سَفر کِتنی ہی نیکیاں کر ڈالیں، اپنے اَمیر سے ثَواب میں نہیں بڑھ سکتے۔ ہاں اگر کوئی اِن میں سے شہید ہوگیا تو وہ اَمیر سے بڑھ گیا۔ چُنانچہ

حضرتِ سَیِّدُنا سَہْل بِن سَعْد (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے رِوایت ہے کہ شَہَنشاہِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے فرمایا، کہ سَفر میں قوم کا اَمیر وہ ہے جو اِن کی خِدمت کرے جو شخص خِدمت میں سَبْقَت لے جائے گا تو شَہادت کے سوا کِسی عَمَل سے دُوسرے لوگ اُس پر سَبْقَت نہیں لے جاسکتے۔ (بَیْہَقِی)

پیارے اسلامی بھائیو! اَمیر خُوش اَخلاق، زَیورِ جذبۂ اِخلاص و اِیثار سے آراستہ و پیراستہ ہونا چاہیے۔ اپنے ہم سَفر اسلامی بھائیوں کی دیکھ بھال کرے۔ بالفَرض اگر ساتھ والے کِسی بات پر ناراض بھی ہوجائیں، آپس میں کوئی چَپقَلِش یا رَنجِش بھی ہوجائے تو حِکمتِ عَمَلی کے ساتھ مُعامَلات کو سُلجھادے۔ مگر عَدل

وانصاف کا دامن بھی نہ چھوڑے۔ نیز مامور بھائیوں کو بھی چاہیئے کہ جہاں تک سُنّت کے مُطابِق امیر احکامات صادِر کرے۔ اُن کی بجا آوری میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ سفر میں حوصلہ بُلند رکھنا چاہیئے۔ بعض اوقات سفر کی تھکان کے سبب یا آپس میں اختلافِ رائے کی وجہ سے کچھ تلخیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ اِن مواقِع پر صبر و تحمّل کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ پیار و محبّت سے سارے معاملات کو سُلجھاتے چلے جائیں۔ امیرِ قافِلہ کو کیسا ہونا چاہیئے اِس کا ذَیل کی حِکایت سے اندازہ لگائیں۔

ساری رات بارِش ہوتی رہی اور امیر۔۔۔

حضرتِ سیِّدُنا ابُو علی رِباطی (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) بیان فرماتے ہیں، کہ ایک مرتبہ جنگل میں حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللّٰہ مَروَزی (رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ) میرے ہمسفر تھے۔ (آغازِ سفر سے قبل) اُنھوں نے فرمایا کہ دَورانِ سفر ہم میں سے ایک کو امیر اور دُوسرے کو تابع رہنا چاہیئے۔ اب بتاؤ! تم میرے امیر ہو یا میں تمہارا امیر ہوں؟ میں نے کہا، "آپ امیر ہیں۔" فرمایا، تو سُنو! جو کچھ میں کہوں تمہیں ویسا ہی کرنا ہوگا۔ میں نے کہا، جو حُکم سُنوں گا بجالاؤں گا۔ فرمایا کہ جاؤ، ایک تھیلا لے آؤ۔ میں نے حاضِر کر دیا۔ اُنھوں نے میرے تمام کپڑے لتّے، زادِ راہ اور جو بھی سامان تھا، سب کچھ اُس تھیلے میں ڈال دیا۔ اور پھر اُسے اپنی پُشت پر رکھ کر چل کھڑے ہوئے۔ میں نے بہت کہا کہ بوجھ زِیادہ ہے۔ کم سے کم میرا سامان تو مجھے اُٹھانے دیجئے کیونکہ اِس طرح آپ بہت ہی تھک جائیں گے۔ لیکن آپ یہی جواب دیتے رہے کہ "دیکھو! تم نے مجھے امیر تسلیم کیا ہے اور تمہیں امیر پر حُکم چلانے کا کوئی اِختیار نہیں۔ تمہارا کام یہ ہے کہ حُکم کی تعمیل کرتے رہو۔" ایک رات بارِش نے آگھیرا۔

ساری رات ایک کمبل میرے اُوپر تان کر کھڑے رہے۔ اور بارِش کا ایک قطرہ تک مجھ پر نہ گرنے دیتے تھے۔ حالانکہ خود بارِش سے شرابور ہو رہے تھے اور میں کچھ کہنے کی کوشِش کرتا تو وہی بات دُہراتے کہ "میں امیر ہوں، تم فرمانبردار رہو۔" میں رہ رہ کر دِل ہی دِل میں کہتا کہ اے کاش! میں نے اِن سے امیر بننے کے لئے نہ کہا ہوتا۔ (کیمیائے سعادت)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ امیر ہو تو ایسا ہو اور اِتنی خِدمت کرے کہ مامور دنگ ہی رہ جائے۔ اپنے ہمسفر، ہم صُحبت اور ساتھیوں کے ساتھ اِخلاص و اِیثار کے ساتھ پیش آنے کا ہمیں خُود سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم) نے دَرس دیا ہے۔ چُنانچہ حدیثِ مُبارکہ میں ہے،

سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم) کے اِیثار کا ایمان افروز واقِعہ

حُضُور تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم) نے ایک مرتبہ جنگل سے دو مِسواکیں کاٹیں جن میں سے ایک کچھ مُڑی ہوئی تھی اور دُوسری سیدھی۔ آپ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم) نے سیدھی مِسواک اپنے ساتھی صحابی (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ) کو دے دی اور مُڑی ہوئی اپنے لئے رکھ لی۔ صحابی (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عنہ) نے عرض کیا، پیارے آقا! (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم) یہ سیدھی زیادہ بہتر ہے۔ اگر سرکار (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم) اِسے اپنے اِستِعمال میں لائیں۔ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسلَّم) نے ارشاد فرمایا، "صُحبت خواہ گھڑی بھر کے لئے ہو صُحبت ہی ہے۔" یعنی حُقُوقِ صُحبت اِس میں ملحوظ رکھنا چاہیئے اور دو اشخاص کی صُحبت اگر ایک ساعت کے لئے بھی ہوگی تو قِیامت کے دن سُوال ہوگا، کہ بتاؤ حقِّ صُحبت ادا کیا تھا یا ضائِع؟ اور اِس میں (واضح) اِشارہ اِسی چیز کی طرف ہے کہ حقِّ صُحبت سے

مُراد ایثار ہی ہے۔ اور سرکارِ دو عالَم (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا کہ جب دو شخص ایک دوسرے کی صُحبت میں رہتے ہیں تو اُن میں سے اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) کے نزدیک تَر وہی ہوتا ہے جو (دُوسرے کے ساتھ) زیادہ مُروّت و رَفاقت کا مُظاہرہ کرتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

پیارے اسلامی بھائیو! اِس سے معلوم ہوا کہ گھڑی بھر بھی اگر کوئی ہمارے قریب بیٹھ جائے یا بس، ٹرین وغیرہ میں ایک ہی نَشِست پر ساتھ سفر کرے، کبھی اِجتماع میں قریب ہو، پڑوس میں رہتا ہو یہ سب کے سب ہمارے حُسنِ سُلوک کے زیادہ مُستحق ہیں اور اِن کے بارے میں قِیامت میں سُوال ہوگا کہ آپ نے اِن کا حق کہاں تک ادا کیا؟۔

جب بھی کبھی سفر دَرپیش ہو تو قُلْ یٰا سے لے کر وَالنَّاس تک (مگر سُورۃ تَبَّتْ چھوڑ دیں) پانچ سُورتیں بمعہ بِسمِ اللّٰہ شریف پڑھ لیں۔ اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سفر بھی خُوشگوار ہوگا۔ اور اگر سَفرِ تجارت ہے تو نَفع بھی خُوب ہوگا۔ کامیابی ہی کامیابی ہے۔ اِن شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

سَفرِ تجارت کرنے والوں کیلئے بَرَکت کا آسان عَمل

شَہَنْشاہِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے حضرتِ سَیِّدُنا جُبَیر بن مُطْعِم (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے فرمایا، اے جُبَیر! (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کیا تم چاہتے ہو کہ جب تم سَفَر میں جاؤ تو صُورت وہَیئَت میں بہتر اور توشَۂ سفر میں بڑھ کر رہو۔ یعنی سَفَر میں خوشحالی اور فارِغُ البالی نصیب ہو۔ حضرتِ جُبَیر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کہتے ہیں، میں نے عرض کی، جی ہاں ضَرور یارسُولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میرے ماں باپ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر قُربان! آپ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، یہ پانچ سُورتیں پڑھ لیا کرو۔

۱. قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ آخر تک۔
۲. اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللہِ وَالْفَتْحُ آخر تک۔
۳. قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ آخر تک۔
۴. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ آخر تک۔
۵. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ آخر تک۔

ہر سُورت کو بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شُروع کرو اور اِسی پر ختم کرو۔ (اِس طرح اِن پانچ سُورتوں کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہ شریف چھ بار پڑھی جائے گی)۔

حضرتِ سَیِّدُنا جُبَیر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں، میں کافی مال دار اور دَولت مند تھا مگر جب سَفَر میں جاتا تو سب سے زیادہ بَدحال اور تنگدست ہو جایا کرتا تھا۔ جب سے مجھے مَدَنی آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے یہ سُورتیں پڑھنے کیلئے بتائیں اور میں نے اِن کو پڑھنا شُروع کیا تو میں پُورے سَفَر میں واپسی تک اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ خوشحال اور توشَۂ سَفَر میں فارِغُ البال رہنے لگا۔

جب کبھی سَفَر پر جائیں تو ذِکر و دُرُود کا وِرد رکھیں یا دین کی باتیں کریں تو فِرِشتہ راستے بھر حِفاظت کرے گا اور اگر گانے باجے اور فُضُول ٹھٹھا مسخری کرتے رہے تو شیطان شریکِ سَفَر ہوگا۔ جیسا کہ

سَفَر میں فِرِشتے کو ساتھی بناؤ

تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، جو شخص سَفَر کے دَوران اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی طرف تَوَجُّہ رکھے اور اُس کے ذِکر میں مشغول رہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے لئے ایک فِرِشتہ مُحافِظ مُقرَّر کر دیتا ہے۔ اور جو بیہودہ شِعر و شاعِری اور فُضُول باتوں میں مصروف

رہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے پیچھے ایک شیطان لگادیتا ہے۔ (حِصنِ حَصِین)

کِسی کی اَدا کو اَدا کر رہا ہُوں

مولائے کائنات حضرتِ مولیٰ علی (کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم) کے لئے ایک سواری آئی۔ آپ اُس پر سوار ہونے لگے جب اپنا پاؤں رِکاب میں رکھا تو کہا۔ بِسْمِ اللّٰہ، جب سوار ہوئے تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پھر یہ دُعا پڑھی:-

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۙ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ (پ ۲۵ ع ۷)

ترجمہ پاکی ہے اُسے جس نے اِس سواری کو ہمارے بس میں کردیا اور یہ ہمارے بُوتے (یعنی طاقت) کی نہ تھی اور بیشک ہمیں اپنے ربّ (عَزَّوَجَلَّ) کی طرف پلٹنا ہے۔ (کنز الایمان)

اِس دُعا کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَر تین[۳] تین[۳] بار کہا۔ پھر یہ دُعا پڑھی،

سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ ط

ترجمہ: پاک ہے تُو۔ میں تو اپنی جان پر ظُلم کرنے والا ہوں، پس تو میری بخشش فرما بیشک تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔

جب یہ دُعا پڑھ چکے تو مولا علی ہنسے۔ عَرض کیا گیا، یا اَمیرَ المُؤمنین! آپ کس وجہ سے ہنسے؟ حضرتِ مولیٰ علی (کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم) نے فرمایا کہ میں نے سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو دیکھا، آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ایسا ہی کیا تھا، جیسا کہ میں نے کیا۔ (یعنی سوار ہونے کے بعد اسی طرح دُعائیں پڑھ کر ہنسے تھے) میں نے عرض کیا، سرکار! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو کس چیز نے ہنسایا؟ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، بندہ جب عرض کرتا ہے، "یا اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) میرے گُناہ مُعاف فرمادے" تو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) راضی ہوتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ گُناہ بخشنے والا میں ہی ہوں۔ (مشکوٰۃ)

تُمہیں کیا خبر ہے میں کیوں ہنس رہا ہوں
کسی کی محبّت میں کھویا ہُوا ہوں
مجھے شادمانی اِسی بات کی ہے
کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

پیارے اسلامی بھائیو! جب ہم سَفر پر روانہ ہوں تو ہمیں چاہیے کہ اپنا مکان، عزیز و اقارِب اور سب چیزوں کو چھوڑتے وقت مَوت کو یاد کریں کہ مَوت کے وقت بھی یہ سب چیزیں چھُوٹیں گی اور جب سواری سامنے آئے تو اُس کو مثلِ جنازہ سمجھیں کہ وہ بھی ایک سواری ہوگی جس پر مرنے کے بعد سوار ہونا ہے۔

حضرتِ جُنَید بغدادی (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کی خدمتِ بابرکت میں ایک شخص حاضر ہُوا۔ آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے اس سے پوچھا کہ تُو کہاں سے آرہا ہے؟ اُس نے عرض کی، میں حج کے لئے گیا تھا۔ آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے فرمایا، تُو نے حج کیا؟ وہ شخص بولا، جی ہاں۔ آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے دریافت کیا، اِبتِداء میں جب تُو گھر سے چلا تھا اور وطن کو تَرک کیا۔ تو کیا تُو نے تمام گُناہ بھی تَرک کردیئے تھے؟ اُس نے عرض کی، جی نہیں! آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے فرمایا، پھر تُو نے وطن سے کُوچ نہیں کیا۔ آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے پوچھا، جب تُو گھر سے روانہ ہوا اور منازِل طے کیں تو کیا تُو نے راہِ حق کی باطنی منازِل بھی طے کیں؟ اُس نے عرض کیا، نہیں۔ تو آپ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے فرمایا، پھر تُو نے منزِلیں طے ہی نہیں کیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! جب سُوزُوکی، گدھا گاڑی وغیرہ پر بوجھ وغیرہ لَدوائیں تو اچھی طرح اُجرت طے کرلیں، نیز جو کچھ مال ہے وہ یا تو مزدور کو دکھادیں یا پُورا وزن وغیرہ بتادیں۔ نیز گاڑی یا قُلی کے لئے جتنا سامان طے ہوا ہو۔ اُس سے زیادہ نہ لیں۔ حضرتِ عبداللہ بن مُبارک (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کو کسی نے سَفر پر جاتے وقت ایک خط لکھ کر دیا کہ فُلاں شخص کو دے دیجئے گا۔ آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے فرمایا کہ گاڑی والے سے اجازت لے لو۔ میں نے اِس کو سب سامان دکھلا دیا ہے، بات طے ہوچکی ہے۔

یہ زائد شے ہے۔ لہٰذا اِس کی اِجازت لینا ضَروری ہے۔ سُبْحانَ اللہ! کیا تقویٰ تھا۔ اور یقیناً نہ عَرَبی کو عَجَمی پر فضیلت ہے نہ ہی گورے کو کالے پر اِسی طرح رنگ و نسل و لِسان پر بھی کوئی فضیلت نہیں۔ عزّت و شَرافت کا اِنْحِصار تو پرہیز گاری پر ہے۔ جیسا کہ پروردگار (عَزَّوَجَلَّ) کا فرمانِ عالی شان ہے :۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ (پ ۲۶، ع ۱۴)

ترجمہ : بیشک اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے یہاں تم میں زیادہ عزّت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ (کنزُ الْاِیمان)

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سب سے بہتر حِفاظت کرنے والا ہے

حضرتِ سیّدُنا عبدُاللہ ابنِ عمر (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُما) سے رِوایت ہے کہ میں نے سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے سُنا کہ لُقمان حکیم (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہ) کا یہ قول ہے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی حِفاظت میں جس چیز کو دیدیا جاتا ہے وہ اُس کی حِفاظت فرماتا ہے۔ (ترمذی)

پیارے اسلامی بھائیو! ہم جب بھی سفر پر روانہ ہوں تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اَہل و مال کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے حوالے کر کے جائیں۔ اللہ تبارَکَ وتعالیٰ ہی سب سے بہتر حِفاظت کرنے والا ہے۔ بلکہ ہو سکے تو اپنے گھر والوں کو ذَیل کے کلِمات کہہ کر سفر پر روانہ ہوں۔

اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا يُضِيْعُ وَدَائِعَهٗ ۔

ترجمہ : میں تم کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے حوالے کرتا ہوں جو سونپی ہوئی اَمانتوں کو ضائع نہیں کرتا۔

قبر سے بچّہ زندہ بَرآمد ہوا!

ایک شخص امیرُ المؤمنین حضرتِ سیّدُنا عُمر (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہ) کی خدمتِ بابَرَکت میں اپنے بیٹے کے ساتھ آیا۔ بیٹے کی صُورت ہُو بَہُو اپنے والِد سے ملتی تھی۔ آپ نے اُن کو دیکھ کر

فرمایا کہ میں نے ان باپ بیٹوں کے درمیان جتنی مُشابَہَت دیکھی اس سے پہلے کبھی کسی اور میں نہیں دیکھی۔ والِد نے عرض کیا، عالی جاہ! اِس بچّہ کا واقِعہ نہایت ہی عجیب و غریب ہے۔ میں سفر پر جانے لگا تو یہ بچّہ ماں کے پیٹ میں تھا۔ بیوی نے کہا، تم اِس کو کس کے سپُرد کر کے جا رہے ہو؟ میں نے کہا، "میں نے اِس کو اللہ تعالیٰ عَزَّوَجَلَّ کے سپُرد کیا"۔ جب سفر سے لوٹ کر آیا تو گھر کو مُقَفَّل (بند) پایا۔ جب معلومات کیں تو پتہ چلا کہ بیوی کا اِنتِقال ہو گیا ہے۔ میں فاتحہ پڑھنے اُس کی قبر پر گیا تو ایک روشن شُعلہ اُس کی قبر پر دیکھا۔ میں نے سوچا بیوی تو نیک تھی یہ شُعلہ کیسا؟ میں ضَرور کھود کر دیکھوں گا۔ جب قبر کھودی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُس میں ایک چاند سا بچّہ موجود ہے جو مَری ہوئی ماں کے اِرد گرد اُچھل کُود کر کھیل رہا ہے۔ غیب سے آواز آئی، "یہ وہ بچّہ ہے جس کو تُو نے سفر پر جاتے وقت ہمارے سپُرد کیا تھا۔ لے اَمانت سنبھال۔ اگر بیوی کو بھی ہمارے سپُرد کر جاتا تو وہ بھی تجھ کو مِل جاتی۔" (فتوحاتِ ربّانیہ)

مُنتَشِر ہو کر ٹھہرنا شیطان کی طرف سے ہے

جب کبھی قافِلہ کی صُورت میں سفر پر جائیں تو مِل جُل کر ایک ہی جگہ اُتریں۔ کیونکہ حضرتِ سیّدُنا ابو ثَعلَبہ (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہ) فرماتے ہیں کہ لوگ جب منزِل پر اُترتے تو مُنتَشِر ہو کر ٹھہرتے تھے۔ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، تمہارا مُنْتَشِر ہو کر ٹھہرنا شیطان کی جانب سے ہے۔ اِس کے بعد صحابۂ کِرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) جب کبھی کسی منزِل پر اُترتے تو مِل کر ٹھہرتے۔ (ابو داوٗد)

تنہا سفر کرنا منع ہے

حضرتِ عبدُاللہ ابنِ عُمر (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُما) فرماتے ہیں کہ حُضور سیّدِ عالَم مَدَنی تاجدار (صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ

وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، "اکیلے سفر کرنے کے جو نقصانات میں جانتا ہوں اگر وہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو کوئی سوار رات کو اکیلے سفر نہ کرے۔" (بخاری)

خوفناک مُردہ اور پُر اَسرار قبر!

تنہا سفر کرنے میں بعض اوقات ایسے حالات کا سامنا بھی ہو جاتا ہے جس سے انسان گھبرا جاتا ہے۔ اگر دوسرے اسلامی بھائی ساتھ ہوں تو ایک دوسرے کو مدد ملتی رہتی ہے۔

حضرتِ سیّدنا عبدُاللہ بن عُمَر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) فرماتے ہیں، میں ایک سفر کے موقع پر تنہا تھا زمانۂ جاہلیّت کے قبرستان سے گزرا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک قبر سے ایک آدمی نکلا جس پر آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور گلے میں آگ کی زنجیر تھی۔ میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا۔ جب اُس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ، "اے عبدُاللہ! (رضی اللہ تعالٰی عنہ) مجھے سیراب کرو! اِتنے میں اُسی کے پیچھے قبر سے ایک اور آدمی برآمد ہوا، اور اُس نے کہا، اے عبداللہ! (رضی اللہ تعالٰی عنہ) تم اِسکو پانی نہ پلانا کیونکہ یہ کافر ہے۔ پھر اُس نے اُسکو کوڑے سے مارا اور کھینچ کر قبر میں دھکیل دیا۔

پھر میں نے رات ایک ایسی بڑھیا کے پاس گزاری جس کے گھر کے قریب ایک قبر تھی میں نے قبر سے یہ عجیب و غریب آواز سُنی:-

بَوْل! وَمَا بَوْل؟ شَنّ! وَمَا شَنّ؟ یعنی: پیشاب! پیشاب کیا ہے؟ مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟

میں نے بُڑھیا سے دریافت کیا، کہ یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہے۔ یہ جب پیشاب کرتا تھا تو اُس کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ میں اِسے سمجھاتے ہوئے کہتی تھی کہ اُونٹ جب پیشاب کرتا ہے تو چھینٹوں سے نہیں بچتا۔ لیکن وہ میری ایک نہ سنتا تھا۔ تو اَب جب سے مَرا ہے کہہ رہا ہے کہ "بَوْل! وَمَا بَوْل؟" (یعنی پیشاب! پیشاب کیا ہے؟)۔ میں نے پُوچھا، شَنّ! وَمَا شَنّ؟ (مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟) کیا ہے؟ بُڑھیا بولی،

اِس کے پاس ایک نہایت ہی سخت پیاسا شخص آیا۔ اور اُس نے اِلتجاء کی کہ مجھے پانی پِلاؤ! اِس نے غریب پیاسے کا مذاق اُڑاتے ہوئے کہا، یہ رہا مشکیزہ اِسے لے لو اور پانی پی لو۔ جب اُس شخص نے خوش ہو کر مشکیزہ اُٹھایا تو وہ خالی تھا۔ مشکیزے کو خالی دیکھ کر وہ غریب صدمے سے بے ہوش ہو گیا۔ اور پھر بیچارہ شِدّتِ پیاس سے مر گیا۔ اِس لئے میرا شوہر جب سے مَرا ہے اِس کی قبر سے اِس کی یہ پُکار سُنائی دے رہی ہے، "مشکیزہ! مشکیزہ کیا ہے؟"

سیّدنا عبدُاللہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں، پھر جب میں سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کی بارگاہِ اَقدس میں حاضِر ہوا تو سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) نے تنہا سفر کرنے کی مُمانعت فرمادی۔ (شرح الصّدور)

اِیذا دینے والوں پر جہنّم میں بلا کی خارِش مسلّط کی جائے گی!

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ تنہا سفر کرنا کس قدر خطرناک ہے۔ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) رحمۃٌ لِّلعالمین (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) ہیں اور ہماری بھلائی کے لئے ہی آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) نے ہمیں اکیلا سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اِس واقعہ سے یہ بھی دَرس مِلا کہ پیشاب کے قطروں سے نہ بچنا بھی عذابِ قبر کا مُوجِب ہے۔ نیز یہ بھی دَرس مِلا کہ کسی دُکھی کے ساتھ اِیذا دینے والا مذاق کرنا اور مدد پر قادِر ہونے کے باوُجود اُس کی مدد نہ کرنے کے کتنے بھیانک نتائج نِکل سکتے ہیں۔۔۔ مُکاشفۃُ القلوب میں حضرتِ مُجاہد (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کا قول ہے کہ جو لوگ دُوسروں کو اِیذا دیتے ہیں اُن پر جہنّم میں خارِش مسلّط کر دی جائیگی وہ اِس قدر کھجائیں گے کہ گوشت پوست سب جھڑ جائے گا۔ غَیب سے آواز آئے گی، "کیا تمھیں تکلیف ہو رہی ہے؟"

جواب دیں گے،

"بڑی سخت تکلیف ہو رہی ہے۔" ارشاد ہوگا، "دوسروں کو ایذا اور تکلیف پہنچانے کا مزہ چکھو۔"

ایک اور حدیث میں سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "قیامت کے دن لوگوں کا مذاق اڑانے والے کے سامنے جنّت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا۔ اور کہا جائے گا کہ آؤ، آؤ! تو وہ نہایت ہی بے چینی اور غم میں ڈوبا ہوا اُس دروازے کے سامنے آئے گا مگر جیسے ہی وہ دروازے کے پاس پہنچے گا وہ دروازہ بند ہو جائے گا۔ پھر ایک دوسرا جنّت کا دروازہ کھلے گا اور اُس کو پکارا جائے گا کہ آؤ! یہاں آؤ!! چنانچہ یہ بے چینی اور غم میں ڈوبا ہوا اُس دروازے کے پاس جائے گا تو وہ دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔ اسی طرح اُس کے ساتھ معاملہ ہوتا رہے گا یہاں تک کہ جب دروازہ کھلے گا اور پکار پڑے گی تو وہ نہیں جائے گا۔ (اس طرح وہ جنّت میں داخل ہونے سے محروم رہے گا۔)" (اِحیاءُ العلوم)

دورانِ سفر بھی اگر کوئی حاجت مند مل جائے تو اُس کی حاجت براری کرنی چاہیے۔ اِن شاءَ اللّٰہ اِس میں ثواب زیادہ ہوگا کہ بسا اوقات مسافر خود بھی تو حاجتمند ہو جاتا ہے۔ پھر بھی وہ دوسروں کی مدد کرے گا تو اُس کے اَجر و ثواب کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ اب مسافر کی مدد کے سلسلے میں ایک حدیثِ پاک ملاحظہ فرمائیں۔

سفر میں بھی دوسروں کی مدد کرنی چاہیئے

سیّدنا حضرتِ ابو سعید خدری (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے روایت ہے، ہم سفر میں تھے کہ ایک آدمی اپنی سواری پر آیا۔ اور دائیں بائیں نگاہ دوڑانے لگا۔ تو مدنی تاجدار حضور سیّدِ عالَم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "جس

کے پاس فالتو سواری ہے تو وہ اُسے دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے۔ اور جس کے پاس فالتو زادِ راہ ہو تو وہ اُس کو دے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے۔ اور آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِسی طرح مال کی مختلف اَقسام کا ذِکر کیا۔ حتّٰی کہ ہم نے یہ محسوس کیا کہ ہم میں سے کسی کا فالتو مال پر کوئی حق نہیں ہے (یعنی جو بھی مال یا سامان وغیرہ ضرورت سے زائد ہو، وہ ضرورتاً اپنے شریکِ سفر اسلامی بھائی کو دے دینا چاہیئے)" (مُسلِم)

جب ہم سیڑھیوں پر چڑھیں یا اونچی جگہ کی طرف چلیں، یا ہماری بس وغیرہ کسی ایسی سڑک سے گزرے جو اونچائی کی طرف جا رہی ہو تو "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہنا سنّت ہے۔ اور جب سیڑھیوں سے اُتریں یا ڈھلان کی طرف چلیں تو "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنا سنّت ہے۔

راستہ چلنے کی ایک سنّت

حضرتِ سیّدنا جابر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مروی ہے، فرمایا، جب ہم بلندی پر چڑھتے تو "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے اور جب پَسْت (ڈھلان والی) جگہ پر اُترتے تو "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہتے تھے۔ (بخاری)

مسافِر کو چاہیئے کہ وہ دعا سے غفلت نہ کرے کہ یہ جب تک سفر میں ہے اِس کی دعاء قبول ہوتی ہے۔ بلکہ جب تک گھر نہیں پہنچا اُس وقت تک دعاء مقبول ہے۔ اِسی طرح مظلوم کی دعا اور ماں باپ کی اپنی اولاد کے حق میں دعاء بھی قبول ہوتی ہے۔

مسافِر کی دعا قبول ہوتی ہے

حضرتِ سیّدنا ابو ہریرہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "تین قسم کی دعائیں مستجاب ہیں۔ اِن کی قبولیّت میں کوئی شک نہیں۔ (۱) مظلوم کی دعاء، (۲) مسافِر کی دعاء، (۳) باپ کی اپنے بیٹے کے لئے دعاء (اور بد دعاء)۔" (ابو داؤد، ترمذی)

کوئی جب سفر پر جائے خُصُوصاً سفرِ حَرَمَینِ طَیِّبَین پر رُخصت ہو رہا ہو تو اُس سے اپنے لئے دُعاء کے لئے کہنا سُنّت ہے۔

مُسافِر کو اپنے لئے دُعاء کیلئے کہنا سُنّت ہے

امیرُالمؤمنین سیِّدُنا حضرتِ عُمَر بن خطّاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا، "مَیں نے حُضُورِ اکرم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) سے عُمرہ کرنے کی اجازت طَلَب کی تو آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا، اے میرے بھائی! "ہمیں اپنی دُعاؤں میں فراموش نہ کرنا"۔ حضرتِ عُمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، "سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی یہ بات ایسی ہے کہ اگر مجھے اِس کے بدلے ساری دُنیا مل جاتی تو بھی میں خُوش نہ ہوتا"۔ (ترمذی)

اور ایک رِوایت میں ہے کہ آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، "اے میرے بھائی! ہمیں بھی اپنی دُعاؤں میں شریک کرنا"۔ (ابُو داؤد)

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی یہ کس قدر عاجزی اور انکساری ہے کہ اپنے غُلاموں کو دُعا کیلئے فرماتے ہیں۔ سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو آخر کیا کمی ہے؟ آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کسی کی دُعا کے یقیناً مُحتاج بھی تو نہیں۔ دُعا کے لئے فرمانے میں جہاں آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی بے اندازہ عاجزی کا اظہار ہے وہیں اِس میں غلاموں کیلئے حوصلہ افزائی کا بھی سامان ہے۔ پھر فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیسا عظیمُ المرتَبَت غُلام جب اپنے آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی زبانِ حق ترجمان سے دُعا کے بارے میں حُکمِ پاک سُنے تو کیوں نہ جُھوم جائے۔ کاش! ہم بھی اِس حدیثِ پاک سے دَرس حاصل کریں اور اپنے سے چھوٹوں سے بھی دُعا کرائیں۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بچّوں سے بھی

دُعا کرایا کرتے تھے۔

سفر سے واپسی پر اپنی مسجد میں دو گانہ پڑھنا سُنّت ہے

حضرتِ سیِّدُنا کَعب بن مالِک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مَروی ہے کہ تاجدارِ مدینہ حُضُور سیِّدِ عالَم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) جب سفر سے واپَس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور وہاں دو رَکعت (نمازِ نفل) ادا فرماتے۔ (بُخاری ومُسلِم)

سفر کی ترتالیس ۴۳ مُتفرِّق سُنّتیں اور آداب

حضرتِ ابُوہُریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا:-

۱. "سفر عذاب کا ٹکڑا ہے سونا اور کھانا پینا سب کو روک دیتا ہے۔ لہٰذا کام پورا کرکے تو جلدی گھر کو واپَس ہو"۔ (بُخاری ومُسلِم)

۲. سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا جب سفر سے کوئی واپَس آئے تو گھر والوں کیلئے کچھ نہ کچھ مدنیہ لائے۔ اگرچہ اپنی جھولی میں پتھر ہی ڈال لائے۔ (ابنِ عساکر)

۳. آنحضرت (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) سَفَر کے لئے خُود روانہ ہوتے یا کسی اور کو روانہ فرماتے تو جُمعرات کا دِن روانگی کے لئے مُناسب خیال فرماتے۔

۴. سفر میں آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کتنی ہی کم مدّت ٹھہرتے جب تک نمازِ دوگانہ ادا نہ فرمالیتے وہاں سے روانہ نہ ہوتے

۵. سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) جب گھر میں داخِل ہوتے یا سفر میں کہیں منزِل پر پڑاؤ کرتے تو جب تک نمازِ دوگانہ (دو رَکعت نفل) ادا نہ فرمالیتے

نہ بیٹھتے۔

۶ رات کے ابتدائی حصہ میں اگر کسی جگہ قیام فرماتے تو سیدھے ہاتھ مبارک کی ہتھیلی شریف پر سیدھا رخسارِ مبارک رکھ کر سیدھی کروٹ آرام فرماتے۔

۷ اگر پچھلی رات کسی جگہ قیام فرماتے تو سیدھے ہاتھ مبارک کو کہنی شریف کے بل کھڑا کر کے اُس کی ہتھیلی پاک پر اپنا سرِ مبارک رکھ کر آرام فرماتے۔

۸ جب کسی کو سفر پر رخصت فرماتے تو اُس سے دُعا کا مطالبہ فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ "ہم کو اپنی دُعاؤں میں مت بھولنا۔" (یہ اُمّت کی تعلیم کے لئے تھا کہ مسافر کی دُعا، قبول ہوتی ہے۔)

۹ سفر میں آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ہوتے اور کوئی کام سب کو کرنا ہوتا (مثلاً کھانا وغیرہ پکانا) تو آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کام کاج میں ضرور حصہ لیتے۔ مثلاً ایک پڑاؤ پر سب صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) نے کھانا پکانے کا اِرادہ کیا اور ہر ایک نے ایک ایک کام اپنے ذِمّہ لیا تو سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے لکڑیاں چُن کر لانے کا کام اپنے ذِمّہ لیا۔

۱۰ سفر سے واپسی پر سُنّتِ مبارکہ تھی کہ فوراً گھر میں تشریف نہ لے جاتے بلکہ پہلے مسجد شریف میں جا کر ۲ دو رکعت نفل ادا فرماتے اور پھر گھر میں تشریف لے جاتے۔

۱۱ کم از کم ستاون (۵۷) مِیل تین (۳) فرلانگ کا سفر کرنے والا شرعاً مسافر کہلاتا ہے۔ (بہارِ شریعت)

۱۲ جہاں سفر کر کے پہنچیں اور پندرہ ۱۵ یا زیادہ دن قیام کی نیت ہے تو اب مسافر نہ رہے بلکہ مقیم ہو گئے۔ ایسی صورت میں نماز میں قصر نہیں کریں گے۔ جب پندرہ ۱۵

دن سے کم رہنے کی نیت ہو تو اب نمازوں میں قصر کریں گے۔ یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی فرض رکعتوں میں قصر کریں گے۔ یعنی چار چار فرضوں کی جگہ ۲ دو ۲ دو رکعت فرض ادا کریں گے۔ فجر اور مغرب میں قصر نہیں۔ باقی تمام سنتیں، وتر وغیرہ سب پوری ادا کریں۔

۱۳ جب سفر پر جانے لگیں تو اس طرح رخصت ہوں جیسے دُنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔

۱۴ جہاد کے علاوہ کسی اور کام مثلاً حج یا عُمرہ یا تجارت کیلئے سفر کرنا چاہیں، تو والدین سے اِجازت لے لیں۔

۱۵ حج اگر فرض ہو چکا ہے تو والدین کی اِجازت نہ بھی ہو تب بھی جانا ہوگا۔

۱۶ یہ بات غلط مشہور ہے کہ جب تک والدین نے حج نہیں کیا اولاد بھی حج نہیں کر سکتی۔

۱۷ علمِ دین سیکھنے کیلئے بغیر اجازتِ والدین سفر کر سکتے ہیں۔ اِس کو والدین کی نافرمانی نہیں کہا جائے گا۔ (عالمگیری)

۱۸ کوئی اسلامی بہن اپنے شوہر یا قابلِ اطمینان محرم (جس کے ساتھ ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہو) کے بغیر ہرگز سفر نہ کرے ورنہ جب تک گھر لوٹ کر آئے گی قدم قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ (یہ حکم صرف سفرِ حج کیلئے ہی نہیں ہر سفر کیلئے ہے)۔

۱۹ اکیلے سفر کرنا منع ہے بلکہ ساتھ میں کوئی نہ کوئی نیک صالح اور سنتوں کا پابند اسلامی بھائی ہو۔

۲۰ بد مذہب یا بدکردار ہمسفر سے تو اکیلا ہی بہتر ہے۔

۲۱ حدیثِ پاک میں ہے جب تین ۳ آدمی سفر کو جائیں تو اپنے میں سے ایک کو امیر

بنالیں۔ اِس سے کاموں میں اِنتِظام رہتا ہے۔

۲۱ اَمیر اُسے بنائیں جو خُوش اَخلاق اور سُنّتوں کا پابند ہو۔

۲۲ اَمیر کو چاہیے کہ ہمسَفر اسلامی بھائیوں کی خِدمت کرے اُن کے آرام کا خیال رکھے۔

۲۴ چلتے وقت عزیزوں، دوستوں سے قُصور مُعاف کرائیں اور جن سے مُعافی طلب کی جائے اُن پر لازِم ہے کہ دِل سے مُعاف کردیں۔ حدیثِ مُبارک میں ہے کہ جس کے پاس اُس کا اِسلامی بھائی مَعذِرَت لائے، واجِب ہے کہ قبول کرلے۔ (یعنی مُعاف کردے) ورنہ حَوضِ کوثر پر آنا نہ ملے گا۔ (اَنْوارُ الْبِشارۃ)

۲۵ وقتِ رُخصت سب سے دُعا کرائیں برکتیں حاصِل ہوں گی۔

۲۶ آئینہ، سُرمہ، کنگھا، سُوئی دھاگہ اور قینچی ساتھ رکھیں کہ یہ سُنّت ہے۔ (جواہر البحار)

۲۷ لِباسِ سَفر پہن کر اگر وقتِ مکروہ نہ ہو تو گھر میں چار رَکعت نَفل اَلْحَمْد و قُلْ سے پڑھ کر باہَر نِکلیں۔ وہ رَکعتیں واپسی تک اَہل و مال کی نگہبانی کریں گی۔

۲۸ پھر اپنی مسجد سے رُخصت ہوں۔ اگر وقتِ مکروہ نہ ہو تو اس میں بھی دو رَکعت نَفل پڑھ لیں۔

۲۹ گھر سے نِکلتے وقت آیتُ الکُرسی اور قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ سے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس تک تَبَّتْ کے سوا پانچ سُورتیں، سب بِسْمِ اللّٰہ کے ساتھ پڑھیں آخر میں بھی بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھیں۔ راستہ بھر آرام رہے گا۔ (اِنْ شَاءَ اللّٰہ)

۳۰ رَیل یا بس وغیرہ میں بِسْمِ اللّٰہ، اَللّٰہُ اَکْبَر، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور سُبْحَانَ اللّٰہ سب تین۳ تین۳ بار، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک بار پھر یہ دُعا پڑھیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ سواری ہر قِسم کے حادِثے سے محفُوظ رہے گی۔ دُعا یہ ہے:-

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ (پ۲۵ ع۷)

ترجمہ: پاکی ہے اُسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کردیا اور یہ ہمارے بُوتے (یعنی طاقت) کی نہ تھی اور بیشک ہمیں اپنے رَبّ کیطرف پلٹنا ہے۔ (کنزالایمان)

۳۱ جب کَشتی میں سوار ہوں تو یہ دُعا پڑھیں تو ڈُوبنے سے اِنْ شَاءَ اللّٰہ محفوظ رہیں گے۔

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖىھَا وَمُرْسٰىھَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِہٖ ؕ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝

ترجمہ: اللّٰہ کے نام پر اِس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا، بیشک میرا رَبّ ضرور بخشنے والا مہربان ہے اور اُنھوں نے (یعنی کافروں نے) اللّٰہ کی قدر نہ کی جیسا اُس کا حق تھا۔ اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اُس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے اور اُن کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔ (کنزالایمان)

(اس دُعا میں پہلی آیت سُورۂ ھُود کی ہے جبکہ دُوسری آیت سُورۂ زُمَر کی ہے)

۳۲ جب کسی منزِل پر اُتریں تو کوشش کرکے دو۲ رَکعت نَفل پڑھیں (اگر وقت مکروہ نہ ہو تو) کہ سُنّت ہے۔

۳۳ منزِل پر اُتریں تو وقتاً فوقتاً یہ دُعا پڑھیں اِنْ شَاءَ اللّٰہ ہر نقصان سے بچیں گے۔ دُعا یہ ہے:-

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

ترجمہ:- اللّٰہ (عزوجل) کے کلماتِ تامّہ کی پناہ مانگتا ہوں اِس کے شَر سے جسے اُس نے پیدا کیا۔

۳۴ منزِل پر مُتَفَرِّق (یعنی مُنتشر) ہو کر نہ اُتریں بلکہ مِل جُل کر ایک ہی جگہ اُتریں۔

۳۵ جب دُشمن کا خوف ہو۔ سُورۂ لِاِیْلٰف پڑھ لیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ ہر بلا سے اَمان ملے گی۔

۳۶ یَا صَمَدُ ۱۳۴ بار روزانہ پڑھیں بھوک پیاس سے اَمن رہے گا۔

۳۷ چلتی رَیل گاڑی میں فَرض، وِتر اور فجر کی سُنّتیں نہیں پڑھ سکتے۔ جب رَیل گاڑی بالکل ٹھہر جائے تو پڑھ لیں۔ خواہ نیچے اُتر کر پڑھ لیں۔ ریل گاڑی بالکل ٹھہر گئی اور گاڑی ہی میں نماز شروع کر دی، سلام پھیرنے سے قبل ہلکا سا جھٹکا بھی اگر گاڑی نے کھایا نماز نہ ہوگی۔ رَیل گاڑی رُکتی ہی نہیں تو آپ چلتی گاڑی میں ہی نماز پڑھ لیں اور بعد میں اُتر کر قضاء پڑھ لیں۔ باقی سُنّتیں اور نَوافل چلتی ریل گاڑی میں پڑھ سکتے ہیں۔

۳۸ ہوائی جہاز کا حُکم اِس سے بالکل مختلف ہے، فَرض، وِتر، سُنّتیں اور نوافل وغیرہ تمام نمازیں دَورانِ پرواز پڑھ سکتے ہیں۔ اِعادہ کی حاجت نہیں۔

۳۹ کشتی میں جب کہ اُتر کر خشکی میں نماز پڑھنا ممکن نہیں تو ساری نمازیں اِسی میں ادا کریں۔ اِعادہ کرنے (لوٹانے) کی حاجت نہیں۔

۴۰ ہوائی جہاز یا رَیل گاڑی میں لوگ نشست پر ہی جِدھر کو مرضی آئی مُنہ کر کے بیٹھے بیٹھے ہی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ قبلہ کی معلُومات کر کے حَسبِ معمُول کھڑے کھڑے نماز ادا کریں یہ ضروری ہے۔

۴۱ دورانِ سفر ذکر و دُرُود کی کثرت کریں۔ فرشتہ ساتھ رہے گا۔ فضُول باتیں یا گانے باجے کا سِلسلہ رہا تو شیطان ساتھ رہے گا۔

۴۲ سفر میں اپنے لئے اور تمام اسلامی بھائیوں کیلئے دُعا سے غافِل نہ رہیں کہ مُسافِر کی دُعاء قبول ہوتی ہے۔

۴۳ جب کسی مُشکل میں مدد کی ضرورت پڑے تو حدیث پاک میں ہے اِس طرح تین ۳ بار پکاریں:

اَعِیْنُوْنِی یَا عِبَادَ اللہ۔ ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) کے بندو! میری مدد کرو

(حِصنِ حَصِین)

اے ہمارے پیارے اللہ! (عزوجل) ہمیں جب کبھی سفر درپیش ہو تو سُنّتوں کے مطابق پورا سفر طے کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں بار بار حَرَمَین طیّبَین کا مُبارک سفر نصیب فرما۔ آمین بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

؎ ہم غریبوں کو روضے پہ بلوائیے! راہِ طیبہ کا زادِ سفر چاہیے

موئے مبارک

دیوانوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک

؎ بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بساتے ہیں تمہارے گیسو

سرکارِ مدینہ، سُرورِ سینہ، فیضِ گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے موئے مبارک کا ذکرِ خیر کیا جاتا ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ۔۔۔ کی ہر ادا لاجواب اور ہر عُضو بے مِثال اور حُسن و جمال، اللہ! اللہ!

سب سے پہلے حضرت یُوسُف (علیہ السلام) کا نام پاک لوں میں گناؤں گر تیرے اُمیدوارانِ جمال (ذوقِ نعت)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم جہاں جہاں تشریف لے جائیں، رحمت کے بادل چھا جائیں۔ خوشبو سے فضا مُعَطّر ہو جائے۔ گلیاں مہک جائیں۔ رات کو مُسکرائیں تو آگے کے دندانِ مُبارک کی کھڑکیوں سے نُور کی شُعائیں پھوٹ پڑیں اور اندھیرے کمرے روشن ہو جائیں۔ لاغر بکری پر دستِ مُبارک پھیر دیں تو دودھ دینے لگ جائے۔ غمزدہ آئے تو دُکھ دَرد بھول جائے ؎

دُکھ دَرد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے جب سامنے آنکھوں کے غم خوار نظر آئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

جب لبہائے مُبارکہ کو جُنبِش ہو تو پھول جھڑنے لگیں۔ مُخاطب (یعنی جس سے بات کی جائے) کا دِل باغ باغ ہو جائے۔ گوشِ مُبارک (کان مبارک) دُور و نزدیک کی آواز سُن لیں۔ چشمانِ کرم اُٹھیں تو نظر عرش بریں تک جا پہنچے نظر نیچی ہو تو حالاتِ قبر تک مُنکشِف ہو جائیں۔ کسی کے سینے پر نظر پڑے تو دل کے

حالات دیکھ لیں۔

؎ سرِ عرش پر ہے تری گُزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
مَلَکُوت و مُلک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں (حدائقِ بخشش)

مُبارک اُنگلیوں سے پانی کے چشمے لہرائیں، لُعابِ دہنِ اقدس سے کھاری کنوئیں میٹھے ہو جائیں، ٹُوٹے ہوئے اَعضا، جُڑ جائیں، کھانے میں برکتیں آجائیں، اِشارۂ اَبرو سے بلائیں ٹَل جائیں۔ اسیروں کے قید و بند ٹوٹ جائیں، بگڑے مُقدر سنور جائیں اور گیسُوئے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) جو دیکھ لے بیقرار ہو جائے، عِشق میں گرفتار ہو جائے اور۔۔۔ اور جب گیسُوئے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) لہرائیں تو فضا مُشک بار ہو جائے اور رحمت کی گھنگھور گھٹا چھا جائے۔

؎ ان کے گیسو نہیں رحمت کی گھٹا چھائی ہے ان کے ابرو نہیں دو قبلوں کی یکجائی ہے (ذوقِ نعت)

اللہ اکبر! گیسُوئے عنبریں کا کیا کہنا! چہرۂ روشن کی تو بات ہی کیا ہے! جو ایک بار دیکھ لے بار بار دیکھنے کی آرزو کرے۔ بار بار دیکھے، ہزار بار دیکھے! مگر سیری کہاں؟ ؎

شربتِ دید نے اِک آگ لگائی دل میں تپشِ دل کو بڑھایا ہے بجھانے نہ دیا (سامانِ بخشش)

چہرۂ زیبا کا رنگ صباحت و ملاحت کا حسین اِمتزاج، حُسن و جمال کے آگے چاند ماند پڑ جائے، نُورانی پیشانی ایسی گویا چاندی کا ٹکڑا، ہونٹ مُبارک ایسے جیسے گلاب کی پنکھڑیاں، پُرنور سینہ فیض گنجینہ، ناخنِ مُبارک پہلی تاریخ کے چاند سے حسین تر ؎

دل اپنا بھی شیدائی ہے اُس ناخنِ پاکا اتنا بھی مہِ نو پہ نہ اے چرخِ کہن پھول (حدائقِ بخشش)

اور۔۔۔ اور اُس نُور کے حسین پیکر کے موئے مبارک بھی خُدا کی قسم!

بے نظیر و بے مثال، جس مُقدّر والے کو حاصل ہو جائیں وہ برکتوں اور رحمتوں سے مالا مال ہو جائے۔ میرے میٹھے مدنی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے بال باکمال تو زندہ مُعجزہ ہیں۔

مُصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے دیوانو! جس طرح میرے اور آپ کے اور کُل کائنات کے والی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) حیات ہیں اسی طرح یقین مانو، آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے نورانی بال جسمِ اَطہر سے جُدا ہونے کے باوجود حیات ہیں۔ میں نے (سگِ مدینہ) نے خود دیکھا ہے کہ جن خوش نصیبوں کے پاس ایک ایک بالِ مُبارک ہوتا تھا اب اُسی مُوئے مُبارک سے مزید شاخیں نکل کر گچھے بن چکے ہیں ؎

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے ۔۔۔ اُن ستاروں کی نُزہت پہ لاکھوں سلام

اَلغَرض اُن کے ہر مُو پہ بے حد دُرود ۔۔۔ اُن کی ہر خُو و خصلت پہ لاکھوں سلام

ہمارے پیارے آقا (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے وُجودِ مسعود پر مکھی کبھی نہیں بیٹھی۔ اسی طرح آج بھی سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مُوئے مُبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ نیز جسمِ مُنوّر کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ اسی طرح آج بھی دُھوپ یا روشنی میں مُوئے مبارک کا سایہ نہیں پڑتا ؎

ہم اُن کے زیرِ سایہ رہتے ہیں جن کا سایہ نظر نہیں آتا

اور ہمارے سرکارِ ذی وقار مدینہ کے تاجدار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے گیسوئے مُبارک اتنے خوبصورت ہیں کہ خود رَبُّ العِزّت جَلَّ وَعَلا نے قرآنِ مجید میں ان کی قسم یاد فرمائی۔ امامِ اہلِسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن حدائقِ بخشش میں فرماتے ہیں ؎ :

ہے کلامِ الٰہی میں شمس وضُحٰی تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم

قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زُلفِ دوتا کی قسم (حدائقِ بخشش)

دشمن پر فتح پانے کا راز

حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سَیفُ اللّٰہ (یعنی اللّٰہ کی تلوار) کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ کبھی آپ کو دشمن کے مُقابلہ میں شکست نہ ہوتی تھی اور یہ سب کچھ میرے مدنی مُصطفٰے (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مُوئے مُبارک کی برکت تھی چُنانچہ خود حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں، "خوش قسمتی سے حضورِ اکرم نورِ مُجسّم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی پیشانیٔ مُبارک کے بال میرے پاس تھے۔ میں نے ان کو اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف سی رکھا تھا۔ اُن مُقدّس بالوں کی برکت تھی کہ عُمر بھر ہر جہاد میں مجھے فتح و نُصرت حاصل ہوتی رہی۔" (شِفا شریف)

بالِ مُبارک کی برکت سے دشمن سے نجات ملی

جنگِ یَرموک میں حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی جان پر بن چکی تھی مگر پیارے آقا (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پیارے پیارے بال کام آگئے۔ چُنانچہ منقول ہے کہ جنگِ یرموک میں حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) للکارتے ہوئے لشکرِ کُفّار کی طرف بڑھے۔ اُدھر سے ایک پہلوان نکلا جس کا نام نَسطور تھا۔ دونوں میں دیر تک سخت مُقابلہ ہوتا رہا کہ حضرتِ خالد بن ولید (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا۔ اور حضرتِ خالد بن ولید (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) زمین پر تشریف لے آئے۔ اور آپ کی ٹوپی مُبارک زمین پر جا پڑی۔ نسطور موقع پاکر آپ کی پیٹھ مبارک پر آگیا۔ اُس وقت حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) پُکار پُکار کر اپنے رُفقاء سے فرما رہے تھے کہ میری ٹوپی مجھے دو۔ خُدا تُم پر رحم کرے۔

ایک شخص جو آپ کے قبیلہ ہی سے تعلق رکھتا تھا وہ دوڑ کر آیا اور ٹوپی مبارک اُٹھا کر آپ کو پیش کر دی۔ آپ نے اُسے پہن لیا۔ اور نسطور کا مقابلہ کیا۔ اور یہاں تک کہ اُس کو قتل کر دیا۔ لوگوں نے اس واقعہ کے بعد آپ سے عرض کیا کہ کیا وجہ تھی جو دشمن آپ کی پُشتِ اطہر پر سوار ہو گیا مگر آپ اپنی ٹوپی کی فکر میں لگ گئے جو شاید دو چار آنے کی ہو گی۔ آپ نے فرمایا،

"اس ٹوپی مبارک میں حضور اکرم سیدِ دو عالم نورِ مجسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی پیشانی مبارک کے بال ہیں جو مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے میں فتحیاب ہوتا ہوں۔ اسی لئے میں بیقراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ مبادا (یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ) ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔" (واقدی، شفا شریف)

جنگ کا پانسہ پلٹ گیا

اللہ اکبر! پیارے اسلامی بھائیو! موئے مبارک کی برکت سے اللہ (عزوجل) نے حضرتِ خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو موذی دشمن کے نرغے سے نجات بخشی۔ اسی طرح رومیوں کے مقابلہ پر جب مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اور موت ہی موت سر پر منڈلانے لگی تو اس وقت بھی موئے مبارک کی برکت نے جنگ کا پانسہ ہی پلٹ کر رکھ دیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرتِ سیدنا خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھوڑی سی فوج ساتھ لئے ملکِ شام میں "جبلہ بن الیہم" کی قوم کے مقابلہ کے لئے تشریف لے گئے اور ٹوپی مبارک گھر میں بھول گئے۔ جب مقابلہ ہوا تو رومیوں کا بڑا افسر مارا گیا۔ اس وقت جبلہ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی سخت حملہ کر دو۔ حملہ کے وقت صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) کی حالت انتہائی نازک ہو گئی۔ یہاں تک کہ حضرتِ سیدنا رافع

بن عمر طائی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرتِ سیدنا خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا، آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آگئی ہے۔ حضرتِ سیدنا خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا، "سچ کہتے ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آج ٹوپی مبارک گھر بھول آیا ہوں جس میں حضور پُر نور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے موئے مبارک ہیں۔"

اِدھر تو یہ حالت تھی اور اُدھر اُسی رات مدینے کے تاجدار، سرکارِ پُر انوار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) حضرتِ سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (جو لشکر کے امیر تھے) کے خواب میں تشریف فرما ہوئے اور آپ سرکارِ دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا، "تم اِس وقت سو رہے ہو اُٹھو اور خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مدد کو پہنچو، کفار نے اُن کو گھیر لیا ہے۔" حضرتِ سیدنا ابو عبیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُسی وقت اُٹھے اور لشکر میں اعلان کر دیا کہ فوراً تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ فوراً تیار ہو کر مع لشکرِ اسلام کے تیزی سے چلے۔

راستہ میں اُنہوں نے ایک سوار کو دیکھا جو گھوڑا دوڑائے ہوئے ان کے آگے آگے جا رہا تھا۔ چند تیز رفتار سواروں کو حکم دیا کہ اِس کا حال معلوم کرو۔ سوار جب قریب پہنچے تو پکار کر کہا، اے جواں مرد سوار! ذرا ٹھہرو! یہ سنتے ہی وہ ٹھہر گیا۔ دیکھا تو وہ حضرتِ سیدنا خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زوجۂ محترمہ تھیں۔ حضرتِ سیدنا ابو عبیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اُن سے حال دریافت فرمایا۔ کہا، اے امیر! جب رات کو میں نے سُنا آپ نے لشکرِ اسلام کو نہایت بے تابی سے حکم فرمایا کہ حضرتِ سیدنا خالد بن ولید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے تو میں نے خیال کیا کہ وہ کبھی ناکام نہ ہوں گے۔ کیونکہ اُن کے ساتھ سرکارِ دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے موئے مبارک ہیں۔ لیکن جوں ہی میں نے دیکھا

تو میری نظر اُن کی ٹوپی مبارک پر پڑی جس میں موئے مبارک تھے۔ مجھے نہایت ہی اَفسوس ہوا، اور اُسی وَقت چل پڑی کہ کسی طرح اِس ٹوپی مبارک کو اُن تک پہنچادوں۔ حضرتِ سَیِّدُنا ابو عُبَیدہ (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) نے فرمایا، "جلدی جاؤ خدا (عَزَّوَجَلَّ) تمہیں بَرکت دے۔" چُنانچہ اُنہوں (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہا) نے گھوڑے کو اَیڑ لگادی اور آگے بڑھ گئیں۔

حضرتِ سَیِّدُنا رافِع بن عُمر (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) جو حضرتِ سَیِّدُنا خالِد بن وَلید (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) کے ساتھ تھے، فرماتے ہیں، حالت یہ تھی کہ ہم اپنی زندگیوں سے بِالکل مایُوس ہوگئے تھے کہ اچانک تکبیر کی آواز آئی۔ حضرتِ سَیِّدُنا خالِد بن وَلید (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) نے جب آواز کی سَمت نظر فرمائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سَوار رُومیوں کی فوج کا پیچھا کئے ہوئے ہے اور وہ لوگ بَدحَواس ہوکر بھاگے چلے آرہے ہیں۔

حضرتِ سَیِّدُنا خالِد بن وَلید (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) گھوڑا دوڑا کر اُس سوار کے قریب پہنچے اور پُوچھا، اے جَوانمرد سوار! تُو کون ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ میں تمہاری بیوی اُمِّ تَمیم (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہا) ہوں۔ تمہاری مُبارک ٹوپی لائی ہوں۔ جس کی برکت سے دُشمنوں پر فَتح پایا کرتے ہو۔ تم اِس کو گھر بُھول آئے تھے جس کے سبب یہ مُصیبت تم پر آئی تھی۔ اَلغَرَض وہ ٹوپی مبارک اُنہوں نے دی اور حضرتِ خالِد بن وَلید (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) نے اُس کو پہن لیا۔

راوِیٔ حدیث قسم کھا کر کہتے ہیں کہ حضرتِ سَیِّدُنا خالِد بن وَلید (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) نے ٹوپی مبارک پہن کر جب کُفّار پر حملہ کیا تو لشکرِ کُفّار کے پاؤں اُکھڑ گئے اور مسلمانوں کو فَتح حاصِل ہوگئی۔ (تاریخِ واقِدی)

پیارے اِسلامی بھائیو! صَحابۂ کرام (عَلَیہِمُ الرِّضوان) کے نزدیک اُن

مُقَدّس بالوں کی کتنی قدر و شان تھی۔ اور پھر وہ جلیلُ القدر صحابی حضرتِ سَیِّدُنا خالِد بن ولید (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) جن کو شاہِ اُمَم سرکارِ دو عالَم (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے "سَیفٌ مِّن سُیُوفِ اللّٰہ"، (یعنی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی تلواروں میں سے ایک تلوار) کے نُورانی خِطاب سے نوازا۔ اُن کی یہ حالت ہے کہ ایسے نازُک وَقت میں جبکہ دُشمن خنجر بکَف اُن کے سَر پر تھا۔ بڑی بے تابی سے ٹوپی طَلَب فرمارہے ہیں اور صاف صاف فرمارہے ہیں کہ "میری ساری فتوحات کا باعِث یہی ٹوپی مُبارک ہے جس میں سرکارِ دو عالَم (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے مُوئے مُبارک ہیں" سُبحانَ اللہ! مُوئے مُبارک کا اعجاز! کہ ہر مَعرکہ پر اُن کی بَرکت سے فتح و کامرانی سَیِّدُنا خالِد بن وَلید (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) کے قدم چُومتی رہی۔

سرکارِ ذی وَقار، مدینہ کے تاجدار (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) اپنے نُورانی ہاتھوں سے اپنے غُلاموں کو اپنے مُوئے مُبارک خُود تقسیم کرتے تھے۔ چُنانچہ دونوں شیخین امام بُخاری اور امام مُسلِم (رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہما) سَیِّدُنا حضرتِ اَنَس (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) سے روایت کرتے ہیں، نبیِّ کریم سرکارِ دو عالَم (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) جَمرۂ عُقبیٰ (یعنی بڑے شیطان) کے پاس تشریف لائے اُسے کنکریاں ماریں۔ پھر مِنٰی میں اپنی منزِل میں تشریف لائے اور قُربانی کی۔ پھر خادم کو بُلوایا اور اپنے سرِ اَقدس کا دایاں حصّہ دیا۔ اُس نے اِسے حلق کیا (یعنی بال مُبارک اُتارے) حضرتِ سَیِّدُنا ابُو طَلحہ اَنصاری (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) کو بُلا کر اُنھیں بال مُبارک عِنایت فرمائے۔ پھر بایاں حصّہ خادم کی طرف کر کے حلق کا حُکم فرمایا۔ پس اُس نے اُسے بھی حلق کیا۔ پھر اِن بالوں کو بھی حضرتِ سَیِّدُنا ابُو طَلحہ اَنصاری (رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ) کو عطا فرمائے۔ پھر تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فرمایا اِن بالوں کو (بطورِ تبرّک) لوگوں میں بانٹ دو۔"

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے × چھائے رَحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسُو (حدائقِ بخشش)

بال مُبارک کی توہین کرنیوالے پر جنّت حرام ہے!

پیارے اسلامی بھائیو! سرکارِ اَبد قرار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی عِزّت و توقیر اور تعظیم و تکریم عینِ ایمان ہے۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی شانِ عظمت نِشان میں معمولی سی بے اَدبی و گستاخی بھی کُفر ہے۔ چُنانچِہ حضرتِ سَیّدُنا علی (کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکَرِیم) فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) اپنا ایک موئے مُبارک ہاتھ میں لئے ہوئے فرمارہے ہیں، "جس نے میرے ایک بالِ مُبارک کو بھی اِیذا دی تو اُس پر جنّت حرام ہے۔" (کَنزُ العُمّال)

حضرتِ علّامہ یُوسُف بِن اسمٰعیل نَبہانی (عَلَیہِ الرَّحمۃ) نے حضرتِ امام فخرالدّین رازی (رَحمۃُ اللہ تعالیٰ عَلَیہ) کا یہ قَول نَقل کیا ہے:-

"جو سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے ایک موئے مبارک کی بھی توہین کرے گا تو میں اُسے کافِر کہوں گا۔" (جَواہِرُ البِحار)

پیارے اسلامی بھائیو! سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی ذات سے جس کسی شے کو نسبت ہو جائے اُس کے ساتھ نہایت ہی تعظیم و توقیر سے پیش آنا چاہیئے۔ ہرگز ہرگز تبرُّکاتِ مُقدّسہ کے بارے میں کوئی ایسی بات زبان تو زبان دل میں بھی نہیں لانی چاہیئے جس سے بے اَدبی کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ قُربان جائیے! عِشقِ صَحابۂ کِرام (رِضوانُ اللہِ تعالیٰ علیہم اجمعین) پر جو حقیقت شَناس ہو گئے تھے اور اُنہوں نے بِغیر کسی تأمُّل کے یقین کر لیا۔ کہ بے شک موئے مبارک کو بعض اُمور سے اَذِیّت ہوا کرتی ہے۔ اِس لئے وہ سرکارِ مدینہ تاجدارِ دو عالم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے

موئے مبارک کی بہُت ہی تعظیم و توقیر کرتے اور وہ سمجھتے تھے کہ موئے مُبارک کی نِسبت کسی بھی قسم کی گستاخی کی جائے تو اُن کو اِس سے اَذِیّت ہوتی ہے۔ یہ حضراتِ قُدسیہ کائنات کی ہر شے سے موئے مُبارک کو قیمتی تصوُّر کرتے تھے۔ اِن کے نزدیک موئے مبارکِ مصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کائنات کی ہر شے سے عَزیز تر ہوتا تھا چُنانچِہ

موئے مُبارک کائنات کی ہر شَے سے قیمتی ہے

حضرتِ سَیّدُنا امام محمد بن سِیرِین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، میں نے حضرتِ سَیّدُنا عُبَیدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے جب عرض کیا کہ میرے پاس تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے موئے مُبارک ہیں جو حضرتِ سَیّدُنا انَس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مجھ کو ملے ہیں۔ تو اُنہوں نے فرمایا، "میرے نزدیک سرکارِ دو جہاں (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا ایک موئے مُبارک بھی ہونا دُنیا اور اُس کے ساز و سامان سے زیادہ محبُوب ہے۔" (مَواھِبُ اللّدُنیہ)

بال مُبارک کیلئے دیوانوں کا ہُجوم

جب کبھی سرکارِ اَبد قرار بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) سرِ اَقدس کے بال مُبارک ترشواتے یا رِیشِ مُبارک (یعنی داڑھی شریف) کے طُول و عَرض سے موئے مُبارک ترشواتے تو صَحابۂ کِرام (علیہم الرِّضوان) کسی موئے مُبارک کو زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ تبرُّکاً اپنے پاس بحِفاظت رکھ لیتے۔

چُنانچِہ حضرتِ سَیّدُنا امامِ مُسلِم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرتِ سَیّدُنا انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے رِوایت کرتے ہیں کہ حضرتِ انَس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں، "میں نے سرکارِ مدینہ، سُرورِ سینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو دیکھا کہ خادم آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے موئے مُبارک تراش رہا تھا اور صحابۂ کِرام (علیہم الرِّضوان) آپ (صلی اللہ

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے اِرْد گِرْد پروانہ وار پِھر رہے ہیں، پس وہ یہ ارادہ کرتے تھے کہ مُوئے مُبارَک اِن کے ہاتھوں میں تشریف لائیں۔ (شِفا شریف)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ صَحابۂ کِرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوان) کے ہاں تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مُوئے مُبارَک کی کتنی عظمت تھی کہ وہ ایک مُوئے مُبارَک بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے بلکہ اپنے ہاتھوں میں تھام لیتے تھے تاکہ وہ اپنے گھروں میں اِن سے تبرُّک حاصِل کرتے رہیں۔

؎ گوش تک سُنتے تھے فریاد اب آئے تادوش کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو (حدائقِ بخشش)

بال مُبارَک کے دھوون میں شِفا

صَحابۂ کِرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوان) کو سرکارِ ذی وَقار (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے تبرُّکات سے بے حد عقیدت ہُوا کرتی تھی اور وہ ان تبرُّکات سے خوب برکتیں حاصل کیا کرتے تھے، تبرُّکات کی بَرَکت سے انہیں شفائیں مِلتی تھیں۔ چُنانچِہ

حضرتِ سَیِّدُنا عُثمان بن عبدُاللہ (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہ) فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ کو ایک پانی کا پِیالہ دے کر اُمُّ الْمؤمنین حضرت اُمِّ سَلَمہ (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہا) کے پاس بھیجا کیونکہ میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نَظر لگتی یا کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت اُمِّ سَلَمہ (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہا) کے پاس بھجوایا کرتی تھی۔ اس لئے کہ اُن کے پاس حُضُور اکرم، نُورِ مُجَسَّم (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا مُوئے مُبارَک تھا جو چاندی کی نَلی میں رکھا ہوا تھا تو وہ اُس کو نِکالتیں اور پانی میں ڈال کر ہِلا دیتیں۔ اور مریض وہ پانی پی لیتا جس سے اُس کو شِفا ہو جاتی۔ (بُخاری)

نقشِ نَعلِ پاک سے پھوڑے کا علاج

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ صَحابۂ کِرام

(عَلَیْہِمُ الرِّضْوان) کا اعتِقاد کتنا پُختہ ہُوا کرتا تھا۔ بال مُبارَک کو تو خاص جسمِ اطہر سے نِسبت ہے۔ آپ (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پَیراہنِ اقدس کو جو کہ حضرتِ سَیِّدَتُنا اَسماء بنتِ ابی بکر (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہُما) کے پاس تھا، دھو کر مریضوں کو پلایا جاتا تھا صحابۂ کِرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوان) لُعابِ دَہَن دفعِ مرض کے واسطے چاٹتے اور شِفا پاتے تھے بلکہ مدینۂ طیّبہ کی مِٹّی میں بھی شِفا ہے۔ "اَلْکَلَامُ الْاَوْضَح" میں ہے کہ ایک بُزُرگ شیخ ابنِ حَبیبِ الٰہی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ) کہتے ہیں "میں نے اپنے پھوڑے پر جو کسی دوا سے ٹھیک نہیں ہوتا تھا، نقشِ نَعلِ پاک رکھا۔ فوراً آرام ہو گیا۔"

؎ نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے ✗ اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے (ذوقِ نعت)

قبر میں تبرُّکات رکھنا سُنّتِ صَحابہ (عَلَیْہِمُ الرِّضْوان) ہے

حضرتِ سَیِّدُنا امیرِ مُعاویہ (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہ) کے پاس سرکارِ دو عالَم (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی قمیصِ مُبارَک، چند مُوئے مُبارَک اور ناخنِ مُبارَک تھے۔ اُنہوں نے وقتِ رِحلت وَصِیَّت کی "سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی قمیصِ مُبارَک میرے کفن کے بیچ میں رکھ دینا، نیز ناخن شریف اور مُوئے مُبارَک میرے مُنہ اور آنکھوں میں رکھ دینا اور پھر مجھے اَرْحَمُ الرّاحِمِین (عَزَّوَجَلَّ) کی رحمت پر چھوڑ دینا۔" (اَلْکَلَامُ الْاَوْضَح بحوالہ مِرقاۃ)

؎ ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں ✗ سایہ اَفگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو (حدائقِ بخشش)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ صَحابۂ کِرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوان) کو سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے تبرُّکات سے کس قدر والہانہ پیار تھا اور وہ اُن کو دُنیا میں شِفا کیلئے اور بعدِ وِصال حُصُولِ رَحمت کیلئے وسیلہ بناتے تھے۔ اسی قسم کی وَصِیَّت سَیِّدُنا اَنَس بن مالک (رَضِیَ اللہُ تَعالٰی عَنْہ) سے بھی منقول ہے۔ چُنانچِہ

حضرتِ اَنَس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی وصیّت

حضرتِ سیّدُنا ثابت بُنانی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں کہ حُضُورِ پُرنُور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کے مُحترم خادِم حضرتِ سیّدُنا اَنَس بِن مالِک (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے مجھ سے فرمایا، "یہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کے مُقدّس بالوں میں سے ایک مُوئے مبارک ہے۔ میری وفات کے بعد اِس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔" چُنانچہ میں نے حسبِ وصیّت بالِ مُبارک اُن کی زبانِ مُبارک کے نیچے رکھ دیا اور وہ اِسی حالت میں دَفن کئے گئے۔ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُ وَاَرْضاہُ۔ (اُصابہ)

سلسلہ پا کے شفاعت کا جُھکے پڑتے ہیں ☆ سجدۂ شُکر کرتے ہیں اشارے گیسو (حدائقِ بخشش)

صُلحائے اُمّت بھی بالِ مُبارک سے مَحبّت کرتے رہے

صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) کے بعد، صُلحائے اُمّت (رحمہم اللہ) اور عاشقانِ ماہِ رِسالت (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) بھی مُوئے مُبارک کی عِزّت و تُوقیر کرتے رہے اور بالِ مُبارک کے صَدْقے بَرَکتیں لُوٹتے رہے۔ چُنانچِہ حضرتِ سیّدُنا عُمر بن عبدُالعزیز (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی وَفات کا جب وَقْت قریب آیا تو اُنہوں نے سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کے کچھ مُوئے مُبارک اور ناخُنِ مُبارک منگوائے اور وَصِیّت کی کہ یہ میرے کَفَن میں رکھ دیئے جائیں۔ چُنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُ وَاَرْضاہُ۔ (مَدارِجُ النُّبُوّت)

کَفَن پہناؤ تو خاکِ مدینہ مُنہ پہ مَل دینا!

پیارے اسلامی بھائیو! تبرّکاتِ شَرِیفہ کی بَرَکتیں یقیناً زندگی میں بھی اور بعدِ اِنتقال بھی نصیب ہوتی ہیں۔ مُمکِن ہو تو اپنے عزیزوں کی مِیّت کے ساتھ کچھ نہ کچھ تبرُّکات ضَرور قبر میں رکھنے چاہئیں۔ ہو

سکے تو حضُور کے مدینۂ منوّرہ کی مِٹّی بھی آنکھوں پر چھڑک دی جائے۔ نیز مُنہ پر بھی مل دی جائے۔ چُنانچِہ

عُلَماءِ دین فرماتے ہیں، اگر سُلطانِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کے مُوئے مبارک یا آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کا عَصا مُبارک یا دُرّہ مُبارک کسی گنہگار کی قبر پہ رکھا جائے تو وہ گنہگار اِس تبرّک کی بَرَکت سے نَجات پا جائے۔ اور اگر کسی انسان کے گھر یا شہر میں ہو تو اُس کے رہنے والوں کو اُس کی بَرَکت سے کوئی بلا و آفت نہ پہنچے۔ (...)

جنازہ ساتھیو! میرا نہ یُوں ہی لے کے چل دینا ☆ یہی میری وصیّت ہے بس اتنا ساتھ کل دینا

پسِ مُردن بَہر صُورت مری صُورت بدل دینا ☆ کَفَن پہناؤ تو خاکِ مدینہ مُنہ پہ مَل دینا

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) خواب میں بھی بال عطا فرماتے ہیں۔

حضرتِ شاہ وَلِیُّ اللہ مُحدِّث دہلوی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) "اَنْفاسُ الْعارِفِین" میں فرماتے ہیں کہ میرے والِدِ محترم حضرتِ شاہ عبدُالرّحیم دِہلوی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) نے سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) کے مُوئے مبارک سے مُتعلّق یہ دلچسپ اور ایمان افروز واقِعہ مجھے سُنایا کہ،

"مجھے ایک بار شِدّت سے بُخار آگیا۔ مَرَض نے طُول پکڑا۔ حتّٰی کہ زندگی سے مایُوسی ہوگئی۔ دریں اَثناء مجھے اُونگھ آگئی۔ دَورانِ غُنودگی میں نے دیکھا کہ شیخ عبدُالعزیز (رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں، "بیٹا! رسولِ اکرم سَرْوَرِ دو عالَم (صلّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلّم) تیری عِیادت کیلئے تشریف لارہے ہیں اور غالِباً اِس طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تیری چارپائی کی پائنتی (یعنی پاؤں رکھنے کی جگہ) ہے لہٰذا اپنی چارپائی کو پھیر لے! تاکہ تیرے پاؤں اُس طرف نہ ہوں۔"

یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا اور چونکہ مجھے گفتگو کرنے کی طاقت نہ تھی۔ میں نے حاضرین کو اشارہ سے سمجھایا کہ میری چارپائی پھیر دو! انھوں نے میری چارپائی پھیری ہی تھی کہ شاہِ کونین، رحمتِ دو عالَم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) تشریف لے آئے اور فرمایا،

"کَیْفَ حَالُكَ یَا بُنَیَّ؟" "اے میرے بیٹے! کیا حال ہے؟

اِس ارشادِ گرامی کی لذّت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ مجھے وجد آگیا اور زاری و بے قراری کی عجیب حالت مجھ پر طاری ہوئی۔ پھر مجھے میرے میٹھے آقا اُمّت کے داتا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے اِس طرح گودِ مبارک میں لے لیا کہ حضورِ سراپا نُور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی رِیشِ مبارک (داڑھی شریف) میرے سر پر تھی۔ مجھ پر رِقّت طاری ہوگئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور حضورِ اکرم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کا پَیراہنِ مبارک میرے آنسوؤں سے تَر ہوگیا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون سے بدل گئی۔ پھر میرے دِل میں خیال آیا کہ کافی وقت گزر گیا۔

پھر دِل میں خیال آیا کہ کاش! کہیں سے سرکارِ دو عالَم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے بالِ مبارک دستیاب ہوجاتے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آقائے مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) مجھے یہ دولت عنایت فرمائیں۔ بس دِل میں اِس خیال کا آنا ہی تھا کہ حضورِ پُرنُور (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) میرے اِس خطرۂ دِلی پر مُطّلع ہوئے اور کونین کے داتا رحمت والے آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے اپنی رِیشِ مبارک پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور دو بال مبارک مجھے عنایت فرمائے۔

پھر میرے دِل میں یہ خیال آیا کہ بیدار ہونے کے بعد یہ نعمت (بالِ مبارک) میرے پاس رہے گی یا نہیں۔ تو حضورِ اکرم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے فوراً دِل کی بات جان لی اور فرمایا، "بیٹا! یہ دونوں بال مبارک تیرے ہی پاس رہیں گے۔"

اس کے بعد سرکارِ دو عالَم سلطانِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) نے صحتِ کُلّی اور درازیِ عمر کی بشارت دی۔ مجھے اُسی وقت آرام ہوگیا۔ آنکھ کھلی تو میں پُرسکون اور ہشّاش بشّاش تھا۔

میں نے چراغ منگوایا اور دیکھا تو میرے ہاتھ میں وہ موئے مبارک نہ تھے۔ میں غمگین ہوکر پھر دربارِ رِسالت کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر مجھ پر غُنودگی طاری ہوگئی اور دیکھا کہ آقائے دو جہاں رحمتِ عالمیان (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں، "بیٹا! ہوش کرو! میں نے دونوں بال تیرے تکیے کے نیچے احتیاط سے رکھ دیئے ہیں وہاں سے لے لو۔"

میں نے بیدار ہوتے ہی تکیے کے نیچے سے لے لئے اور ایک پاکیزہ جگہ میں نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ کرلیئے۔ چونکہ بخار اُتر گیا تو کمزوری غالب آگئی۔ حاضرین نے سمجھا شاید موت کا وقت آگیا ہے اور وہ رونے لگے۔ چونکہ مجھ میں بات کرنے کی طاقت نہ تھی، اس لئے اشاروں سے سمجھاتا رہا۔ پھر کچھ عرصہ بعد مجھے قوّت حاصل ہوگئی اور میں بالکل تندرُست ہوگیا۔

نیز حضرتِ موصوف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ اُن دونوں موئے مبارک کا خاصہ تھا کہ آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن جب دُرودِ پاک پڑھا جاتا تو دونوں علیحدہ علیحدہ ہوکر کھڑے ہوجاتے تھے۔

دوسرے یہ دیکھا کہ ایک مرتبہ تین آدمی جو اِس معجزے کے منکر تھے آئے اور آزمائش چاہی۔ میں بے ادَبی کے خوف سے آزمانے پر رضامند نہ ہوا، لیکن جب مناظرہ طُول پکڑ گیا تو عزیزوں نے وہ بال مبارک لئے اور دھوپ میں لے گئے۔ اُسی وقت بادل آیا اور اُس نے سایہ کر دیا حالانکہ سخت دھوپ تھی اور بادل کا

موسم بھی نہ تھا۔ یہ دیکھ کر اُن میں سے ایک نے توبہ کرلی اور مان گیا۔

دوسرے نے کہا: "یہ اِتّفاقی اَمر تھا۔" دوسری بار پھر وہ موئے مبارک دھوپ میں لے گئے تو پھر بادل نے آکر سایہ کردیا دوسرا بھی تائب ہوا۔ تیسرے نے کہا، "اب بھی اِتّفاقی اَمر ہے۔" تیسری بار پھر دُھوپ میں لے گئے تو پھر فوراً بادل نے سایہ کردیا تو تیسرا بھی تائب ہو کر مان گیا۔

سِوُم یہ کہ ایک بار کچھ لوگ موئے مبارک کی زیارت کیلئے آئے تو میں موئے مبارک والے صندوق کو باہر لایا۔ لوگ کافی جمع تھے۔ میں نے تالا کھولنے کے لئے چابی لگائی تو تالا نہ کھلا۔ بڑی کوشش کی مگر میں تالا کھولنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ پھر میں اپنے دِل کی طرف مُتَوَجِّہ ہوا تو معلوم ہوا کہ اُن لوگوں میں فلاں آدمی جُنُبی (یعنی بے غسل) ہے۔ اُس کی شامَت ہے کہ تالا نہیں کھل رہا۔ میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا، جاؤ دوبارہ طہارت کرکے آؤ! جب وہ جُنُبی اجتماع سے باہر ہوا تو تالا کھل گیا اور ہم نے موئے مبارک کی زِیارت کی سعادت حاصِل کی۔ (اَنْفاسُ الْعارِفِیْن)

چودہ سو سال کے مُبارک بال! ابھی تک!!

پیارے اسلامی بھائیو! بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سُوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے پردۂ ظاہری کو تو چودہ سو سال گزر گئے ہیں۔ مگر آج تک لوگوں کے پاس بال مُبارک موجود ہیں یہ کیوں کر؟ اور پھر دُنیا کے کونے کونے میں لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس بال مُبارک ہیں تو اِن سب کے پاس ثُبوت کیا ہے کہ یہ واقِعی سُلطانِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہی کے موئے مُبارک ہیں؟

جواباً عرض ہے کہ آپ نے گُزَشتہ صفحات میں پڑھا کہ صحابۂ کِرام (علیہم الرضوان)

شہنشاہِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے مُبارک اور نُورانی بالوں پر پروانہ وار ٹوٹ پڑتے تھے۔ اور جس کسی کو وہ مِل جاتا اُسے دُنیا کی ہر چیز سے عزیز تر سمجھتا اور بحِفاظت تمام سنبھال کر رکھتا۔ پھر رفتہ رفتہ صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) سُنّتوں کو عام کرنے کی غرض سے دُنیا کے چپّہ چپّہ میں پھیلتے گئے۔ اور اِس طرح دوسری اشیا کے ساتھ ساتھ موئے مُبارک بھی دُنیا کے کونے کونے میں پہنچے۔ اور یہ بات تو بچّہ بچّہ جانتا ہے کہ انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے اَجسام طاہِرات کو زمین نہیں کھا سکتی۔

جیسا کہ حدیثِ پاک میں آتا ہے:

اِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ (علیہم الصلوٰۃ والسلام) (ابن ماجہ)

ترجمہ: بے شک اللہ عزوجل نے انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے مبارک جسموں کا کھانا زمین پر حرام کردیا ہے۔

پیارے اِسلامی بھائیو! ظاہِر ہے کہ جب جسمِ پاک سلامت ہے تو بال مُبارک بھی تو جسمِ شریف ہی کے ہیں۔ وہ کیسے خَتم ہوسکتے ہیں؟ بلکہ مُشاہدہ تو یہی ہے کہ ایک بال مُبارک سے کئی شاخیں نِکلتی ہیں اور نُورانی بالوں کا گُچھہ بن جاتا ہے۔ گویا ہمارے آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا رُواں رُواں حیات ہے اور جسمِ اَطہر سے ظاہِری نِسبت قطع ہوجانے کے باوُجود بھی زندہ رہتا ہے اور اُس کی نَشو و نُما بھی جاری رہتی ہے۔ چُنانچِہ یُوں مُبارک بالوں کی نَشو و نُما بھی ہوتی رہی اور یہ بال مُبارک صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) سے ہوتے ہوئے اُن کی اَولاد تک پہنچے۔ پھر اَولاد دَر اَولاد ہوتے ہوئے آج دُنیا کے کونے کونے میں بے شُمار اَہلِ مَحبّت کے پاس موجود ہیں۔

بال مُبارک کی صَداقت کا ثُبوت

رہا یہ شُبہ کہ اِس کا کیا ثُبوت ہے کہ یہ موئے مُبارک شہنشاہِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہی کے ہیں؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ تبرُّکات کے سِلسلے میں یہ

یہ عام قاعِدہ ہے کہ جو چیز مسلمانوں میں کسی نِسبَت کی وجہ سے مُتبرِک مشہور ہو جائے وہ مُتَبَرِّک ہی ہے۔ مَثلاً کوئی صاحِب بطورِ "سیِّد" مشہور ہیں تو اُن کی تعظیم کی جائے گی۔ اُن کے حَسَب نَسَب کی ٹوہ میں پڑنا کوئی ضَروری نہیں۔ اگر بالفَرض کسی نے مَعاذَ اللہ اپنے آپ کو جھوٹ مُوٹ "سیِّد" مشہور کر بھی دیا ہے تو یہ اگرچہ سخت گُناہ ہے۔ مگر ہمیں چُونکہ پتہ نہیں اِس لئے ہم اُس کی "نِسبَت" کی تعظیم کریں گے۔ ہمیں ثواب ضَرور ملے گا۔ اِسی طرح کسی بھی تبرُّک کے بارے میں خواہ کسی بال کے بارے میں ہی کوئی جھوٹ بولے اور نَعُوذُ بِاللہ اسے سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف مَنسُوب کرے تو وہ "بال" ہی ہے "موئے مُبارَک" نہیں۔ مگر ہمیں چُونکہ حقیقت کا پتہ نہیں لہٰذا ہم تو "نِسبَت" کی تعظیم کریں گے۔ اور اِن شاءَ اللہ ثواب بھی پائیں گے۔

ضِمناً ایک سیِّدہ بی بی کا ایمان اَفروز واقِعہ پیش کیا جاتا ہے اِسے پڑھیے اور سرکار (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی مَحبَّت میں جھومئے۔

عجیب و غریب واقِعہ

سَمَرقَند میں ایک بیوہ سیِّد زادی رہتی تھی اس کے چند بچّے تھے۔ حالات سے مجبور ہو کر اپنے بھوکے بچّوں کو ساتھ لے کر ایک مالدار شَخص کے پاس پہنچی اور اُس سے سُوال کیا کہ میں سیِّد زادی ہوں میرے بچّے بھوکے ہیں اِن کو کھانا کھلاؤ۔ وہ رئیس آدمی جو دولت کے نشہ میں مَخمُور اور برائے نام مسلمان تھا کہنے لگا، "تم اگر واقِعی سیِّد زادی ہو تو کوئی دلیل پیش کرو!" سیِّد زادی بولی، میں ایک غریب بیوہ ہوں زبان پر اِعتِبار کرو کہ سیِّد زادی ہوں، اور دلیل کیا پیش کروں؟ وہ بولا۔ میں زَبانی جَمع خَرچ کا قائل نہیں، اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کرو ورنہ جاؤ! وہ سیِّد زادی دل بَرداشتہ ہو کر اپنے بچّوں کو لے کر رَنجیدہ رَنجیدہ واپس چلی آئی۔ پھر ہمّت کر کے وہ ایک مجُوسی رئیس کے پاس پہنچی اور

اپنا قِصّہ بیان کیا۔ وہ مَجوسی بولا، "محترمہ! اگرچہ میں مسلمان نہیں ہوں مگر تمہاری سیادت کی تعظیم و قدر کرتا ہوں آؤ اور میرے یہاں ہی قِیام فرماؤ۔ میں تمہاری روٹی اور کپڑے کا ضامِن ہوں۔" یہ کہا اور اُسے اپنے ہاں ٹھہرا کر اُسے اور اُس کے بچّوں کو کھانا کھلایا اور اُن کی بڑی خِدمت کی۔ رات ہوئی تو وہ نادان مسلمان رئیس سویا تو اُس نے خواب میں حُضُورِ سرورِ عالَم (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو دیکھا، جو ایک بہت بڑے نُورانی مَحل کے پاس تشریف فرما تھے۔ اُس رئیس نے عرض کیا، یارسولَ اللہ! (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) یہ نُورانی مَحل کس کے لئے ہے؟ حُضُور نے فرمایا، مُسلمان کے لئے۔ وہ بولا، حُضُور! (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں بھی تو مسلمان ہوں یہ مجھے عطا فرما دیجئے۔ حُضُور سراپا نُور (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، اگر تُو مسلمان ہے تو اپنے اسلام کی کوئی دلیل پیش کر! وہ رئیس یہ سُن کر بڑا گھبرایا، سرکار (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اِس کے بعد اُس سے فرمایا، ہمیری دُکھیاری بیٹی حالات سے مجبور ہو کر تیرے پاس آئے تو تُو اُس سے سِیادَت کی دلیل طلب کرے اور خود بِغیر دلیل پیش کئے اِس مَحل میں چلا جائے نامُمکِن ہے۔" یہ سُن کر اُس کی آنکھ کُھل گئی اور بڑا رویا۔ پھر اُس سیِّد زادی کی تلاش میں نِکلا تو اُسے پتہ چلا کہ وہ فُلاں مَجُوسی کے گھر قِیام پذیر ہے چُنانچہ اُس مَجُوسی کے پاس پہنچا اور کہا کہ ایک ہزار روپیہ لے لو اور وہ سیِّد زادی میرے سُپرد کر دو۔ مَجُوسی بولا، "کیا میں وہ نُورانی مَحل ایک ہزار روپیہ پر بیچ دُوں؟ نامُمکِن ہے۔ سُن لو! سرکارِ رِسالَت، مالِکِ جنّت، قاسِمِ نعمت محمّد رَّسُولُ اللہ (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) جو تمہیں خواب میں آکر اِس مَحل سے دُور کر گئے ہیں وہ میرے خواب میں تشریف لا کر اور کلمہ پڑھا کر مجھے اِس مَحل میں داخِل فرما گئے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اب میں بیوی بچّوں سمیت مسلمان ہو چکا ہوں اور مجھے سرکار (صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بِشارت

دے گئے ہیں کہ تو اہل و عیال سمیت جنّتی ہے۔" (نزہۃ المجالس)

پیارے اسلامی بھائیو! دلیل طلب کرنے والا برائے نام مسلمان تو جنّت سے محروم رہ گیا۔ اور نسبتِ رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا لحاظ کر کے بغیر دلیل کے بھی تعظیم و ادب کرنے والا ایک مجوسی دولتِ ایمان سے مُشرّف ہو کر جنّت پا گیا۔ معلوم ہوا کہ ادب و تعظیمِ رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے باب میں بات بات پر دلیل طلب کرنا بہت بڑے خسارہ کا سبب بن سکتا ہے۔

حضرتِ سیّدنا قاضی عیاض (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اپنی شُہرۂ آفاق تصنیف "شفا" شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

"سلطانِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی تعظیم و توقیر میں یہ بھی ہے کہ سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مُبارک سامان، مکاناتِ طیّبات اور جو کوئی شے جسمِ پاک سے چھُو بھی گئی ہو اور جس چیز کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا ہو کہ یہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ہے اُن سب کی تعظیم کرنا۔"

حنفیہ کے زبردست پیشوا حضرتِ علّامہ مُلّا علی قاری (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) "شرحِ شفا" میں اِسی عبارت کے تحت فرماتے ہیں:

اِنَّ الْمُرَادَ جَمِیْعُ مَا نُسِبَ اِلَیْہِ وَ یُعْرَفُ بِہٖ (علیہ السّلام) ترجمہ: اِس سے مُراد یہ ہے کہ جو بھی چیز سُلطانِ مدینہ (صلّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی طرف منسُوب ہو اور مشہور ہو اُس کی تعظیم کی جائے۔

یہاں ایک دلچسپ واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ حضرتِ سیّدنا مفتی احمد یار خان نعیمی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں:

عقلمند کو عاشق کا جواب!

"میں دھوراجی کاٹھیاواڑ میں نگینہ مسجد میں ۱۲ ربیعُ الاوّل شریف کو بیان کرنے کے لئے گیا

وہاں موئے مُبارک کی زِیارت کی جا رہی تھی۔ مُسلمان زِیارت کر رہے تھے۔ دُرود و سلام کا وِرد کر رہے تھے، کوئی رو رہا تھا، کوئی دُعا مانگ رہا تھا۔ غرض کہ عجیب پُر کیف منظر تھا۔ ایک صاحِب کونے میں مُنہ بنائے کھڑے تھے۔ میں نے پُوچھا حضرت! آپ غُصّہ میں کیوں ہیں؟ فرمانے لگے، مسجِدوں میں خُرافات ہو رہی ہے، اِس کا کیا ثُبُوت ہے؟ کہ یہ بال سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہی کے ہیں اور اگر ہوں بھی تو اِس کی تعظیم کا کیا ثُبُوت ہے؟ میں نے اِن کا جواب نہ دیا۔ بلکہ اِن سے پُوچھا، جناب کا اسمِ شریف کیا ہے؟ فرمانے لگے، عبدُ الرّحمٰن۔ والِدِ مہربان کا اسمِ گرامی کیا ہے؟ فرمایا، عبدُ الرّحیم۔ پُوچھا آپ کے پاس کیا ثُبُوت ہے کہ آپ عبدُ الرّحیم ہی کے فرزند ہیں؟ اوّل تو اُس نِکاح کے گواہ نہیں، اگر کوئی ہو بھی تو صرف عَقدِ نِکاح ہی کی گواہی دے گا۔ یہ کیسے معلوم ہوا کہ جناب کی وِلادت شریف بھی اُنہیں کے سبب سے ہوئی ہے۔ تڑپ کر بولے، مولوی صاحِب! مسلمان کہتے ہیں کہ میں اُن ہی کا بیٹا ہوں اور مسلمانوں کی گواہی مُعتَبَر ہے۔ تو میں نے بھی کہا، "مُسلمان کہتے ہیں یہ حُضُورِ پاک صاحِبِ لولاک (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مُوئے پاک ہیں اور مُسلمانوں کی گواہی مُعتَبَر ہے۔" اِس پر وہ شرمِندہ ہو گئے۔

اے ہمنشیں! اَذیّتِ فرزانگی نہ پُوچھ
جس میں ذرا سی عقل تھی دیوانہ ہو گیا!

عاشقاں را چہ کار با تحقیق
ہر کجا نامِ اوست قُربانیم

یعنی عاشِقوں اور دیوانوں کو تحقیق سے مطلب نہیں ہوتا۔ جہاں محبوب کا اِسمِ پاک آیا وہاں قُربان ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

عقل و عشق کی جنگ سُلجھانا ممکن نہیں!

دیوانے عقل کو دخل نہیں دیتے۔ کیوں کہ عشق و عقل کی باہمی جنگ سُلجھانا بہُت مشکِل ہے۔ جیسا کہ حضرتِ سیّدنا ابراہیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ

وَالسَّلام) کے ساتھ آتشِ نمرود میں ڈالے جانے کے وقت پیش آیا۔

؎ عقل بولی کہ بڑی شے جان ہے   عشق بولا، یار پر قربان ہے

اور پھر ؎ بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق   عقل تھی محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

میٹھے میٹھے مدینے کے مَست دیوانو! جہاں بھی مَدَنی محبوب (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے آثار وتبرُّکات کی زیارت مُیَسَّر آجائے اپنی سعادت سمجھتے ہوئے اُس کی زیارت کریں اور اُس سے بَرَکتیں حاصِل کریں۔ مکّہ مدینہ کا کوئی بھی تبرُّک مِل جائے اُس کا ادب کریں حتّٰی کہ مدینۂ منوّرہ کی کھجور شریف مِل جائے تو اُس کا بھی اَدَب کریں۔ اُس کا بیج بھی اِحتیاط سے رکھیں۔ لاپرواہی سے پھینک نہ دیا کریں یہ دیکھیں کہ یہ کھجور مُبارَک کِن مُعَطَّر ومُعَنْبَر فَضاؤں سے گُزر کر اور نہ جانے مدینے کی کتنی گلیوں سے گھومتی ہوئی، جُھومتی ہوئی ہم گنہگاروں کے ہاتھوں تک پہنچی ہے۔

؎ عقل والوں کے نصیبوں میں کہاں ذوقِ جُنوں ؛ عشق والے ہیں جو ہر چیز لُٹا دیتے ہیں

؎ اے دَرد محبت ابھی کچھ اور فزوں ہو!   دیوانے تڑپنے کی ادا مانگ رہے ہیں!

اے ہمارے پیارے اللہ! (عَزَّوَجَلَّ) ہمیں اپنے پیارے (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پیارے پیارے بالوں اور دیگر تبرُّکات کا اِحترام کرنے کی توفیق عطا فرما، اور پیارے حبیب (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پیارے پیارے، کالے کالے گیسوؤں کے صَدقے ہماری قبر کالی کالی رات کو اُجیالی بنادے۔

آمین، بجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

؎:

ہم سیہ کاروں پہ یارب (عَزَّوَجَلَّ)! تپشِ محشر میں

سایہ اَفگن ہوں ترے پیارے (صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے پیارے گیسو

کائِنات کی بہترین خُوشبو

پیارے اسلامی بھائیو! اب کائنات کی بہترین خُوشبو یعنی سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مُبارک پسینہ کا ذکرِ خیر کیا جاتا ہے۔ یقیناً ہمارے پیارے آقا (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا جسمِ اَطہر ہر وقت مُعَطّر رہا کرتا تھا

؎: واہ اے عطرِ خدا ساز مہکنا تیرا ؛ خوبرو ملتے ہیں کپڑوں میں پسینہ تیرا

اور آپ (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے مُبارک پسینے جیسی خوشبو اِس دنیا میں تو کیا عطرِ جنّت میں بھی نہیں۔

؎ عطرِ جنّت میں بھی ایسی خوشبو نہیں   جیسی خوشبو نبی (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پسینے میں ہے

مدینے کے دیوانو! آؤ! مدینے والے مَوہنے محبوب صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مہکے مہکے پسینے کی باتیں کریں۔ اور لُطف تو تب ہے کہ حسین تصوُّر میں مہکتے مدینے کی مہکتی فضائیں ہوں، مَست ومُپرکیف رنگین ہوائیں ہوں، تصوُّر میں سرکار (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی مہکی مہکی گُزرگاہیں ہوں اور دلِ بے تاب محبوب کی مُعطّر مُعطّر گلیوں میں مچل رہا ہو، تڑپ رہا ہو، اور ہوا کے مَست مَست مہکے مہکے جھونکے دلِ مُضطر کو گُدگُدا رہے ہوں اور گہرائیِ قلب سے جُھوم جُھوم کر یہ صدا اُٹھ رہی ہو ؎ بات کیا ہے بادِ صبا! اتنی کیوں مُعَطَّر ہے؟   سبز سبز گنبد کو چوم کر چلی ہوگی!!

آرزو ہے سینے میں گھر بنے مدینے میں   ہو کرم جو بندے پر بندہ پَروری ہوگی

پھر... پھر مہکے مہکے مدینے کے اِسی حسین تصوُّر میں میٹھے میٹھے مدینے کے مُعطّر مُعطّر تاجور اور مُعَنْبَر مُعَنْبَر نُور کے پیکر (صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی حسین

یادوں میں گم ہو جائیں۔ مدینہ مدینہ کہتے ہوئے سو جائیں۔ مدینے کی مُعطر مُعطر گلیوں میں کھو جائیں۔۔۔ اور کوئی شفقت سے کہہ رہا ہو،

ے دیکھ تو نیازی ذرا! سو گیا کیا دیوانہ؟ * اُن کی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) یاد میں شاید آنکھ لگ گئی ہو گی!!

اور پھر خواب ہی خواب میں مہکے مہکے مدینے کی سیر بھی ہو جائے۔

ے خیالِ مدینہ میں نیند آ گئی جب، قرار آ گیا بے قراری کو میری
کئے سبز گنبد کے میں نے نظارے، بڑا لطف آیا سویرے سویرے

اور اے کاش! ہمارے پیارے پیارے اور مہکے مہکے سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) اپنی مشکبار زلفیں لہراتے ہوئے مسکراتے ہوئے تشریف لے آئیں اور اپنے مبارک مبارک معطر معطر پسینے کی خوشبو سے ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے (قبر و حشر میں بھی) مہکا دیں۔ اور پھر یوں مدینہ کے تاجدار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے مبارک پسینے کا تذکرہ ہوتا ہی رہے۔ کیونکہ ے

دنیا کی کوئی خوشبو اُسے راس نہ آئی اور من کو نہ بھائی
جس نے بھی ترے جسم کا سونگھا ہے پسینہ یا شاہِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم)

سرکارِ اَبد قرار، ہم غریبوں کے غمخوار، شفیعِ روزِ شمار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) ایک بے مثل انسان ہیں۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کا پسینہ مبارکہ خوشبودار ہے۔ مدینۂ طیبہ کے خوش نصیب لوگ اُس کو بطورِ خوشبو استعمال کرتے تھے۔ وہ کستوری و عنبر سے بھی زیادہ خوشبودار ہے حالانکہ ہم بھی انسان ہیں مگر ہمارا پسینہ بدبودار ہوتا ہے۔ ہمارے پیارے سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے جسمِ اطہر پر تو کبھی مکھی تک نہیں بیٹھی۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) پُرانوار ہیں، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) مشکبار ہیں، اور قدرتِ خداوندی (عزوجل) کے عظیم شاہکار ہیں ے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وقتِ ولادت خوشبو ہی خوشبو

مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ جب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) پیدا ہوئے تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) سے اس قدر تیز خوشبو کستوری کی مانند آئی کہ سارا گھر مہک گیا۔

ے گود میں عالَمِ شباب حالِ شباب کچھ نہ پوچھ، گلبنِ باغِ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے (حدائقِ بخشش)

سب سے بہترین خوشبو

حضرتِ سیدنا انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں میں نے کبھی کوئی کستوری اور کبھی کوئی عطر ایسا نہیں سونگھا جو مدنی آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے پسینۂ مبارکہ سے زیادہ خوشبودار ہو۔ (شمائل ترمذی)

ے بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو، ساری بہارِ ہشت خُلد چھوٹا سا عطردان ہے (حدائقِ بخشش)

موتیوں کی لڑی

حضرتِ سیدنا انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ خلق کے رہبر، ساقیِ کوثر (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو کثرت سے پسینہ آتا تھا۔ چہرہ پر پسینہ آتا تو موتیوں کی طرح محسوس ہوتا اور اُس کی خوشبو مشک اور اذفر سے بھی زیادہ ہوتی۔ جب آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) پر وحی نازل ہوتی تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) اُس کا ثقل (یعنی بوجھ) محسوس کرتے اور پیشانی عرق آلود (یعنی پسینہ پسینہ) ہو جاتی اور ایسا محسوس ہوتا گویا موتیوں کی لڑی ہے۔ شدید سردی میں بھی (نزولِ وحی کے وقت) آپکی یہی کیفیت ہوتی۔ (مسلم)

ے وہ سرِ گرمِ شفاعت ہیں عرق افشاں ہے پیشانی، کرم کا عطرِ صندل کی زمیں رحمت کی کھائی ہے
جہاں کی خاکروبی نے چمن آرا کیا تجھ کو، صبا! ہم نے بھی اُن گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے (ذوقِ نعت)

اپنا جوتا خود گانٹھ لینا سُنّت ہے

ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنا کام اپنے دستِ مبارک سے سرانجام دیتے۔ کپڑے خود دھو لیتے، سَودا سلف بازار سے لاتے حتّٰی کہ اپنے نعلین شریفین بھی اپنے دستِ مبارک سے گانٹھ لیتے۔ جیسا کہ

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدتُنا عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کی طرف دیکھا آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) نعل شریف گانٹھ رہے تھے تو آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کی پیشانی مُبارکہ پر پسینہ اُترا ہوا تھا جس سے نُور نکل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میں حیران رہ گئی۔ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) نے پُوچھا، حیران کیوں ہوگئی، عرض کی کہ میں نے دیکھا کہ آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کے پسینۂ مُبارکہ سے نُور جھڑ رہا ہے۔ (نسیمُ الرّیاض)

آب دَر بنتا ہے عارض پر پسینہ نور کا ۔ مُصحفِ اعجاز پر چڑھتا ہے سونا نُور کا (حدائقِ بخشش)

لُعابِ دہن بھی مُعطّر مُعطّر!

ہمارے پیارے آقا (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کے نہ صرف پسینۂ مُبارکہ میں خوشبو تھی۔ بلکہ آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کے لُعابِ دہن میں بھی مُشک و کستوری کی خوشبو تھی۔ چُنانچہ مالکِ بحر و بر، خلق کے رہبر، نُور کے پیکر (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) نے ایک کنوئیں میں کُلّی فرمائی تو کنوئیں سے مُشک و کستوری کی خوشبو آنے لگی۔ (مدارجُ النّبوّت)

میرے ہر زخمِ جگر سے یہ نکلتی ہے صدا ۔ اے ملیحِ عربی (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم)! کر دے نمک داں ہم کو
جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینے کی بہار ۔ نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو (حدائقِ بخشش)

ہمارے پیارے آقا (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) جسمانی طبیب بھی ہیں

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کی بارگاہ میں پانچ عورتیں حاضر ہوئیں جن کو مُنہ سے بدبُو (گندہ دہنی) کی بیماری تھی آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) نے گوشت کا ٹکڑا چبا کر اُن کو کھلایا۔ اُن کی مُنہ کی بیماری ہمیشہ کے لئے دُور ہوگئی۔ چُنانچہ طَبَرانی شریف میں ہے:

”مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کی خدمتِ اقدس میں حضرتِ عُمَیرہ بنتِ مسعود (رضی اللہ تعالٰی عنہا) بمعہ اپنی بہنوں کے حاضر ہوئیں اور وہ پانچ تھیں انہوں نے آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کو خشک گوشت کھاتے ہوئے پایا۔ آپ (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) نے اُن کو وہ گوشت اپنے مُقدّس مُنہ میں چبا کر دیا تو اُن میں سے ہر ایک نے ایک ایک ٹکڑا چبایا۔ پس جب تک وہ زندہ رہیں۔ اُن کے مُنہ سے بدبُو کبھی بھی نہ آئی۔“

رافع، نافع، دافع، شافع ۔ کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں (حدائقِ بخشش)

مومن کے جُوٹھے میں شِفا ہے

پیارے اسلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقا (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے ”مومن کے جُوٹھے میں شفا ہے“۔ تو جب مومن کے جُوٹھے سے شفا مل جاتی ہے تو مومنوں کے سرتاج، سرتاجِ انبیاء (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم) کے مُبارک مُنہ سے نکلے ہوئے تبرّک سے کیوں نہ جسمانی و رُوحانی بیماریاں دُور ہوں گی۔

سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب ۔ آہ! عیسیٰ اگر دوا نہ کرے (حدائقِ بخشش)

پسینۂ مُبارکہ کی شیشی بھر لی!

حضرتِ سیِّدُنا انس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں کہ ایک روز مکّی داتا، مدنی آقا (صلی اللہ تعالٰی علیہ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے گھر تشریف لائے اور دوپہر کے وقت قَیلُولہ فرمایا۔ آپ (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو آرام فرماتے وقت بہت پسینہ آیا کرتا تھا۔ میری والِدہ اُمِّ سُلَیم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) شیشی لے کر آپ (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا پسینۂ مبارکہ جمع کرنے لگیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھ کُھل گئی۔ فرمایا، اے اُمِّ سُلَیم! (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) کیا کر رہی ہو؟ عَرض کیا، "یارسُولَ اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) آپ کا پسینۂ مُبارکہ جمع کر رہی ہُوں۔ تاکہ میں بطورِ خوشبو استعمال کروں۔ کیونکہ اِس کی خوشبو سب سے زیادہ بہتر ہے۔"

(مُسْلِم)

؎ مُشک وعَنبر کیا کروں اے دوست خوشبو کیلئے! ؂ مجھ کو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پسینہ چاہیئے!

پاکیزہ دُلہن کیلئے پاکیزہ خوشبو!

حضرتِ سَیِّدُنا ابُوہُریرہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) فرماتے ہیں، ایک شخص رَحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خدمت بابرکت میں حاضِر ہوا، اور عَرض کی، یارسُولَ اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میری بیٹی کا نِکاح ہے اور میرے پاس خُوشبُو نہیں ہے۔ آپ (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کچھ خوشبو عنایت فرمادیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا، کل ایک کُھلے مُنہ والی شیشی لے آنا۔ دُوسرے روز وہ شخص شیشی لے کر حاضِر ہوا۔ مدنی آقا (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اپنے دُونوں نُورانی بازُوؤں سے اُس میں پسینۂ مُبارکہ ڈالنا شُروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ بھر گئی۔ پھر فرمایا، "اِسے لے جاؤ اور بیٹی سے کہہ دینا کہ اِسے لگالیا کرے۔"

"پس جب وہ آپ (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پسینۂ مُبارکہ کو لگاتی تو تمام اہلِ مدینہ کو اُس کی خوشبُو پہنچتی۔ یہاں تک کہ اُن کے گھر کا نام "بَیْتُ الْمُطَیِّبِیْن" (خوشبو والوں کا گھر) مشہور ہوگیا۔"

(طبرانی)

؎ واللّٰہ! جو مِل جائے مِرے گُل کا پسینہ ؂ مانگے نہ کبھی عِطر نہ پھر چاہے دُلہن پھول (حدائقِ بخشش)

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے

حضرتِ سَیِّدَتُنا اُمِّ عاصم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) فرماتی ہیں، حضرتِ سَیِّدُنا عُتبہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی زَوجیَّت میں ہم چار عورتیں تھیں۔ ہم میں سے ہر ایک اِس کوشش میں رہتی کہ وہ خوشبو میں اپنے شوہر سے بڑھ جائے۔ اور حضرتِ عُتبہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کا یہ حال تھا کہ وہ صِرف اپنی داڑھی میں ایک عام تیل لگاتے تھے۔ اِس کے سوا کوئی خوشبو استعمال نہیں کرتے تھے۔ لیکن اِس کے باوُجُود ہم سب سے زیادہ مُعطّر اور پاکیزہ رہتے تھے۔ جب گھر سے نکلتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے اِس خوشبو سے زیادہ نفیس خوشبو نہیں سُونگھی جو عُتبہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) لگاتے ہیں۔ اُمِّ عاصم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) فرماتی ہیں، میں نے ایک روز حضرتِ عُتبہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے عَرض کی، ہم بہتر سے بہتر خوشبو لگانے کی کوشش کرتی ہیں مگر آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی خوشبو سے بڑھ نہیں پاتیں۔ آخر اِس کی کیا وجہ ہے؟ آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے فرمایا، مجھے میرے مَدنی آقا صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری حیاتِ مُبارکہ میں ایک بیماری لگ گئی تھی۔ میں آپ (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خدمتِ بابرکت میں حاضِر ہوا۔ بیماری کی شکایت کی۔ آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے کپڑے (یعنی قمیص وغیرہ) اُتارنے کا حُکم دیا۔ میں نے کپڑے اُتار دیئے اور آپ (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے آگے بیٹھ گیا دستر چُھپایا ہوا تھا، تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اپنے نُورانی دستِ مُبارک پر پھونک ماری پھر اپنا نُورانی ہاتھ مُبارک میری پیٹھ اور پیٹ پر پھیرا۔ اِس روز سے میرے پُورے جسم میں یہ خوشبو مہکی ہوئی ہے۔

؎ یاربّ ہرا بھرا رہے داغِ جگر کا باغ ؂ ہر مَہ، مَہِ بہار ہو ہر سال، سالِ گُل

اُن دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا) ؂ کیجے رضا کو حشر میں خنداں مثالِ گُل (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) (حدائقِ بخشش)

بھینی خوشبو سے گلیاں مہک جائیں

حضرتِ سیِّدُنا جابر بن سَمُرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ مدینے کے سُلطان رَحمتِ عالَمیان (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے ایک بار اپنا نُورانی دستِ مُبارک میرے چہرہ پر پھیرا۔ میں نے اُسے ٹھنڈا، اور ایسی مُعطّر ہوا کی طرح پایا جو کسی عِطر فروش کی شیشی یا صَندوقچی سے نکلتی ہے۔ آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) جب کہیں تشریف لے جاتے تو جسمِ مُبارک کی خوشبو راستہ میں پھیل جاتی اور ہم سمجھ لیتے کہ آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) اِس راہ سے گُزرے ہیں۔ (شمائلِ رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)

گزرے جس راہ سے وہ سیّدِ والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عَنبرِ سارا ہو کر (حدائقِ بخشش)

حضرتِ سیِّدُنا جابر اور حضرتِ سیِّدُنا اَنَس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرماتے ہیں، مدینے کے تاجدار، سرکارِ اَبد قرار، شفیعِ روزِ شُمار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) جب مدینہ مُنوّرہ کی کسی گلی میں سے گُزرتے تو لوگ اُس گلی سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس گلی میں سے مَدَنی آقا (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا گزر ہوا ہے۔ (بیہقی)

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں۔ (حدائقِ بخشش)

صحابۂ کرام (علیہم الرضوان) سرکار (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو کس طرح تلاش کرتے؟

حضرتِ سیِّدُنا اَنَس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے منقول ہے کہ جب کوئی صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) زیارتِ اَقدس کے لئے سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوتے اور اگر سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو کاشانۂ اَقدس میں نہ پاتے تو وہ راہ میں آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی خوشبو کو سُونگھتے۔ جو آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی گزرگاہ ہونے کے سبب راہ میں پھیلی ہوئی ہوتی تھی۔ اور اس طرح مدینے کی گلیوں میں خوشبو

کے سہارے آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کو ڈھونڈتے چلے جاتے کہ حضورِ اکرم نبیِّ مکرّم (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) اس راہ سے گزرے ہیں۔ (مدارجُ النّبوت)

مُعطّر مُعطّر مدینے کی گلیاں

آج بھی مدینے کے در و دیوار سے آپ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی خوشبوئے جانفزا کی لپٹیں آرہی ہیں۔ جس سے مُحِبّوں کے دِماغِ مَحبت مُعطّر ہو جاتے ہیں۔ اور دیارِ حبیب (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی بارش میں بھی بھینی بھینی خوشبو ہوتی ہے۔

عنبر زمیں عَبیر ہوا مُشکِ تر غُبار
اَدنیٰ سی یہ شناخت تیری رہگزر کی ہے

حضرتِ اَبُو عبدُ اللہ عَطّار (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مدینۂ طیبہ کی مَدح میں فرماتے ہیں:

بِطِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) طَابَ نَسِیْمُھَا
فَمَا الْمِسْکُ وَالْکَافُوْرُ وَالْمَنْدَلُ الرَّطْبُ

ترجمہ: تاجدارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی خوشبو سے مدینۂ طیبہ کی فضا مہک رہی ہے۔ مُشک کافور اور عُود کیا ہیں؟ ان کی مانند تو وہاں کی کھجوروں میں خوشبو ہے! (مدارجُ النّبوت)

حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر شِبلی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جو آپ حُضور غوثِ اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے بھی پہلے ہوئے ہیں اور بغداد مُعلّٰی میں آپ کا مزار ہے، جو عُلمائے صاحبِ وجدان میں سے ہیں فرماتے ہیں، ”مدینۂ طیبہ کی خاکِ پاک میں خاص قسم کی خوشبو ہے جو مُشک و عَنبر میں قطعاً نہیں“، اور فرماتے ہیں کہ ”مدینۂ پاک میں ایسی خوشبو کا ہونا عجائب و غرائب میں سے ہے۔“ (مدارجُ النّبوت)

میں مدینے کی گلیوں پہ قُرباں!
جن سے گزرے ہیں شاہِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)
اِس طرح سے مہکتے ہیں کوچے
عِطر جیسے لگائے ہوئے ہیں!

سرکار (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی خوشبو سونگھنی ہے تو گلاب کو سونگھو!

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ سرکارِ اَبد قرار، ہم غریبوں کے مددگار

(صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے پسینۂ مبارکہ سے گلاب کا پھول پیدا ہوا ہے۔
ایک اور جگہ مروی ہے، آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے فرمایا، گُلِ سفید یعنی چنبیلی میرے مبارک پسینے سے شبِ معراج پیدا ہوا۔ گُلِ سُرخ (یعنی گُلاب) جبرئیل (علیہ السّلام) کے پسینہ سے اور پیلا پھول (یعنی چمپا) بُراق کے پسینہ سے۔ نیز مروی ہے کہ فرمایا، "معراج سے واپسی پر میرے پسینۂ پاک کا قطرہ زمین پر گرا تو اس سے گلاب پیدا ہوا۔ جو کوئی میری خوشبو سونگھنا چاہے وہ گلاب کو سونگھے۔" ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب میرے پسینے کا قطرہ زمین پر گرا تو زمین ہنسی اور اس نے گلاب کے پھول کو اُگایا۔ (مدارج النبوت)

عاشقِ حضورِ انور (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) اور عاشقوں کے رہبر اعلیحضرت (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں:

اُنھیں کی بُو مایۂ سمن ہے اُنھیں کا جلوہ چمن چمن ہے
اُنھیں سے گلشن مہک رہے ہیں اُنھیں کی رنگت گلاب میں ہے (حدائقِ بخشش)

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے پسینۂ مبارکہ کی خوشبو کی تو کیا بات ہے۔ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے غلاموں اور عاشقوں کے وُجود بھی معطّر ہو جاتے ہیں۔ آج بھی جس گھر میں آقا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے قدم آجائیں وہ گھر خوشبوؤں سے مہک اُٹھتا ہے۔ عشّاق کی قبریں بھی معطّر ہو جاتی ہیں۔

مکان خوشبو سے مہک اُٹھا!

حضرتِ سیّدُنا محمّد بن سعد بن مُطرّف (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) سونے سے پہلے دُرود شریف کا ایک مُقرّرہ تعداد میں وظیفہ کیا کرتے تھے۔ ایک رات سوئے تو قسمت انگڑائی لے کر جاگ اُٹھی۔ مدینہ کے سُلطان، رحمتِ عالمیان (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ

وسلّم) کا خواب میں دیدار نصیب ہوا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مدنی آقا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) اُن کے گھر تشریف لائے ہیں اور اُن کے مکان کو نُورِ جمال سے منوّر فرمایا ہوا ہے۔ اور ارشاد فرما رہے ہیں، "اپنا منہ قریب لا تاکہ اس کو بوسہ دُوں۔ اس لئے کہ تُو دُرودِ پاک بہت پڑھتا ہے۔"
بُزرگ فرماتے ہیں کہ مجھے شرم آئی کہ مدینہ کے تاجدار، دوجہاں کے مختار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے سامنے اپنے منہ کو کیسے لے جاؤں؛ لیکن میں نے اپنے رُخسار کو شہنشاہِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے دہنِ مبارک کے سامنے کر دیا۔ آپ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے نہایت شفقت کے ساتھ میرے رُخسار پر بوسہ دیا۔ جب میں بیدار ہوا تو میرا سارا مکان مُشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ اور میرے رُخسار سے تو آٹھ روز تک مُشک کی خوشبو آتی رہی۔ (جذبُ القلوب)

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے بُو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے
عاصیو! تھام لو دامن اُن کا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے (حدائقِ بخشش)

عاشق کی قبر سے خوشبو کی لپٹیں

دلائلُ الخیرات شریف کے مؤلّف حضرتِ سیّدُنا محمد بن سُلیمان جزُولی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) اپنی زندگی میں کثرت کے ساتھ دُرودِ پاک پڑھا کرتے تھے۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے انتقال کے بعد آپ کی قبرِ مبارک سے کستوری کی خوشبو کی لپٹیں آتی تھیں۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) کے وصال شریف کے ستتّر سال بعد آپ کا جسمِ مبارک منتقلی کے لئے قبرِ مبارک سے نکالا گیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ کا کفن تک بوسیدہ نہ ہوا تھا۔ اور آپ کا جسمِ مبارک بالکل صحیح حالت میں تھا جیسے آج ہی لیٹے ہوں۔ آپ

کی کوئی حالت تبدیل نہ ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ وِصالِ شریف کے وقت داڑھی مُبارک کا جو خط بنا ہوا تھا وہ ویسے ہی تھا اور نہ ہی زمین نے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے جسم کو کوئی نُقصان پہنچایا تھا۔ کسی نے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے رُخسارِ مُبارک پر اُنگلی رکھ کر دبایا تو زندہ لوگوں کی طرح خُون کی گردش جاری تھی۔ جیسا کہ زندہ انسان کے چہرے پر زور سے اُنگلی دبانے سے عارِضی طور پر سفید سا دھبّہ ہوجاتا ہے اور اُنگلی ہٹانے سے اصلی حالت میں آجاتا ہے۔ ویسے ہی یہاں پر ہوا۔ (مطالعِ المسرّات)

میری (سگِ مدینہ کی) والِدہ مُشفِقہ (رحمۃ اللہ علیہا) کا شبِ جُمعہ، ۱۴ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ کو اِنتقال ہوا۔ اَلحمدُ للّٰہ کلمۂ طیّبہ اور اِستغفار پڑھ کر بعد میں زبان بند ہوئی۔ والِدہ نے میرے سامنے ہی دم توڑا۔ خُصُوصاً غُسل دینے کے بعد چہرہ نہایت ہی روشن ہوگیا تھا۔ جس حصّۂ زمین پر رُوح قبض ہوئی۔ اس میں سے کئی روز تک خُوشبو آتی رہی اور خُصُوصاً کئی روز تک رات کے اُس حصّہ میں جس میں اِنتقال ہوا تھا، طرح طرح کی خوشبوؤں کی لپٹیں آتی رہیں۔ تیجہ والے دن صُبح کے وقت چند گُلاب کے پھول لاکر رکھے تھے۔ شام تک تقریباً پھول تروتازہ رہے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے والِدہ کی قبر پر چڑھائے۔ یقین جانیں اُن میں ایسی عجیب بھینی بھینی خوشبو تھی کہ میں حیران رہ گیا۔ کبھی گُلاب کے پھولوں میں میں نے ایسی خوشبو نہیں سُونگھی تھی نہ یہ سُطُور لکھنے تک سُونگھی ہے۔ بلکہ گھنٹوں تک وہ خوشبو میرے ہاتھوں سے بھی آتی رہی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت ۔۔۔ بَدوں پر بھی برسادے برسانے والے! (حدائقِ بخشش)

پیارے اسلامی بھائیو! یہ سب پیارے آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی غُلامی کا صدقہ ہے۔ جس پر بھی سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی

میٹھی میٹھی اور مہکی مہکی نظرِ کرم ہوجاتی ہے وہ ظاہری و باطنی خوشبوؤں سے مہکنے لگتا ہے۔ اور پھر اس کی خوشبو سے ایک عالَم مہک اُٹھتا ہے۔

ذرّے جھڑ کر تری پَیزاروں کے (رحمۃ اللہ) ۔۔۔ تاج سر بنتے ہیں سیّاروں کے
کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ۔۔۔ بول بالے مِری سرکاروں کے (حدائقِ بخشش)

اے ہمارے پیارے اللہ (عزّوجلّ) اپنے پیارے حبیب (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم) کی پیاری پیاری اور بھینی بھینی خوشبو کا صدقہ ہمارے گناہوں کی آلودگیوں اور گندگیوں کو دُور فرما۔ اور فیشن کی بدبُو سے نجات دے کر سُنّتوں کی خوشبو سے ہمارے وُجود کو مہکا دے۔ سُنّت کی خوشبو سے ہمارا چہرہ اور لباس مُعطّر مُعطّر ہوجائے اور پھر اس کی خوشبو سے پُوری دُنیا مہک اُٹھے۔ آمین

بجاہِ النّبیِّ الْاَمین (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم)

یاربّ ہرا بھرا رہے داغِ جگر کا باغ (عزّوجلّ) ۔۔۔ ہر مہ، مہِ بہار ہو ہر سال، سالِ گُل
اُن دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ۔۔۔ کیجیے رضا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو حشر میں خنداں مثالِ گُل

(حدائقِ بخشش)

داڑھی بڑھانے کی سُنّتیں اور آداب

پیارے اسلامی بھائیو! داڑھی بڑھانا تمام اَنبیاء (عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) بلکہ خُود ہمارے میٹھے آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی نہایت ہی پاکیزہ اور پیاری سُنّت ہے۔ داڑھی بڑھانے کی ہمارے سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے تاکید فرمائی ہے۔ اِس پر اِس قدر تاکید ہے کہ یہ واجب ہے۔ بریلی کے تاجدار امام اہلسنّت مولینا شاہ احمد رضا خان (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن) نے لُمعَۃُ الضُّحٰی فِی اِعفَاءِ اللُّحٰی میں اٹھارہ آیاتِ مُقدّسہ، بہتّر۷۲ احادیثِ مُبارکہ اور ساٹھ بزرگانِ دین کے اَقوالِ شریفہ کی روشنی میں داڑھی بڑھانا واجب اور مُونڈنا یا کترواکر ایک مُٹھی سے کم کردینا حرام ثابت کیا ہے۔

داڑھی مَردوں کی زینت ہے

کیمیائے سعادت میں حضرتِ امام غزالی (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں، سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ارشادِ پاک ہے، بیشک اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) کے کچھ فرشتے ہیں جن کی تسبیح یہ ہے:۔
"سُبْحَانَ مَنْ زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰی وَزَیَّنَ النِّسَآءَ بِالذَّوَائِبِ" پاکی ہے اُسے جس نے مردوں کو زینت دی داڑھیوں سے اور عورتوں کو گیسوؤں سے۔

داڑھی کا سب سے پہلا دشمن شیطان!

تاریخ میں داڑھی مُنڈانے کا اِبتدائی ثُبوت تو شیطانِ لعین کے اُس چیلنج سے ملتا ہے جو اُس نے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو دیا تھا۔ آہ! فی زمانہ کہیں ایسا تو نہیں کہ

مسلمانوں نے بھی شیطان کی اِتباع کرنے کی ٹھان لی ہو۔ اور آہ! چاہے خُدا ناراض ہوجائے خواہ مُصطفٰے (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ناراض ہوجائیں خواہ کچھ ہی ہوجائے شیطان کی بات کون ٹالے؟ چُنانچہ شیطان مردُود کے چیلنج کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِن الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔

وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ۙ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (پ ۵ ع ۱۵)

ترجمہ: اور بولا قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لونگا قسم ہے میں ضرور بہکا دونگا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤنگا اور ضرور انہیں کہونگا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور ضرور انہیں کہونگا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دینگے۔ (کنزالایمان)

داڑھی مُنڈانے والا گویا شیطان کا فرمانبردار ہے

پیارے اسلامی بھائیو! داڑھی مُنڈانا بھی تو تغییرِ خلق اللہ یعنی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی بنائی ہوئی چیزوں کو بِگاڑنا اور فِطرت کو بدل دینا ہے کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے داڑھی سے مَرد کے چہرے کو زینت بخشی اور یہ بدنصیب داڑھی مُنڈا کر یا خشخشی کرا کر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی بنائی ہوئی چیز کو بگاڑ رہا ہے۔ تو ثابت ہوگیا کہ جو لوگ داڑھی مُنڈاتے ہیں وہ شیطان کے حُکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور شیطان اُن کو اپنے غُلام اور اپنا حصۂ مُقررہ سمجھتا ہے۔ شیطانِ لعین کے اِس چیلنج کے جواب میں اللہ تعالیٰ (عَزَّوَجَلَّ) نے بھی اِعلان فرمایا کہ،

وَمَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا (پ ۵ ع ۱۵)

ترجمہ: اور جو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح ٹوٹے میں پڑا۔ (کنزالایمان)

اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ شیطان کی دوستی کیا رنگ لائے گی۔

اِسی لئے عرض ہے کہ اپنی ناتوانی پر رحم کرتے ہوئے پیارے مُصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کی محبت کی نشانی اپنے چہرہ پر سجا کر شیطان کی دوستی توڑنے کا عملی ثبوت دیجئے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کوئی مسلمان داڑھی مُنڈا کر، خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے شیطان کے حُکم کی تعمیل کرکے اُس کے حصّے میں چلا جائے اور خُسرانِ مُبین (کُھلا نقصان) اُٹھائے۔ البتّہ اگر ایک قبضہ سے داڑھی زیادہ ہو جائے تو اُس حصّہ کو ترشوانا جائز ہے۔ چنانچہ صاحبِ رُوحُ المعانی تحریر فرماتے ہیں:

"اور تغییرِ خلق اللّٰہ (یعنی اللّٰہ (عزّوجلّ) کی فِطرت کو بدل دینے) کے حُکم سے ختنہ کرنا، داڑھی کا رنگنا (مہندی سے) اور ایک قبضہ (یعنی مُٹھی) سے زیادہ کا حصّۂ داڑھی ترشوانا مُستثنےٰ کیا گیا ہے۔ (تفسیر رُوحُ المعانی)

مطلب یہ کہ ختنہ کرانا، سفید داڑھی میں مہندی لگانا، داڑھی اگر ایک مُٹھی سے زیادہ بڑھ گئی ہے تو ٹھوڑی کے نیچے جو بال لٹک رہے ہیں اُن کو مُٹھی میں لے کر بقیّہ بال جو نیچے سے مُٹھی سے باہر رہ گئے۔ ان کو کاٹ سکتے ہیں اور ان کاموں کو اللّٰہ (عزّوجلّ) کی فِطرت بدلنا نہیں کہیں گے۔

داڑھی مُنڈانے کی لعنت سب سے پہلے قومِ لُوط میں آئی!

تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے اِس حُکم کی تعمیل پہلے پہل قومِ لُوط نے کی اُن کے اَمرَدوں (خوبصورت لڑکوں) کی جب داڑھیاں نکل آتی تھیں تو اَمرَد ہی رہنے کی غرض سے وہ داڑھیاں مُنڈوا دیا کرتے تھے۔ آخر کار جب اُن کے

گندے کام بڑھتے ہی چلے گئے تو اللّٰہ (عزّوجلّ) کے قہر و غضب کو جوش آیا اور وہ پوری کی پوری بستی عذاب کا شکار ہو گئی۔ چنانچہ اللّٰہ (عزّوجلّ) کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَلُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىٕثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ (پ۱۷ ع۵)

اور لُوط (علیہ السلام) کو ہم نے حکومت اور علم دیا اور اسے اُس بستی سے نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی۔ بے شک وہ بُرے لوگ بے حکم تھے۔ (کنز الایمان)

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کا فرمانِ عالیشان ہے:

قومِ لُوط کی تباہی کی ایک وجہ داڑھی مُنڈانا بھی تھا!

دس بُرے کاموں کی وجہ سے قومِ لُوط ہلاک کی گئی جن میں سے ایک لواطت (مرد سے بدفعلی) ہے۔ اور شراب پینا اور داڑھی مُنڈانا اور مُونچھیں بڑھانا بھی ہے۔ (دُرِّ منثور)

پیارے اسلامی بھائیو! خدارا! غور فرمائیے، ٹھنڈے دل سے سوچئے۔ قومِ لُوط کی تباہی اور بربادی کا نقشہ ذہن میں لائیے کہ اُس نافرمان قوم پر کس طرح آسمان سے پتھّر برسے تھے۔ ہر پتھّر پر ہر شخص کا نام لکھا تھا۔ جس پر پڑا وہیں ڈھیر ہو گیا۔ حتّٰی کہ سیّدنا لُوط علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی نے جب یہ ہولناک منظر دیکھا تو اُس کے مُنہ سے صِرف اتنا نِکلا، "ہائے میری قوم!" تو اُس کے بھی پتھّر آ لگا اور وہ بھی وہیں ڈھیر ہو گئی۔ پیارے بھائیو! اللّٰہ (عزّوجلّ) کے عذاب سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔ مان جائیے! اور پیارے مُصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) کی پیاری سُنّت کو قبول کر کے

چہرہ پر سجا ہی لیجئے۔

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی پُرنور داڑھی مبارک کے بارے میں پڑھیے اور جھومئے۔

سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی داڑھی مبارک

سیّدنا امامِ غزالی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی رِیش مبارک گھنی تھی اور ایسے ہی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرتِ سیّدنا عثمانِ غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی داڑھی مبارک دراز اور باریک۔ حضرتِ مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی داڑھی مبارک چوڑی۔ سارا سینہ بھرے ہوئے تھی۔ (اِحیاءُ العُلوم)

حُضور سیّدنا غوثُ الاعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی رِیشِ اقدس دراز اور چوڑی تھی۔ (مدارج النبوۃ)

میٹھے میٹھے مدینے کے دیوانو! تمام انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے داڑھی رکھی ہے۔ اور پچھلے زمانے میں عام طور پر سارے ہی لوگ داڑھی رکھتے تھے۔ چُنانچہ اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) "لمعۃ الضحیٰ" میں فرماتے ہیں، "اہلِ بیتِ کرام وصحابۂ عظام وائمۂ اعلام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور ہر قرن وطبقہ کے اولیائے اُمّت وعُلمائے ملّت (رحمہم اللہ) بلکہ قرونِ خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اِزالہ تو اِزالہ ڈھونڈنا تو درکنار، اگر خِلقۃً (قُدرتاً) بھی کسی کی داڑھی نہ نکلتی تو وہ اس پر سخت تأسُّف (افسوس) کرتا اور ہر عیب سے بدتر سمجھا جاتا۔ عُلمائے کرام علاماتِ قیامت میں گِنا کرتے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ داڑھیاں مُنڈائیں گے، کتروائیں گے۔"

دیکھا آپ نے؟ پہلے تمام لوگ داڑھی مُنڈانے، کترانے کو بہت ہی بڑا گناہ خیال کرتے تھے بلکہ اگر کسی کی خِلقۃً (یعنی قدرتی طور پر) بھی داڑھی نہ اُگتی تو اس کو بہت ہی معیوب سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ منقول ہے۔

لنگڑا پن، کانا پن عیب ہے، یا قُدرتی داڑھی کا نہ اُگنا؟

حضرتِ سیّدنا احنف بن قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (کہ اکابرِ ثِقاتِ تابعین وعلماء وحکمائے کاملین سے تھے۔ زمانۂ رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میں پیدا ہوئے ۶۷ یا ۷۲ھ میں وفات پائی) عاقل اور حلیم تھے۔ پاؤں میں کجی (لنگڑا پن) تھا۔ ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ داڑھی خِلقۃً (پیدائشی) نہ نکلی تھی۔ ان کے اصحاب نہ اس کجی (لنگڑا پن) پر افسوس کرتے نہ یک چشمی (یعنی کانا پن) پر بلکہ داڑھی نہ ہونے کی کراہیت کا ذِکر کرتے اور کہتے "ہمیں تمنا ہے کہ کاش! اگر بیس ۲۰ ہزار کو ملتی تو حضرتِ احنف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے داڑھی خریدتے"۔ (لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحیٰ)

کاش! دس ہزار میں داڑھی مل جائے!

حضرتِ سیّدنا شُریح قاضی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (کہ اجلّۂ ائمہ واکابرِ تابعین سے ہیں۔ زمانۂ رسالتِ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میں ولادت پائی بلکہ کہا گیا صحابی ہیں۔ حضرتِ امیر المؤمنین عُمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پھر امیر المؤمنین حضرتِ مولیٰ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) فتاویٰ میں ان سے رائے لیتے۔ ۸[illegible]؁ ہجری سے کچھ پہلے یا بعد انتقال ہوا) ان کی داڑھی بھی خِلقۃً نہ تھی، وہ فرماتے: "مجھے آرزو ہے، کاش! دس ہزار دے کر داڑھی مل جاتی"۔ (لمعۃ الضحیٰ)

پیارے اسلامی بھائیو! یہ تھی ہمارے اکابرین کی داڑھی مُبارک سے مَحبّت اور آہ! آج کیسا نازک دور آچکا ہے کہ اب داڑھی رکھنا بہت بڑا عیب سمجھا جانے لگا ہے۔ آج کوئی دیوانۂ مُصطفےٰ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اگر سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی رَحمت بھری اور نورانی سُنّت اپنے چہرے پر سجا لیتا ہے تو قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ ماں بھی مُخالِف، باپ بھی ناراض، بھائی بہن الگ مُنہ چڑھاتے ہیں۔ دوست واحباب سب مذاق اُڑاتے ہیں۔ مَعاذَاللہ پیچھے سے پھبتیاں کسی جاتی ہیں۔ اَلغَرَض مدینے والے آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے دیوانے نے سُنّت تو کیا سجائی ساری قوم مُخالَفت پر کمربستہ ہو جاتی ہے۔ آہ! ؎

وہ دَور آیا کہ دیوانۂ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے ؛ ہر ایک ہاتھ میں پتھر دکھائی دیتا ہے!

خُدا کے واسطے سوچئے! آخر داڑھی رکھنے والے کا کیا قُصُور ہے؟ اِس غریب نے آخر آپ کا کیا بگاڑا ہے؟ اِس کا قُصُور یہی تو ہے، کہ جس میٹھے محبوب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا آپ بھی کلِمہ پڑھتے ہیں۔ اُسی کی مَحبّت میں، اُسی کے عِشق میں جب دل تڑپا، ضمیر نے لبَّیک کہی، توفیقِ خُداوندی نے ساتھ دیا تو غُلام نے غمخوار آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے سُہانے اور دِلرُبا چہرے کی نَقل پر کمر باندھ لی۔ ہمّت کرکے نُورانی سُنّت سے چہرہ آراستہ کر لیا۔

اے داڑھی کا مذاق اُڑانے والو! یاد رکھو! نہ کوئی یہاں ہمیشہ رہا ہے، نہ رہے گا۔ ایک نہ ایک دن تمہیں بھی اِس دنیا سے کُوچ کرنا ہے۔ اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی بارگاہِ بے کَس پناہ میں حاضِر ہونا ہے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے پیارے حبیب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی خدمتِ بابرکت میں بھی حاضِری دینی ہے، کیا مُنہ لے کر جاؤ گے؟

سُنّتوں کا مذاق اُڑانے پر کیا جواز پیش کرو گے؟ سُن لو! تم سے کوئی جواب نہ بن پڑے گا۔ لہٰذا مان جاؤ۔ اِس قدر نہ اتراؤ! کیا یہ تعجّب خیز بات نہیں کہ مسلمان کہلانے کے باوُجود مسلمانی وَضع سے اِس قدر نفرت!!!

اپنے پیارے آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ان فرمانانِ عالیشان کو پڑھو اور کچھ سمجھنے کی کوشِش کرو کہ جو سُنّتوں پر عمل نہیں کرتا یعنی داڑھی وغیرہ نہیں رکھتا اور دیگر سُنّتوں کے مُعاملے میں کوتاہی کرتا ہے۔ اُس پر پیارے اور سوہنے میٹھے آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اِس قدر ناراض ہوتے ہیں۔ تو جو بدنصیب سُنّتوں سے نفرت کرتے، مذاق اُڑاتے ہوں گے۔ آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اُس سے کس قدر بیزار ہوں گے؟

غیروں کی سُنّت (فیشن) اپنانے والا بدنصیب!

پیارے سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں "جو ہمارے غیر کی سُنّت پر عمل کرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں ہے" (مُسنَدُ الفِردوس)

تارکِ سُنّت ہمارا نہیں!

تاجدارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ارشادِ پاک ہے، کہ جو میری سُنّت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں۔ (ابنِ ماجہ)

سُنّت سے مُنہ پھیرنے والا ہمارا نہیں!

آقائے مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ مقدّس ہے کہ جو میری سُنّت سے مُنہ پھیرے گا وہ میرے گروہ سے نہیں۔ (ابنِ عساکر)

؎ نہ اُٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم * کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

اب تو خدارا ہوش میں آؤ۔ سُنّتوں کی مُخالفت سے باز آؤ۔ سچی پکی توبہ کرلو۔ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کو راضی کرلو۔ محبوبِ پاک (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو منالو اور اپنا چہرہ بھی آقا (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی مَحبّت کی خاطِر سُنّت سے سجالو۔

ہمارے بیشتر بھائیوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ "داڑھی رکھو تو سُنّت ہے اور نہ رکھو تو کوئی گُناہ نہیں"۔ پیارے اسلامی بھائیو! یہ سَراسَر شیطان کا فریب ہے اور اُسی نے یہ بات ذِہن میں بٹھادی ہے اور وہ تو چاہتا بھی یہی ہے کہ ہم سُنّتوں سے دُور رہیں اور صِرف اُسی کے مَنشا کے مطابِق فیشن پَرَسْت ہو کر رہیں۔ جُوں جُوں آدمی گناہ کرتا جاتا ہے۔ تُوں تُوں گناہوں میں مزید پکّا ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا (عَزَّوَجَلَّ) کا خوف اُس کے دل سے نکل جاتا ہے اب گناہ کرتے ہوئے اُسے کوئی جِھجک محسوس نہیں ہوتی۔ شیطان اُس سے خوش ہوتا چلا جاتا ہے۔ چُنانچِہ حدیثِ پاک میں ہے کہ،

"جب آدمی چالیس برس کی عُمر پر پہنچتا ہے اور اُس کی نیکیاں گناہوں سے کم ہوتی ہیں یعنی گناہوں کی عادت اُس کی جاتی ہی نہیں تو شیطان اُس کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر کہتا ہے،" میں اِس چہرے پر قُربان! یہ اب ہدایت پر آنے والا نہیں"۔ (اَنیسُ الْواعِظین)

یقیناً سرکار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمان حق ہے۔ سگِ مدینہ نے مُتَعَدَّد بار تجربہ کیا۔ بڑے بوڑھے لوگوں کو بارہا دعوتِ اجتماع پیش کی، نماز شُروع کرنے کا مشورہ دیا۔ ایسے عُمر رسیدہ جن کے جِسْم میں رَعشہ اور چہرے کی کھال لٹکتی دیکھی۔ اِس آخری عُمر میں جب "ماضی" کی طرف دیکھیں تو حسرت ہی حسرت، "حال" بڑھاپے میں بدحال اور "مُستقبل" کی طرف نظر ڈالیں

تو قبر کا ہولناک گڑھا منتظر نظر آتا ہے۔ ایسوں سے عرض کیا "اب تو داڑھی رکھ لو" افسوس! ناکامی رہی۔ سرطان (کینسر) کے دم توڑتے مریض دیکھے، فالج زدہ دیکھے، ایسے ایسے بیمار دیکھے جن کے بارے میں ظنِّ غالب ہو جاتا ہے کہ "رُخصت کی تیاری ہے"۔ آہ! اُن کا ذہن کیسے بنایا جائے؟ جس نے اپنی پوری زندگی صِرف اور صِرف دنیا کے لئے وَقف کر رکھی تھی، اسے توبہ کرنے پر کس طرح راضی کیا جائے؟ جو ہر وَقت فرنگی تہذیب اور فیشن کا متوالا تھا، اُسے سنّتوں کا جام کیسے پلایا جائے؟ آہ! صد آہ! سگِ مدینہ ایسوں کے جنازے اُٹھتے دیکھتا رہا، جی میں کُڑھتا رہا، اِس کے سوا یہ کر بھی کیا سکتا ہے؟ بلکہ ایک عجیب رُوح فرسا واقِعہ کراچی میں دیکھا گیا کہ اِسی قسم کے ایک صاحب کا اِنتقال ہوگیا۔ شِدّتِ مَرَض میں چہرہ پر کچھ بال بڑھ گئے تھے۔ یعنی شیو بڑھ گیا تھا تو اہلِ میّت نے میّت کے چہرے پر اُسترا ہی پھیر دیا۔ ہائے! میّت کی بے چارگی! وائے سوگواروں کی بدنصیبی!! اِس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ ~

رُوح میں سوز نہیں قَلب میں اِحساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمّد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا تمہیں پاس نہیں

پیارے اسلامی بھائیو! واقعی اِس دِلخراش واقِعہ نے آپ کے سینے میں ہلچل مچادی ہوگی۔ یقیناً آپ ایسا تو نہیں ہونے دیں گے۔ لیکن کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ مَعاذَاللہ ثُمَّ مَعاذَاللہ اپنے ہی ہاتھوں جیتے جی اِس سُنّت کو پامال کر رہے ہوں۔ میّت کے ساتھ بدسُلوکی کرنے والا خود ہی گناہ گار ہوگا۔ اِس میں میّت کا کیا قُصُور؟ البتّہ جو جیتے جی اپنی ہی رِضامندی سے آقائے نامدار غریبوں کے غمگسار (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی پیاری سُنّت کو چہرے سے

نوچ نوچ کر گندی نالی میں بہادے۔ اُس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ غور کیجئے! سوچئے! اللہ (عزوجل) کرے کسی کے دل کو چوٹ لگ جائے جس طرح فارِسی کے مشہور شاعِر مرزا قتیلؔ کے دل پر کسی دیوانے نے چوٹ لگا دی تھی۔ واقِعہ کچھ یُوں ہے کہ،

تو مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا دِل چھیل رہا ہے!

مرزا قتیلؔ کے اَشعار میں تَصَوُّف کا رنگ خوب جھلکتا ہے۔ لہٰذا ایک مرتبہ ایران کے ایک شَخص نے اُس کے اشعار دیکھ کر خیال کیا کہ یہ کوئی بڑا بُزُرگ شَخص ہے۔ وہ ایران سے چل کر مُلاقات کیلئے اُس کے پاس پہنچا۔

اِتّفاقاً اُس وَقت مرزا قتیلؔ حجامَت بنوا رہا تھا۔ حَجّام اُس کی داڑھی مُونڈ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر اُس شَخص کو بڑا رَنج ہوا۔ اور غُصّہ میں بولا،

"افسوس! آغا!! رِیش مے تَراشی۔"! مرزا نے جواب دیا،

بَلے رِیش مے تَراشَم   وَلے دِل کَسِ رانَمے خَراشَم

(ہاں میں داڑھی مُونڈ رہا ہوں)   (کِسی کا دِل نہیں چھیل رہا ہوں)

وہ شَخص بولا، "آرے دِلِ رسولُ اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) مے خَراشی۔"

(ہاں، ہاں۔ تو رسولُ اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے دل کو چھیل رہا ہے)

مرزا قتیلؔ آہ! کر کے بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بولا،

جزاکَ اللہ کہ چَشمِ باز کَردی   مرا باجانِ جاں ہَمراز کَردی

اللہ (عزوجل) تجھے جزا دے کہ تُو نے میری آنکھ کھول دی۔ میرا تعلّق میرے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) سے قائم کر دیا۔ (مَعْدِنِ اخلاق)

پیارے اسلامی بھائیو! کاش ہمارے دل میں بھی پیارے مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی محبت اِس قَدر گھر کر جائے کہ ہم بھی سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ہر فرمانِ عالیشان کو بے چُون وچَرا عملی جامہ پہنادیں۔

اب اُن احادیثِ مبارکہ کا بیان کیا جاتا ہے جن میں سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے صَراحۃً داڑھی بڑھانے اور مُونچھیں پَسْت کرنے کا حُکم فرمایا ہے۔

داڑھی بڑی رکھو!

حضرتِ عبدُاللہ بن عُمر فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے رِوایت ہے کہ پیارے مدنی آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) فرماتے ہیں، "مشرِکوں کا خِلاف کرو۔ مُونچھوں کو خوب پَسْت (چھوٹی) اور داڑھیاں کثیر و وافِر (بڑی) رکھو۔" (صحیح بُخاری و مُسلم)

داڑھی چھوڑ رکھو

پیارے سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا فرمانِ اقدس ہے کہ خوب پَسْت کرو مُونچھیں اور چھوڑ رکھو داڑھیاں۔ (مُسلم و ترمذی)

آتش پرستوں جیسے چہرے مت بناؤ!

آقائے مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا فرمانِ مقدّس ہے کہ مونچھیں کَترو اور داڑھیاں بڑھنے دو۔ آتَش پرستوں کا خِلاف کرو۔ (صحیح بخاری)

داڑھی کو کاٹنے سے مُعاف ہی رکھو!

سرکارِ مدینہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) فرماتے ہیں کہ مُونچھیں خوب پَسْت (چھوٹی) کرو اور داڑھیوں کو مُعافی دو۔ یَہودیوں کی سی صُورت نہ بناؤ۔ (طحاوی شرح معانی الآثار)

یَہود و نَصارٰی کی مخالفت کرو!

ہمارے پیارے آقا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

نے فرمایا کہ مُونچھیں کَترو اور داڑھیوں کو کثرت دو۔ یَہُود و نَصاریٰ کا خِلاف کرو۔ (بیہقی)

آتَش پَرَست داڑھی مونڈتے ہیں

حضرتِ عبدُاللہ بن عمر (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُما) نے فرمایا کہ پیارے آقا (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے مَجوسیوں کا ذِکر کیا اور فرمایا، "وہ اپنی لَبیں (مُونچھیں) بڑھاتے اور داڑھیاں مُونڈتے ہیں، تم ان کا خِلاف کرو۔" (طَبَرانی)

پیارے اسلامی بھائیو! اب ذَیل میں وہ احادیثِ مُبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔ جن میں "مُثلہ" کرنے پر وعیدیں آئی ہیں۔ "مُثلہ" چہرہ بگاڑنے کو کہتے ہیں مثلاً ناک یا کان کاٹ دیا۔ آنکھ پھوڑ دی مَعاذَ اللہ داڑھی مُونڈ دی یا خشخشی کر دی۔ یہ سب مُثلہ کہلاتا ہے اور یہ حرام ہے۔ ایسا کرنے والوں پر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اُس کے معصُوم فرِشتے لعنت کرتے ہیں۔

چہرہ بِگاڑنے والوں پر لَعنت کی گئی ھے

حضرتِ عبدُاللہ بن عُمر (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُما) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں، "اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی لعنت اُس پر جو کسی جاندار کے ساتھ مُثلہ کرے۔" (یعنی چہرہ بِگاڑے)۔ (بُخاری و مُسلم)

سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے فرمایا، "جو کسی جاندار کے ساتھ مُثلہ کرے اُس پر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور ملائکہ و بَنی آدم سب کی لعنت۔" (طَبَرانی)

حضرتِ صَفوان بن عَسّال (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُ) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا فرمایا، "چلو خُدا (عَزَّوَجَلَّ) کے نام پر خدا (عَزَّوَجَلَّ) کی راہ میں جِہاد کرو، خدا کے مُنکِروں سے۔ اور نہ مُثلہ کرو نہ بدعہدی نہ خیانت، نہ

بچّے کا قتل۔" (ابنِ ماجہ)

امیرُ المؤمنین مولیٰ علی (کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجہَہُ الکَرِیم) سے ایک طویل حدیث رِوایت کی گئی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) جب کوئی لشکر کُفّار پر بھیجتے تو فرماتے، "مُثلہ نہ کرو نہ کسی آدمی کا نہ چوپائے کا۔" (امام احمد و بخاری)

یعنی مسلمان تو مسلمان، جانور بلکہ کافِر کا بھی چہرہ مت بگاڑو۔

حضرتِ عبدُاللہ بن عُمر (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُما) سے روایت ہے، "سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے چوپایوں کو مُثلہ کرنے سے منع فرمایا۔" (ابنِ ماجہ)

حضرتِ علی (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُ) کہتے ہیں، "میں نے مدنی تاجدار (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے سُنا کہ وہ مُثلہ کرنے سے منع فرماتے اگرچہ کاٹ کھانے والا کُتا ہو۔" (طَبَرانی)

حضرتِ عُمَیر (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُ) فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فرمانِ عالیشان ہے، "اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی مخلوق میں سے کسی بھی ذِی رُوح کو مُثلہ نہ کرو۔" (طَبَرانی)

"کتابُ المفتوح" میں ہے کہ امیرُ المؤمنین سیّدنا صِدّیقِ اکبر (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُ) نے اپنے صُوبہ ملک یمامہ مُہاجِر بن ابی اُمَیّہ (رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنہُ) کو فرمان بھیجا جس میں ارشاد ہے، "لوگوں کو مُثلہ کرنے سے بچو، کہ وہ گناہ ہے اور نفرت دِلانے والا کام ہے۔ مگر ہاں قِصاص و عِوَض میں۔" (یعنی اگر کسی نے دُوسرے کا کان یا ناک کاٹ ہی دیا تو اب بطورِ سزا مُجرِم کا بھی وُہی عُضو کاٹا جاتا ہے)۔

اَللہُ اکبر! اعلیٰحضرت (عَلَیْہِ الرَّحمَۃ) فرماتے ہیں "جب چوپایوں سے مُثلہ حرام، چوپائے درکنار، کاٹ کھانے والے کُتّے سے ناجائز، کُتّے سے بھی گزر ہے۔

حربی کافر سے بھی منع تو مسلمان کا خود اپنے موںھ کے ساتھ مُثلہ کرنا کس قدر اَشد حرام و موجِبِ لعنت و انتقام ہے۔" وَالْعِیاذُ بِاللّٰہِ تعالیٰ۔ (اللُّمعۃُ الضُّحیٰ)

بالوں کا مُثلہ کرنے والوں کیلئے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے یہاں کوئی حصّہ نہیں

حضرتِ عبدُاللّٰہ بن عبّاس (رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہُما) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیہِ وَ اٰلِہٖ وَسلَّم) فرماتے ہیں، "جو بالوں کے ساتھ مُثلہ کرے اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کے یہاں اُس کا کچھ حصّہ نہیں۔" (طَبَرانی)

اعلیٰ حضرت (عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ) فرماتے ہیں، "یہ حدیث خاص بالوں سے متعلق ہے اور بالوں کا مُثلہ یہی ہے جو کلماتِ آئمّہ میں مذکور ہوا کہ عورت سر کے بال مُنڈائے یا مَرد داڑھی یا مَرد خواہ عورت بَھویں (مُنڈوائے) یہ سب صورتیں "مُثلۂ مُو" (یعنی بالوں کو بِگاڑنے میں) داخل ہیں اور سب حرام ہیں۔" بالوں کا مُثلہ یہی ہے کہ داڑھی مُنڈائی یا مَرد و عورت کسی نے بھی بَھویں مُنڈائیں۔ بدقسمتی سے عورتوں میں آجکل بَھویں (اَبرُو) مُنڈوانے کا فیشن چل پڑا ہے۔ یہ سب مُثلہ ہے اور حرام ہے۔ چُنانچہ مذکورہ بالا حدیثِ پاک کی شرح میں شارِحِین کرام (رَحِمَھُمُ اللّٰہ) فرماتے ہیں، "البتّہ اگر اسلامی بہنوں کے داڑھی کے بال نکل آئیں تو اُن کو مُونڈ ڈالنا مُستَحَب ہے۔ اِنہیں سر کے بال مُونڈنا حرام ہے۔"

داڑھی نوچ ڈالنا مُثلہ ہی ہے

جنگِ جَمَل کے موقعہ پر جب گورنرِ بصرہ حضرتِ سیِّدُنا عثمان بن حُنَیف (رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہ) کی مَعاذَاللّٰہ، داڑھی نوچ ڈالی گئی تو اُس کو مُثلہ ہی کہا گیا۔ (تاریخ ابنِ کثیر)

جنگِ جَمَل کے موقع پر سیِّدُنا عثمان بن حُنَیف (رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ یہ زیادتی کی گئی کہ آپ کی داڑھی مُبارک کو نوچا گیا تو آپ کے ساتھیوں نے اِسے "مُثلہ" قرار دیا اور اِس پر اظہارِ افسوس کیا گیا۔ لیکن آہ! آج ہمارے نائی بھائی اُجرت لے کر فخر کے ساتھ یہ کام سَرانجام دے رہے ہیں۔

داڑھی منڈوانا حرام ہے!

"ہِدایہ شریف" میں ہے کہ "حَلْقُ اللِّحْیَۃِ مُثْلَۃٌ" یعنی "داڑھی کا مُونڈنا مُثلہ ہے"۔ اس کی شرح میں عَیْنی شارِحِ ہِدایہ شریف نے لکھا ہے کہ "وَالْمُثْلَۃُ حَرَامٌ" کہ "مُثلہ کرنا حرام ہے"۔ نتیجہ یہ نکلا کہ داڑھی مُنڈانا حرام ہے۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت سے محروم!

نیز "ہِدایہ کتابُ الدِّیات" میں ہے، "اگر کوئی شخص کسی کی داڑھی نوچ یا مُونڈ ڈالے تو یہ بھی ناک کان کاٹنے ہی کی طرح "مُثلہ" ہے اور اِس کی دِیَت (سزا) بھی ناک کان جتنی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ داڑھی مُنڈانے والے لوگ مُثلہ کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رَحمت سے بالکل محروم ہیں۔"

داڑھی مُونڈنے کی اُجرت لینا اور دینا دونوں ناجائز ہے

جن بالوں کا مُنڈانا اور ضَرورت کی وجہ سے چھوٹا کرانا جائز ہے اُن کی اُجرت لینا دینا دُرُست ہے اور جن بالوں کا مُنڈانا اور تراشنا حرام ہے۔ مثلاً داڑھی کے بال اور ان کی اُجرت کا لینا دینا بھی بالکل دُرُست نہیں۔ (کَشّاف)

ھمارے نائی بھائی اِس سے دَرس حاصِل کریں کہ اگر اُنہوں نے کسی بدنصیب کی داڑھی مُونڈی یا خط ایسا بنایا کہ داڑھی ایک مٹھی سے کم کردی

اگرچہ ایسا گاہک کی مرضی سے ہی کیا۔ بہر حال حرام ہے اور اس سے جو کچھ اُجرت ملی وہ بھی حرام۔ خُدارا! اپنے حال پر رحم کیجئے، حدیثِ پاک میں ہے، "جس کے پیٹ میں حرام کا ایک لُقمہ جاتا ہے اُس کی چالیس دن تک کوئی دُعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ اور جو گوشت حرام کے مال سے پلتا بڑھتا ہے وہ جہنّم کا ایندھن بنادیا جائے گا۔"

مُونچھیں چھوٹی کرنا ضروری ہے

سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جو شخص مُونچھیں نہ کٹائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی و نسائی)

اِس حدیثِ مُبارکہ کی شرح کرتے ہوئے علّامہ مُلّا علی قاری (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) فرماتے ہیں کہ،

"اِس حدیثِ پاک سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدنی تاجدار آقائے نامدار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) کے فرمانِ عالیشان کا مُدّعا اِس سُنّت کے تارِک کو ڈرانا ہے یا اُس کو خوف دلانا ہے کہ اُس کی موت مِلّتِ اسلام پر نہ ہوگی۔" (مرقاۃ)

بہتر یہ ہے کہ مُونچھیں اَبرُو کی مِثل رکھّی جائیں۔ مُونچھ کو اِس قدر بڑھانا کہ مُنہ میں آئیں حرام ہے (احکامِ شریعت) بعض بُزرگوں (رحمہم اللہ) سے لمبی مُونچھیں ثابت ہیں۔ (بہارِ شریعت) اور لمبی مونچھوں میں حرج بھی نہیں بس اُوپری لَب (ہونٹ) بالوں سے نہ چُھپے۔

مُونچھیں چالیس دِن کے اندر اندر کاٹ لینی چاہئیں!

حضرتِ سیّدنا انس (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے رِوایت ہے کہ مدینے کے تاجدار (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے ارشاد

فرمایا کہ مُونچھیں اور ناخُن کاٹنے میں چالیس دن سے زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔ (مُسلِم)

اب وہ اَحادیثِ مُبارکہ پیش کی جاتی ہیں جن میں مرد و عورت کو ایک دُوسرے کی مُشابَہت کرنے کی مُمانَعت فرمائی گئی ہے۔ اور یقیناً داڑھی مُنڈانا عورت کے چہرہ سے مُشابَہت ہے۔

آقا (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے دوسروں کی مُشابہت کرنے والے پر لعنت فرمائی

"سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے لعنت فرمائی زنانہ مَردوں اور مردانی عورتوں پر، اور فرمایا، انہیں اپنے گھروں سے نِکال دو۔" (ابوداؤد، ترمذی)

حضرتِ ابوہُریرہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے لعنت فرمائی اُس مرد پر کہ عورت کا لِباس پہنے اور اُس عورت پر کہ مرد کا۔ (ابوداؤد)

مَردانہ جُوتا پہننے والی پر لعنت

اُمُّ المؤمنین حضرتِ عائشہ صدّیقہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) سے عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانہ جُوتا پہنتی ہے۔ فرمایا، "سرکارِ مدینہ (صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم) نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی۔" (ابوداؤد)

ایک تابعی (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ہُذَیلی سے فرماتے ہیں، مَیں عبد اللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کی خدمت میں حاضِر تھا۔ ایک عورت کمان لٹکائے مردانی چال چلتی سامنے سے گزری۔ حضرتِ عبدُ اللہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) نے پوچھا، کون ہے؟ میں نے کہا، اُمِّ سعید بنتِ ابوجہل۔ فرمایا، میں نے سیّدُ المرسلین